1404
1405
1406

तीन पुस्तकें

(ادم)

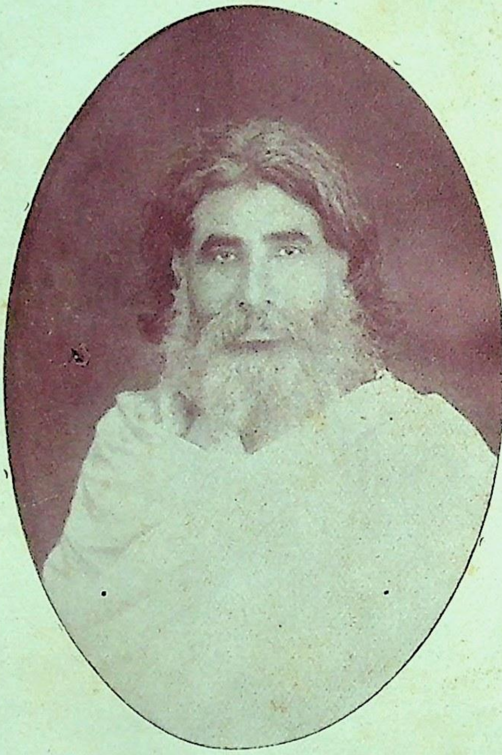
منوبل

مصنفہ

مہاتما ٹیک چند جی مہاراج (پر بھو آشرت)

قیمت ۳ر

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि । धियो यो नः प्रचोदयात् ।



श्री महात्मा टेक चन्द जी महाराज

(प्रभु आश्रित) टोबा टेक सिंह

شری مہاتما ٹیک چند جی مہاراج پربھو آشرت

MEHTA ART PRESS LAHORE

ॐ

من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت
پار برہم کو پائیے۔ من ہی کے پرتیت

ओ३म यज्जाग्रतोदरमदैति देवलद सपुस्य
तथैवैति। दूरङ्गमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः
शिवसंकल्पमस्तु ॥

من جیتے جگ جیت

منوبل

مصنفہ

مہاتما ٹیک چند (پرکھو آشرت)

مصنّف

کرم بھوگ چکر۔ پیتھ پردرشک۔ گپت گیان گائیتری۔ یوگ جگتی
بچنبیہ رہسیہ۔ گرہست آشرم پرولیشکا۔ رچنا رہسیہ وغیرہ

بار دوم ۱۹۳۹ء تعداد ۱۰۰۰
قیمت ۳ر

یجروید رگ وید اتھروید سام وید

اوم

سرشٹی سناتن ساکھی
یش سرگ
اُتّم دھرم وشکتی شالی
سیوک
اتی

دیباچہ

پربھو کا کوٹان کوٹ دھنیہ واد ہے - جس کی اپار کرپا اور دیا سے یہ پُستک "منوبل" نامی دہرم پریمیوں کی سیوا میں اُپستھت کر رہا ہوں -

مجھے ۳۲-۱۹۳۱ء سال بھر کے ایکانت اور مون برت میں جو مُٹھ بھیڑ اس اپنے من سے کرنی پڑی - اور جو کشٹ ، مصیبت اس من کے ویگ نے دیں - اور کبھی ایسا نربل - دُربل - بھیرو بنا دے - کہ میں نراش ہو جاؤں اور کبھی ایسا سبل کر دے - کہ میرے لئے کوئی کٹھن سے کٹھن اور ناممکن سے ناممکن کام بھی ایک کھیل بن جاوے - اس سے جو جو انوبھو مجھے ہوئے - میں نے اُنہیں قلمبند کر دیا - اور صحیح یقین ہو گیا - کہ

من کے ہارے ہار ہے - من کے جیتے جیت
پار برہم کو پائیے - من ہی کے پرتیت !

تب سے میں من کو کبھی اپنا شترو نہیں سمجھتا - نہ بھول کر اسے دُرشبدوں سے پکارتا ہوں - اس پُستک کے سوادھیائے سے آپ کو سپشٹ ہو جائیگا کہ یہ من جو کہ آتما کا جنم جنمانتر کا پُرانا ساتھی - سچا متر اور وفادار سیوک ہے کتنا بلوان اور شکتی شالی ہے - اس کو کیسے وش میں کیا جا سکتا ہے - کس پرکار اس من سے سنسار کے سارے کاریہ دہرم انوسار اور کامیابی سے کئے جا سکتے ہیں - کس طرح من سے آتما اور پرماتما کا ساکھشات کیا جا سکتا ہے -

میرا وشواش ہے۔ کہ اگر آپ توجّہ سے میرے اِن وچار وں اور انوبھووں کو اپنے ہردیہ سنغل میں جگہ دے کر اپنے جیون کو ان کے انکول بنانے کا یتن کریں گے۔ تو جہاں آپ کو اس سے بڑا بھاری لابھ ہوگا۔ وہاں میں بھی اپنا پرشرم سپھل سمجھونگا۔

پرماتمن دیو سے پرارتھنا ہے۔ کہ وہ ہمیں سدیو سُبدھی اور سُومتی پردان کریں۔ اور ہمیں سدیو سمارگ پر چلائے رکھیں۔

آپکا:

ٹیک چند (پربھو آشرت)

تُلسی کایا کھیت ہے۔ منسا بھیو کِسان
پاپ پُنیہ دوؤ بیج ہیں بووے سو لُونے نِدان

من موٹا من پاترا من پانی من لائے
من کے جیسی اوپجے تیسی ہی ہو جائے

A great, a good, and a light mind is a kind of divinity lodged in flesh

ॐ ओ३म् भू भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि। धियो यो नः प्रचोदयात् ॥ ॐ

بھجن

اوم اکار اُکار مکار — تین ماتر کا ایک اونکار
پرمیشور کا اُتم نام — جانتے ہیں اسے خاص و عام
ارتھ وچار کریں جو جاپ — کیوں نہ کٹ جائیں اُن کے تاپ
بھُو ہے پرانوں کا بھی پران — بھُوہ سب دُکھ چھُڑاون ہار
سوہ ہے آپ سدا سُکھ رُوپ — دھرمیوں کو کرے مکت سروپ
تت اس ایشور سے ہم لوگ — بھگتی بھاؤ سے کریں سنجوگ
سوِیتُر جگت کا سرجن ہار — روی ششی ہیں جس کا چمتکار
وریَنیم گرہن کرنے کے لائق — بھرگو شدھ پوِتر سہائیک
دیوسیہ جیوتی مے اور گیان — دھی مہی اس کا دھریں ہم دھیان
دھیو بُدھیوں کے اوگن ہرے — یو نہ پرُدوا وکت ہماری سہائتا کرے
پرچودیات کا پریرنا ارتھ — شُبھ گنوں کی دیوے سامرتھ
پراپت کریں ہم دھرم اور ارتھ — بیرت نہ جاوے دھرم ویرتھ
تن من دھن سے کریں اوپکار — گائیتری کا ارتھ وچار

امین چند سدھی کرو دو کال
ست دھرم کے نیم پال

اوم شم

اوم
پرارتھنا

منش کی چار اوستھائیں ہیں۔ اندر بھی سندر بنو

ओ३म् यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवं तदु सुप्तस्य तथैवैति
दूरङ्गमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः शिव सङ्कल्पमस्तु।
य० ३४-१

سنگ میں :- ہے پربھو! کرونا ندھان۔ مہا مہان۔ بھگوان۔ کایان کے سروت۔ سروا ونت پروت! میں خوشی اور پرسنتا سے پھولا نہیں سماتا۔ جب تو اپنی اپار کرپا سے جیووں کے ووہار ارتھ سورج بھگوان کو پرگٹ کرتا ہے۔ اور سارا سنسار جاگ کر سوریہ کے پرکاش میں اپنی اپنی کامناؤں کو سدھ کرتا ہے۔ اور میں بھی تیرے دئے انمول رتن سوریہ پرکاش میں سنسار کے پرانیوں میں گھومتا ہوں۔ اور جو مان اور شان تیری دیا سے مجھے پراپت ہوتا ہے۔ وہ تیرے ہی عطا کردہ بھیس اور بھاشا کو سجتا اور پھبتا ہے۔ میرے رگ وریشہ میں اتساہ اور زندگی کا سنچار ہو جاتا ہے۔ میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ کہ پربھو تو دھنیہ ہے۔ دھنیہ ہے۔ تیرے پرتاپ اور تیری برکت سے ہی ایک اُن بڑھ کو درجہ مل رہا ہے۔

ایکانت میں :- پھر جب میں اُسی جاگرت اوستھا کے اندر ایکانت میں تیرے چرن شرن میں حاضر ہوتا ہوں۔ کبھی تو میرا یہ من ایسے وچتر وچار سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ کہ مجھے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو

شان اَور مان مجھے مِل رہا ہے۔ وہ کیول لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ جس بات کے لئے لوگ میرا ستکار کرتے ہیں۔ اگر ان کو کہہ دیا جاوے۔ کہ تم ایک ٹھگ اَور مکار۔ دھوکا باز کا آدر کر کے آستکتا کی چادر میں چھپے ہوئے ناستک کا آدر کرتے ہو۔ تو بیجا نہ ہوگا۔

سوپن میں ! پربھو! جس سمے تیری دیا سے تھکے ہوئے جیووں کے آرام کے لئے سورج بھگوان اپنا رُخ تیری دوسری سوئی ہوئی مخلوق کو جگانے میں پھیر لیتا ہے۔ اَور یہ تمام جیو آنند کی نیند سوتے ہیں۔ تو میں بھی تیری کرد تلے رات میں سو جاتا ہوں۔ مگر میرا یہ من اتنی جیوتی کا مالک ہے۔ کہ سورج کی روشنی کو بھی مات کر دیتا ہے۔ اَور ایسی روشنی پھیلا دیتا ہے۔ کہ جگمگ جگمگ ہو جاتی ہے۔ میرے شریر رُوپی شاہی محل استھان کے اندر ایسی ایسی رنگ رلیاں پیش کرتا ہے۔ جنہیں دن کے سمیہ جاگرت اوستھا میں میری آتما لوگوں میں وِچرتے سمیہ اتی گھرنا کی نظر سے دیکھتی تھی۔ میرا شریر کانپ جاتا ہے۔ اَور بدن پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ میری آنکھ ایک کشن بھر کے لئے اُن کو دیکھنا گوارہ نہیں کرتی۔ اَور نیچے ہی پڑی رہتی ہے۔ اُوپر اُٹھ ہی نہیں سکتی۔ جو اپنی اوستھا لوگوں کو دکھاتے ہوئے ان سے آفریں اور عشر عشر کہلوا دیتا تھا۔ اب اس جگمگ کے سمیہ جب کہ عین ایکانت ہے۔ اِندریاں بھی گواہ نہیں۔ یہ جیو نرلج ہو کر اندھا بن کر ایسا موہت ہو جاتا ہے۔ اَور ان کریڑاؤں۔ وِشیوں اَور رنگ رلیوں میں ایسا پھنس جاتا ہے۔ کہ اگر اس سمیہ جاگرت سنسار کے لوگ میری اس کریڑا کو دیکھنے کا اوسر پالیویں، تو مجھے کچل ڈالیں۔ اَور زندہ جلا دیں۔ میری وہ شان اَور مان خاک میں بھسمی بھوت کر دلویں

سمشپتی کال ہیں

میرے بھگوان! جب تیری اننت اپار دیا سے وہ سمبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ جبکہ تو سشپتی

کال میں مجھے اپنی ہی امرت گود میں لٹا دیتا ہے۔ جہاں میرے من۔ بدھی چت اور اہنکار یعنی سوکھشم شریر اور ستھول شریر کی پہنچ نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے جب تیری آنند مئے گود کا واس پراپت ہوتا ہے۔ اسوقت افسوس! کہ تم اور مہاں تم کا پردہ مجھ پر اتنا ڈھک جاتا ہے کہ میں تیری گود کا آنند لیتے ہوئے بھی تیرے درشنوں سے۔ ونچت رہ جاتا ہوں اور سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ جاگرت سنسار میں اٹھکر بھی اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا اپنے آپ کو اوجل اور مکر کا بھیس پہنتا ہوا۔ سنساری لوگوں کے مان کا حقدار بنا رہتا ہوں۔

پربھو! میری تو ایک حالت ہی صرف اچھی ہے۔ اور وہ بھی باہر کی۔ باقی میری تین حالتیں جو اندر کی ہیں۔ اور نہائت قیمتی ہیں۔ وہ سنسار کے ایک تپت سے تپت آدمی سے بھی ہیچ ہیں۔ اتنے گہرے اور کھڑے پانی کے اندر میرے پاؤں کب تک جم سکتے ہیں؟ ناتھ! مجھے بچاؤ! بچاؤ! میں ہوش میں کہہ رہا ہوں مجھے بچاؤ! بچاؤ! پربھو! مجھ ڈوبتے ہوئے ڈوبتے اور نراشرے ڈوبنے کو بچاؤ! بچانے کا ثواب لو! پران ناتھ! پران ناتھ! پران آدھار! ابھی بچاؤ! ابھی بچاؤ! پھر کب بچاؤ گے؟ جب پران انت ہو گئے پتت پاون! مجھے مکاری اور دھوکا بازی سے بچاؤ۔ میرے من کی جیوتی کو ذرا اپنی جیوتی سے جگاؤ! جگمگاؤ! سنساری چمک دمک سے ہٹاؤ۔ اور ایک بار اپنا درشن دکھاؤ۔ اور بس! تیری کرپا کے بنا نہ کوئی اٹھا۔ نہ اٹھیگا۔ مجھے اٹھاؤ! اپناؤ! اور بس!

فریاد ہے یہ امداد ملے۔ مجھے دَورِ زمانہ نے گھیر لیا
درماندہ ہوں مَیں دستِ نگر
میری کشتی بھنور سے لیجئے بچا
پربھو لیجئے بچا۔ پربھو لیجئے بچا
نہیں تیرے بنا۔ میرا کوئی ملاح
کر نظرِ کرم۔ پربھو۔ اوم شم

ٹیک چند (پربھو آشرت)

تُونے ہمیں پیدا کیا اَور پرورش کرتا ہے تُو
تجھ سے قائم ہے زندگی درد اَور دُکھ ہرتا ہے تُو
تیرا جلالِ برتریں۔ سولسمو جلوہ فشاں
عالم کے ذرّے ذرّے میں راحت رساں آرامِ جاں
تیرا ہی دھرتے دھیان ہم اَور مانگتے ہیں یہہ دُعا
پربھو اوم ہماری عقل کو نیکی کے رستے پہ چلا!

اوم

सुषारथि रश्वानिव यन्मनुष्यान् नेनीयते ऽभीशु
भिर्वा जिन इव ।

ان آگیا کاری ویر   **پربھو آشرت کی ترنگ**   نٹ کھٹ بازیگر

لگ جا: ہے پربھو! مجھے بڑا آشچریہ ہوتا ہے۔ ہر راتری ہیں سوتے سمیہ تیری پرارتھنا کر کے اس اپنے من سے بڑی تاکید سے کہتا ہوں۔ کہ اے من! میں نے تجھے اب پربھو کے سمرپن کر دیا۔ تجھے ارپن کر دیا۔ تجھے دے دیا۔ تجھے دے دیا۔ تو اب پربھو کے دربار میں خبردار ہو کر رہ۔ پربھو سے مانگ۔ 'بھگتی کا دان'۔ 'گیان کا سناں' اور مانگ۔ 'پرکاش کا سنتھان'۔ آنند مہان۔

من منوا بالے نہیں: مگر میرے پربھو! یہ میرے سوتے سمیہ میرے پاس آجاتا ہے۔ خوشامد اور چاپلوسی سے مجھے رجھانے لگتا ہے۔ پتہ نہیں۔ تو اسے سویکار نہیں کرتا۔ یا یہ ہی راستہ سے بھگوڑے قیدی کی طرح بھاگ آتا ہے۔ مجھے یہ من نہیں چاہیئے۔ یہ دیا ہوا من اپنے پاس رکھ! اسے بلا لے! جو میرا کہنا ہی نہیں مانتا۔ میں اسے اپنا وزیر بنا کر کیا کروں گا۔ ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ ہر روز کی یہی کار ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس بلا سے میری جان چھوٹے۔ اور میں تیرے ساتھ باتیں کروں۔ مگر یہ مخل ہی بنا رہتا ہے نہ جدا ہوتا ہے۔ نہ تیری ایکانت کا مزا لینے دیتا ہے۔ پتہ نہیں۔ اسے کونسی

بات کا فخر ہے۔ جو میری ذرا بھر بھی نہیں سُنتا۔ اور اپنی ہی من مانی منوا لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی آپ بھی روتا ہے۔ اور مجھے بھی رُلاتا ہے۔ یہاں تک کہ بیچاری آنکھوں کو بے حال کر دیتا ہے۔ پشچاتاپ کرتا ہے۔ بہت گڑگڑاتا ہے۔ میں اور میرا من روتے روتے ایسے ہو جاتے ہیں۔ کہ مجھے اُس کی اور اُسے میری تمیز رہی نہیں رہتی۔ اتنی یکتائی ہو جاتی ہے۔ اُس سمیہ تو ہی تھوڑی سی ڈھارس دے کر ہمارے آنسو کو پونچھ لیتا ہے۔ اور میں پھر بے فکر ہو جاتا ہوں۔ مگر جب راتری کو میرا کہنا نہ مان کر مجھے اپنی چاپلوسی میں پھنسا لیتا ہے۔ تو میں جاگ کر اس کی کرتوتوں پر بہت افسوس کرتا ہوں۔ اور مجھے اِس سے گھرنا آنے لگتی ہے۔

تیرا پیارا! یہ میں نے جانا ہے۔ کہ ضرور یہ تیرا پیارا ہے۔ اور پسند بھی یہی کا ہے۔ کہ من پربھو کا پیارا ہے ۔۔۔۔ تو ۔۔۔۔ اگر من تیرا پیارا ہے تو کیا میں ہی کڑوا سمجھے لگتا ہوں! تو نے مجھے دیا تھا۔ کہ وہ میرا وزیر بن کر رہے۔ میرا حکم مانے۔ جب میں اُسے حکم دیتا ہوں۔ اور تو دیکھ رہا ہے۔ کہ وہ نہیں مانتا۔ تو مجھے ہی کہنا پڑتا ہے۔ گویا وہ تو تیرے چچا کا پُتر لگتا ہے۔ اور میں تیرا کچھ بھی نہیں لگتا۔ لگتا تو میں تیرا ہوں! وہ تیرا کیا لگتا ہے؟ میں ہی تو تیرا پُتر ہوں۔ میں تجھے اپنی مورکھتا سے اپنے ضد اور ہٹھ سے اپنے کرودھ سے تجھے کہوں۔ کہ تو نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ میں تجھ سے بھاگ جاؤں۔ تو کیا ہوا۔ تو تو پتا ہے۔ تو مجھے چھوڑتا ہی نہیں چھوڑ سکتا ہی نہیں۔

تیرا سکھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ "رب وڈا بے پرواہ۔ ہتھوں خالی آ۔ ہتھوں خالی جا"۔۔۔ مگر میں تو پربھو! خالی ہاتھ نہیں آیا۔ اور نہ ہی خالی

ہاتھ جاؤں گا۔ تیرے سنگ آیا۔ تیرے سنگ جایا۔ تیرے ساتھ جاؤں۔ اور تیرے ہی ساتھ رہوں۔ . . . پیتا! تیرے جگ میں یہ من مجھے کھیلنے نہیں دیتا۔ تیری کھیل کو بگاڑ دیتا ہے۔ اپنی کھیل بنا دیتا ہے۔ اور تو ہنستا ہے۔ شاید تو اسے اس لئے تو پسند نہیں کرتا۔ کہ یہ مخول کرنا جانتا ہے ٹھٹھا باز ہے۔ خوشامدی اور چاپلوسی ہے۔ اسے رجھانا آتا ہے۔ اور مجھے خوشامد اور مخول نہیں آتا۔ میں کیوں خوشامد کروں؟ چاپلوسی کروں۔ کس کی خوشامد کروں! تیری؟

تیرا وارث: تو میرا پیتا ہے۔ تجھ سے کیسے مخول کروں؟ کیسے خوشامد کروں؟ جھوٹی چاپلوسی کروں؟ تیرا تو میں وارث ہوں۔ تیری سمپتی کا مالک ہوں۔ پھر میں نے خوشامد کر کے کیا لینا ہے۔ اور کس کی کروں؟ تجھ سے کوئی بڑا ہی نہیں۔ کسی کی اتنی سمپتی ہی نہیں۔ جو مجھے خوشامد پر کوئی دے دیگا۔ پیتا! میں روتا بھی ہوں اور ہنستا بھی ہوں۔ اپنی سادگی پر۔ کہلاؤں تو تیرا پتر! امر اور اوناشی! اور پھر قابو نہ کر سکوں! مٹی کے مادھو ایک من کو! اور چھوٹے سے ایک من کو۔ . . . تیرا تو اشارہ ایک کافی ہے۔ گھٹانے اور بڑھانے میں۔ میں لگاتا ہوں ساری طاقت۔ پھر بھی تل بھر نہیں گھٹتا۔

پربھو! اب کرپا کرو۔ مجھے اس بازیگرنٹ کھٹ سے ہٹا کر اپنی چرن شرن میں لیوؤ۔ نہیں تو اسے سمجھا دو۔ کہ میرا آگیا کاری وزیر بن کر رہے۔ نہ آپ دکھی ہووے۔ نہ مجھے جنم جنمانتر کے دھکے دلائے . . . .

हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं, तन्मे मन: शिव संकल्प मस्तु

ओम अयन्त इध्म आत्मा जातवेदस्तेनेध्यस्व वर्धस्व चेद्ध वर्द्धय चास्मान् प्रजया पशुभिर्ब्रह्मवर्चसेनान्नाद्येन समेधय स्वाहा॥ इदमग्नये जातवेदसे--इदन्न मम ॥

اسمرتھ کا آتتھیہ ستکار

آواہن: میرے پربھو! مجھے تو تیری بڑی چاہ ہے۔ تجھے کہاں بلاؤں! کہاں بٹھاؤں؟ میری تو ہردیہ نگری ہی اُجاڑ ہے۔ اور اتنی میلی ہے۔ کہ مجھے سویم ہی تیرا آتتھیہ ستکار کرنے میں لجّا آتی ہے۔ اور پھر اسمرتھ اتنا ہوں۔ کہ تیرے نذر نیاز کے لئے کوڑی پاس نہیں۔ آسن کہاں سے لاؤں؟ چرن کیسے دُھلاؤں؟ آرتی کیسے اُتاروں؟ بھوگ کیا لگاؤں؟ کنگال ہو کر مہاراجوں کے ادھی پتی کو مہمان بنا کے اتتھی ستکار کی چاہ! یہ کیا دُھن سمائی ہے۔ بارمبار وچارتا ہوں۔ کہ کس جھاڑو سے تیری گذرگاہ کی جگہ کو صاف کروں۔ نہ تو میرے پاس جھاڑو خریدنے کو دھن ہے۔ اور نہ شہنشاہوں کے خزانے ایسا جھاڑو خریدنے میں پورے ہو سکتے ہیں۔ تیرے جیسے پاک اور منوّر بالذات کے لیے استھان بھی تو ویسا ہی صاف ہو۔ اور ایسی صفائی کے لئے جھاڑو بھی تو عجیب وغریب قسم کا ہو۔ جو کہیں سے نہیں مل سکتا۔ سوائے تیری اپنی دوکان کے۔

من مندر کے مہادیو کی پوجا: بھگوان کرپا کرو! میں تیری خیرات سے ہی تیری سیوا کرتا ہوں۔ میرا اپنا کچھ بھی نہیں۔ سویکار کرو۔ کرپاندھے! سویکار کرو! میں اس ہردیہ کی میلی اور اجاڑ نگری میں نمرتا کا جھاڑو لگاتا ہوں۔ اور تجھے بلاتا ہوں۔

آؤ! آؤ! میرے پربھو! آؤ! میرا یہی شردھا کا آسن گرہن کرو یا قبول کرو۔ میرے پاس اور کوئی اس سے زیادہ قیمتی آسن نہیں۔ میرے آنسو ہی تیرے چرن دھونے کو ہیں۔ اور جل مجھے اس سے اچھا نہیں لگتا۔ پریم کے پُشپ ہی اُوپر چڑھاتا ہوں۔ اور چڑھاوا مجھے نہیں بھاتا۔ وشواش کی تھالی میں گیان کا ہی دھوپ دیپ جلا کر تیری آرتی اُتارتا ہوں۔ ویاکلتا کا طواف (پردکھشنا) کرکے تیرے چرنوں میں سیس جھکاتا ہوں پربھو! آشیرباد دو۔ تجھ بھگتی بھجن تیرے بھوگ۔ بھوجن بمنت نذر کرتا ہوں۔ دیا درشٹی سے سویکار کرو۔ مجھ کنگال کو نہال کرو۔ غریب کی تجھ بھینٹا تیری دی ہوئی اپنی خیرات دات سے تیرے چرنوں میں پیش کرتا ہوں۔

دکھشنا:۔ میری "میں" کے سوائے اس میں کچھ بھی نہیں۔ اسے بھی دکھشنا میں حاضر کرتا ہوں۔ اب کم و بیش کے آپ ہی مالک ہو۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اوم

نردھن کی سمپتی

त्वमेव माता च पिता त्वमेव, त्वमेव बन्धुश्च सखा त्वमेव।
त्वमेव विद्या द्रविणं त्वमेव, त्वमेव सर्वं मम देव देव ॥

آہا! میرے پربھو! دھنیہ ہو! دھنیہ ہو! میں تو کوٹان کوٹ

تیرا دھنیباد کرتا ہوں۔ کبھی کبھی میری زبان نہیں رُکتی۔ دل نہیں تھمتا۔ اور کہنے لگ جاتا ہے۔ شکر ہے پربھو! تُو نے مجھے نردھن بنایا۔ اَن پڑھ ہی رکھا۔ بچپن میں ہی یتیم کی اوستھا کر دی۔ نربل اور نراشرے۔ بے وسیلہ چھوڑ دیا۔ کوئی اوٹ۔ کسی کی تنگ اور مان نہ دِکھائی۔ جب میں تیرے دربار میں کہتا ہوں۔ "مَیں نردھن ہوں"! تو مجھے اس بات کی خوشی ہونے لگتی ہے۔ کہ مَیں سچ کہہ رہا ہوں۔ تیرے حضور میں مَیں بناوٹ سے نہیں کہہ رہا۔ مَیں اپنی کمی کے اُوپر وِچار کرنے کے یوگیہ بنجاتا ہوں۔ میرے میں انکساری اور نمرتا پھوٹ آتی ہے۔ مجھے تیری مخلوق میں بے کس۔ نادار۔ غریب۔ محتاج اور یتیموں کے لئے دِل میں درد اُن کی سیوا کرنے کے لئے اَتی شردھا اوتپن ہو جاتی ہے۔ مجھے وہ اپنے بھائی ہی معلوم ہونے لگ جاتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ کہ میں اُن کی سیوا نہ کر سکوں۔ کہ تو ابھی مجھے ادھیکاری نہیں سمجھتا۔ مجھے بھار اُٹھانے کے یوگیہ نہیں دیکھتا۔ مگر پھر بھی میرے دل میں تو یہی چاہ بنی رہتی ہے۔ کبھی وہ دن بھی آجاویگا۔ جب تُو اپنی اپار کرپا سے مجھے ایسی سامرتھ دے کر اس شبھ سیوا کا بھار میرے کندھوں کے اُوپر رکھ دے گا۔ اور مَیں اپنی خوش قسمتی سمجھونگا۔ کہ میں اب انسان بنا ہوں۔

پربھو! اگر مَیں دھنی ہوتا۔ تو مَیں تیری یاد سے بھی قاصر رہ جاتا مجھے تیرے احسان دھن کے ابھیمان میں بھول جاتے۔۔۔۔ اور میں پاپ کو اپنا باپ سمجھتا رہتا۔ میں تیرے دربار میں اپنے آپ کو کبھی نردھن نہ کہہ سکتا۔ مجھے ایسا کہتے ہوئے شرم آتی۔ اور مجھے غرور پیدا ہوتا۔ شکر ہے۔ تُو نے مجھے اس گناہ سے بچایا۔ میری نگاہ ہمیشہ آسمان کیطرف رہتی

مجھے کسی محتاج کا درد کبھی محسوس نہ ہوتا۔ میری قوّت حس ماری جاتی۔ بھلا ہو تیرا پربھو بھلا ہو۔ مجھے ہوش و حواس میں رکھا۔ میں نیاز کو ہی تیرے لئے نذرانہ بنائے رکھتا ہوں۔

Few save the poor feels for the poor. (L. E. Landon)

(۲) تیرا بار مبار شکر کرتا ہوں۔ کہ میں اَن پڑھ رہا۔ اگر پڑھا لکھا ہو جاتا۔ تو بہت ممکن ہے۔ کہ میں تیری ہستی سے بھی انکار کر دیتا۔ منکر نکیر ہو جاتا۔ اپنی دلیلوں اور یکتیوں سے سینکڑوں آدمیوں کو گمراہ کر کے تجھ سے باغی بنا دیتا۔ خود ڈوبتا۔ اوروں کو ڈبوتا۔ مہا پاپی ہو کر گناہِ عظیم کا مرتکب ہوتا جو جنم جنمانتر ہمرا دامن نہ چھوڑتا۔ پربھو! تو نے مجھے بچایا۔ میں اَن پڑھ ہوں۔ تبھی میں تجھ میں شردھا رکھتا ہوں۔ تیری وچتر شکتیوں کو جہاں پر تارککوں کا ترک ہار جاتا ہے۔ تیرے گپت رازوں میں جہاں بدھی چکت ہو جاتی ہے۔ تیرے الوکک کرتاؤں پر جہاں من کی سنکلپ وکلپ اور دوڑ بند ہو جاتے ہیں۔ دیکھ کر سُن کر مجھ میں اندھ وشواش اور اگادھ شردھا اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہے۔

To be proud of learning is the greatest ignorance (Jeremy Taylor)

The highest reach of human science is the scientific recognition of human ignorance. (Sir Wm. Hamilton)

لوگ اسے اندھ شردھا۔ اندھ وشواش کا لانچھن لگائیں۔ بھلے لگائیں۔ مجھے اُن

کی پرواہ نہیں ہوتی ۔ بلکہ مجھے پرسنتا ہوتی ہے ۔ کہ میں تجھ اپنے پربھو کی مہاں مہاں کو سُن سُن کر پھولا نہیں سماتا ۔ میرے اندر اُتساہ کا خون جوش مارنے لگ جاتا ہے ۔ میں تیرے دربار میں اُپستھت ہو کر یدپی تیرے درشن ان آنکھوں سے ساکھشات نہیں کرتا ۔ کہ میں اگیان وش اندھا ہی ہوں ۔ مگر پھر بھی تیری رحمت سے تیرے در کا سوالی کب خالی جا سکتا ہے ۔ تُو تو مہاں داتا ہے سجنوں کا سنجی سرور سنجی ہے ۔ تیری اوجل ۔ منوّر تیج کی شعاعیں بڑی تیزی کے ساتھ میرے کانپتے ، سرد اور مُرجھائے دِل ۔ ہردیہ کے اوپر پڑ کر اُسے گرم اور تر و تازہ کر دیتی ہیں ۔ تو میں دِل میں ہی کہہ اُٹھتا ہوں ۔ کہ آہا ! یہ ہی رنگ ۔ ۔ ۔ میرے پربھو کے ۔ مجھے یقین اور نشچے ہو جاتا ہے ۔ کہ پربھو ہی مجھے سردی سے بچا رہے ہیں ۔ میری پژمردگی کو اپنی تیز جوالا سے بھسم کر کے نیا جنم (جیون) دے رہے ہیں ۔ مجھ اندھے کے لئے اندھ شردھالو اور اندھ وشواشی اگیانی کے لئے تو ہی درشن ساکھشات سے کم نہیں تیری بڑی دیا ہے ۔ جس طرح اندھا آدمی سورج بھگوان کی دھوپ میں بیٹھکر اپنے ٹھنڈے جسم کو تاپتا ہے ۔ اور سورج بھگوان کو نہ دیکھ سکتا ہوا بھی یقین سے کہہ دیتا ہے ۔ کہ وہ سامنے سورج چڑھا ہے ۔ اس کی گرمی سے گرم ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح میں بھی انوبھو کرنے لگتا ہوں ۔

Where ignorance is bliss, it is folly to be wise.

(۳) پربھو! تیری شان عظیم ہے ۔ میں جب کبھی کسی یتیم ، نر آشر کو دیکھتا ہوں ۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں ۔ میرا دل تلملا اُٹھتا ہے تب ۔ اپنی پُروائی اوستھا کی یکدم سمرتی ہونے لگتی ہے ۔ اور شکر کرنے لگتا ہوں

تیرا دھیان لگانے لگ جاتا ہوں۔ کہ تیری کتنی بڑی رحمت مجھ دین ہین پر ہوئی
ہے۔ اور تو کتنی دیا کر رہا ہے۔ کہاں سے کہاں تک تو نے مجھے پہونچا دیا۔ اس
سمے کا گھمنڈ اور بڑپن کا ناز چکنا چور ہو جاتا ہے۔ بیتی کی مصیبتوں اور تیری
کرپا رکھشا کا منظر میرے سامنے آجاتا ہے۔ اور اپنے من کو سمجھانے
لگ پڑتا ہوں۔ کہ یہ مصیبت بیتی ہیں۔ کبھی جنگل میں لکڑیاں ایندھن اپنے
چھوٹے بھائی کے ساتھ چننا اور گٹھا باندھ اٹھوانے والے کی انتظار میں
کھڑے رہنا۔ کبھی سکول میں پڑھنے سمے گرمی کے موسم میں دوپہر کی نیند
سے لوگ جاگنے اور ٹوپنے بیچنے کے لئے کھدنچی اٹھا بازار میں گشت لگانا اور
آنہ دو آنہ کما کر پھر سکول میں پڑھنے چلا جانا۔ کبھی دوسروں کے گھڑے
پانی کے بھر کے روٹی کھا کر اپنی تعلیم پانا۔ کبھی بورڈروں کی مہربانی سے
ان کے لنگر سے روٹی پا کر یا کبھی دودھ سکھ منہ دیکھ اپنا اوقات زندگی
تعلیم کاٹنا۔ چراغ جلانے کے لئے پیسہ کی ناموجودگی سے دوسروں کے چراغ
پر طعنہ کے ڈر سے نہ پڑھنا اور سو ہی جانے کا درشیہ اور اب کا درشیہ
اور درمیانی قدر و منزلت اور شان ان کی ملازمت اور سینکڑوں
آدمیوں کو غلامی کی حالت کا درشیہ جب نگاہ میں پڑتا ہے۔ تو بے اختیار
پریم کے آنسوؤں سے رو دیتا ہوں۔ کہ پربھو! تو نے کتنا بڑا رحمت کا دریا
مجھ پر بہایا۔ من ماننے لگ جاتا ہے۔ کہ ضرور اتنی کڑی مصیبتیں کسی مہان
پاپ کا ہی پھل ہیں۔ پاپ سے بھی بجیت ہو جاتا ہے۔ اور پربھو بچا لئے
رکھتے ہیں یہی میری بڑی خوش قسمتی اور خوشی ہے۔ کہ اس طرح مجھے پربھو
پاپ تاپ سے امان بخشے رکھیں۔ اور میرا من پربھو کے آدھین رہے۔

Poverty is the sixth sense

(German Proverb)

He travels safe and not un-pleasantly who is guarded by poverty and guided by love.

Sir P. Sidney.

He can never speak well, who knows not how to hold his peace (Plutarch)

مون کا مہتو!

ا یہ سچ مچ مون بڑی بھاری برکت ہے۔ مانو تو ایشور کی دات ہے۔

(۱) مون نہ صرف ستیہ کی رکھشا کرتا ہے۔ بلکہ

(۲) کرودھ کا بھی شمن کرتا ہے۔

(۳) سہن شکتی اتنی بڑھ جاتی ہے۔ کہ بڑی سے بڑی ویادھی اور اپادھی نِنھِنّا اپدروں کا مقابلہ آسان تر ہو جاتا ہے۔ جیسے میں "پربھو کے فضل" کے نام سے پکارتا ہوں۔

(۴) جیون تو ایک امیر سے امیر طبع کا بھی تپ کا بنجانا ہے۔ اپنے آپ سیوک کے کام خوشی اور چاہ سے کرنے لگ جاتا ہے۔

(۵) لیسے مون برت ہیں جو چاہنچ پرمتال اپنی بدھی اور من کی ہوتی ہے۔ وہ کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔ آتما کو انیک پرکار سے انوبھو ہوا

کرتے ہیں - جیسے وہ عین الیقین کا درجہ دیگر کسی پرمان کی ضرورت نہیں رکھتا - دوسرے کو چاہے وہ ترک اور دلیل سے بیان نہ کر سکے لیکن اس کی اپنی آتما بلاکسی حیل وحُجّت یا سنشے کے باقی رہنے کے سنتشٹ ہو جاتی ہے۔

(۶) منش کو اپنی صحیح ہیتھارتھ اور اصلی پوزیشن کا اسی مئون برت میں پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ در اصل کیا ہے۔ اور کیسے دہوکے میں لوگوں کی نظر میں اونچا یا نیچا سمجھا جاتا ہے۔

(۷) اپنے کیرکٹر کی اُنتی کا سادھن مئون ہی میں پشچاتاپ اور پرائشچت سے ہی ہوا کرتا ہے یا ہو سکتا ہے۔ اور اُنتی تو جتنی چاہے اسی میں کرنے کا اُسے پریاپت اوسر ہے ہی۔ اپنی جانچ کرنے میں ساری زندگی کا مانو جیون چرتر اپنی آنکھوں کے سامنے ہو بہو تازہ دیکھ اور لکھ رہا ہوتا ہے۔

(۸) اس سے برتی کی سمرتی بڑھتی ہے۔

(۹) پاپوں کا بھار ہٹانے اور اسکا نیک بدل ڈھونڈھنے میں اُسے نیبر اور انکٹ اچھیا جگیاسا اُتپن ہو جاتی ہے۔

(۱۰) مئون الیشور کا وشواش بڑھاتا ہے۔ اور بھے سے ہٹاتا ہے

(۱۱) سادگی کا مول کارن ہے۔

(۱۲) کُوچیشٹاؤں۔ کُوسنسکار دُرویسن۔ دُروا سناؤں۔ دُرگنوں کی پریکھشا کا یہی مئون ہی دوا ہے۔

(۱۳) اُن کو دبانے یا اُن۔ کے بیج ناش کرنے کے لئے ایک یہی ہی اپاؤ ہے۔

(۱۴) پربھو کی وچتر لیلاؤں کو انیک رُوپوں میں دیکھنے اور بھان کرنے کا اس سے اوتم ذریعہ کوئی نہیں۔

(۱۵) بھگوان کا ساکھشات کرنا سرگن رُوپ میں تو آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔ نرگُن رُوپ کے لئے کمزور اچھیا بھی پربل ہو جاتی ہے نراشا آشا میں نا سنکتا آسنکتا میں بدل جاتی ہے۔ ۔ ۔ بانی سب اندریوں میں پردھان اندری مانی گئی ہے۔ کرم اندریوں میں بھی اس کے سوائے موت ہے۔ اور گیان اندریوں میں تو گورو کا درجہ رکھتی ہے۔ اور کرم اندریوں میں ماتا کا۔

(۱۶) گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کرم کھنڈ کی بانی زور۔ یا یُوں سمجھو۔ برہما۔ وِشن۔ مہیش ہی ہے۔ اس لئے اس بانی کے سنیم سے دوسری اندریوں کی سنیم اپنے آپ ہو جاتا ہے۔ مَون آلسی نہیں بناتا بلکہ پُرشارتھ کی کُنجی ہے۔

(۱۷) مَون گیان کو وسیع کرتا ہے۔

(۱۸) زبان ہی من کی مترجم ہے۔ جب مترجم خاموش ہے۔ تو من کہاں چکر لگائے گا۔ آخر تھک کر وہ بھی خاموش ہو جائیگا۔

آتم درشی بننے کا سکول:-

من کی خاموشی یا سکوت ہی اصلی مَون ہے۔ اور مَون برت کا نات پریہ بھی اس لئے ہی ہوتا ہے۔ جب من خاموش ہو جائے۔ تو آتما کو شُدھ پوتر درپن میں اپنا سروپ بھاسنے کے سوائے اور کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ وہ اپنے سروپ میں سِتھت ہو جاتا ہے۔ اسی سے وہ آتم درشی کہلاتا ہے۔

؎ چشم بند و گوش بند و لب ببند۔ گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

منوون کیا ہے؟ گویا آتم درشنی بننے کا ایک سکول ہے۔ جو پاٹھشالہ
میں داخل ہوگا۔ اسے ودیارتھی کا سا جیون ونبت کرنا ضروری ہوگا۔ اور سمیہ
سمیہ کے اوپر پربھو کی اور سے اس کی پریکشا ئیں۔ امتحان اور آزمائش
بھی ہوا کرینگی۔ من تو ہوتا ودیارتھی اور آتما اُس کا ادھیاپک۔ بُدھی رُوپی سوٹی
آتما کے ہاتھ میں ہروقت رہے گی۔ جس سے من کو ڈنڈ کا بھے رہیگا۔ من کو
1404 سدھانا۔ سکھانا۔ پڑھانا بھی کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔

شیطان نافرمان:۔

یہ تو "دیو" ہے۔ دیو دیوتا بھی ہوتا ہے۔ اور جن
شیطان بھی۔ مسلمانوں میں جو روائیت ہے۔ کہ
خداوند تعالےٰ نے جب حضرت آدم کو بنایا۔ اور سب فرشتوں کو حکم دیا۔
کہ اسے سجدہ کرو۔ سب نے کیا۔ مگر شیطان نے نہ کیا۔ انکار کردیا۔ تو وہ
لعین بنایا گیا۔ شیطان کی پیدائیش آتش سے ہے۔ اُس نے مٹی کے بنائے آدمی
کو سجدہ نہ کیا۔ یہ روائیت میرے وچار میں ایسی گذرتی ہے۔ کہ فرشتہ لفظ ترجمہ
ہے دیو کا یا دیوتا شبد کا۔ منش کے شریر میں جتنی اندریاں ہیں۔ ان کو ویدک
پری بھاشا میں دیو اور دیوتا کہا گیا ہے۔ من سب سے بڑی اندری اور دیوتا
ہے۔ گویا سمجھو۔ کہ آتما حضرت آدم ہے۔ اندریاں (دیوتا) فرشتہ ہیں۔
سب اندریوں نے جیو آتما کو سجدہ کردیا ہے۔ یا روزمرہ کرتی ہیں۔ رات کو
سب کی سب سو جاتی ہیں۔ جس طرح سجدہ میں آدمی صمم بکمم ہو جاتا ہے۔ ایسے
ہی نیند میں اندریاں۔ مگر من سوتا ہی نہیں۔ یہ نافرمان ہی بنا رہتا ہے
اس نے جیو آتما کو سجدہ نہ کیا۔ اس لئے اسے شیطان کہا گیا۔ اور ہے بھی
ایسے ہی۔ یہ کبھی آتما کے آدھین نہیں ہوتا۔ جب ہو جاوے۔ تو پھر
آتما کو اپنے سروپ کے درشن بھی ہو جاویں۔ یہی گمراہ کرتا رہتا ہے۔ اور

یہی اگنی کے تتو سے بنا ہوا ہے ۔ یہ تیج ہے ۔ جسے آتش سے پیدائش اہل اسلام کہتا ہے ۔ ورنہ اور کوئی شیطان نہیں ۔ یہی بھلا مانس ہی شیطان ہے ۔ اسے سنوارنے کے لئے سب ۔ جپ ۔ تپ ۔ دیا دھرم اور روزہ سادھن ۔ برت اور نانا پرکار کی کٹھنائیاں جھیلنی پڑتی ہیں ۔

ओ३म अनेजदेकं मनसो जवीयो आप्नुवन्पूर्वमर्षत। तद्धावतो ऽन्यानत्येति तिष्ठत्तस्मिन्नपो मातरिश्वा दधाति
य० ४०-४०

اتی آشچریہ جنک رچنا

سمندر ۔ ہوا ۔ اگنی کا من سے مقابلہ

سنسار میں جو رچنائیں نظر میں آتی ہیں ۔ وہ تین پرکار کی ہیں ۔ ایک رچنا تو پربھو کی اپنی ہی رچی ہے ۔ دوسری منش کرت ۔ تیسری پشو پکھشیوں جنتوؤں کی ۔

پشوؤں کی رچنا تو سوبھاوک رچنا ہے ۔ منش نے جو رچنائیں کی ہیں ۔ وہ بھی کم آشچریہ جنک نہیں ۔ (گھوڑا گاڑی سے موٹر ۔ ریل کی رفتار بہت تیز ہے ۔ اور اس سے تیز ہوائی جہاز ۔ اور ہوائی جہاز سے تیز تاربرقی ہے ۔) مگر پربھو کی جو رچنا ہے وہ کمال کی ہے ۔ ہوا جیسی تیز کوئی سواری نہیں ۔ سورج کی روشنی جیسی شعاع کسی فانوس کی نہیں ۔ مگر یہ تاربرقی سے بھی زیادہ تیز چلنے والی روشنی ہے ۔ سمندر جیسا گمبھیر اور گہرا اتھاہ کوئی پدار

نہیں۔ پہاڑ جیسی بلندی اور سورج جیسی دوری کی منزل اور کوئی نہیں، مگر ان سے بھی بڑھکر من ہوا سے زیادہ تیز۔ چھن میں سورج تک کی دوری کو پہنچ جانے والا۔ سمندر سے زیادہ گہرا۔ جس کا انت کوئی نہ پا سکا۔ سورج کی روشنی سے بھی زیادہ تیز شعاع رکھنے والا۔ اندھیرے میں بنا کسی مصنوعی یا قدرتی روشنی کے اپنے آپ جگمگانے والا یہی من ہے۔ بنا تار کے پل میں خبر دینے والا یہی من ہے۔ قدرت کی رچنا میں کوئی وستو اس من کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے خود بھگوان وید میں اس من کی تیزی کی شہادت دیتا ہے۔ اس کا سدا پربھو سے ہی مقابلہ رہتا ہے۔ پربھو نے جو رچنا کی ہے۔ وہ بلا امداد غیرے۔ بلا کسی اوزار ہتھیار کے اپنے گیان اور سامرتھیہ سے کی ہے۔ ذرا اس (من) کا بھی وزن تو لو۔ راتری کے سوپن سمیہ یہ من ہر پرکار کی رچنا۔ بغیر کسی ہتھیار۔ اوزار اور امداد کے رچ دیتا ہے۔ اندھیرے میں روشنی سورج۔ چاند۔ ستارے۔ محل۔ باڑی۔ باغیچے۔ شہر۔ دربار لبا لبتا ہے۔ تھوڑی سی جگہ میں، چھوٹے سے شریر میں کتنے بڑے بڑے پہاڑ کھڑے کر دیتا ہے۔ میلوں کی چوڑائی والے دریا بہا دکھاتا ہے۔ وشال سمندر اور اس پر جہاز اور جہازوں میں ہزارہا یاتری لاد کر تیرتا دکھا دیتا ہے۔ صرف اپنے گیان اور سامرتھیہ سے جس منش کو نقشہ بنانے کا ڈھنگ نہیں۔ وہ کس کاریگری کی عمارتیں تاج محل جیسے روزہ اور قطب صاحب کی لاٹ بھی ہو بہو اندر کھڑی کر دیتا ہے۔ جو سرشٹی آرمبھ میں جوان عمر کے منش پربھو نے آدی سرشٹی میں پیدا کئے۔ یہ من بھی اندر ہی اندر سب قسم کے منش بنا مادر پدر موجود دکھا دیتا ہے۔ بچے سے بوڑھے

تک ۔ سُوکھ سے بندوان تک ۔ رنک سے راجہ تک کے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

مہاساگر کی پل بندی

اب بھلا اس ایسے من کو اگر کوئی باندھنا چاہے۔ تو کیا اُوٹ پٹانگ سے ہی اپنے آپ ہاتھ آجائیگا؟ معمولی دریا کی پل بندی کے لئے تو کروڑہا روپیہ اور کئی سال صرف ہو جاتے ہیں ۔ اور ہزارہا آدمیوں کو دن رات محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اور جو من سمندر سے زیادہ گہرا ہوا سے زیادہ تیز ہے۔ اگنی سے زیادہ گرم۔ اس کے ویگ کو روکنے یا اس پر پل باندھنے یا بند بنانے کے لئے کتنے مصارف کی ضرورت ہونی چاہیئے۔ یہی نہیں۔ کہ من ان قدرت کی رچناؤں سے صرف گہرا اور تیز ہے۔ بلکہ جو کام وہ کرتے ہیں۔ وہی یہی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ہوا نے اپنے تیز جھونکے سے ہزاروں درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ تو من نے بھی کروڑہا انسانوں کو جڑ سے ہلا کر دور سے دور پھینک دیا۔ جل نے اپنی چھل سے بستیوں اور شہروں کو ڈبو دیا تو اس بھلا مانس من نے بھی لاکھوں جانوں کو تباہ کر کے ڈبو دیا۔ اگنی نے اگر اپنی تیزی سے مکانوں کو خاکستر کر دیا۔ تو اس نے بھی اپنی چینتا کی آگ سے جیتے جی جلا دیا۔ جس سمندر میں غوطہ لگانے سے موتی جواہر ہاتھ آتے ہیں۔ منش مالا مال ہو جاتا ہے۔ تو اس میں غوطہ لگانے والے بھی راجاؤں۔ لعل جواہر کے مالک مہاراجوں۔ شاہوں کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھتے ہیں۔ آبادی اور بربادی۔ سورگ اور نرک۔ فتح و شکست۔ راجہ سے رنک اور بھکاری سے راجہ بنانا اس کا داتیاں

باٹیاں کھیل ہے۔ جس نے اِس من کو معمولی سمجھا۔ وہ خود معمولی سے زیادہ حیثیت کا نہ بنا۔ نہ بن سکیگا۔ اور جس نے اس من کی چوکیداری اختیار کر لی۔ وہی ہی من کا مالک۔ من ایش بن گیا (منش بن گیا)

جیو آتما — من — شریر

زبردست دیو

پرماتما — من — آتما

—— (اوکھٹ گھاٹی) — (کامل رہنما) ——

मानसं प्राण नामेव सर्व कर्मैव कारणम

मनोनुरूपं वाकयं च वाकयेन प्रस्फुटं मना

من ایک ایسا زبردست دیو ہے۔ کہ جس کے بغیر نہ تو شریر اور اندریاں کوئی سنسار کا کام کر سکتی ہیں۔ اور نہ ہی جیو آتما کو کسی چیز کا گیان ہو سکتا ہے۔ جس طرح یہ من شریر اور جیو آتما کے مدھیہ میں ہے۔ اسی طرح پرماتما اور جیو آتما کے مدھیہ میں بھی یہی ایک روک ہے۔

मनेव मनुषाणां कारणात बंध मोक्षयो

اِس من کی صداقت کے جانے بغیر جیو آتما کو پرماتما تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور اِس بھلا مانس نے ایشور سے ملاپ کرنے والے کی اچھیا رکھنے والے کے لئے اسکے راستے میں ایک بڑی دیوار اگیان کی کھڑی کر دی ہے۔ اور اس پر ایک اپنا اہنکار نامی دربان بیٹھا دیا ہے جو چوبیس گھنٹے ہوشیار رہتا ہے۔ اور چھن میں دیوار کے ہر مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کے ہر ایک ہاتھ میں دو دو بان دے دئے ہیں۔

ایک ہاتھ میں دو آتشی بان اور دُوسرے ہاتھ میں دو جلیسیہ (آبی) بان پکڑ ادے ہیں۔ اور استھان ایسا گُپھا کا ہے۔ کہ کوئی روشنی سنسار کے جیوتر مئے پرکاش کرنے والوں کی نہیں پہنچ سکتی۔ اور یہاں چڑھائی پہاڑ کی مانند مشکل ہے۔ جو جگیاسو۔ سادھک یا سالک بڑی ہمت سے پہاڑ کا راستہ چڑھ بھی جاتا ہے۔ تو آگے اندھیرا ہے۔ وہاں پر گپھا کو پہنچتا ہے جو اس کی بھی پرواہ نہ کرتا ہوا ایسی دُشوار گذار گھاٹی لولانگھ جاتا ہے۔ تو سامنے اُسے اُن بانوں کی روشنی اور چمک دُور سے دکھائی دیتی ہے۔ وہ خوش خوش اس روشنی کو قدرت کی روشنی سمجھتا ہوا بڑی تیزی سے قدم اٹھائے بھاگتا جاتا ہے جوں ہی نزدیک جاتا ہے۔ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور وہ دربان اُسے اپنے بانوں سے تباہ کر دیتا ہے۔ پانی والے دو بان تو **لوبھ** اور **موہ** کے ہیں۔ اُس طرف سے جاتا ہے۔ تو وہ اُسے اپنے میں غرق کر دیتے ہیں اگر آتشی بانوں کی طرف سے جاتا ہے۔ تو وہ **کام** اور کرودھ نام کے بان ہیں۔ وہ اُسے تت کال بھسم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سے پربھو ملاپ خطرناک ہو جاتا ہے۔ مگر جب پہلے سے ہی اس راستہ کا پریچے کسی کامل گورو (رہنما) سے لے لیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس یُدھ کے لئے پُورے بل کے ساتھ تیار کر لیتا ہے۔ گھر میں ہی اپنی پریکھشا کر لیتا ہے۔ اور اپنے ساتھ اُس کے مقابلہ کے ہتھیاروں سے کمر کس کر زرہ بکتر پہن لیتا ہے۔ اور منزل طے کرکے بجائے آگے سامنے جانے کے پیچھے سے جاکر **اہنکار** نامی دربان کو مار دیتا ہے۔ تو اس کے بان خود بخود ہاتھ سے چھوٹ کر بیکار پڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ رہرو جب دربان کو مار لیتا ہے۔ تو دیوار (اگیان) کا توڑنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ جب اگیان کی دیوار توڑ دی۔ تو

کھپر پر کھبُو درشن میں تو دیر ہی کیا رہتی ہے ۔ من تو اپنے آپ ہا بے دام غلام بن جاتا ہے ۔

(۱) تلسی کایا کھیت ہے ۔ منسا بھیو کسان
پاپ پُنیہ دو بیج ہیں بووے سو لونے ندان

(۲) من کے ہارے ہار ہے ۔ من کے جیتے جیت
پار برہم کو پائیے ۔ من ہی کے پرتیت

(۳) من موٹا من پاتزا ۔ من پانی من لائے
من کے جیسے اُپجے تیسی ہی ہو جائے (کبیر)

Sublime is the dominion of the mind over the body, that for a time can make flesh and nerve impregnable and string the sinews like steel, so that the weak become so mighty

مئون ہی سا کھشات کا سادھن بلکہ اُتم سادھن ہے

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِ حقّ بر من بخند

"مئون" سکوت یا خاموشی کو کہتے ہیں ۔ خاموشی معنی دارد ۔ کہ در گُفتن نمے آید ۔ اِرتھات مئون کے اندر وہ راز ہے ۔ جسے زبان بیان کر

ہی نہیں سکتی ۔ یہ تو مسلّمہ امر ہے ۔ کہ جب زبان بند ہو ۔ تبھی اُسے خاموش یا
مَون کہہ سکتے ہیں ۔ جب بولتی ہے ۔ وُہ مَون ہے ہی نہیں ۔ اس لئے پہلے عام
مطلب تو یہی سِدّھ ہے ۔ کہ نہ بولنے کو ہی خاموشی کہتے ہیں ۔

اگر ذرا اس سے گہری نظر سے وچار کیا جاوے ۔ تو پتہ لگیگا ۔ کہ
مَون برت اِسے نہیں کہتے ۔ **بلکہ اندریوں کو اپنے اپنے وِشیوں سے چُپ کرانے کا نام "مَون" ہے** ۔ جس زبان سے منش نانا پرکار
کے شبھ اور اشبھ بول عام حالت میں رہ کر بولتا ہے ۔ جھوٹ ۔ نِندا سے
دل خوش کرتا ہے ۔ اس زبان٭ کو چُپ کرا دینے میں ان پاپوں سے بچ جاتا ہے
جن کانوں سے بڑے بڑے راگ رنگ سننے کے لئے ویاکل رہتا ہے ۔
مَون برت کرلنے میں کانوں کی چاہ ہوتے ہوئے بھی اسے روک رکھتا ہے
اور اچھے بُرے شبدوں کے سُننے سے بچا رہتا ہے ۔ عام قدرتی آوازیں
جو آکاش میں نانا جیوجنتوؤں کی پھیلی رہتی ہیں ۔ ان کو اس پرکار سُنتا ہے ۔
جیسے کوئی اندھا راستہ طے کرتا ہوا بھی اور سوٹے کو دھک دھک کرتا
ہوا بھی اس کی آواز سے بے پرواہ سا رہتا ہے ۔ اس کی بُدّھی کے اُوپر
اس کا اثر نہیں پڑتا ۔ ایسے ہی اُن آوازوں کو **سُنتے ہوئے بھی اثرات**
سے بچا رہتا ہے ۔ کیونکہ اسے سمجھ ہی نہیں ۔ جن آنکھوں سے کھیل تماشا
ناٹک ۔ سینما دیکھنے یا رُوپ میں ترپت ہونے کی خواہش رہتی ہے ۔
وہ پراپت نہ کرسکنے سے اس دوش سے بچ جاتا ہے ۔ جس جس اندریہ
سے کام کی چیشٹا وِشے وِلاس کا بھوگ اسے اپنے سِتھر کوش کا ناش کرایا کرتا
رہتا ہے ۔ اور جس سے وہ اپنے ایمان دھرم کو بھی کھو بیٹھتا ہے ۔ اُسے
بھی مَون برت میں اپنے وِشے بھوگ سے بچاؤ ہو جاتا ہے ۔ ہاتھ سے نہ

٭ واد وِواد آدی سے زبان کی بیاپار کر بڑھ جاتا ہے جس سے ہی جھگڑے ہوں ایسا

وُہ چوری کرتا ہے ۔ نہ ہی کسی کو پیڑا پہنچاتا ہے ۔ ایسے مَون سے مُنش عملی صورت میں پاپوں سے بچکر اپنا جیون اچھا سمجھتا ہے ۔

سریشٹتم مَون

مگر اصلی مَون اسے بھی نہیں کہہ سکتے ۔ زبردست غریب کو مار دھمکا کے یا چھوٹے بچے کو مار دِلاسا سے چُپ کرا دینا کوئی جوہر یا بہادری نہیں ۔ بہادری تو تب ہے ۔ جب کسی اپنے سے زبردست کو چپ کرا دکھاوے ۔ اتنا ہی نہیں ۔ بلکہ زبردست کو حوصلہ ہی نہ پڑے ۔ کہ وہ حملہ کر سکے ۔ یا حملہ کرنے کا وچار کرنے پاوے ۔ اندرونی من جو سب سے زبردست مانا گیا ہے اُسے کسی پرکار چُپ کرا دینے کا نام مَون ہے ۔ اور اس سے بھی سریشٹتم اوستھا مَون کی وُہ ہے ۔ جس میں من کوئی وچار اُتپن کر سکنے کا سامرتھ یا ساہس نہ کرے ۔ اور بالکل شانت ہو جائے ۔

طریق

یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے ۔ کہ جو اندریوں کو وشیوں سے روکنے کے لئے مَون کرتا ہے ۔ وہ مَون نہیں ہے ۔ یا فضول ہے کیونکہ ایسا مَون یا ہیک مَون کہلاتا ہے ۔ اور جب تک باہیہ کی سدّھی نہیں ہوتی ۔ انترک تو ناممکن ہی ہے ۔ پیتل یا لوہے کی یدی ہم چمک دیکھنا چاہیں ۔ اور اپنا منہ اس میں دیکھنا چاہیں ۔ تو پہلے اُسے باہر سے ہی رگڑنا پڑیگا ۔ باہر کی رگڑ سے اُوپر کا زنگار یا آورن دُور ہو جائیگا ۔ تو چمک خود بخود نکل آوے گی ۔

کبھی کوئی آدمی اس دریا کو بندھ نہیں لگا سکتا ۔ جو چھل نکال رہا ہو ۔ عقل مند آدمی تو پہلے اس کی چھل کو ہی روکنے کے لئے باہر بندھ بناتا

ہے۔ کہ وُہ چھل بلاں ہو کر غرقاب نہ کردیوے۔ جب اُسے روک لیتا ہے تو پھر دریا کو سکھانا یا بند کرنا تو خلاف قدرت ہے۔ ہاں اس کو اس پرکار بند کرتا ہے۔ کہ اس کا رُخ دوسری طرف پھیر دیتا ہے۔

(i) من کے اُوپر جو اندریوں کے وشئے کا زنگار چڑھا ہے۔ اُن اندریوں کو شُدھ رکھنے کے لئے جو سادھن کیا جاتا ہے۔ اس سے من کا آورن دُور ہو جاتا ہے۔ منش کو اپنی حالت کا ساکھشات من سے اُبھو ہونے لگتا ہے۔

(ii) دوسری صُورت میں اندریوں کے وِشوں کو جو من کی باہری چھل یا لہریں ہیں۔ اُسے روک دینے سے دُنیا میں خرابیوں میں غرقاب ہونے سے بچا لیتا ہے۔ اور

(iii) پھر من کے رُخ کو سنسار کے خرافات سے بدل کر ایشور پراپت بنانے میں آسانی حاصل کر لیتا ہے۔

مدارج: باہر کا اثر اندر پر اور اندر کا اثر باہر پر سدیو کال پڑتا رہتا ہے۔ یہ باہر کی تیاری گویا اندر کی تیاری کا دیباچہ تیار کرتا ہے۔ کئی بار دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جو بڑا تعلیم یافتہ ولائیت سے سول سروس (ڈپٹی کمشنر) کا امتحان پاس کر کے بھی آجاتا ہے۔ تو اُسے یک لخت ڈپٹی کمشنری نہیں مل سکتی۔ پہلے اُسے باہر کی اوستھا سیکھنی پڑتی ہے۔ یہانتک کہ پٹواری کے پاس اُسے سیکھنے کے لئے بھیجا جاتا ہے لیکن وُہ اس سمیہ پٹواری کا کام سیکھتے ہوئے اور کرتے ہوئے کبھی اپنے آپ کو پٹواری نہیں کہتا۔ ڈپٹی کمشنر ہی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس لکھشیہ کے لئے وہ یہ کام کر رہا ہے۔ جب وہ سب باہر کے چھوٹے چھوٹے کام سیکھ

جاتا ہے ۔ تو اُسے اسسٹنٹ کمشنر بنا کر تب بھی نائب تحصیلدار کی طرح درجہ سوم کے اختیار اور پھر دوم کے پھر اوّل کے ملتے ہیں ۔ تاکہ اُسے پورا پورا ابھیاس ہو جاوے ۔ جب اُس کی پُورتی ہو جاتی ہے ۔ تب وہ اپنی اوستھا کو پہچان جاتا ہے ۔ کہ مَیں اب کِس قابل ہوں ۔ تو وہ ڈپٹی کمشنر بنکر اپنے اُن باہر کے چھوٹے چھوٹے تجربوں سے اپنی سِدّھ کی ہوئی سادھنا کا فائدہ اُٹھاتا ہے ۔

ایشور درشن کا ادھیکاری :- ایشور پراپتی کے لیے بہت سادھن مثلاً سادھارن سادھن ۔

باہیہ سنتھول سادھن ۔ آتی سوکھشم سادھن کرنے پڑتے ہیں ۔ تب جا کر کہیں منش ایشور درشن کا ادھیکاری بنتا ہے ۔ مگر یہ شرط ضروری ہے ۔ کہ جو آدمی مَون کو اپنا ایشور درشن لکھش سمجھ کر مَون کرے وہ ساودھان رہے ۔

عام طور پہ مَون برتوں اور اُپواسوں میں باہر کی اندریوں کو تو اُنکے وِشیوں سے جُدا رکھا جاتا ہے ۔ اور روکا بھی جاتا ہے ۔ اگر اندر ہی اندر واسنا بنی رہے ۔ کہ برت کے بعد فلاں چیز خوب کھاؤں گا ۔ یا چیزوں کا آکار سامنے لا لا کر اُن کا سواد لیتا رہے ۔ سُندر رُوپوں میں اپنے من کی لہروں کو دَوڑتا رہنے دے ۔ کام چیشٹا اور بھوگ وِلاس میتھن آدی کی باتوں میں من اپنی ٹھکیلیاں کرتا رہے ۔ اور اس کی روک تھام کا کوئی دارُو نہ کرے اور نہ وِچار کرے ۔ نہ سوچے ۔ تو نو وہ مَون برت ایک بگلا مَون برت ہی رہے ۔

ایسے برت سے وِشے وِلاس میں زیادہ پھنساوٹ ہو گی کیونکہ جب

بھُومی کو اُپجاؤ سے نئی فصل روک رکھا جاوے ۔ تو اُس میں شکتی زیادہ پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور اُپجاؤ زیادہ کرتی ہے ۔ ایسے ہی ایسا آدمی وِشے وکاریں تیبر گامی ہو جاتا ہے ۔

برتی کو سدیو سچیت رہنا چاہیئے ۔ کہ جس طرح سنساری لوگوں کے س… کسی بھی اندری سے کیا ہوُا اُپدرو اُسے جیل یا نرا کرا دیتا ہے ۔ اور لوگو… کی لات مُکّ اُنتر میں پڑتی ہے ۔ اسی طرح سے جب وہ سنسار کے لوگو… سے کنارہ کر کے ایک ایشور کے دربار میں بیٹھ گیا ہے ۔ اور اس سمیہ میں بھی یدی وہ اندر اندر سُوکھشم شریر سے ایسے اُپدرو کرتا ہے ۔ تو اُسے چاہے لوگ نہ دیکھ سکیں ۔ مگر ایشور تو وہاں بھی ویاپک ہے ۔ سروگیہ ہے اور انتر آتما ہونے سے انتریامی ہے ۔ وُہ تو ساکھشات دیکھ ہی رہا ہے

جب اس پر بھُو مہان شکتی نے دیکھ لیا ۔ تو وہ کب چھوڑنے لگا ہے ۔ جب لوگ نہیں چھوڑتے ۔ تو وُہ پر بھُو کیوں چھوڑ دیگا ؟ اُس کا تو جوتا بھی پاؤ سیر کا نہیں ۔ جس کا دیپک ہمارے مٹی کے دیپک کیطرح نہیں ۔ بلکہ سُورج سا دیپک سمست سنسار کو پرکاشت کر سکنے والا ہے جس کا پنکھا ہمارے پنکھے کی طرح ایک آدمی کو ہوا پہنچانے والا نہیں ۔ بلکہ سارے جگت میں ہوا کا پنکھا چلا دیتا ہے ۔ اُس کا جوتا بھی ہمارے جوتے کے … کا نہیں ۔ بلکہ جب وُہ کسی کو لگاتا ہے ۔ تو نرادِمان ۔ نرادِمان کے شبد… کو کئی جنموں تک پکارتا رہتا ہے ۔

من کا مَون تو تبھی ہوگا ۔ جب سُوکھشم شریر سے پیدا ہونے والے وشے وکار کے وچاروں کو بھی منش بڑی کڑائی کے ساتھ روک کے جڑ سے کاٹنے کا ہتھیار ہاتھ میں ہر وقت تیار رکھے رہے

جیسے دریا کی چھل کو باندھتے سمیہ یا اُس کے رُخ کو بدلنے کے لئے پانی باندھتے سمیہ بار بار مٹی یا ریت کی بوریاں یا لاکڑ اُسی پانی میں ہی بہہ جاتی ہیں۔ مگر لگاتار ہمت سے اس نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہی اُسے باندھ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح من کی سوکھشم ورتیوں کو دوڑتے دوڑتے روکنا۔ پھر اُن کا ہاتھ سے نکل جانا۔ پھر روکنا۔ اَور ہمت نہ ہارنے سے من بھی اپنی ترنگوں کو چھوڑ کر بندھ جاتا ہے۔ سیکنڈوں سے شروع ہوتا ہے۔ تو کسی جنم میں خوش قسمتی اور پربھو دیا سے من مانے سمیہ تک رُک سکنے کی آشا بھی بندھ جاتی ہے۔

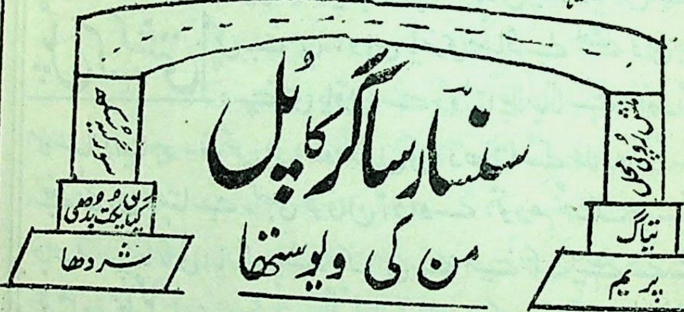
مون قانون قدرت کے مطابق :-

مون ہی قدرتی سادھن منش کے جیون کی اُنتی اور وکاس کا ہے۔ کسی اندری کے فعل کو قاعدہ سے روک رکھنا قانونِ قدرت کے آدھین امر ہے۔ نہ کہ خلافِ قدرت کہا جاتا ہے۔ اگر زبان کا وشنہ کھانا یا بولنا ہی تمام تر ہو۔ تو منش کھاتے کھاتے بھی بیمار ہو جاوے۔ اور بولتے بولتے بھی۔ اگر ۲۴ گھنٹے بولے۔ تو مر جائے۔ (نہ ہی کوئی بول سکتا ہے) نہ ہی ۲۴ گھنٹے آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ نہ ہی کان۔ ہاتھ۔ پاؤں ۲۴ گھنٹے اپنا کام کر سکتے ہیں۔ اِن کو وِشرام دینا چُپ رکھنا ہی ان کو کاریہ کر سکنے کے قابل بناتا ہے پرماتما نے اپنی اپار دیا سے ہر ایک منش کے لئے نیند کا سمیہ نیت کیا ہے۔ اور کم از کم چھ گھنٹے ان تمام اندریوں کو قطعی خاموش کرا دینا ضروری ہے۔ جس سے ہر ایک اندری کی شکتی کا وکاس ہو جاتا ہے، ترو تازہ ہو کر مشکل سے مشکل کام بھی کر سکنے میں اندری اہل ہو جاتی ہے۔

جس کو نیند نہ آوے ۔ اُسے بیمار سمجھا جاتا ہے ۔ منو اتر کئی روز ایسا مَون
ملے ۔ تو اُسے اپنی مرتیو کا کبھی کبھی لگ جاتا ہے ۔ کئی علاج اور سادھن
کرنے پڑتے ہیں ۔ تب اُسے جینے کی آشا ہوتی ہے ۔ یہ ایک قدرتی
ہے ۔ کہ ہر روز منش کو اپنی سب اندریوں کو شانت اور مَون کرانا چا
یہ مثل عام مشہور ہے ۔ کہ جس میں جو گُن نہیں ۔ وہ کیسے پیدا ہو
من چنچل ہے ۔ اور فطرت سے چنچل ہے ۔ یہ کبھی چُپ نہیں ہو سکتا ۔
یہ غلط ہے ۔ کیونکہ روزمرہ یہ ویسا چپ ہو جاتا ہے ۔ کہ اسے سنـ
وہار کی خبر تک ہی نہیں ہوتی ۔ ایسی شُونیہ اوستھا میں آ جاتا ہے ۔
کب؟ جب گاڑھ ندرا میں جیو آتما کو پربھو دیو اپنی امرت پیاری گو
میں لے لیتے ہیں ۔ (سُشپتی میں) اور تمام تھکاوٹ دُور ہو کر نئی زند
کا سنچار ہو جاتا ہے ۔ اور صبح اُٹھ کر کہتا ہے ۔ کہ آج رات ایسی مزے کی
نیند آئی ۔ کہ کوئی خبر ہی نہیں ۔ وہ آنند کا آنا ۔ کیول پربھو ہی کی امرت گو
میں آنے سے آتا ہے ۔ اور من اپنی تمام کریاؤں ۔ کریڈاؤں سے مکت
ہے ۔ اسمرتھ ہو جاتا ہے ۔ خواب کے سمیہ تو وہ اپنی رام لیلا کرنے کا دکھا
ساہس کر ہی لیتا ہے ۔ مگر اس سمیہ جبکہ مہان شکتی کا آشرے جیو ہو
ہے ۔ اُسے ساہس نہیں پڑتی ۔ دُم دبا بھاگ جاتا ہے ۔ اس سے ظا
ہے ۔ کہ من کو چُپ کرا سکنا کوئی نیا گُن پیدا کرنا نہیں ۔ بلکہ یہ ہی
اسکا فطرتی گُن ہے ۔

ارادتاً جب خود منش اسے مَون کرانا چاہے ۔ تب بھی ضرور
ہے ۔ کہ پربھو کا آشرے لیوے ۔ ورنہ من چپ نہیں ہو گا ۔ نہیں ہو گا
ذرا اور دیکھئے ۔ ماتا کے گربھ میں جیو آتما کے ساتھ سوکھشم

ہوتا ہی ہے ۔ مگر وہاں پر لگاتار کئی مہینے وہ اُلٹا لٹکے ۔ محض پربھو کے ہی آسرے اور اس کے نیم کے آدھین سروشو پربھو کا پتیتر روپ بنے رہنے سے جہاں پر کسی بھی سوکھشم اندری کو سوائے وکاس کے اور کوئی کرم پڑا ہی نہیں ۔ اپنے تمام جنموں کے درشیہ سامنے سمرتی میں آجاتے ہیں ۔ اپنے جنموں کا ساکھشات کرتا ہے ۔ اور وہی ادسنھا مرنے کے سمیہ ہوتی ہے ۔ کوئی اندریہ ویاپار نہیں چلتا ۔ سب طرف سے شور ہاہا کار ہوتے ہوئے بھی اس کا دھیان کہیں نہیں جاتا ۔ نہیں سنتا ۔ نہیں دیکھتا من پورن مَون سادھے ہوئے ہے ۔ جیو آتما اپنے تمام کئے ہوئے اعمالوں کو اپنے سامنے ساکھشات ہی کر رہا ہوتا ہے ۔ اس سب کتھا کا اصل اصول یہی نکلا ۔ کہ مَون ہی ساکھشات کا سادھن بلکہ اتم سادھن ہے



من کی ویوستھا کرنی اتنی ہی مشکل ہے ۔ جتنا کہ سر کے بالوں کا شمار ۔ جب من کی اتنی نزاکت اور لطافت ہو ۔ اُسے قابو میں لانا کیونکر آسان امر ہو سکتا ہے ۔ اور جب تک اُسے قابو میں لا کر اس پر قبضہ نہ جمایا جاوے ۔ تب تک جنم مرن کی پھانسی (آواگون کے چکر) سے چھٹکارہ ہی نہیں ۔ پھر تو اِسے قابو میں لانے کے لئے اونشیہ

کوئی سادھن ڈھونڈنا ہی چاہیئے ۔ اور قابو بھی تبھی ہوگا ۔ جب اس
کی وِیوستھا کی سمجھ سمجھ میں آوے گی ۔ بنا کسی کی وِیوستھا کے گیان کے اس
میں دخل کیسے دیا جا سکتا ہے؟

سنسار ساگر (بحرِ ناپید کنار) کے کنارے

جنم مرن کی پھانسی سے بچ
کا ارتھ ہے! ایشور پراپ

منش اس سنسار ساگر میں چکر کھا رہا ہے ۔ اور راستہ نہیں پاتا ۔
اور پاتے ہوئے بھی بھول جاتا ہے ۔ اس ساگر کے اوروار کا کنارہ
تو ہے پرکرتی ۔ اور پار کا کنارہ جسے کوئی دیکھ نہیں سکتا ۔ یا دیکھ
نہیں پاتا ۔ وہ ہے پرماتما ۔ اب اتنے بے پایاں گہرے سمندر کو عبور کرنے
کے لئے آتما تو بھنور میں غوطہ پڑ جاتا ہے ۔ جہاں پر دریاؤں کے اوپر

پُل کہ کشتی

پُل بنے ہیں ۔ وہاں یاتری مسافر بے کھٹکے دن ہو یا رات
اپنے ہی پاؤں سے دوڑتا چلا جاتا ہے ۔ اور اگر کشتی
کا سہارا لینا ہو ۔ تو اس میں دوسروں کی آدھینتا کے علاوہ ڈوبنے کا
کھٹکا لگا ہی رہتا ہے ۔ کبھی طوفان آجاوے ۔ تو دم خشک ہونے لگ
جائے ۔ پرماتما کی اپار کرپا ہے ۔ کہ اس نے اپنے تک پہنچنے کے لئے منش
کو من کا پُل اس سنسار ساگر کو ترنے ۔ پار کرنے کے لئے بخشا ہے
جو منش اس من روپی پُل کے اوپر اپنے قدم جما کر رکھیگا ۔ اور من

ایک کا تیاگ

کو نیچے رکھیگا ۔ اس کے پار ہو جانے میں کوئی
شک ہی نہ رہیگا ۔ مگر یہہ تو تبھی ہوگا ۔ جب منش
جس کنارے کھڑا ہوا ہے ۔ اسے تیاگ دیوے ۔ اور پُل کے اوپر قدم
جماوے ۔ اگر اس کنارے کو تیاگے ہی نہ ۔ تو پُل اس کے قدم کو کیسے

اُوپر لینے لگی ہے۔ نہ کوئی اس کنارے کا تیاگ کرتا ہے۔ نہ ہی پار لے کنارے (پر کھوم) تک پہنچتا ہے۔ سب سے پہلی شرط جو منزلِ رسائی اور پل کو اپنے زیر کرنے کی ہے وہ ہے تیاگ۔

تیاگ کب ہو سکتا ہے؟

مگر تیاگ تو کسی وستو کا تب ہی کیا جاسکتا ہے۔ جب کوئی حاجت یا غرض پیش آئے۔ بنا مطلب یا مقصد کے نہ کوئی تیاگ کر سکتا ہے۔ نہ ہی تیاگ کرنے والا عقلمند سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے تیاگ کا وچار کرنا ضروری پڑ گیا۔ جب کوئی منش نشہ یا وشے کا تیاگ کرتا ہے۔ تو اُسے جب تک کوئی نقصان انوبھو نہیں ہوتا۔ تب تک نہیں چھوڑتا۔ اور جب اُسے اُس کے دوش کا پورن گیان ہو جاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ اس کے لگاؤ رہنے سے اس کے کھنک سُکھ سے فلاں دیرپا سُکھ جلدی نشٹ ہو جاوے گا۔ تب وہ فوراً تیاگ دیتا ہے۔ اپنا پیارا پتر۔ دھن۔ استری۔ محل ماڑیاں۔ تتھا راج پاٹ تک بھی منش تیاگ دیتا ہے۔ جب اُسے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ سب تھوڑے کال کا سُکھ دینے والے ہیں۔ اور وستو ہیں ان کے اندر دُکھ کی ماترا زیادہ ہے۔ اور دائمی سُکھ جو فلاں وستو میں ہے۔ اس سے ہی پیار کرنے میں تتپر ہو جاتا ہے۔ گویا کسی بھی چیز پیاری سے پیاری اور بڑی سے بڑی کا تیاگ اس بدل کے لئے کیا جاتا ہے جو سُکھ دینے والی ہوتی ہے۔

تیاگ کی رُوح رواں:-

مگر تیاگ ایک جسم ہے۔ جو بغیر پریم کے مُردہ ہے۔ پریم ہی اس کی جان ہے۔ یا جس طرح ہاتھ کی اکملیت (کمال) اسکے تل سے ہے۔ اور نہ ہی صرف پر شٹھ سے ہے۔ بلکہ

دونو کی ہستی کا نام ہی ہاتھ ہے ۔ اسی طرح تیاگ پیٹھ ہے ہاتھ کی ۔ تو پریم ہتھیلی ہے ۔ اگر پریم پیٹھ ہے ۔ تو تیاگ ہتھیلی ۔ ایک دوسرے کے اوپر ان کا نربھر ہے ۔ کوئی منش جب تک کسی وستو سے پیار پریم نہیں کرتا ۔ تب تک اسکے گرہن کے لئے پریشرم نہیں کرسکتا ۔ اور وہ پریشرم بھی تبھی ہوسکتا ہے ۔ جب پہلی اوستھا کا تیاگ کیا جاوے ۔ تب دوسری اوستھا کی پراپتی ہو۔

سکھ کا مول کارن :-

منش سبھاو سے ہی روزمرہ مل کا تیاگ کرتا ہے ۔ اور اسی تیاگ سے اس کے شریر کو سکھ پہنچتا ہے ۔ اگر کبھی وہ مل کا تیاگ نہ کرے ۔ تو اس کو دکھ اٹھانا پڑتا ہے ۔ ایسا شریر جس کا مل کئی دن تک تیاگ نہ ہووے ۔ وہ ویاکل ہوجاتا ہے ۔ اور تندرستی سے اسے پریم اور چاہ ہونے سے اس کی پراپتی کے لئے جلاب کا سادھن لے کر مل کا تیاگ کرتا ہے ۔ تب اسے شانتی اور سکھ ملتا ہے ۔ لہذا تیاگ ہی سکھ کا مول کارن ہے۔

منش روپی محل کی بنیاد :-

منش کی پیدائش ہی پریم اور تیاگ سے ہوئی ہے ۔ اس منش روپی محل کی بنیاد اور بنیادی پتھر پریم اور تیاگ ہی ہے ۔ ایک لکھ پتی دھناڈھیہ کی اکلوتی کنیا ناز و نعمت سے پلی ۔ ہر قسم کے عیش و آرام ۔ ناز و نعمت اور پیارے ماں باپ اور اس کے گھر کو تیاگ دینے کے لئے تیار ہوجاتی ہے ۔ اسے ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ یہاں اتنا آرام و عیش ہے ۔ وہاں پتی کے گھر میں بھی نصیب رہے گا ۔ یا نہ ۔ کتنا بڑا تیاگ یہ پریم کرا رہا ہے ۔ اور پتی پتنی کا پریم ہی پرجا اوتپتی کا کارن ہے۔

یدی ان میں پریم نہ ہو۔ تو پرجا اونپن کیسے ہو؟ اور یہی پریم اُن سے رج اور ویریہ جیسی اَمولیہ رتن کو جو شریر کے اندر ایک پرکاش کی جوالا دے رہی ہے۔ اس کا تیاگ کرا تا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں۔ ماتا اپنے پُتر کے پریم میں نو ماہ تک تمام پرکار کے کشٹوں کو سہتی ہوئی سب سُکھوں کا تیاگ خوشی سے ہی کرتی ہے۔ اور پتر کے پیدا ہونے پر اُس کے پریم میں۔ اُس کے سُکھی رکھنے میں اپنے سب سُکھوں کا تیاگ کتنی مُدت تک کئے رکھتی ہے۔ پُتر پریم میں۔ اُس کے دُکھ میں میٹھی سے میٹھی نیند کا تیاگ۔ اُسکے بار بار پیشاب۔ پاخانہ سے اپنی اوجلتا اور سُندر کپڑوں کا تیاگ۔ غرض کوئی وستو ایسی نہیں۔ جسے وہ اس پریم کے بدلے بلا کسی دوکاندارانہ معاوضہ کی چاہ کے تیاگ نہ کرتی ہو۔

اسلیئے تیاگ اور پریم منش کے من کی اصلی ولوستھا ہے۔ سنسار کے وشیوں اور پدارتھوں کے انوراگ کا تیاگ۔ جیسے ستھول رُوپ میں پرکرتی کا تیاگ کہا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا پربھو سے پریم۔ بس اِس سنسار ساگر کا یاتری جو پربھو پریم کے لیئے پرکرتی کے اُور لے کنارے کا ایسا تیاگ کرے۔ کہ پیچھے نظر موڑ کر نہ دیکھے۔ اس کا تیاگ کرکے دماغ میں پھر اس کی ہستی کا نقشہ نہ باندھے۔ اور من رُوپی پُل کے اُوپر پریم کی دھن میں دوڑتا ہوا (تیبر گامی) پار لے کنارے پربھو کو جا پراپت کرے

حقیقی اور غیر حقیقی پریم

جس من میں پریم کی ترنگ تو اُٹھتی ہے مگر موقعہ آنے پر وہ اس کے لئے تیاگ نہیں کرنا چاہتا۔ یا نہیں کر سکتا۔ تو وُہ پریم حقیقی پریم نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب منش کسی وستو کو تیاگ نہیں کر سکتا۔ یا نہیں کرنا چاہتا۔ تو کوئی دلیل

یا مُکتی یا نرک اس میں کھڑا ہو کر تیاگ سے روک دیتا ہے۔ یہ دلیل یا ترک بُدھی اُٹھاتی ہے۔ جہاں بُدھی اور من کا میل نہیں۔ وہاں کنجوسی لازمی ہو جاتی ہے۔

پریم کا تعلق صرف مَن سے:

بُدھی ترازو ہے۔ مگر پریم بغیر وزن کے تُلا کرتا ہے۔ اسلئے بُدھی کی پکڑ کے سمجھنے میں رسائی نہیں ہے۔ پریم وُہ وستو ہے۔ جسے من ہی جان سکتا ہے نہ یہ بیان میں آسکتا ہے۔ نہ اس کا تول ماپ لمبائی چوڑائی ہے۔ اور نہ ہی یہ بُدھی کے ترازو میں سما سکتا ہے۔

یہ تو ایسی گولی ہے۔ دوست کھائے تو اُسے نشہ ہو جائے۔ اور اگر دشمن کھائے۔ تو وُہ بھی سرشار مست ہو جائے۔ اسکا اثر دونو پر ایک جیسا ہے۔ پریم تو جسم جان تک بھُلا دیتا ہے۔ اپنی خودی اور ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ جب تک دوئی کی پہچان ہے۔ تب تک پریم کی صرف زبان ہی زبان ہے۔ گمان ہے۔ نہ جان ہے۔

تیاگ گیان یُکت بُدھی سے:

اب تیاگ کو ہی لیجئے۔ کبھی کسی چیز کو من میں تیاگنے کی لہر اُٹھتی ہے۔ تو اُسی دم تیاگ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر جب چیز کو ہاتھ لگاتا ہے۔ تو آواز آتی ہے۔ کیوں؟ کیا فائدہ؟ یہ آواز بُدھی نے پیدا کرائی۔ اب جب تک کیوں اور کیا فائدہ کا صحیح صحیح گیان بُدھی کو نہ ہو جاوے۔ تب تک کبھی خالی تیاگ نہیں ہوسکتا۔ جہاں تیاگ کو پیدا کرنا ہو۔ وہاں گیان کی بڑی ضرورت ہے۔

تیاگ کے لئے سوکھشم گیان کی ضرورت ہے۔ اور پریم کے لئے

ستھول گیان کی۔ ستھول گیان میں شردھا عقیدت کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے اور گیان کا سنسکار ماتر ہوتا ہے۔ یہاں پر ترک اور دلیل کی میخ نہیں گھس سکتی۔ اور اگر اُسے زور سے گھسیڑا جاوے۔ تو اُس میں ہی ڈوب جاتی ہے۔ کیونکہ شردھا جل کا ایک سروت ہے۔ جل میں کوئی کیل نہیں لگ سکتی۔ بلکہ اُس میں ڈوب جاتی ہے۔

پریم متوالے:۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کسی بُری وستو کے تیاگ کے لئے بُدھی چلیتاونی کرتی ہے۔ مگر من اس میں آسکت ہونے سے تیاگ نہیں ہونے دیتا۔ تیاگ تو بُدھی کی مرضی سے ہونا تھا۔ مگر نہیں۔ اس میں کبھی من کا پریم یا آسکتی جس وستو میں ہے وہاں پر وہ بُدھی کی چیتاونی سے ٹلنا میں نہیں ہوتی۔ اس لئے پریم اور تیاگ کا واستوک ستھان من ہی ہے۔ اور ہاتھ کے اُوپر نیچے کے سمان یا جسم و جان کی طرح رہتے ہیں۔ دو ہوتے ہوئے بھی ایک ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ہستی ہوتے ہوئے بھی دو کہلاتے ہیں۔

۵

پریم کے بازار کی کیا ہی انوکھی چال ہے
کھوٹا سِکّہ دے کے۔ ملتا کھرا زر و مال ہے

پریم میں من ایسا متوالا ہو جاتا ہے۔ کہ بُدھی مانو اُس میں ہے ہی نہیں یا رہی ہی نہیں۔ پتا جو ایک رئیس ہو۔ یا اعلیٰ افسر ہو۔ صاحب عقل و فراست ہو۔ جس کے رعب سے لوگ تھر تھر کانپیں۔ جب بھی اپنے بچہ کے پریم میں اس سے باتیں کرنے لگ پڑے۔ تب وہ وہ باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس پرکار کی کریڑائیں کرنے لگتا ہے جیسے وہ اپنی پوزیشن میں بھول کر بھی نہ کرتا۔ ایسے سمیہ میں اگر اس کا کوئی ماتحت

بھی دیکھ لیوے - تو اُسے اُس ماتحت کی ماتحتگی کا خیال کبھی نہیں آتا- وہ اُس لیے خود سا ہوجاتا ہے -

پیر کھُو کا ملاپ پریم کی اگادھ سیما ہیں ہوتا ہے - مگر سنسار میں کوئی وِرلا من ہی اس پریم کا سوداگر بنتا ہے - ہر وسا دھارن کا نہ یہ من پریم کی سوداگری کرتا ہے - اور نہ من قابو میں آتا ہے - اور نہ ہی پربھو ملاپ ہوتا ہے -

من سودا[1] کی نکڑی - سودا[2] سے ہے جکڑی
سودا[3] لگے گا جب - نکڑی ہو گی کھپکڑی[4]

[1] خرید و فروخت کی چیز [2] حسد - فریب - ڈھنگ [3] پاگل پن - منوالی
[4] اُڑ جانا (بیکار)

اوم

لوک ایشنا - تیاگ کا سروپ - ایشور و شواش

آجکل کے عام تیاگی - دانی اور لیڈر پربھو اور پریم سے پرے کیوں؟ :-

من دھوکا کی ایک بھاری ٹٹیا ہے - اِس کی آڑ میں تیاگ اور پریم کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے بہت پائے جائیں گے - تیاگ دو شبدوں سے بنا ہے - اور دو ارتھ ہیں - تی + آگ - تی کے معنی پرکرتی - ایشوریہ - سمپتی اور آگ کے معنی اگوا اور اگنی - ارتھات جو لوگ اپنی پراکرت ایشوریہ کو اسلئے تیاگ کرتے ہیں - دان کرتے ہیں

کہ وہ اُن کی اگو آبن کہ ان کی شہرت - عزت پھیلاوے - اور وہ اس خاطر تیاگ کرتے ہیں - کہ من میں لوکیشنا کا سودا ہے ، وہ اگو آکھلاویں - ان کو بھی تیاگی تو ضرور کہا جاتا ہے - کیونکہ ان کا ظاہرا عمل لوگوں کی بیرونی آنکھ بیرونی زبان کے سامنے تیاگ کا ہے - ایسے تیاگی جن میں نمرتا نہیں پیدا ہوتی - اس لیے وہ سب کچھ کا تیاگ کرتے ہوئے بھی من کا تیاگ نہیں کر سکتے - اس لئے سچے پریم کا ان کو سنھان نہیں ملتا - ان میں ابھیمان کی ماترا کا تیاگ کے سبب پیدا ہو جانے سے پربھو ملاپ کوسوں دور رہ جاتا ہے ۔

مایا مری نہ من مرے - مر مر گئے شریر
آشا ترشنا نہ مری - کہہ گئے بھگت کبیر

وشو پریم کے سوداگر :-

اور جو لوگ اپنے ایشوریہ سمپتی کو اگنی میں ڈالے ہوئے پدارتھ کی طرح سپرد کر دیتے ہیں - اور جس طرح اگنی بلا کسی تمیز دیش - کال - جاتی کے اپنی شرن میں آئی وستو کو چھن بھن کر کے سنسار میں گپت روپ سے پہونچا دیتی ہے - اور اس وستو کی تقسیم کے متعلق نہ تو اگنی کو کوئی دانا کہتا ہے - نہ ہی اس منش کو جو تیاگ کرتا ہے - بلکہ ہر ایک اُسے پربھو کا امرت یا برکت - پربھو کرپا کا پرشاد - پربھو سے ہی جانتا ہے - ایسے جن اس پرکرتی - ایشوریہ کو اپنا نہ سمجھکر اُسے ہیچ اور سنسار کے پدارتھوں کو سنسار کا سمجھکر تیاگ کرتے ہیں - انہیں کوئی چاہنا نہ رہنے کے سبب نمرتا پیدا ہوتی ہے ، اور وشو پریم کے سوداگر کہلاتے ہیں - پربھو ایسے جنوں کو بغیر اُن کے پریشرم اور اچھیا کے ساکھشات درشن دیتے ہیں -

تیاگ دو طرح سے

تیاگ دو طرح سے ہوا کرتا ہے - ایک ارادہ

سے۔ دوسرے سوبھاؤ سے۔ ان دونو کا مقام من ہی ہے۔ جو منش ارادہ سے کسی چیز کا تیاگ کرتا ہے۔ اس میں اس چیز کے گنُ۔ اوگن کا سنسکار پھر بھی من میں بنا رہتا ہے۔ اور اس کا گرہن وہ بنا ارادہ کے بھی کبھی کبھی خواب میں کرلیتا ہے۔ اور جو تیاگ سوبھاؤ سے ہوتا ہے۔ اس کا سنسکار بھی چھوٹ جاتا ہے۔ ایسے تیاگ میں کئی پورو جنم کے سنسکار جمع ہو کر سوبھاؤ کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ پہلے قسم کے منش کو ایشور وشواش کی کمی رہتی ہے۔ اور دوسری قسم والے پورن ایشور وشواشی ہوتے ہیں۔ ان کو مطلق فکر تک نہیں رہتی۔ ایشور وشواشی کا ایشور پل پل ساکھی بنا رہتا ہے۔

तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं भजाम्यहम् ।।

(بھگتوں کی یوگ کھیم کی چنتا تو لے اپنے اوپر لے رکھی ہے)

جہاں ایشور سویم ہی ساکھی ہوں۔ جہاں بچہ ماں کی گود میں بیٹھا ہوا ہو۔ وہاں بچہ کو کس بات کی چنتا، فکر یا بھے ہوسکتا ہے۔ جب کسی چیز کا تیاگ کیا جاتا ہے۔ تو وہ اندریوں سے چھوٹ جاتی ہے۔ جب کسی چیز کے گنُ اوگن کا تیاگ کیا جاتا ہے۔ تو وہ من سے چھوٹ جاتی ہے۔ پہلی صورت حالت میں صرف ایک چھوٹتی ہے۔ دوسری حالت میں دونو یعنی اوگن یا گنُ کے تیاگنے سے چیز اپنے آپ چھوٹ گئی۔

آدر بیتہ پریمی اوم مکھیہ میشر اور متر

آتما کا سمبندھی

من کا آتما کے ساتھ اتنا گھنشٹ سمبندھ ہے۔ اور آتما کا من کے ساتھ ایسا سمبندھ ہے۔ کہ سنسار میں کسی بھی پرانی کے ساتھ اتنا رشتہ نہیں۔ ماتا پتا سے منش بڑا پیار کرتا ہے۔ اور اپنی سب کمائی اُن کے چرنوں میں لا رکھتا ہے۔ مگر سمیہ آسکتا ہے۔ جب کہ وہ استری میں اتنا آسکت ہو جاوے۔ کہ ماتا پتا کو خیرباد کہہ دیوے۔ جس استری سے ماتا پتا کا تیاگ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ وہاں اپنے پتر کے موہ میں استری کا پیار بھی چھوڑ دینے کے لئے اُسے دیر نہیں لگ سکتی۔ باقی رشتہ داروں کا پیار محبت تو ماتا پتا۔ استری پتر سے دُور کے درجہ پر ہی رہتا ہے۔ مگر وت ایشنا یعنی جس کے من کی کامنا دھن میں ہی ہے۔ وہ پتر کو بھی جُدا کرنے یا اُس کے جُدا ہو جانے پر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ کبھی عزت اور مان کا کچھ کا کچھ لوکیشنا میں آسکت من کی خاطر اپنا دھن لُٹ جانے کی یا لٹا دینے کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ غرض من کی خاطر سب کچھ نچھاور کرنے پر راضی رہتا ہے۔

یہ من سب سے کیوں پیارا ہے؟

اسلئے کہ یہ من منش کا آدی سرشٹی سے ساتھی بنا چلا آتا ہے

جیسے انادی کال سے پرماتما ہی اس آتما کا متر ہے۔ ویسے آدی کال سرشٹی سے من متر بنا ہے۔ دن ہو یا رات۔ اندھیرا ہو یا پرکاش۔ ویرانہ ہو یا آبادی۔ اوپر ہو یا نیچے۔ مشرق ہو یا مغرب۔ شمال ہو یا

جنوب - خلوت ہو یا محفل - غرض ہر کال - ہر حال - ہر دیش اور ہر جاتی میں یہ من ہی ہے - جو آتما کا ساتھی رہنے والا ہے - سب سمبندھی کسی نہ کسی وقت علیحدہ ہو ہی جاتے ہیں - مگر من نہیں علیحدہ ہوتا - یہ شریر بھی ایک دن اس آتما سے جدا ہو جاتا ہے - مگر من اس سمیہ بھی آتما آکاش میں جاوے تو ساتھ - وایو میں پرویش کرے تو ساتھ - جل کی دھارا میں رم جاوے تو ساتھ - کسی دھوآں یا پرکاش میں جاوے تو ساتھ - کسی اَبر جنس بنسپتی - اوشدھی میں جاوے تو ساتھ - پُرش - استری کے رج - ویریہ میں جاوے تو ساتھ - ماتا کے گربھ میں جاوے تو ساتھ - غرض یہ من کبھی بھی آتما کا ساتھ نبا گنے نہیں پاتا - اب اگر آتما اسی کو ہی اپنا سچا مِتر

مشیر اَور مِتر کیسے ؟ :

سکھا نہ مانے - تو کس کو مانے ؟ یہی وجہ ہے - جب کبھی کوئی کسی کو کہے - کہ "یہ کام نہ کرو" - تو وہ کہتا ہے - اچھا میں صلاح کر دُنگا - کس سے ؟ کہتا ہے - کہ بس اَور کس سے صلاح کرنی ہے ! اپنے من سے ایکانت میں صلاح کرونگا - اب اسے کسی دُنیا کا دانا یا مِتر سمبندھی - کسی وکیل یا بیرسٹر کا نام منہ پر نہیں آتا - **من** ہی کو اپنا اصلی صلاحکار - مشیر - وزیر - مِتر اور دانا - وکیل بیرسٹر سمجھتا ہے - ایک کا نہیں - بلکہ سب منش ماتر کا یہی حال ہے اب جب پھر کوئی پُوچھے - کہ صلاح کی ؟ کہتا ہے - ہاں - بہت وِچار کر بڑی بحث کی - میں یہ تو سمجھتا ہوں - کہ یہ کام میرے لئے اچھا ہے - مگر یار ! میرا من نہیں مانتا - اسلئے میں نہیں کہہ سکتا - کتنا آدر اَور پاس ہے من کا اس آتما کو رہتا ہے

آدر اَور پاس کیوں ؟ :

وید بھگوان بھی کہتا ہے - यस्माद ऋते किञ्चन कर्म क्रियते

نربل شریر نش کا من جب اپنی طاقت دکھانا چاہتا ہے . تو وچتر روپ دھارکر دنیا کو حیران اور چکت کر دیتا ہے . جلتی ہوئی آگ میں کود کر کسی پرانی کی زندگی بچا دکھانا اسی سے، پلیگ کی نامراد منہ آئی موت میں بیماروں کی سیوا کرنی اسی سے - جنگ لڑائی کے رن کھیتر میں دشمن کی گولی سینہ پر کھانا اسی سے . زہر کو امرت کی طرح پی لینا اسی سے خنجر اور تلوار سے پیٹ پھڑوانا اسی سے . دیواریں زندہ اپنے آپ کو چنوا دینا اسی سے . سولی پر اپنے آپ کو لٹکوا دکھانا اسی سے . پہاڑ سے گرائے جا کر چکنا چور ہو جانا اسی سے - رانوں میں بڑے بڑے کیل گڑھا کر اُف تک نہ کرنا اسی سے . شریر کا بند بند کٹوا دینا اور سنسار کو ہنستا ہنستا چہرہ دکھانا اسی سے - قید خانہ کی تنہا کوٹھڑی میں کھڑے کھڑے چکی کا پیسنا اسی سے - مہینوں شریر کو ان سے جدا کر دینا اسی سے .

من ابارہ سے سے ابھرتے ہیں سبھی - کون نارے سے ہنیں من کے ترا
من سدھارے ہی سدھرتا ہے جگت - من ادھارے ہی ادھرتا ہے دھرا
من داتا - من لالچی - من راجہ من رنک
جو یہہ من ہر سوں ملے . تو ہری ملے نسنک

اس لئے یدی کوئی بندھن سے کبھی مکت ہونا چاہتا ہے . تو اُسے ضرور اس من کی الجھن میں پڑی کڑی کو کھولنے کے لئے اپنا سب کچھ اسی کے کھولنے میں لگا دینا پڑے گا .

भिद्यते हृदयग्रन्थश्छिद्यन्ते सर्व संशयाः ।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन् दृष्टे परावरे

اوم

داتا کے دربار میں دکھ بھری فریاد

ایشور رچنا میرے لئے نہ کہ میں رچنا کیلئے:

ہے دیالو پتا! تُو نے یہ کیسی رچنا کرکے پھانس دیا۔ تُو تو سُبھاوہی سے دیالُو ہے۔ میرا تیرا پِتا پُتر کا سمبندھ ہے۔ دیکھ! میں کتنا ویاکل ہو رہا ہوں۔ تُو پرکرتی کے تمام پدارتھوں کو بنا کر اس میں اوت پروت بھی ہے۔ مگر تو لیش ماتر بھی آسکت نہیں ہُوا۔ مگر میں جو تیرا پُتر کہلاتا ہوں۔ اور کسی بھی پدارتھ کو نہ تو بنا سکتا ہوں۔ اور نہ ہی اس میں اوت پروت ہوں۔ پھر بلا مطلب اور بلا واسطہ اس میں اتنا آسکت ہو رہا ہوں۔ کہ جیسے وہ میری اپنی پیدا کردہ ہے۔ ماتا پتا کو تو بچے سے اسی لئے ہی موہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کے اوپر قربان ہوئے رہتے ہیں کہ وہ اس کے پیدا کرنے والے ہیں۔ اپنے ہی پیدا کردہ بچے پر قربان ہونے کے لئے سب تیار ہیں۔ دوسرے کے بچہ کے لئے نہیں۔ کیونکہ اُس سے واسطہ نہیں۔ مگر میں کیوں اس چیز میں آسکت ہوں۔ جسکو میں نے پیدا ہی نہیں کیا۔ تُو نے کرپا کی تھی۔ پیدا کیا۔ ان کو میرے لئے۔ نہ کہ مجھ کو بھیجا ان کے لئے۔ مگر میں اُلٹ بس آ گیا۔ اب مجھے اُلٹاؤ! کرپا کرو! میں سیدھا ہو جاؤں۔ اُلٹ کا اُلٹ ہی سیدھا ہی کا گُر ہے۔

تُو نے جو میرے محافظ پانچ مقرر کئے (کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار) انہوں نے بھی رکھشا نہ کی۔ انہوں نے میرے وزیر (من) کے خوشامدی

بن کر اُسے بھی اپنا غلام بنا لیا - اور پنجے میں گرفتار کر لیا - اور اب اس کے ساتھ مل کر میری سلطنت (شریر) کو تباہ کر رہے ہیں - اور مجھے کہتے ہیں - کہ تیرا کیا ؟ تو اُن کا کیا لگتا ہے ؟ پربھو! جب میں تیری درگاہ میں فریاد کے لئے پکار کے لئے تیار ہوتا ہوں - یہ اپنا سکّہ دکھلاتے ہیں ان کی ظالمانہ کرتوتوں سے میرا تو قافیہ تنگ آگیا ہے - نہ دن کو چین لینے دیتے ہیں - اور نہ راتری کو پیچھا چھوڑتے ہیں -

جب کبھی میں ہٹھ کر کے تیرے دربار میں بیٹھ جاتا ہوں - اور اپنے انتر کھری سے گہری ڈُبکی لگاتا ہوں - اور تھوڑا سا ہاتھ سے صفائی کرنے لگتا ہوں - تو یکدم اتنی بدبُو کی بھڑاس اُٹھتی ہے - کہ آتی ویاکل ہو جاتا ہوں - بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے - جس طرح کسی نالی میں کئی سالوں سے پانی چلتا ہو - اُوپر سے سب کو صاف شفاف نظر آتا ہے - کوئی گندگی اور بدبو نہیں آتی - اور جب کبھی کہ اُس کئی روز کے لئے بند کر دیا جاوے - اور نالی کی صفائی ہونے لگے - تو مدتوں کی جمی کاہی اور سموما - مل اُکھڑ کر بدبو پھیلانے لگتی ہے - اور پاس والوں کو گذرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے بعینہٖ حال میرا ہے - جنم جنمانتر کی مل اس من کے اُوپر جمی ہوئی ہے - جب بھی اسے اُکھیڑتا ہوں - تو سخت بدبُو (پاپوں) سے ویاکل ہو جاتا ہوں - اب مجھے اپنی اصلیت کا پتہ لگ رہا ہے - کہ میں کتنے جنموں کے کُوسنسکاروں سے میلا اور گندہ ہُوا ہُوا ہوں - یہ تو تیری دیا کا جل ہے - جو مجھ میں بہہ رہا ہے - جب سے میں اپنے آپ کو اور لوگوں میں نرمل کی طرح دیکھتا تھا - اب جب تو نے ذرا چھپ کرا دیا - تو میری سڑاند اور گندگی مجھے ہی ویاکل کر رہی ہے - اگر دُوسرے پاس ہوں - تو پتہ نہیں - اُن کو کتنی

نفرت مجھ سے ہو جاوے۔ اور دُور بھاگیں مجھ سے۔ جو میرے ساتھ بیٹھنے میں ہی اپنی خوشی سمجھتے ہیں۔

ہے دیالو پتا! مجھے اِس گندگی سے بچاؤ۔ میرے وزیر کی کُٹی سرورُ د۔ اس اُلٹے کو اُلٹا کرو۔ تاکہ جو گندگی اور سُوماجموں کا بھرا ہوا ہے۔ وُہ نیچے ہی ڈب جائے۔ اور تیری وِشال دیا کے سمندر میں مل کر بہہ جائے۔ اور اس کا نام مٹ جائے۔ میرے محافظوں کو جیسا باہر کا محافظ بنایا تھا۔ اندر سے نکالو! بھگوان! یہ باہر ہی رہیں۔ تو میری بھلائی ہے۔ نہیں تو میری تباہی ہے۔

ہے مجھ دین کے بندھو! کرپاسندھو! مجھے اب بچاؤ! بچاؤ! میرا کوئی اور سہارا نہیں۔ میری ٹیر کو سُنو! میری وِیاکلتا کو شانت کرو۔ مجھے دِین ہین اور سنھالے مُکت کرو۔ میں تیرا سچّا پُتر بن سکوں!!! (اوم شم)

اوم

یوگیہ پتا کا ایوگیہ پتر

ہے میرے دیالُو پتا! جب میں تیرے در پر آ کر تجھے پتا کہہ کر پکارتا ہوں۔ میں اندر ہی اندر لجّت ہو جاتا ہوں۔ کہ کِس مُنہ سے تجھ پاک۔ پوتر۔ شُدھ پربھُو کو پتا کہہ رہا ہوں۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور مُکت سوبھاو ہے۔ میں اتی گندا میلا اور جسم جنمانتروں سے بندھا اور قیدی۔ دین۔ غلام بنا چلا آتا ہوں۔ تو پاپ اور گُناہوں سے رہت۔ اور میں، مہاپاپی اور سخت گنہگار۔ دُنیا کی آلائیشوں میں گرفتار ہوں۔ تجھے پتا کہنا تو تیری ذات کو بٹہ لگانا ہے۔ تجھے

واسنا چھُوتی تک نہیں - اور مَیں واسنا کا داس بنا ہُوا ہوں - تُو تو پریم کا سُروپ ہے - اور مَیں دولیش کی اگنی میں جل رہا ہوں - ہے ناتھ! کبھی ایسے پتا اور پتر کا سمبندھ چل سکتا ہے؟ یا سمبندھ بن بھی سکتا ہے؟ میری تو انتر آتما اپنے آپ جواب دے دیتی ہے - ناممکن! نا:.... ممکن.....

آشرے داتا:- پھر پتا! میرا ٹھکانا کہاں؟ اور میرا آشرا کس لگ؟ تُو تو پاپیوں کا ترانا ہے - پتتوں کا پاون ہے - سب کا آشرے داتا ہے - ایسا تو سب کو ہی سُنتا سُنانا آیا ہے - مَیں نے تو تجھے اپنی آنکھوں سے آشرے داتا دیکھا ہے تیرے عجائب گپت کئی رازوں کا انوبھو بھی کیا ہے - تیری دیا کو تو مَیں ساکھشات ساکھشات دیکھ رہا ہوں -

بجلی کا چمتکار:- پھر بھی پتا! تیری اِتنی کرُونا اور دیا کو پراپت کرتے ہوئے بھی سچّا پریمی اور پورن وشواشی نہیں بن رہا - تیری دیا کے مقابلہ میں مَیں اپنے پریم کی اتنی کمی محسوس کرتا ہوں - جتنی کہ کرشن پکھش میں چاند کی چاندنی کی - مَیں نے تیری رکھشا کا ہاتھ ایک سنھانوں پر پہلے دیکھا - مگر بھُول جاتا رہا - اب کی بار تو تُو نے ایسی رحمت کی - کہ عین الیقین کرا دیا - اور بھُولی ہوئی تیری رحمتیں از سِر نو سمرتی میں آ کر آنکھوں کے سامنے آ گئیں -

امرت ورشا:- پھر بھی پتا! چوبیس گھنٹے پریت وُہ ساکھشات نہیں ٹِک رہا - کسی کسی وقتِ چنتا ہو ہی جاتی ہے - اور تیرا آشرے، تیرا رکھشا رُوپی ہاتھ میری چُندھیا لی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے - اور جب میں چنتا میں ویاکُل ہوتا ہوں - تو پھر یکدم تیرا ابرِ رحمت ورشا کرنے لگتا ہے - مَیں ہوش میں آ جاتا ہوں - اور تیری رکھشا کا وشواش میرے دل دِماغ

کے اوپر اپنا قبضہ کر کے میری چِنتا کو بھگا دیتا ہے۔

پیتا! مَیں جن چیزوں کو تجھ سے مانگتا ہوں۔ کبھی کبھی میرا یہ من میرا پُورن ساتھی اس کے برخلاف سنسکاروں کو جگا دیتا ہے۔ مجھے اُس میں شامل رہنے کے لئے گھسیٹ لیتا ہے۔ بہترا سمجھاتا ہوں۔ کہ کل تُو نے یہ پربھو سے مانگا۔ صبح مانگا۔ اب تو اُسے بھول گیا۔ تجھے پربھو کہاں سے دینگے؟ تُو تو خاک اور مٹی چھانیگا وہ پربھو دیالو تو ہیں۔ مگر تُو تو چڑا رہا ہے۔ اپنے بھکشاری پن کو بھی لجوا رہا ہے۔ جس پربھو کو تو ہر روز دن اور رات میں کئی بار کہتا ہے۔ کہ پربھو! اپنا ساکھشات کراؤ۔ میرا اِبھشیٹ تیرا درشن ہی ہے۔ تو سرو دیاپک ہے۔ میں ہر جگہ تجھے سرو دیاپک رُوپ میں دیکھوں۔ پھر تو **من** **چنچل** بن کر اُسی کی موجودگی میں ایسی کرتُوتیں اَیسے سنکلپ بو رہا ہے۔ پربھو! میں نے بارہا آزمایا ہے۔ یہ **من** میرے سمجھانے۔ دھمکانے اور مارپیٹ کرنے سے کبھی چُپ نہیں ہُوا جب تک تیری کرپا کے ہاتھ نے اسے شانت نہیں کیا۔ اتنی تیری رحمتوں اور برکتوں کو پاکر بھی میں ابھی تیرا شکریہ پُورا ادا نہیں کر رہا۔ تیرے ساتھ ابھی پورا پریم نہیں کر پایا۔

کرنی کتھنی کے وپریت:

میری دوکانداری اور سوداگری ہی طرز تیرے ساتھ چل رہی ہے۔ مجھے خود پرتیت ہوتی ہے۔ میں روز کہتا ہوں۔ کہ پربھو! مجھے سویکار کر دو! یہ من شریر اندریاں اور آتما سب تیری ہیں۔ تیرے ارپن ہیں۔ کرپا کر دو۔ سویکار کر دو مگر پھر بھی میرے کہنے اور کرنے میں زمین آسمان کا انتر ہے۔ تجھے ارپن کہتے ہوئے بھی کہ سویکار کر دو۔ اپنی اپنی کمزوریوں میں تیری آگیا کے بنا اپنا اپنا دیا بیوپار کرنے لگ جاتی ہیں۔ بدی سب کام۔ سب سنکلپ اور سب بیوپار اُن کو

ستھ شکل میں ہوتا۔ تو میں سمجھتا۔ کہ تو نے سویکار کر لیا۔ اور تو ہی کرا رہا ہے
مگر جب میں اُلٹ پلٹ مارگ کو بھی طے کرتے دیکھتا ہوں۔ تو یہی سمجھتا ہوں۔
کہ ابھی میری اپنی من مانی پرار بھتا ہے۔ تو سویکار کرنے کے لئے تیار نہیں
مجھ میں ابھی بڑا دوش ہے۔ اور کوئی بھاری بھول ہے میں ابھی ابھاگا ہی ہوں

کر نظر کرم :- پربھو! کرپا کرو! میں تو تیرا پتر اور سچا پتر بننا چاہتا ہوں۔
اور خود پاپی ہوتے ہوئے بھی تجھ پوتر۔ پاک ذات کو پتا۔
دیالو پتا کے نام سے پکارتا ہی جاؤنگا۔ خواہ تجھے اچھا لگے۔ یا برا۔ بھلا لگے یا نہ۔
میں تو اور کوئی چارہ نہیں دیکھتا۔ کہاں جاؤں؟ اور کہاں سماؤں؟ میرے
شدھ پتا۔ کر نظر کرم! نہیں تیرے بنا! کر نظر کرم! بھلا جاؤں کہاں؟ تیرے
در کے سوائے۔ جب تو ہی پتا۔ پھر جاؤں کہاں؟ کر نظر کرم! پتا! میں تو اپنی
بھولوں کو سویکار کرتا ہوں۔ اور تو مجھے ہی سویکار کر!

اوم سہ نہ۔ پتیو۔ سو۔ نوے۔ اگنے

ॐ सः नः पितेव सूनवेऽग्ने सूपायनो भव
सचस्वा नः स्वस्तये ॥ ऋ-म० ६- अ०२-सू०१

اوم ان کھٹ مانگ۔ ماتا سے

ہے منگل مئی ماتا! میری ساری آیو مانگنے میں ہی گذری۔ اور گذر رہی
ہے۔ میں کبھی ترپت نہیں ہوتا۔ نیند سے جاگوں۔ تو مانگوں؟ جاگنے سے سوؤں
تو مانگوں۔ پرارتھنا کروں۔ تو مانگوں۔ سندھیا کروں تو مانگوں۔ ہون کروں

تو مانگوں ! بھجن گاؤں تو مانگوں ! روٹی کھاؤں اٹھوں پانی پیئوں تو مانگوں ! میری مانگ ختم ہونے میں ہی نہیں آتی - ہے میری پریم کی مورت ماتا ! کبھی تو تو بھی کہتی ہوگی - کہ کتنا حریص اور لالچی - تو بھی یہ میرا بھگت ہے - جتنا میں اس پر زیادہ ترس کرتی ہوں - اتنا ہی زیادہ یہ اپنی مانگ بڑھاتا چلا جاتا ہے اسے ذرا بھی لجّا نہیں آتی مانگتے - اور دینے کے لئے کورے کا کورا ہے کہہ دینا ہے -

مال نہیں مورے سمپد ناہیں - جس کو کہوں میں میری !
اس جگ میں ہم ایسے بچریں - جوگی کرے جیوں پھیری -
ہر بجھ جی ! بھینٹ دھروں کیا میں تیری

گپت دانی

:- ماتا ! میری پیاری ماتا ! تو بھی سچی ہے - مگر میں بھی سچّا ہوں - کسی بناوٹ سے نہیں - تو تو سرو گیہ ہے میرے آتما کی آتما ہے - تجھ سے میرا کچھ چھپا ہوا نہیں - تو نے تو سب کچھ میرے لئے بنایا بھی اور پھر سب کچھ چھپا کر رکھدیا - اور جب دیا - پھر بھی گپت رُوپ چھپا کر دیا - نہ دینے میں ظاہر ہوئی - نہ دیکھنے میں ظاہر ہوئی -

پتر تو سدیو کال اپنی ماں سے ہی سب کچھ مانگا کرتا ہے - دن بھر مانگتا ہی رہتا ہے - اسمرتھ بچّہ پانی مانگے - تو ماں سے - روٹی مانگے تو ماں سے - لڈو پیڑا مانگے تو ماں سے - کپڑا مانگے تو ماں سے - کوئی مارے تو کہے ماں سے کہیں ڈرے تو کہے ماں سے - اُسے تو کوئی ٹھکانا نہیں - اُس کی آنکھ کی پُتلی میں سوائے ماں کے اور کوئی اپنا نظر نہیں آتا جس سے وُہ فریاد کرے - جس کے آگے وُہ دُکھ کی آہ نکالے - جبھی سنسار میں آیا - خالی ہاتھ آیا - اس کے پاس رکھا ہی کیا ہے - جیسے وُہ نہ مانگے اس کا تو بنا ماں سے مانگے

گذارہ ہی نہیں۔ جب تک ماتا پکڑ کر اُسے اپنی گودِ راحت میں سُلا کر اپنے پیارے کومل کرونا ہیئے ہاتھ سے تھپک کر اپنی امرت بھری بانی سے میٹھی سہاونی لوری نہیں دیتی۔ وہ مانگتا ہی رہتا ہے۔

دیرینہ دائمی حاجتمند:۔ ماں! پیاری ماں! میں کوئی نیا مانگنے والا تو نہیں۔ جنم جنمانتر سے مانگتا آتا ہوں۔ اور گھُٹی ہی جنم سے مانگ کی ملی ہے۔ میرے شریر میں ایک اندری تو نہیں۔ جس کی ایک چیز سے ترپتی ہو جاوے۔ سب اندریوں کی مانگ جُدا جُدا رہتی ہے۔ مجھے سب کے لئے جُدا جُدا بار بار تجھ سے مانگنا پڑتا ہے۔ اور اسی طرح جنم جنمانتر مانگتا ہی رہوں گا۔ جب تک تُو اپنے کرُونا ہیئے ہست سے، اپنی دیا بھری نظر سے اپنی امرت گودی میں لے کر اپنی منوہر اوتم سرلشیٹ بانی سے آنند کا رس نہ پلائیگی۔

ایک ہی حاجت روا:۔ میرا پیٹ روٹی مانگتا ہے۔ تو تن کے لئے کپڑا مانگتا ہوں۔ بھلا یہ چیزیں اگر کسی اور کے دروازے مانگوں: اور تیری کرپا سے تیرے نام کے بھروسے مل بھی جاویں۔ تو اندریوں کی سیمت شریر کی ترشنا کس سے مانگوں؟ کون ہے سنسار میں ایسا! جو مجھے اپنے خزانہ سے نکال دے گا۔

جیونت بانی:۔ جب میں یہ سُنتا ہوں۔ کہ تیری امرت بانی امر کر دینے والی ہے۔ تو میری بھی یہی اچھیا ہوتی ہے کہ میری بانی کو جیونت بانی بناؤ۔ سنیہ وادنی۔ پریہ وادنی۔ شُبھ وادنی بناؤ۔ جو کبھی بھُول کر بھی کٹھور اور کُٹل شبدوں سے کسی کے ہردیہ مندر کو نہ توڑے ... پرانی کے ہردیہ کو نہ ...

کرنے والی ہو۔ شترو بھی اپنی شترو تا کو بھول جائے۔ کبھی اسبھیہ نہ بولے کبھی اپریہ نہ بولے۔ کبھی اشبھ نہ بولے۔ کبھی استیہ، میتھیا یا وتنڈا وار وِواد میں نہ پھنسے۔ میری بانی کو تیرا ہی یش گان کرنے کا سدیو اوسر پراپت رہے۔ ادیل وتی بانی ہو۔

مجھے اتنی چیزیں کون دے سکتا ہے؟ اور جس کے پاس ہو بھی۔ وہ بھی تیرا محتاج۔ ایک محتاج دوسرے محتاج کی حاجت کب رفع کرسکیگا اس لئے ماتا۔ نیک اور رحم کی مجسم ماتا! مجھ کو تو تجھ سے مانگنا ہے۔

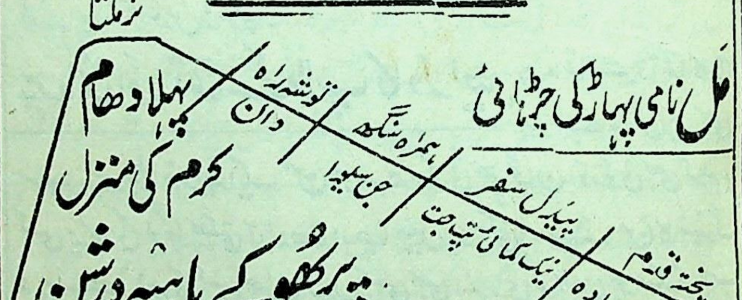
دِویہ چکھشو: میں جب انوبھو کرتا ہوں۔ کہ تیری چکھشو۔ دِویہ چکھشو میں۔ تو میری ہی امنگ بڑھ جاتی ہے۔ کہ میری ماتا کی دِویہ چکھشو ہیں۔ تو میں اس کا پتر ہوتے ہوئے آسُری چکھشو سے کیوں دیکھوں؟ میں بھی سب پر اپنوں میں **مترو درشٹی** سے دیکھوں۔ یہ تو تبھی ہووے۔ جب میں تیری سہر دویانتا سہر وانتر یا مینتا اور سہر ویاپکتا کا بھان کروں۔ اور یہ دات۔ یہ بخشش تو اپنے گنج خانہ سے آپ عطا نہ کرے۔ اور کون دے سکتا ہے۔ دوکانداروں کے پاس تو یہ وستو ہے ہی نہیں۔ سوداگر اس کا بیوپار نہیں کرتے۔ راجوں۔ مہاراجوں کے خزانے اس رتن سے خالی ہیں۔ ایک تو ہی میری ماں ہے۔ جس سے یہ رتن پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مانگ بھی تیرے در سے کیجاتی ہے۔

ہے ماتا! ایک میں ہی بھوکا پیاسا نہیں۔ **میرا سارا پریوار بھوکا پیاسا ہے**۔ میری آتما تو تیرے درشن کی پیاسی ہے۔ میری بدھی وگیان کی بھوکی ہے۔ میرا **من** تیرے سنیہ کی چاہ رکھتا ہے۔ تیرا پورن وشواس۔ وشو پریم اور تیرے پرکاش کے بغیر ویاکل ہو رہا ہے۔ میرا چت سنسار کی سمرتیوں

سے تنگ آگیا ہے۔ ایک تیرے ہی نام کی سمرتی اَور سنسار کے خرافات کی وسمرتی کو ترس رہا ہے۔ میرے پاہو تیرے سنسار کے پرانیوں کی سیوا کے ادھیکار کے لئے پھڑک رہے ہیں۔ ماتا! ایک نہیں۔ دو نہیں۔ یہاں تو سارا کٹنب ہی سخت قحط کی حالت میں محتاج ہے۔ تو کرپا کرے گی۔ تو سب کو سیری ملے گی۔

ماتا! تو تو ماتا ہے۔ پُتر تو کُپُتر ہو جاتا ہے۔ ماتا تو کبھی کُو ماتا سُننے میں نہیں آئی۔ تُو تو اپنا سوبھاو پورا کر۔ مجھے تو آشا ہے۔ کہ جب تیری کرپا ہوئی میں جنم جنمانتر کُپتر آن کی آن میں تیرا سچا سُپتر بن جاؤں گا۔

त्वमेव माता च पिता त्वमेव, त्वमेव बन्धुश्च सखा त्वमेव। त्वमेव विद्या द्रविणं त्वमेव सर्व मम देव देव ॥



پرتیک سمبندھ کا وسیلہ، سنسار میں کوئی وستو ایسی نہیں دیکھی جاتی۔ جو اپنا ملاپ یا رشتہ کسی دوسری وستو سے بنا لینے یا کرنے کے لئے اپنے آپ سمرتھ ہو۔ پرتیک وستو کسی تیسری شکتی کی محتاج ہے۔ منش کا پربھو سے رشتہ یا سمبندھ ملاپ

بھی کسی وسیلہ کا محتاج ہے ۔ جو رشتہ میرا میرے ماما یا نانا ۔ نانی سے ہے ۔ وُہ براہِ راست نہیں ۔ بلکہ میری ماں کے ذریعہ سے ہے ۔ اَور جو سمبندھ میرا میرے دادا ۔ دادی یا چچا ۔ تایا ۔ پھوپھی وغیرہ سے ہے وہ میرے باپ کی وجہ سے ہے ۔ اَور جو تعلق میرا میرے ساس سُسر یا اُن کے پریوار سے ہے ۔ وہ میری استری کے سبب سے ہے ۔ اِسی طرح سے جڑ وستوؤں سے بھی جو میرا سمبندھ ہے ۔ اس میں بھی اہنکار ہی ایک سادھن ہے ۔ جو سب کو اپنی بنائے پھرتا ہے ۔ شریر تک سے جو آتما کا پیار اَور اس کی خاطرداری ہے ۔ وہ بھی اہنکار کی وجہ سے پائی جاتی ہے ۔ یدی اہنکار مرجائے ۔ تو شریر اپنے آپ جدا دِکھنے اور بھاسنے لگیگا ۔ اُس کے دُکھ اَور سکھ ہیں ۔ اسے گرمی سردی لگتے ہیں کچھ بھید ہی محسوس نہ ہوگا ۔

پرماتما اَور آتما کے مِلاپ کا ذریعہ :

پرماتما سے جو آتما کا ملاپ ہوتا ہے ۔ اُس میں بھی سب سے بڑا ذریعہ ایک من ہی ہے ۔ کوئی بھی گیان اَور کوئی بھی کرم بِنا کسی پرکار کی پوجا بھگتی آرادھنا ارچنا نہیں ہو سکتی ۔ جبتک من کا سینوگ نہ ہو ۔ جیسے باہر کی کسی چیز کا گیان کسی بھی اندری کو نہیں ہو سکتا ۔ جب تک من اس کے ساتھ نہ ہو ۔ اَور کوئی اندری کام نہیں کر سکتی ۔ جب تک من کا مِلاپ نہ ہو ۔ اسی طرح آتما کو کوئی بھی باہر کا گیان نہیں مل سکتا ۔ جب تک من آتما کے ساتھ نہ ہو ۔ اندر اَور باہر کے گیان اَور کرم کا سادھن من ہی ہے ۔ اَور بھگتی یا اُپاسنا یا ایشور مِلاپ آتما کا پرماتما سے سنیکت ہونا ہے ۔ وہ آتما از خود سنیکت نہیں ہو سکتا ۔

پرماتما سے دُوری کیوں؟

من جب تک اس کا اپنا پُور اساکھی نہیں بنتا۔ قرار اَور سبھرتا سے آتما سے سنیکت نہیں ہوتا۔ پرماتما سے دُوری رہتی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک من آتما سے دُور دُور پھرتا ہے۔ اور جتنا دُور دُور رہتا ہے اتنا ہی اَور تب تک پرماتما بھی آتما سے دُور دُور ہی پرتیت ہوتے ہیں۔

پرماتما چونکہ شریر کے باہر بھی ویاپک ہیں۔ اَور شریر کے اندر بھی۔ اَور آتما کے اندر اَور باہر بھی ہیں۔ پرماتما کا ساکھشات بھگت کو سب سے پہلے باہر ہوا کرتا ہے۔ اَور پھر اندر ہوتا ہے۔ کوئی بھی بھگت یا اُپاسک اس اصُول کو نہیں توڑ سکتا۔

شریر سے لیکر پرماتما تک تین دھام ہیں۔ ہر ایک دھام کی یاترا بڑی کٹھنائی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ دھام کی یاترا مثل پہاڑی چڑھائی کی یاترا کے ہے۔ جہاں موٹر اور فٹن کا پہنچنا سخت خطرناک ہے ہر ایک یاتری منزل بہ منزل پیدل اپنے پاؤں چلتا ہے۔ اور سنگھ کے ساتھ چلتا ہے۔ اَور اپنے سفر کا سب سامان ساتھ باندھتا ہے تپ اَور ہمّت سے اپنی یاترا کے دن ویتیت کرتا ہے۔

یہ پہلی منزل **کرم** کی کہلاتی ہے۔ اور اس میں پہاڑ کی روک اندریوں کا **مل** نامی پہاڑ ہے۔ جو اندریوں اَور من کے درمیان ہے یاتری کو اندریوں کی وِشہ آسکتی۔ غلامی۔ ناپاکی اَور اپوترّتا اس دھام کا سنان یا درشن کرنے نہیں دیتی۔ جسم سارا اُدھیڑ بن میں گذر جاتا ہے اَور پہلا دھام بھی نہیں کر سکتا۔ جب منش نے اپنے تین سے تپ اور جتّن سے اندریوں کو وکاروں وِشیوں سے روک کر شُبھ کرم میں لگا دیا

سمجھو۔ اس نے مل نامی پہاڑ کے اُوپر . . . . . خوب قدم جما کر پار کر لیا
یہ "دان" تو سفر کا سامان ہے۔ اور سماج سیوا۔ جن سیوا پروا پکار
"سنگھ" کا ساتھ ہے۔ اپنے اُوپر بھروسہ۔ اپنی ہمّت سے چلنا۔ اپنی
نیک کمائی کرنا "یگیہ" ہے۔ ان تینوں کا نام کرم ہے۔

دان تو ایسی چیز ہے۔ جسے ہم بیج کہہ سکتے ہیں۔ اپنی منزل پر پہنچتے ہی
وہ اپنی بیجی ہوئی کو بلا تکلیف انیک رُوپوں میں پراپت کرتا ہے۔ کسی کا
محتاج یا دستِ نگر نہیں بنتا۔

اور جن سیوا۔ سماج سیوا اس کے اُتساہ اور پُرشارتھ کو بڑھاتا
ہے۔ یا نزی کا من اپنے نیک سنگھ کے سبب ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ لیئے
اُداسی اور کلیش یا اور دُکھ کا بھئے نہیں رہتا۔ اُس میں بل اور طاقت
بڑھ جاتی ہے۔

اپنے اوپر بھروسہ۔ اپنی نیک کمائی (پیدل چلنے) تپ اور جتن
جو آتما کے شدھ پوتر کرنے کا سادھن ہیں۔ اُس کے نیش کو بڑھاتی ہیں۔

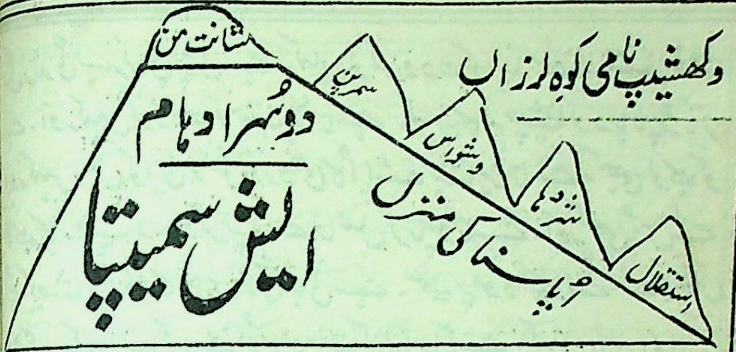
باہیہ درشن۔ اس لئے جو منش اس پرکار کے کرموں کو کرکے اپنے
آپ کو مل سے نرمل بنا دیتا ہے۔ وہ باہر کی پہلی
منزل کو طے کرنے پر ایشور کا ساکھشات انیک پرکار سے باہر ہی باہر کرنے
لگ جاتا ہے۔ جس سے اس کا اشتیاق اور بھی آگے کے دھام کرنے
کے لئے بڑھ جاتا ہے۔

دھرم کے دس لکھشنوں کے مرم کو سمجھنے کی آوشیکتا:- کرم ہی

ایسی منزل ہے۔ جس میں منش کو اپنی کامیابی کے لئے جدّوجہد اور مقابلہ

کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ کہیں تو کرودھ کو اپنا ہتھیار بنانا پڑتا ہے۔ اور کہیں کرودھ کو جیتنا پڑتا ہے۔ کہیں کام چیشٹا کو دبانا پڑتا ہے۔ اور کہیں اس کو اپنی ونش وردھی کا اُپائے بنانا پڑتا ہے۔ کبھی لوبھ کو لابھ کا روپ دے کر تپ سے حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی اُس سے اُپیکھشا ورتی کام میں لائی جاتی ہے۔ سمیہ پر موہ چھوٹے سے وشال موہ کر کے سب کو اپنے اُوپر موہت کر لیا جاتا ہے۔ کہیں مان ایمان نندا اُستتی کی بھی پرواہ نہ کر کے اہنکار کو مُردہ بنا کر اپنے گوہرِ مقصود کو پانے میں جیون دینا پڑتا ہے۔ اور کہیں اہنکار کی رکھشا سو آتم ابھیمان کے لئے کی جاتی ہے۔ دھرم کے دسوں لکھشنوں کی مرم کو اس کرم کی پورتی میں ہی سمجھا جاتا ہے۔

گُپت سہایک ۱۔ انیک ستھانوں کے اُوپر گُپت رُوپ سے پرماتما دیو اپنی رکھشا۔ سہایتا اور ریل تدھی کو دیتے ہوئے یاتری کی روکاوٹوں اور بادھاؤں کو جب وہ اتی ویاکل ہو کر تھک کر ایشور کے ارپن اپنے آپ کو کر دیتا ہے۔ اور سچے طور پر ایشور کے سوائے اور کوئی سہارا اپنے لئے نہیں مانتا۔ تب اسکی اُلجھن کی کڑی اس پرکار کھُل جاتی ہے۔ کہ اُسے سوائے آشچریہ اور خوشی (جسے اچنبا کی خوشی کہیں) اور کوئی دلیل یا سبب ہی سامنے نہیں دکھائی دیتا۔ اس وقت بڑے پریم سے کہہ پکارتا ہے۔ پربھو! تو دھنیہ ہے۔ دھنیہ ہے! تُو ودھاتا ہے! مشکل کُشا مولا ہے۔ بے انت ہے۔ سپرح پرم بھگت وتسل ہے۔



دوسرا دھام اُپاسنا کا ہے۔ اس دھام کی یاترا میں من اور آتما کے درمیان ایک بہت ہی خطرناک ٹیڑھا پہاڑ ہے۔ جو ہر لمحہ ہلتا اور حرکت کرتا رہتا ہے۔ سفر پہاڑ پر تو بہادری کر کے۔ ہمّت کر کے۔ ایک دوسرے کے کندھے یا ٹیک کے سہارے۔ گھٹنے کے بل منش چڑھ ہی جاتا ہے

کوہِ لرزاں: مگر جہاں پہاڑ خود ہی زلزلہ کر رہا ہو۔ وہاں کس طرح بھلا کوئی قدم جماوے۔ اور کس چیز کا سہارا لیوے۔ اس لئے اکثر یاتری اس خطرناک پہاڑ پر اپنے آپ کو قابو نہیں رکھ سکتے۔ اور گرنے کے ڈر سے دھام یاترا ہی ملتوی کر بیٹھتے ہیں۔ جو ہمّت کر کے قدم رکھتے بھی ہیں۔ تو وہ بھی لمحہ لمحہ ڈانوا ڈول چت ہوتے رہتے ہیں۔ جب کبھی کسی خم یا ٹیڑھے پن میں آ جاتے ہیں۔ تو اپنے کئے سفر پر بھی پشچاتاپ کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اوہو! کیا کیا؟ اپنی سُکھی جندڑی کو دُکھ میں جان بُوجھ کر ڈال دیا۔ نہ نیچے اُترنے کو جی چاہتا ہے۔ اور نہ اُوپر جانے کی ہمّت دِکھائی پڑتی ہے۔ جان کنی کا سا سانحہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں۔

دھوبی کا کتا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

چڑھائی میں سنبھلنے کے طریق

اس پہاڑ کا نام وکھشیپ نامی ہے۔ من چنچل پرسدّھ ہے۔

ہنڈول کی طرح منش کو کبھی آسمان کی طرف اوپر لے جاتا ہے۔ اور کبھی اُسی ہی کھن میں نیچے زمین کی طرف جھکا دیتا ہے۔ اس کا نشیب و فراز لحہ لمحہ بدلتے رہنے سے اور ان اسخفر ہونے سے بےقابو انسان نہ کامیابی کا منہ دیکھتا ہے۔ اور جب تک موت کو ہتھیلی پر رکھکر بڑے استقلال، شردھا سے بلا توقف بار بار اس پر ایک قدم جما کر ٹھہرے رہنے اور پھر دوسرا قدم جمانے اور اُسی طرح تیسرا۔ علیٰ ہذالقیاس اس پرکار سے جو آدمی وقت اور زندگی کی پرواہ نہ کرے۔ کہ بہت وقت اور بہت جنم لگ جائیں گے۔ اور اپنا سفر۔ اپنی شردھا اور استقلال سے ایشور کے سہارے طے کرتا جائیگا۔ وہی ایک دن اس پہاڑ کو عبور کر کے ایسی دھام میں ہی آنند پراپت کریگا۔ کہ سب دُکھ اور کٹھنائیاں ایک پل میں بھول جاوینگی۔ یہی درمیانی منزل نیک اور دھرماتما آدمیوں کو بھی آواگون کے چکر میں پھنسائے رکھتی ہے چھٹکارہ نہیں ہوتا۔ ایشور کا کلی طور پر سہارا اور آسرے لینا اپنے آپ کو۔ اپنی زندگی کو۔ اپنی تمام محنت کو اُسی پربھو کے آسرے لبسر کرنے۔ اور اُسے سمرپن کرتے جانے سے ہی منش یاتری سب قسم کے خطروں سے پربھو کرپا سے اس طرح محفوظ رہتا ہے۔ جیسے اُس نے کوئی مشکل دیکھی ہی نہیں۔

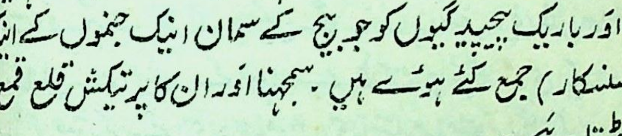
مگر جس طرح یکدم ایک بڑا افسر بننے کے لئے کسی کو مقابلہ کے امتحان میں بٹھایا جاتا ہے۔ اور اس امتحان میں اوّل رہنے کے

لئے سر توڑ کوشش وہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا کُٹمب پریوار خویش۔ اقارب۔ دوست مِتروں کی اُٹھک بیٹھک اور اپنا عیش و آرام سب نچھاور کرکے بھُول جانا پڑتا ہے۔ ایک ایکانت استھان میں اَپنے آپ کو پُورا تیار کرنے کے لئے اُنہیں کتابوں کے مُطالعہ میں ہی اپنا سارا دل و دماغ لگانا پڑتا ہے۔ اسی

من رُوپی وِچِتر کورس کا آدھین

طرح اس دھام کے یاتری کی پریکھشائیں بھی کڑی سے کڑی ہوتی ہیں جس کے لئے اُسے من رُوپی کورس جس کے پانچ مضمون ہیں۔ اُن کا بڑی غور و خوض سے لگاتار مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اُس کے نہائیت دقیق اور باریک پیچیدگیوں کو جو بیج کے سمان انیک جنموں کے اندر بیج (سنسکار) جمع کئے ہوئے ہیں۔ سمجھنا اور ان کا پرتیکش قلع قمع کرنا پڑتا ہے۔

آدرن نامی کوہِ خودی!



سِدّھی ساگر:- جب وہ دھام یاتری کرلیتا ہے۔ نرمل اور شانت چت۔ شانت من ہو جاتا ہے۔ سنسار میں اس کی

جے ہونے لگتی ہے۔ اُس کا بش اور بل اِتنا بڑھ جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے
میں سما نہیں سکتا۔ وُہ اپنی سمجھ میں جو ابھی اَور دھام کرنے کی اِچھیا رکھتا
تھا۔ لوگوں کی بیحد تعریف اَور نانا پرکار کی سدھیّوں کے سبب جو اُسے
پربھو پرسادی میں ان دھاموں کے پھل رُوپ میں پراپت ہو جاتی
ہیں۔ وُہ اُنہیں میں غلطان ہو جاتا ہے۔ لوگوں سے تعریفیں ہونے
لگتی ہیں۔ کہ جو آپ چاہیں۔ آپ سمرتھ ہیں۔ بھگوان آپ کا داس ہے۔
جیسے کہتے ہیں۔ " بھگوان ہوتے چلے آئے " ۔ بھگتوں کے بس میں"۔
اَور جو کچھ وہ کہتا ہے۔ وہی ہونے لگ جاتا ہے۔ اَور جیسا وہ
چاہتا ہے۔ اس کا سنکلپ پورا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ایسی باتوں
کے زیر اثر جو ابھی کمی تیسرے دھام کرنے کی تھی۔ اس سے اب وہ لا
پرواہ ہو جاتا ہے۔ اَور لوگوں سے تعریف اَور اپنی اِچھاؤں کو سچ مچ پورا
ہوتے دیکھنے سے سنتشٹ ہو جاتا ہے۔ کہ بس جو ہونا تھا۔ ہو گیا۔ جو پانا
تھا پالیا۔ اب میرے اَور بھگوان کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا۔ جب
ایسا تب میرا اسویکار ہو گیا۔ اَور میں سدّھ بن گیا۔ جو پربھو کرتا ہے
وہی میں بھی فوراً کر لیتا ہوں۔ تو مَیں بھی پرہم بن گیا ہوں۔ تو وہ تیسرا
دھام جس کا نام گیان دھام ہے۔ جس کے کرنے سے ساکھشات
آتما کی انتر آتما گیان سروپ بھگوان کے درشن ہوتے ہی آنند آنند
کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ اور وہاں پھر اُس کو سر و سنسار میں وہی سر
پری پورن پورنا نند برہم کے سوائے جو جگت میں اوت پروت ہو
رہا ہے۔ اَور کچھ بھی بھان نہیں ہوتا۔ وُہ اس سے ہمیشہ کے
لئے محروم ہو جاتا ہے۔

اِس دھام کی یاترا میں جو پہاڑ یا دھک ہے ۔ اُس کا
آورن نامی پہاڑ ہے ۔ جسے اہنکار ۔ انانیت یا خودی کہتے ہیں
یہی دو دھاموں کے بعد کی روکاوٹ ہے ۔ جو آتما اور پرماتما کے
درمیان میں ہے ۔ ایک نہیں دو نہیں ۔ سینکڑوں یاتری بیچارے
جنم جنمانتر تک پرشرم کرتے کرتے دو دھام کرتے ہیں ۔ اور پھر
اِس اہنکار کے پردہ سے درشنوں سے ونچت رہ کر پھر آواگون
میں گھومتے ہیں ۔ چاہے ان یاتریوں کا جنم اُتم کلوں میں ہو ۔ راجے
مہاراجہ بن جائیں ۔ یا کوئی اور خوشنودی حاصل کر لیں ۔ مگر ہے
وُہ بھی چکر ہی ۔ جس سے پھر گرنے کا کھٹکے رہ ہی جاتا ہے ۔ قسمت
والا آگے نکلے تو نکلے ۔ اِس لئے کرم ، اُپاسنا اور گیان تین دھام
طے کرنے پڑتے ہیں ۔ جو اِس تیسری منزل کو طے کر جاتے ہیں
یत्र देवा अमृतमानशान तृतीये پھر
धामन्नध्यैरयन्त کے مطابق پربھو کی امرت گود میں سُوچھا
پُوروک وچرتے ہوئے امرت کا بھوگ پان کرتے ہیں ۔ ہر ایک منش
اندریوں کے وشیوں سے اپوتر اور ناپاک مل اور من سے چنچل راگ

دویش کی زنجیر میں پھنسا ہوا ہے ۔

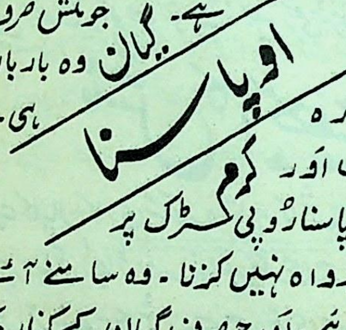
مل وکھیپ اور آورن دُور کرنے کے کرم

اور اپنی آتما کے اُوپر خودی اہنکار کا آورن (پردہ) رکھتا ہے
ان تینوں روکاوٹوں یعنی مل ۔ وکھیپ ۔ آورن کو ہٹانے کے
لئے شبھ کرم کرنے چاہئیں ۔ پرواپکار سیوا کے کرم کرنے سے مل
دُھل جاتی ہے ۔ اور پربھو کے شرن چرن کا آشرے لے کر اس ایک

ہی کی اُپاسنا بھگتی کرنے سے وکھیپ یعنی من کی چنچلتا دُور ہو جاتی ہے
اور گیان کی اُپلبدھی سے خودی کا پردہ پھٹ جاتا ہے۔ آتما اور پرماتما
کا بھید۔ من اور آتما کا راز۔ شریر اور من کا واستوک سمبندھ۔
کھُل جاتا ہے۔

جس پر کھُل گیا رازِ پہنانی
پھر وہ کیا جانے عیشِ سُلطانی

اُپاسنا ایک چوڑی سڑک ہے۔ جس کا دایاں کنارہ کرم اور
بائیاں کنارہ گیان ہے۔ جو شخص صرف کرم کے
کنارہ پہ چلتا ہے۔ وہ بار بار گر پڑتا
ہی ہے۔ کیونکہ یہ صرف کنارہ ہی ہے۔ اور
اس کی حدود بہت تنگ اور ناقابلِ
سفر ہے۔ اور جو اکیلا اُپاسنا رُوپی سڑک پر ہی چلتا
ہے۔ اور کناروں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ سامنے آئے گئے
سواریوں سے گر جاتا ہے۔ اور جو صرف گیان کے کنارہ کو پکڑ کر
چلتا ہے۔ وُہ بھی گر جاتا ہے۔



کرم کانڈی ابھیمانی۔ اُپاسک لوبھی۔ گیانی کرودھی

اکیلا کرم بغیر اُپاسنا اور گیان کے عمل کرنے والا ابھیمانی بن
جاتا ہے۔ اور ابھیمان اُسے گرا دیتا ہے۔ خالی اُپاسنا کرنے والا
بغیر گیان کے لوبھی بن جاتا ہے۔ لوبھ اُسے گرا دیتا ہے۔ اور کورے
گیان کا مشتاق (خشک گیانی) کرودھ کی آگ میں جل کر بھُن جاتا ہے

اس لئے ہر ایک یاتری کو اُپاسنا کی چوڑی وِشال سڑک پر اپنا قدم رکھکر
دائیں بائیں کرم اور گیان کو ساتھ ساتھ کرنا چاہیئے۔ تا کہ اُپاسنا رُوپی
سڑک کی امرت دھول اُڑ اُڑ کر کرم پر پڑے۔ تو اُسے رنگ دیوے۔ اور
گیان پر پڑے تو اُسے رنگ دیوے۔ ایسا پربھو بھگت بھگتی میں رنگ
کر پربھو کے رنگ میں رنگا جاتا دکھائی دیتا ہے۔

ओ३म् शन्नो देवी रभिष्टय आपो भवन्तु पीतये। शंयो-
रभि स्रवन्तु नः॥ اوم شنو دیوی رِبھشٹیہ آپو بھونتو پیتیئے شنیو ربھی سُرونتو نہ

شش کا ابھیشٹ

ہے کلیان کاری سُکھ داتا پرکاش سرُوپ سرو ویاپک پربھو
میرے ہردیہ کی اُجاڑ اور اندھیر نگری میں اپنا دیپک جلا کر پرکاش
کرو! جس تیرے پرکاش سے میں تیری سرو ویاپکتا کا ہر جگہ بھان کر
سکوں! میرے دیالو پتا! بنا تیری جیوتی کے آنترک پرکاش کے میں تجھے
کہیں کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ اور تیری سرو ویاپکتا کے بھان کے بنا کبھی پاپوں
سے نہیں بچ سکتا۔ اور جب تک پاپ میں گرست ہوں۔ تب تک میرا کلیان
ناممکن ہے۔

امرت ورشا:۔

بھگوان! دیا کے سروت بھگوان! آؤ! مجھ اگیانی
بالک کے اُوپر ترس کرو! اپنی رحمت اور امرت کی ورشا
میری چاروں اور (طرف) پُورو دشا مستشک میں اپنی امرت کی ورشا کرو۔

میری بُدھی کا گیان بڑھے۔ اَور تیرے اَمرت کے جل سے سینچ کر امر کر دینے والا پھل لا دے۔ میری وکھشنی دِشا کی نابھی میں اپنا امرت جل برساؤ۔ جس سے ہر نس وناڑی میں تیرے اَمرت کا سروت بہہ کر میرے سارے شریر کو شانت کر دیوے۔ نروگیتا کی اوشدھی بن جاوے۔ شریر ہرشٹ پُشٹ ہو کر ست کرم اَور پروپکار میں پُرشارتھی بنے۔ میری اُتر دِشا ہردیہ میں اپنی امرت ورشا سے ایسی شانتی پردان کرو۔ کہ تیرے ہی امرت رس کی رسنا میں نمگن ہو جاوے۔ تیرے امرت ساگر میں ایسی ڈُبکی لگاوے کہ اسے امرت کے سوائے اپنی بھی سُدھ بُدھ نہ رہے۔ تیری سمیتا اپاسنا سے اُسے کبھی جُدائی ہی نہ ہو۔ پربھو! کرپا کرو۔ میرے آتما! میرے چِتش انتہ کرن۔ میری اندریوں اَور میرے شریر کا کلیان کرو۔ میرا ابھیشٹ آپ کے درشن۔ آپ کا ساکھشات کرنا ہے۔ اپنی رحمت کی ورشا سے میرا منورتھ پورا کرو۔

اوم

شاریرک۔ مانسک اَور آتمک

پاپوں سے بچنے کے طریق

ہر ایک منش جب تک پربھو کو سروویاپک نہیں مانتا۔ نہیں جانتا۔ تب تک وہ اندریوں کے پاپوں سے بچ نہیں سکتا۔ جو لوگ پربھو کو سروویاپک تو مانتے ہیں۔ مگر سرو ویاپک جانتا نہیں۔ اُن کا بچاؤ پاپوں

شاریرک (اندریوں کے) پاپوں سے بچاؤ کا طریق

سے ناممکن تو نہیں۔ مگر مشکل ضرور ہے۔

ناممکن کا مطلب یہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ اندریوں کے ظاہرا پاپوں سے بچے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور وہ لوگوں میں اچھی نگاہ اور دہرماتما کی حیثیت سے یا نیک آدمی کی حیثیت سے دیکھے جاتے ہیں۔ چاہے وہ پربھو کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں۔ مگر اس میں ذرا گہری نظر سے وچار کیا جاوے۔ تو یہ پاپ کا بچاؤ اُن کا اصلی رُوپ کا نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی سبب سے ہوتا ہے۔ (۱) کوئی تو پاپ اس لئے نہیں کرتا۔ کہ اس کے پاس سادھن پاپ کرنے کا نہیں۔ جیسے چور کے ہاتھ پاؤں جب باندھ دئے جاتے ہیں۔ تب وُہ عملاً چوری نہیں کر سکتا۔ یا اُسکے ہتھیار اس سے چھین لئے جاویں۔ تو وہ مجبور ہے۔ (۲) کوئی پاپ اس لئے نہیں کرتا۔ کہ سوسائیٹی کی نظر سے گر جائیگا۔ یا خاندان کے ڈر سے کہ کلنک ہو جائے گا۔ یا عام لوک نندا کے بھے سے وُہ اس پاپ کے کرنے سے بچنا چاہتا ہے۔ (۳) کوئی سرکار کی سزا کے بھے سے قید خانہ کی مُصیبت بھوگ سکنے کی ہمّت نہ رکھنے سے ڈر کر پاپ نہیں کرتا۔ (۴) کوئی آدمی کسی کو گالی گلوچ نہیں دیتا۔ کرودھ میں آکر بھی حملہ نہیں کرتا۔ اس لئے بھی کہ وُہ خود شریر سے کمزور ہے۔ مار پیٹ اور مقابلہ میں دُوسرے کے جُوتے برداشت نہیں کر سکے گا۔ غرض ایک پرکار کے پاپوں سے منش اپنے جیون کو بچا سکتا ہے۔ مگر کسی بیرونی سبب سے۔ ... اصلی سبب جس سے اس کی آتما پاپ سے **بچنے** کی اچھیا کر سکتی ہے۔ **وُہ صرف اور صرف ایک پربھو کی سروویاپکتا** کے جاننے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اگر ایک سادھو کا ریہ کہے۔ کہ مجھے ضرورت

ہی کیا ہے ۔ کہ میں چوری کروں ۔ تو اس کے یہ معنی ہر گز نہیں ۔ کہ وُہ چوری کو پاپ کی وجہ سے نہیں کرنا چاہتا ۔ بلکہ وُہ تو ضرورت نہیں سمجھتا ۔ کہ چوری کرے ۔ اس کے پاس دھن ہے ۔ اگر کبھی اُس کے پاس دھن نہ رہے ۔ یا دھن نہ ہوتا ۔ تو ممکن تھا ۔ کہ وُہ چوری کر لیتا ۔ اور اپنی ضرورت کو جن کی دھن کی موجودگی میں ضرورت نہیں سمجھتا ۔ پورا کر لیتا ۔ سینکڑوں آدمی روز مرّہ دیکھے جاتے ہیں ۔ جو دھناڈیہ ہیں ۔ مگر چونگی ۔ میونسپل کمیٹی کی چوری روزمرّہ کرتے ہیں ۔ حالانکہ دو چار پائی کا محصُول ان کو اپنی چیز کے بدلے دینا پڑتا ہے ۔ مگر وہ اپنے رسُوخ یا رُعب یا جھوٹ بول کر ۔ اپنا اعتبار دکھا کر اس کی ادائیگی سے بچنا چاہتے ہیں ۔ یا ریل پر سوار ہوتے وقت اپنے ساتھ نیم سے زیادہ بوجھ اسباب کا وزن نہیں کراتے ۔ اور گاڑی میں بیٹھے اُسے اُوپر نیچے علیحدہ علیحدہ بکھیر کر چھُپا کر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یا وقت پڑنے پر اپنا دوسرا ایسا ساتھی بنا لینے کی خواہش کرتے ہیں جس کے پاس اسباب کم ہو ۔ کبھی کبھی بڑے اچھے تعلیمیافتہ ۔ باعزّت اور باحیثیت جنٹلمین اپنی عقل اور چترائی سے اس پاپ کو یُوں کر لیتے ہیں ۔ کہ اپنے بستروں کے اندر ۔ اپنی جیبوں کے اندر بہت حصّہ مال و اسباب کا جو اُن میں آسکتا ہے ۔ گھسیڑ دیتے ہیں ۔ اور اپنی جان میں وُہ پاپ نہیں سمجھتے ۔ کہ ہم نے چوری کی ۔ حالانکہ بھئے سے صاف صاف چوری کرنے کے سب سادھن برتتے ۔ جتنے بھی پاپ سنسار میں کرم کی صورت میں ہوتے ہیں ۔ اُن کا اصلی سبب پرکھوُ کی سرو ویاپکتا کا اگیان ہے ۔

مالسک پاپوں سے بچاؤ کا طریق :۔

دوسرا پاپ ہے مالسک ۔ کوئی منش اس پاپ سے نہیں

بچ سکتا - جب تک کہ وہ پربھو کو سروانتریامی نہ جانے
کہنے کو تو کروڑہا انسان کہتے ہیں۔ کہ پربھو سروانتریامی ہے۔ وہ سب
کی ہونے والی کریاؤں یا سنکلپوں کا ساکھشی ہے۔ مگر انسان چاہے
فعل کی صورت میں پاپ نہ کرے۔ نہ کرے۔ لوگوں میں اچھا، نیک اور
دھرماتما مشہور ہوا رہے۔ ہوا رہے۔ مگر پربھو کی نگاہ میں وہ نہ نیک
ہے۔ نہ دھرماتما۔ کیونکہ من کے اندر جو پاپوں کے سنسکار اکٹھے
یا رات کو خوابوں کی صورت میں جو پاپ نشٹ کرتا ہے۔ اس کا شاہد
اس کی اپنی آتما اور پرماتما ہی ہے۔ نہ لوگوں کے روبرو فعل ہوا،
لوگوں سے کوئی بھید رہا۔ مگر ایشور کی نظر میں تو وہ یہ کہتا ہوا بھی کہ
پربھو سروانتریامی ہے۔ میرے سب سنکلپوں کو دیکھتا ہے۔ تو گویا
اس کا نرادر کرتا ہے۔ اس لئے وہ پربھو کے دربار سے بندش کر
کا پھل ضرور بھوگے گا۔

بے شک بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ کہ جنم جنمانتروں کے پاپوں
کے بیج جمع ہونے سے اُن کے من میں وہ کو سنسکار پاپوں کے اُٹھتے ہیں۔
اور وہ بیچارے بڑے ویاکُل ہو جاتے ہیں۔ اُسی دم محسوس کرتے ہیں
اور اُن کو دبا لیتے ہیں۔ پربھو کے دربار میں سہائیتا کی فریاد پکار کرتے ہیں
زار زار روتے ہیں۔ اور اُن کُو سنسکاروں کو دگدھ کرنے کے لئے
پرارتھنا کرتے ہیں۔ پرائشچت کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح اُن کو چھٹکارہ ملے
ایسے لوگوں کو پربھو کے سروانتریامی ہونے کا بھان ہوتا ہے
مگر چوبیس گھنٹے وہ اپنے گیان کے اندر نہیں ٹکا سکتے۔ اس لئے من جب
ہی ایسا موقعہ پاتا ہے۔ اپنا کھیل شروع کرنے لگ جاتا ہے۔ اور دیکھئے

پر کبھی فوراً رک جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی اُس ابھینور کی سروانتریامنیا کا بھے دکھالنے پر بھی نہیں رُکتا۔ تب ویاکل کر دیتا ہے۔ اور سادھک منش کو زار زار رولاتا ہے۔ جس پر پھر پربھو اپنی اپار دیا سے اس کی ویاکلتا کو دُور کرتے اور من کو شانت کرتے ہیں۔

اس چوبیس گھنٹے نہ ٹکا سکنے کا سبب بھی وہی ایک ہے۔ کہ منش نے پربھو کو سرو ویاپک ابھی پورا نہیں جانا۔ جب کوئی سرو ویاپک جان لیتا ہے۔ تو چوبیس گھنٹے پربھو کو اندر باہر ذرہ ذرہ انو پرمانو میں جب وہ پربھو کی وِدیمانتا دیکھتا ہے۔ تو من اُس سے باہر نہیں۔ کیونکہ وہ انو ہے۔ اور اگرچہ اندر ہے۔ تو پربھو بھی اندر اُسمیں ویاپک رہے ہیں۔ جو منش مانسک پاپوں کو اکھٹے دیتے ہیں۔ اور اُن میں خوش بھی ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح وہ ویاکلتا سے کُسنسکار کی جڑ اکھاڑنے کے لئے پربھو سہایتا۔ پربھو آشرا۔ پربھو پرایتنا کو کلہاڑا بنا کر استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح یہ خوشی بھی اُن بیجوں کو پانی دے کر اُگانے بڑھانے اور ایک دن عملی طور پر پاپ کے درخت کو ظاہر کر کے اس کے پھل کا مزا چکھانے والی بن جائیگی۔ وجہ یہ کہ ہر ایک عملی پاپ اسی خزانہ سے پیدا ہوا کرتا ہے۔

آتمک پاپوں سے بچاؤ کا طریق

تیسرا پاپ ہے ابھیمان۔ اہنکار خودی کا۔ اس سے وہی وِرلا خوش نصیب بچتا ہے۔ جو پربھو کو سروگیہ مان کر جان لیتا ہے۔ جس آدمی نے پربھو کو سروگیہ نہیں جانا۔ وہ اپنے آپ کو ہی سروگیہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ ہر ایک

آدمی اپنے آپ کو عقل مند سمجھتا ہے۔ صرف سمجھتا ہی نہیں۔ بلکہ اپنے جیسا کسی کو عقلمند نہیں جانتا۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "اپنی عقل اور پرایا دھن" ہر ایک کو زیادہ نظر آتا ہے۔ فارسی کے ایک شاعر مہاتما نے کہا ہے ؎

ہر کس را ہنرِ خود بکمال وفرزند خود بہ جمال بہتر نظر مے آید

اس سروگیتا اور الپگیتا کا سمبندھ پرماتما اور آتما سے ہے۔ جب آتما اپنے کو سروگیہ مان لیتی ہے۔ تو قاعدہ کے مطابق جب دو ہی چیزیں، دو ہی صفتیں ہیں۔ ایک نے ایک لے لی۔ تو دوسری دوسرے کے واسطے چھوٹ گئی۔ اس لئے باقی الپگیتا پرماتما کے لیئے رہ جاتی ہے جو سروگیہ ہے۔ کوئی آدمی کسی کے سامنے اپنی بڑائی تب ہی کر سکتا ہے جو سامنے والا چھوٹا ہو۔ کوئی آدمی اپنا رُعب وہاں ہی دکھا سکتا ہے جہاں اُس سے کمزور سامنے ہو۔ کوئی آدمی ناجائز فعل تبھی کر سکتا ہے جب وُہ سامنے والے کو اسمرتھ جانتا ہے۔ اسی طرح آتما ابھیمان میں آکر پرماتما کو ہر طرح سے بھُول جاتا ہے۔ اور وُہ لاپرواہ ہو جاتا ہے یہ کوئی ایسی گھُٹی ہے۔ کہ جب سوسائٹی میں جاؤ۔ جب محفل میں دیکھو جس جاتی یا پریوار۔ خاندان کو لو۔ اِسی کو ہر وقت پی رہی ہے۔ ایک چوڑھا (بھنگی) بھی شہر کے بڑے رئیس کی غلطی نکالکر اپنی رائے کو اعلےٰ سمجھ رہا ہے۔ ایک معمولی اہلکار یا چپڑاسی بھی بڑے سے بڑے افسر کی نالیاقتی کو محسوس کر کے اپنی تجویز کو اس سے برتر مان رہا ہے ایک معمولی مقدمے باز بڑے بڑے مقنّن۔ مدبّر۔ مشیروں اور قانون دانوں پر اپنی اختراع کو ترجیح دینا چاہتا ہے۔ ایک گنوار دیہاتی

بادشاہ کی طرزِ حکومت کو اپنی نظرِ حقارت سے دیکھ کر اُس میں اپنی بنائی صلاح کو عمدہ سمجھتا ہے۔ یہ تو ہؤا انسان کا انسان جاتی میں حال۔ بعضے بھلے لوگ تو خدا کی غلطی نکالنے سے بھی نہیں چُوکتے۔ اور تب تک منش کو سروگیتا کا گیان اور دھیان نہیں ہوتا۔ جب تک منش کی آتما اُس پربھو کو سروویاپک اور سروانتریامی نہ سمجھے۔ نہ جانے جب اُسے عین الیقین ہو جائے۔ کہ سروگیہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو سروویاپک ہے۔ جو جہاں ہے ہی نہیں۔ وہاں کو کیسے جان سکتا ہے۔ آتما جب ایک شریر کے اندر ہے۔ تو وہ کیسے دوسرے شریر کے اندر کو جان سکتی ہے۔ اگرچہ منش کا من بہت ہی تیز رفتار ہے۔ جو سیکنڈوں میں سنسار کا چکر لگا سکتا ہے۔ مگر جس سمے جہاں پہنچیگا۔ اس لمحہ تو ہر حال دوسری جگہ سے غیر حاضر ہی ہوگا۔ اس میں یہہ سندیہہ نہیں۔ کہ یوگی ایک وقت میں بہت جگہہ کا گیان پراپت کر سکتا ہے۔ مگر وہ بھی محدود صورت میں۔ لامحدود نہیں۔ کیونکہ اول تو خود محدود ہے۔ دوسرا جن سادھنوں سے اُسے گیان ہوتا ہے وُہ بھی محدود ہی ہیں۔ تیسرا سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ یوگی کو گیان پراپت کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ محتاج ہے۔ اور پربھو کو پراپت کرنا نہیں پڑتا ہے۔ بلکہ وُہ پراپت کا مالک ہے۔ یوگی پربھو کی سب صفتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ مگر سروویاپک و سروانتریامی و سروگیہ اور سرشٹی کا کرتا نہیں بن سکتا۔ یہ چاروں صفتیں لازم ملزوم ہیں۔ جو پربھو کی اپنی ذات سے۔ ہیچ ذات سے۔ آد سے انت تک یا لاتغیر زمانہ کی میعاد تک تعلق رکھتی ہیں۔

اسلیئے ہے کروناندھان! مہان پربھو! دیا کرو! کرپا کرو ہمیں بل دو - کہ ہم تیری اور اپنا قدم بڑھائیں - ہمیں یدھی دو - کہ اس سے صحیح مارگ پر چلیں - جس پر تو اپنی کرپا سے رکھتا ہے - وہی ہی تیرے پیتھ پر چل سکتا ہے - ہمیں اپنی سروویاپکتا کا گیان پوری رینتی سے کراؤ - کہ ہم سنسار کے پاپوں سے چھٹکارہ پائیں اور وشو پریم سے تجھ پریم سروپ کی امرت گود میں جگہ پائیں۔

اوم

پربھو درشن کیلئے وشدھ ستیہ کی اوشیکتا

ओ३म सत्य यश : श्रीमयि श्री: श्रयतां स्वाहा।

ہے ستیہ کے سروپ پربھو! قائم بالذات۔ ہستی مطلق۔ واجب الوجود پربھو! آپ ہی ایک ماتر ستیہ ہو۔ سب سنسار اسار ہے۔ آپ کا ہی گیان ستیہ۔ آپ کی ہی ودیا ستیہ ہے۔ باقی سب گیان اور ودیائیں متھیا ہیں۔ ہر کال۔ ہر یگ۔ ہر کلپ اور ہر حال میں آپ ورتمان ہی ہو۔ اور سب جگت سنسار پرنام روپ ہے۔ آپ ایک رس ہو۔ اور پرکرتی ہیں تو وکرتی بنی رہتی ہے۔ مجھے اپنی اپار دیا سے ستیہ ودیا اور ستی گیان اپنا پردان کرو۔ آپ ستیہ کے سروت ہو۔ مجھے بھی اپنے سروت سے زیادہ نہیں۔ تو ایک چلو ہی سہی لیش عطا کرو۔ آپ سے سارے سنسار کو شوبھا ملی ہے

ہے۔ آپ شوبھا نیہان ہو۔ مجھے بھی اپنی شوبھا سے وشیش کرتا رکھا کرو۔ آپ سر و برہمانڈ کی سمپتی کے مالک ہو مجھے بھی اپنی سمپتی اور اسکے ویائے (خرچ) کی شکھشا پراپت کراؤ۔ تاکہ تیرے گنوں سے ہیں (تیری پرجا) گنوان ہو کر سنسار میں اپنا جیون سپھل کر سکوں۔ برہمانڈ

ستیہ اور نیائے

جس آشرے قائم ہے۔ وہ ستیہ ہی ہے۔ ایشوری نظام جتنا بھی چر اور اچر۔ جنگم اور ستھاور میں چل رہا ہے۔ اس کا کیندر فقط ستیہ ہی ہے۔ سچائی اور عدل یا نیائے ایک دوسرے کے مترادف لفظ ہی ہیں۔ نیائے ایشور کا سوبھاوک گن ہے۔ اور دیا بھی۔ یہ دونو گن در اصل لازم و ملزوم کی طرح ہیں۔ مگر سنسار میں ان دونو کو ایک دوسرے کا متضاد دیکھا جانے سے ست کا لوپ ہو جانے سے دکھ کی ماترا بڑھ گئی ہے۔ اور نانک دکھیا سب سنسار کی دوہائی پڑ گئی ہے۔ پرماتمن دیو ست سروپ ہیں۔ اس لئے اس کے درشن کرنے کے لئے جب تک منش ست کا ساکھشات نہ کر سکے گا۔ تب تک ایشور درشن سے محروم رہے گا۔

سب گنوں کا بیج

ستیہ ایک وستو ہے۔ جو سب گنوں کا ایک قسم کا بیج ہے۔ جس شخص میں یہ گن آجاوے۔ باقی سب گن اس میں اپنے آپ کھچے چلے آتے ہیں۔ اور سب گنوں کے آجانے سے گنوں کا مالک گنی پربھو دیو بنا کسی خواہش کئے کسے (اپنی) دیا کے سبھاوکے وش ہو کر اپنے آپ بھگت کو اپنے درشنوں سے کرت کرت کرتے ہیں۔ جس طرح راتری

سنسار بھر کے تھکے ماندے سب پرانیوں کو (کیا چیونٹی کیا ہاتھی کیا منش) اپنی گود میں لے کر اپنا شیتل پردہ ڈال کر میٹھی میٹھی نیند کی لوری دیتی ہے۔ اَور تمام رات اپنی گھور تپسیا سے اَور سچی تپسیا سے اَور سچی نیت سے سب پرانیوں کو وشرام اَور راحت دینے کا پرُاپکار کرتی ہے۔ تو اس کی اس سچی تپسیا اَور سچے پراپکار کے بدلے پربھو اپنے آپ اس کی کالک کو۔ سیاہی کو دُور کر کے پربھات تک پہنچا دیتے ہیں۔ جس سے سب نے وشرام پایا۔ پرانی بڑی چاہ کے ساتھ اس راتری کے پروپکار کا گُن گان کرتے۔ پربھو کے دربار میں ستتی اَور دھنیاد گانے لگتے ہیں۔ تو پربھو بنا کسی کی خواہش یا منت سماجت کے اسی پربھات سے سورج نارائن کی رَوشنی اَور پرکاش سے تمام سنسار کو رَوشن اَور منوّر کر دیتے ہیں۔ بعینہٖ ستیہ سادھک کو بڑی سچی تپسیا اَور پروپکار کے جیون کو پراپت کرا کے پریم اَور دیا کی پربھات تک پہنچا دیتا ہے۔ جہاں دیا کا ساگر پربھو اپنے اندر اُسے سنان کرا کر پریم کی اَمرت گودی میں لے لیتے ہیں۔ جس طرح برہمانڈ اَور برہم کے درمیان ستّ کا نیم چل رہا ہے۔ اور گورنمنٹ و پرجا کے درمیان یا عدالت اَور فریادیوں کے درمیان ستیہ ہی ایک قانون محافظ ہے۔ استری اَور پرش کے اندر ستیہ کی گانٹھ بندھی کا رشتہ ہے۔ جیسے گیان اَور چیلہ ستیہ کا بڑا وچتر سمبندھ ہے۔ اسی طرح اس شریر اَور من کا۔ من اَور آتما کا۔ آتما اور پرماتما کا رشتہ بھی بغیر ستیہ کے ہانی کارک اور ستیہ سہت لابھدائیک۔ سُکھدائیک ہوتا ہے۔ ستّ سے ہی من شُدھ ہوتا ہے۔ کوئی گُن سنسار کا ایسا نہیں جو

من کو شدھ کر سکے ۔ سوائے سے ست کے ۔ اور آتما نہیں پا سکتا پرماتما کو بنا من کے وسیلہ کے ۔ شریر کبھی نیروگ اوستھا کو نہیں رکھ سکتا ۔ جب تک من سنتیا سے اس کی رکھشا نہیں کرتا ۔ جب بھی شریر میں کوئی دوش آتا ہے ۔ وہ من کی ست اوستھا کے تیاگ سے ہی آتا ہے ۔

دس منزلہ محل (دھرم) کی بُنیاد

سنتیہ مانو ایک بڑے محل کی جس کی دس منزلیں ہیں بُنیاد ہے ۔ جس محل کی جتنی بُنیاد (آدھار) زیادہ گہری ۔ زیادہ چوڑی اور زیادہ مضبوط جتنی ہوگی ۔ اُس محل کی اُوپر کی منزلیں مضبوط اور سورکھشت ہوں گی ۔ اور جس محل کی بنیاد ہی کمزور ہوگی ۔ تو اُوپر کے محل یا منزلوں میں چاہے پتھر کی اینٹ یا خوبصورت رنگ آمیز اور تراشیدہ سامان کی کیوں نہ بنی ہوں ۔ وُہ زوال پذیر ہوں گی ۔ اور خطرہ سے کبھی محفوظ نہ ہوں گی ۔ دُنیا میں کوئی منش خواہ وُہ غریب ہو یا امیر

آتما کا ستیہ سے پیار

چھوٹا ہو یا بڑا ۔ مورکھ ہو یا وِدوان اور کسی بھی جات یا ورن کا کیوں نہ ہو ۔ اپنے آپ کو سچّا سمجھتا ہے ۔ اور اگر کوئی اُسے جھوٹا کہے ۔ یا جھوٹ کا کلنک لگائے ۔ تو وہ اُسے ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے ۔ اس سے یہی پتہ لگتا ہے ۔ کہ ست کسی جات پات یا تعلیم بے تعلیم ۔ غریبی ۔ امیری کا معشوق نہیں ۔ بلکہ ہر بنی نوع انسان میں جو ایک ہی قسم کی وستو ہے ۔ اُسی کا پیارا ہے ۔ وُہ منش میں رہنے والی آتما ہے ۔

اگر جاتی پر ہوتا ۔ تو ایک شودر یا چنڈال سچّا نہ کہلا سکتا ۔ یا

اپنے چھوٹے ہونے کے لانچھن کو برداشت کر لینا ۔ مگر ایسا نہیں دیکھا جاتا ۔ اس لئے یہ ایک آتما ہی ہے ۔ جو اپنے آپ کو ہمیشہ سچا کہلوانا اور سُننا چاہتی ہے ۔

اصلی ست کا خریدار :-

ایسا ہوتے ہوئے بھی اس اُمولیہ وستو کا خریدار جو اسے پوری قیمت پر لینے کو تیار ہو ۔ کوئی وِرلا ہی ملیگا ۔ اس مارکیٹ میں خریدار جاتے بھی ہیں ۔ تو بھی ہاتھ لگا اور تماشہ دیکھ واپس چلے آتے ہیں ۔ جس نے خریدا ۔ ملمع کا ست خریدا ۔ اصلی کُندنی ست کو ہاتھ لگاتے ہی قیمت پوچھتے ہی دِل دہل گیا ۔ جیسے میں یہ معلوم کر کے یا سُن کر کے کہ جسم کے چمڑے یا کھال کی خارش سمندر میں نہانے سے فوراً چلی جاتی ہے ۔ اور میں اس بیماری میں مبتلا ہوا ہُوا کوئی اور دوائی کارگر نہ دیکھ کر سمندر جانے کی تیاری کر لوں ۔ اور چلتا چلتا بڑی ہمّت اور آس میں سمندر کے کنارے پہنچ گیا ۔ سمندر بڑے زور سے ٹھاٹھیں مار رہا ہے اُس کی آواز بھی ڈراؤنی معلوم پڑتی ہے ۔ اس سے بھی نہ گھبرا کر کہ وہ ٹھاٹھ پانی کے زور کی ہے ۔ میرے پر کوئی حملہ تو نہیں ۔ کھڑا رہوں ڈٹ کر ۔ اور لہروں کو اپنی طرف آتا دیکھ کر خوش ہوؤں ۔ کہ ابھی یہاں پانی آیا ۔ اور میں نہا لونگا ۔ اور جب لہریں بڑے ویگ کے ساتھ دوڑتی دوڑتی اُچھالی کے رُوپ میں کنارے لگیں ۔ تو میں ڈر کے مارے پیچھے بھاگ جاؤں ۔ کہ کہیں سمندر مجھکو نہ لے ڈوبے ۔ اور اسی آن کی آن میں وہ پانی اپنی اُچھالی دیتا ہُوا پھر بڑے ویگ کے ساتھ واپس چلا جا رہا ہے ۔ اور میں پھر دَوڑ کر اُسی کنارے آگیا ۔ کہ اب کی بار آگے جا

بیچ میں پاؤں رکھنے کی تو ہمّت نہیں پڑتی ۔ مگر لوٹا تو ضرور بھر لوں گا ۔ اور اسی سے کئی بار بھر بھر کر باہر نہا لوں گا ۔ مطلب تو خارش رفع کرنے کا ہے ۔ سمندر کے پانی سے نہانا ہے ۔ نہ کہ سمندر میں کودنا شرط ہے ۔ اب جبکہ پھر وہ لہریں کودتی پھاندتی اچھالی دینے لگیں ۔ تو وہ آگے سے اور زیادہ آگے آگئیں ۔ اور میں پھر بھی ڈر کے مارے اور پیچھے بھاگ گیا ۔ میرا حوصلہ ہی نہ پڑا ۔ چاہے سارا دن بیت گیا ۔ مگر وہاں پر کھڑا رہنے سے اس کی ہوا ماتر سے جو میرے بدن کو سپرش کرتی رہی ۔ میری خارش کی بیماری رفع ہو گئی ۔ اور میں اسی میں ہی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگا ۔ اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ۔ کہ فلاں آدمی سمندر کا اشنان کر کے اپنی بیماری سے مکت ہو گیا ۔ یہی حال

نام ماتر ستیہ

ست کے پجاری میرا عین بعین ہے ۔ میں اپنے آپ کو سچّا سمجھتا رہا ۔ اور لوگوں میں بھی میری سچائی کا وشواش تھا ۔ مگر کبھی کوئی بھول سے یا آزمائش سے یا شک سے نہ جان کر میری بات کو سچ نہ جانے ۔ یا نہ ماننے لگے ۔ تو مجھے دل میں سخت کرودھ ہوتا ۔ چاہے منہ پہ اسے نہ کہتا ۔ مگر آج جب میں اپنی اوستھا کی تُلنا کرتا ہوں ۔ تو اپنی حالت ستیہ کی اس سمندر کی فقط ہوا اسپرش کی ہی پاتا ہوں ۔ اس سے تل بھر زیادہ نہیں ۔ ایسے ہی سنسار کے لوگوں میں ست کی اوستھا پائی جاتی ہے مکمل ستیہ ، شدھ ستیہ کا پجاری ورلا ہے ۔ ہاں (پاپند پچھ) کچھ نہ کچھ ستیہ کی ڈالی ۔ ٹہنی رہتے ۔ پھل ۔ چھال ایک ایک جزو کے بھی سی رنگ کو ہر ایک آدمی نے ضرور پکڑا ہوا ہے ۔ ورنہ سنسار قائم نہ رہتا ۔

سوارتھی مکمل ستیہ سے کوسوں دُور :- چونکہ بنیاد ست
ہے ۔ اور ستیہ

اپنی کریا کرتے برابر دکھائی دیتا ہے ۔ اس لئے یہی انومان ہوتا ہے
ست اب بکھری ہوئی صورت میں ہوتا ہے ۔ یکجا نہیں ۔ آجکل کے لوگوں
نے ست کو صرف زبان کا بانی کا ہی وشئہ مان رکھا ہے ۔ جو آدمی دوکان
زبان سے ایک بات کہتا ہے ۔ دوسری اس سے بدل کر نہیں کہتا
لوگ اسے ستیہ وادی کہنے لگ جاتے ہیں ۔ اور اس کا اعتبار
سوسائیٹی اور ہر دربار میں عزت سے ہوتا ہے ۔ ایک دوکاندار
نے بورڈ لگا دیا "سچی دوکان یک زبان" ۔ اسی اصول کے درپردہ
دوکاندار پورن ریتی سے ڈٹ کر چلا ۔ لوگوں نے آزمائش بھی کی
وُہ پورا اُترا ۔ اس سے اُس کی دوکان ایسی چمکی ۔ کہ لوگوں نے بنا
پوچھ پاچھ کے پورے اعتبار سے اپنے آپ کو اسکی دوکان کا خرید
بنا دیا ۔ اور وُہ دوکاندار اس اصول کو قائم کر کے دھنوان تو بن
گیا ۔ مگر اُس کی آتما کے اُوپر اس کا پربھاو ست کے رُوپ میں نہ
سکا ۔ کارن یہ کہ وُہ اب چیز کی مہنگی قیمت بٹورنے لگا ۔ جب اس
نے دوکان کھول کر بورڈ لگایا تھا ۔ تب وہ واستوک گیان سے
ان بھگیہ تھا ۔ یہی جان کر کہ سچی دوکان وُہی ہوتی ہے ۔ جو ایک
بولے ۔ گھٹا وے بڑھا وے نہیں ۔ اور وُہ سودا کو مناسب
کے ساتھ بیچنے لگا ۔ جب کام بڑھ گیا ۔ چونکہ اُس نے ست کو
آتما کی اُونتی کا سادھن نہ بنایا تھا[۲] ۔ اس سادھن کا نام لوبھ یا سو
ہے ۔ اس سوارتھ یا لوبھ نے آہستہ آہستہ اپنی جگہ مضبوط کرنی

۲ بلکہ دھن کی آمدنی کا سادھن بنایا تھا ۔

...ست سو اس سلنے اب وشواش کے اوپر کہ لوگ اب مجھ سے کوئی پوچھ پاچھ
...نہیں کرتے۔ چیزوں کی قیمت بڑھا کر مقرر کر رکھی۔ پھر بھی لوگ لیتے رہے
...کچھ عرصہ بعد جب کسی ایک نے مقابلہ کیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ دوسرے دوکان
...دگرداروں کی نسبت یہ قیمت بہت زیادہ ہے۔ یہ تو لوٹ رہا ہے۔ اب اس
...دم دوکان دار کو اپنی زبان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک پاپ گھڑنا
...کہنا پڑا۔ یعنی جو بیجک اس مال کا جہاں سے وہ مال آیا۔ اُن لوگوں کی معرفت
...ہی اُن کی قلم سے سب خرچ وغیرہ ڈال اور اصل قیمت کی صورت
...ند بنا کر اس پر اور نفع لگا کر قائم کر کے بیجک کو لوگوں کے روبرو سند
...پیش کرنے لگا۔ اس سے وہ اپنے جھوٹ کو سچ کا درجہ دینے لگا۔
...کی۔ ایسے دوکاندار بہت ہیں۔ جن کا مطلب ستیہ سے پرمارتھ نہیں۔
...بلکہ سوارتھ سدھی ہے۔ جب تک ستیہ کو پرمارتھ کی وستو نہ سمجھا جاوے
...تب تک وہ استیہ ہی ہے۔ یا پورا ستیہ نہیں ہے۔ یا مشرت ستیہ ہے
...جیسے کوئی آدمی اپنی استری کو اس نیت سے استری نہ جانے۔ کہ یہ
...نہ میری سدھرمنی ہے۔ مجھے دھرم کے مارگ پر سہائتا دینے والی ہے
...یا میری ونش قائمی کا سادھن روپ ہے۔ بلکہ اپنے وشے پورتی
...کے لئے اسے استری جانے۔ اور اس میں آسکت ہوتے ہوئے بھی
...اپنے آپ کو سداچاری اور دھرماتما ماننے لگ جاوے۔ حالانکہ وہ
...استری کی نیتی سے وبھچاری ہے۔ قانونی جرم تو اسے نہیں لگتا۔ مگر
...اخلاقی اور روحانی گناہ کا تو وہ ویسا ہی مجرم ہے۔ جیسا دوسری
...استری سے وبھچار کرتا ہوا پکڑا جانے پر قانونی جرم ہوتا ہے۔ ایسا
...ہی یہ ستیہ کا آچرن قانونی نظر سے قابلِ گرفت نہیں۔ مگر لوٹ کی نیت

کا جرم اخلاقی اور روحانی صورت میں اس کے برابر سے کبھی بڑھکر

ستیہ نہ کہول بانی سے پرشتوسن اور کرم سے بھی

ستیہ وادی ہونے کے علاوہ سمشتانی اور ستیہ کاری ہو
ضروری ہے ۔ جو ستیہ کا پجاری ہے ۔ اور جیسے ایشور ملاپ کی
ہے ۔ کئی آدمی اپنے کاروبار میں تو ست بولنا بہت ہی مشکل
بلکہ ناممکن سمجھتے ہیں ۔ مگر عدالت میں جھوٹی گواہی دینا مہاپاپ سمجھ
اور کئی لوگ عموماً بولنے میں سچ کی پاس ملحوظ رکھتے ہیں ۔ مگر ایسا جھوٹ
سے وُہ یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ دوسرے کا فائدہ ہوتا ہے ۔ بول دینے میں
نہیں سمجھتے ۔ کئی لوگ تیرتھ یاترا میں اور کئی لوگ ایکادشی یا پورنماشی
وغیرہ کے دن جھوٹ بولنا پاپ سمجھکر نہیں بولتے ۔ آگے پیچھے
لئے جھوٹ کی چھوٹ سمجھتے ہیں ۔ اور جس نے بھی سچ بولنے کا اقرار
ہے ۔ اُس نے سچ کا اصلی مقصد یا مہاتم نہیں سمجھا ۔ کہ یہ دراصل آتما کو
سے ملانے کا سادھن ہے ۔ بلکہ اسے اپنی بڑائی یا کمائی کا ہی
مان کہا اپنایا ہے ۔ وُہ بھی محض زبان کے لیئے ۔ ورنہ یہ ست کا

دائمی و بے زوال روشنی

ایک ایسی ٹارچ ہے ۔ جس کا
دبائے ہر لمحہ ایسی روشنی
ہے ۔ کہ سورج تو کئی گھنٹوں کے لئے ہماری نظروں سے اوجھل ہو
جاتا ہے ۔ مگر یہ روشنی ابد تک ساتھ رہتی ہے ۔ سورج کی روشنی
اگرچہ بہت حصہ تیکھے تو رہتا ہی ہے ۔ مگر موذی اور زبردست
اُس کا بچاؤ تب بھی نہیں ہو سکتا ۔ اور اس روشنی میں تو موذی اور

تو کیا۔ یہاں کسی کے دل میں اُس کے برخلاف بُرائی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہتھیار ہے۔ کہ بڑے بڑے دھیر پُرش بھی اس ست سے گر جاتے ہیں۔ کبھی اہنکار میں آکر منش کم وبیش ۔۔ ۔۔ ۔۔ بات کر کے اپنی آتما کو گرا بیٹھتا ہے۔ کبھی کرودھ میں آکر جھوٹ منہ سے کہہ ڈالتا ہے۔ کبھی لوبھ میں۔

سب بُرائیوں کی ایک دوا

لوبھ اور ست کا تو خاصہ ازل سے ہی ویر چلا آتا ہے۔ اور کبھی وہ وش اپنے کسی پیارے عزیز کی خاطر لاچار ہو کر خود نہیں۔ تو دوسرے جھوٹ سہایتا سے اس کا بچاؤ کرتا ہے۔ کام میں اندھا آدمی تو کیا سچ بولیگا

ستیہ ایک ایسا پاسبان ہے۔ کہ سب عیوب کو نزدیک ہی نہیں پھٹکنے دیتا۔ جب کہ منش نے اسے حقیقت سے آتما کا سروپ جاننے کے دھارن کیا ہو۔ ست بولنے کے علاوہ جو بات سچی ہے۔ اسے گرہن کرنے میں۔ ماننے میں ایک سیکنڈ ہی نہیں لگاتا۔ جو بُری یا جھوٹ ہے اسکے تیاگنے میں۔ سننے ماتر ہی سے تیاگ کر دیتا ہے۔ اور ست کرم کے عمل میں اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اور پربھو کو ہمیشہ ستیہ سروپ کا لکھش رکھکر اپنے سامنے جاگرت ہو یا سوپن۔ گھر ہو یا باہر جس کا ہتی میں ہو یا وپتی میں۔ اگو بنائے رکھتا ہے۔ جس نے ستیہ کے شدھ سروپ کو اپنایا۔ اس میں سمرتی تیبر ہو گئی۔ کیونکہ جس کی سمرتی نہیں۔ مانو وہ ستیہ بولنے میں ضرور خطا کر جائیگا۔

سمرتی کا دارومدار ویریہ رکھشا پر ہے۔ نہ ویریہ لوگوں سمرتی نشٹ ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے ویریہ رکھشا تبھی ہو گی۔ جب وہ

برہمچریہ کا پالن کریگا ۔ جو برہمچریہ کا پالن کرے گا ۔ وہ کام کی مار سے محفوظ
جاویگا ۔ ستیہ کا پجاری ابھیمان نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ ابھیمان اپنے پرش کو رُ
کی خاطر کیا جاتا ہے ۔ اور اس میں ستیتا نہیں رہتی ۔ اس لئے ابھیمان
اہنکار کا تیاگ کرنے سے اس میں نمرتا اور شردھا گھر کر لیتی ہے جہ
اہنکار نہیں ۔ اور نمرتا ہے ۔ وہاں کرودھ کا کام ہی کیا ؟ کیونکہ ستیہ
میں سہن شکتی ہو جاتی ہے ۔ اور کرودھی میں اسہن شکتی سے بُدھی
گیان کا ناش ہو جاتا ہے ۔ چوری یا ہنسا تو ست وادی منش کیسے
اپنے آپ کو کلنکت یا دُکھ میں ڈالنا پسند کر سکتا ہے ۔ جب لوبھ نہ ہو
تو سنتوش ہاتھ جوڑے آگے کھڑا ہو گا ۔ ست کا نام ہی تپ ہے
کہتے ہیں ۔

ست برابر تپ نہیں ۔ جھوٹ برابر پاپ

وِشدھ ستیہ کی کسوٹی

تپ کا بھی وہ پُتلا بن جاتا ہے ۔ اور
وادی آدمی کو ہمیشہ اپنے انترا
من اور سنسار کی آتماؤں کا مطالعہ ہر وقت کرنا پڑتا ہے ۔ یہ اُس
آتم سوادھیائے ہے ۔ اور ایشور پر پورن وشواش کئے بنا اور ا
آپ کو پرکھو پر نربھر رکھے بنا تو ستیہ ٹک ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ ستیہ کا
داتا بھگوان آپ ہی تو ہے ۔ اس کی یعنے وشدھ ستیہ کی کسوٹی یہ
کی یہ ہے ۔ کہ یہ دشہ زبان کا ہے ۔ اور زبان مترجم ہے من کی ۔ اس
اس کا اصلی استھان من ہے ۔ من اور زبان کا سنیم کرنے سے اس کی پر
پوری ہوتی ہے ۔

وشدھ ستیہ کا ساکھشات

(۱) جو آدمی بہت بولتا ہے ۔

دوسرے کی بات میں مداخلت بیجا کرتا ہے ۔ (۳) جو اپنے سے بات کرنیوالے
کی بات کو پورا نہ ہونے دینے سے پہلے درمیان میں بول پڑتا ہے (۴) جو کسی
کی بات سنتے ہی آگ بگولہ (چڑتا ہے) ہو جاتا ہے ۔ (۵) جو کٹھورتا سے بولتا
ہے ۔ (۶) جو پرائی نندا سننے میں خوش ہوتا ہے ۔ (۷) جو اپنی نندا سن کر
کرودھت ہو جاتا ہے ۔ (۸) جو دوسرے کی اُنتی دیکھ سن کر جلتا ہے ۔
(۹) جو دل بہلاوے کے لئے ذو معنی کلام کرتا ہے ۔ یا ٹھٹھہ مذاق کرتا ہے
(۱۰) جو اپنی بات کو شکیہ یا مشروط طرز سے بیان کرتا ہے ۔ (۱۱) جو ہر معاملہ میں
کوتَرک اُٹھاتا ہے ۔ (۱۲) جو کسی بھی مطلب براری کے لئے خوشامد کرتا
ہے (۱۳) جو کسی کی آزمائش کی نیت سے اپنے مافی الضمیر کے برخلاف پیچیدہ
زبان سے برتے ۔ (۱۴) جو اپنی بڑائی اور ریش سننے کے لئے دنبھ سے اپنی
چھوٹائی ظاہر کرتا ہے ۔ (۱۵) جو بحث میں اپنی جیت کی خاطر (دوسرے کو ذلیل
کرنے کی خاطر) پرکرن سے باہر یا من گھڑنت ارتھ لگا کر فائدہ اٹھاتا ہے ۔
(۱۶) جس کا کھانے پینے میں کوئی نیم نہیں ۔ بلکہ پشو کی طرح کھاتا پیتا رہتا
ہے ۔ (۱۷) جو کھانا بغیر بھوک کے کھاتا ہے ۔ یا سواد کیخاطر کھاتا ہے ۔
(۱۸) جو سوادشٹ پدارتھ ملنے پر زیادہ کھاتا ہے (۱۹) جو بھوجن کو سوادی
مصالحوں سے، کھٹائیوں سے بنا کر کھاتا ہے ۔ (۲۰) جو دوسرے کے گھر سے
اچھا بھوجن کھانے کے لئے لالسا بنائے رکھتا ہے ۔ (۲۱) جو بھوجن کھانے
اور کھلانے میں کرپنتا (کنجوسی) کرتا ہے (۲۲) جس کا آہار اپنے کام کی
مریادہ سے بہت زیادہ ہے (۲۳) جو منشیات کو پان کرتا ہے ۔ (۲۴)
جس کے من میں اپنے یا کسی دوسرے عزیز کے موہ وش انتقام لینے کا خیال
رہتا ہے ۔ (۲۵) جو بلا ضرورت کسی چیز کو حاصل کرنے میں پرشرم کرتا ہے

(۲۶) جس کا من دوسرے کی سہایتا کا خواہشمند رہتا ہے ۔ (۲۷) جس کے من میں وشیوں کی سمرتی سے ترنگیں اُٹھتی ہیں ۔ (۲۸) جو وکلپ سنکلپ سے ہو قلعے تعمیر کرتا رہتا ہے ۔

ان امورات میں سے کوئی بھی نقص کسی ستیہ کے پجاری میں ہوگا وہ وشندھ ستیہ کا ساکھشات نہ کر سکے گا ۔ بے شک ایسے کوئی بھی نقص رکھنے والا زبان سے ستیہ وادی ہو سکتا ہے ۔ اور اسی کی برکت سے بڑے بڑے پاپوں سے بھی عملی طور پر بچا رہ سکتا ہے ۔ بلکہ سچا رہتا ہے ۔ چاہے مذہب کی خاطر راستباز (سچا) ہے ۔ خواہ اپنے لیش اور بزرگی کی قائمی کے لئے سچا ہے ۔ سوائے دوکاندارانہ سچ کے باقی ہر طرح سے سچ کا پوجاری ستیہ ... میں پاپوں سے مبرا رہ کر دھرماتما اور اپنے یش کا بھاگی بنا رہتا ہے

کیول مدھر ستیہ

اگرچہ اسے آتما کا ساکھشات نہیں بھی ہوتا ۔ اگلے جنم کے لئے اس کا راستہ بہت کھل جاتا ہے مگر کٹھور اور دکھدائی سچ بولنے والے کے لئے سچ کا راستہ اور تنگ ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ شاستر کار بھی کہتے ہیں ۔ کہ سچ بولو جو میٹھا ہو ۔ سچ مت بولو ۔ جو کڑوا ہو ۔

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयात, मा ब्रूयात सत्यं अप्रियं ॥

مگر ہر منش کا آدرش اور لکھش ستیہ کے سروپ پرماتما کے درشن کے لئے ستیہ کا پوجاری بننا سب سے اعلےٰ معراج ہے ۔ اس لئے ہے دیا کو پربھو ہمیں ستیہ کا پجاری بناؤ ۔ لیش ۔ شوبھا اور سمپتی کو جو استیہ سے ملنے والی ہو ۔ اسے چھوئیں تک نہ ۔ اور جو ستیہ سے ایک پائی کی سمپتی اور ساداہارن شوبھا اور لیش پراپت ہو ۔ وہی پراپت سمجھیں ۔ اور لیش ۔ شوبھا ۔ سمپتی

ستیہ کے اُوپر قربان کر دینے میں ہر وقت مستعد رہیں ۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی ستیہ کے لیے رسمرپن کریں ۔ الیسا بل ۔ وشواش ۔ بُدھی اَور شردھا پردان کرو !!!

اوم
ہردیہ کی پوترتا کیلئے بھگوان سے پرارتھنا

ओ३म महाः पुनातु हृदये

ادھم مہا پُناتُو ہردیئے

ہے دیالو پربھو ! آپ مہان ہو ۔ اَور پوتر ہو ! آپ کے سمان سنسار میں کوئی وستو مہان اَور پوتر نہیں ہے ۔ آپ بدپی سرو سنساریں ویاپک ہو ۔ تدپی نشں کا ہردیہ سنتھان آپ کے نواس اَور ملاپ کا وشیش سنتھان ہے ۔ آپ نے ہم الپ جیووں کو اپنے ڈھونڈھنے کی تکلیف سے بچا کر بڑا ہی اُپکار کیا ہے ۔ کہ جس ہردیہ مندر میں جیو آتما رہتا ہے ۔ اُسی میں ہی آپ اپنے بھگت کو درشن دیتے ہیں ۔ یہ ہردیہ سنتھان بالکل ہی چھوٹا انگشٹ ماتر ہے ۔ مگر آپ کی کتنی وچترتا ہے ۔ کہ سارے برہمانڈ میں تو آپ سماتے نہیں ۔ اَور اس چھوٹے سے ہردیہ میں اپنی سمائی دِکھلاتے ہو ۔ میرے ہردیہ کو اپنی مہانتا اور سندرتا سے اُجل اَور پوتر کرو ۔ اس کو ذردرتا کرُپنتا اور کُٹلتا ۔ کٹھورتا ۔ کو چنیتا ۔ کُسنسکاروں سے پاک کرو تاکہ میں آپ کے سوندریہ کو دیکھ سکوں ۔ اَور جگت کے پرانیوں میں جو تیرا نواس ہے ۔ اُسے بھان کرتے ہوئے سب سے پریم بڑھا سکوں ۔ میرا

ہردیہ سنکچت ہے ۔ میں پریم کا ادھیکاری نہیں بن سکتا ۔ جب تک تیری کرپا نہ ہو ۔ تیرا پریم رس چکھنے سے ہی میرے ہردیہ کے مانس سروور میں جو لہر اُٹھے گی وہی سب شریر کے جگت میں پھیل جائیگی ۔ اور شریر کا برہمانڈ (وشو) سے سمبندھ ہونے سے میری آتما وشو پریمی بن جاوے گی ۔ جس طرح میرا شریر چمڑے ہڈی مانس ۔ رکت ۔ آدی بدبودار چیزوں کا بنے ہونے کے باوجود ایک چیتن آتما کے سنگ سے سب کو اچھا اور آدرنیہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح میرا ہردیہ اپوتر اور ملین کُوسنسکاروں کا گودام ہوتا ہوا بھی تیرے نواس ستھان ہونے سے مندر کہلاتا ہے ۔ پربھو! آپ پرکاش سروپ ہو ۔ جہاں آپ ہوں ۔ وہاں پرکاش نہ ہو ۔ یہ کتنی تیری ہتک ہے ۔ میرا ہردیہ تیرا مندر ہوتے ہوئے بھی اُجاڑ اور شونیہ ہے ۔ ایسے ستھان میں پربھو میں تجھے کیسے دیکھ سکتا ہوں ۔ جہاں گھُپ اندھیرا ہو ۔ کرپا کرو! دیا کرو! اور مجھ اگیانی بالک کے اُوپر اپنا ترس کرو ۔ اپنی جیوتی سے اسے پرکاشت کرو ۔ تُو سرشٹ ہے ۔ تیرے سنگ سے میرا ہردیہ سرشٹ بن جائے ۔ تو پوتر ہے ۔ تیری چرن دُھولی سے میرا ہردیہ مندر پوتر ہو جاوے ::

اوم

زبانی جمع خرچ بیسود

واستوک منن کی اوشکیتا

سنسار میں دو ہی طاقتیں کام کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ایک سینیوگ کر رہی ہے۔ ایک ویوگ۔ دوسرے شبدوں میں ایک پریم کر رہی ہے یا ایک سے پریم ہو رہا ہے۔ دوسری نفرت کر رہی ہے۔ یا دوسری سے نفرت ہو رہی ہے۔ ان دونوں گنوں کا تعلق من سے ہی محسوس ہوتا ہے۔ جس کے سینیوگ سے پریم ہوتا ہے۔ اس کے ویوگ سے من کو رنج افسوس اور دکھ ہوتا ہے۔ اور جس کے ویوگ سے خوشی ہوتی ہے۔ اسی کے سنیوگ سے دکھ ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں من کو خوشی اور رنج ایک دوسرے کے متضاد صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ روزمرہ سینکڑوں اور ہزاروں چیونٹیاں اور کھدر جنتو ہمارے پاؤں یا سانس یا آگ روشنی جلانے سے ہماری آنکھوں کے سامنے یا ہمارے دماغ کے سنسکاری گیان کی صورت میں مرتے اور ان کا ویوگ ہوتا ہے مگر ایک تل ماتر بھی اُن کے ویوگ سے ہم کو رنج نہیں ہوتا۔ اور ان کی موجودگی اور اُن کا سینیوگ بھی ہمارے من کے کسی پریم کا پاتر نہیں بنتا۔ اسی طرح پرندے اور چرندے ویوگ میں آتے ہیں جن کا کوئی اثر ہمارے من پر نہیں ہوتا۔ لاکھوں منش اور بڑے اچھے نیک۔ دھرم شیل منش انگلینڈ۔ فرانس۔ روس۔ جرمنی۔ ہندوستان

میں مرتے ہیں ۔ اُن کا وِیوگ ہوتا ہے ۔ لیکن اُن کے لئے ہمیں کوئی خیال ہی گذرنے نہیں پاتا ۔ مگر جب کسی منش کے پنجرے میں رہنے والا چھوٹا سا جیو بلبل یا طوطا جس سے وہ بار بار مل کر پریم بڑھاتا ہے ۔ اور خوش ہوتا ہے ۔ اگر اس کا ویوگ ہو جائے ۔ تو منش اگر زار زار نہیں روئیگا تو کچھ افسوس ضرور کریگا ۔ اور یہ افسوس اُس جُدائی کا بہت عرصہ کے لئے نہیں ہوتا ۔ تاہم بہت ہی تھوڑے کال کے لئے اُس کی جُدائی کا اثر من پر ضرور ہوتا ہے ۔ اگر کوئی جانور گائے یا گھوڑی جس سے منش اُپیوگ لینے کے علاوہ اُسے اپنی ملکیت جانتا ہے ۔ اور اُس سے پیار کرتا ہے جُدا ہو جائے ۔ تو کچھ زیادہ کال اس کا افسوس اور سمرن کرتا ہے ۔ اور اگر اپنی برادری یا کوئی سمبندھی یا شہر کا اچھا نیک آدمی جُدا ہو جائے ۔ تو اُس کے لئے منش کی آنکھوں سے آنسو ضرور ہی نکل پڑتے ہیں ۔ اور کئی دن اس کا رنج من سے نہیں جاتا ۔ اور اگر کسی بھی منش کا پران پیارا پُتر یا پران پیاری استری کا وِیوگ ہو جائے ۔ جو اس کے پریم کے سچ مچ پاتر بنے ہوئے تھے ۔ یا جنکا وہ پریم پاتر بنا ہُوا تھا ۔ اور جن کے لئے اس کی سب زندگی کام کر رہی تھی ۔ اُن کے لئے زار زار روتا اور بار بار روتا ہے ۔ دوسروں کے دھیرج دینے اور سینکڑوں ایسی مثالوں آنکھوں کے سامنے گذرتا دیکھنے کے بھی اُسکو شانتی نہیں ہوتی ۔ کئی سال اُسے یہ ویوگ از حد رنج کا باعث بنا رہتا ہے ۔ کبھی کبھی تو کئی منش دیوار کے ساتھ ٹکریں مارنے لگ جاتے ہیں ۔ اور بعض بعض عورتیں جنازہ اور شو کے تابوت کو چمٹ جاتی ہیں ۔ کئی اپنے بہت موہ پریم کی وجہ سے دماغ کھو کر پاگل بن جاتے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ منش ہی نہیں۔ بلکہ جانور بھی اپنے بچوں کے ویوگ میں آنسو بہاتے دیکھے گئے۔ اُن کے حلق کے نیچے سے چارہ نہیں اُترتا۔ کھانا پینا بند ہو گیا۔ اُن کو بھی شوک چاہے جلدی بھول جاوے مگر ہوتا تو منش کی طرح ہی ہے۔ ایک کوا نئے ویوگ پر سب کوے۔ اور ایک چیونٹی جیسی کھدر جنتو کے ویوگ پر چیونٹیاں بھی افسوس کرتی دیکھی جاتی ہیں۔ جس کسی کا جس کسی کے ساتھ جتنا جتنا سمبندھ۔ ملاپ یا رشتہ ہے۔ اتنا اتنا ہی اس کے ساتھ پریم ہے۔ اور اتنا ہی اس کی جُدائی سے رنج ہے۔

سنیوگ اور ویوگ دو طرح کا:۔

یہ رشتہ منش کے سامنے دو طریقوں سے ہے۔ ایک تو پربھو کا بنایا ہُوا ہے۔ اور دُوسرے اپنے من کا بنایا ہُوا ہے جو رشتہ پربھو نے بنایا ہے۔ اس کے لئے تو منش کو نہ پریم ہے نہ نفرت اور جو اپنا بنایا ہے۔ اس کے لئے پریم اور نفرت ہوتی ہے۔ یہ ایک مُسلمہ امر دکھائی دیتا ہے۔ کہ جو اپنا ہے۔ اس سے پریم ہے۔ اور جو پریمی ہے۔ اس کی جُدائی سے دُکھ ہوتا ہے۔ اپنا بچہ بھول سے کہیں تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔ ماں کا دل پھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اور اگر بچہ گُم ہی ہو جائے۔ تو باپ کی تڑپ زمین و آسمان کو چھان مارتی ہے۔ پرماتما نے ہر ایک پرانی کے اندر پریم کا میٹھا چشمہ اپنے ہی پریم ساگر سے بنایا ہوا ہے۔ اور بلا تمیز جاتی اور دیش کے غریب امیر

زبانی جمع خرچ اور واستوک منن میں فرق

جاہل اور دانا منش

اور چیونٹی سے ہاتھی پرینت سب جیووں کو اپنے اس سروت سے دان بخشتا ہوا ہے۔ کسی کو بھی محروم نہیں رکھا۔ لیکن اگر ہم ذرا گہری نظر سے وچار کریں۔ تو موجودہ اوستھا اپنی سے ہم اسی نتیجے پر ہی پہنچینگے۔ کہ ہمارا ایشور سے کوئی رشتہ یا سمبندھ نہیں۔ اگر اس حقیقت کو صرف ناستکتا کے لانچھن سے بچنے کے لئے یہ بڑے زور زور سے پکار پکار کر کہہ لویں۔ کہ نہیں پربھو تو ہمارا پتا ہے۔ ہمارا مالک ہے۔ ہم اُس کے پُتر اور سیوک ہیں۔ اور وہی ہی ہماری رکھشا کر رہا ہے۔ اور ہماری سب مشکلوں کو حل کر رہا ہے اُسی کی دولت سے ہم بھرپُور ہو رہے ہیں۔ سنسار میں سُکھ ومزے سے بھوگ بھوگ رہے ہیں۔ تو صراف کی کسوٹی کے اُوپر ہمارا یہہ کتھن چاہے زبان سے گُونج کر (بانگ دیتے) کہا ہو۔ یا نقارہ کی چوٹ سے مشہور کیا ہو بالکل اور بالکل غلط اُترتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہ سمجھ لیویں۔ کہ وہ سروویاپک ہے۔ ہمارے ہیں ہر وقت پربھو موجود ہے۔ تو ہم کو اُس کی موجُودگی ہیں پریم اور خوشی بھی ہر ہمیشہ رہے۔ کبھی دُکھ نہ ہو۔ بچہ ماتا کی گود میں اپنے آپ کو سدیو کال سورکھشت اور نربھے جانتا ہی نہیں۔ بلکہ اس کے وپریت سنسکار اس کے دماغ میں آنے تک نہیں۔ نہ اسے سورکھشت اور نربھے ہونے کا وچار اوتپن ہوتا ہے۔ اور نہ ڈر۔ اگر بچہ دُکھی بھی ہے تو ماتا کی گود میں ماتا کے پرتاپ سے جس سہن شکتی سے دُکھ کا بھوگ کرتا ہے۔ اور بھوگ کے علاوہ اُس کے دُور ہونے کی چنتا تک نہیں کرتا بلکہ اس کے دماغ میں دل میں چنتا کو ستھان نہیں ملتا۔ ایسی سہن شکتی ہم بڑے اور دانا اور ایشور کو سروویاپک جاننے والے کو پراپت نہیں ہوتی ہم اس دُکھ سے ویاکل بھی ہوتے ہیں۔ بھوگتے بھی ہیں۔ اس کے دُور

کرنے اور اُس سے جلدی رہائی پانے کی چنتا بھی کرتے ہیں جب ہم دوسروں سے کرودھ یا دویش یا حسد کرتے ہیں۔ اگر پرماتما کو اپنے پاس ہم سمجھتے۔ تو کبھی دویش یا حسد کو جبکہ من کے اندر پریم سروپ بس رہا ہے۔ اس کا میٹھا چشمہ لہریں مار رہا ہے۔ دویش کی اگنی پانی میں کیسے پیدا ہوئی۔ وہ تو پانی کے بجھنے سے جگ ہی نہیں سکتی۔ اور دوسرا من ایک سمیہ میں دو متضاد چیزوں کو کیسے گرہن کر سکتا ہے۔ جہاں پریم ہے۔ وہاں دویش کا ابھاو ہے۔ جہاں دویش ہے۔ وہاں پریم کا ابھاو ہے۔ اور اگر ہم نیک نیتی سے پورے وزن کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ وہی ہمارا رکھشک اور ماتا پتا ہے۔ تو ہم اس کی جدائی میں ایک سیکنڈ بھی نہ جی سکیں۔ ہماری تڑپ کی تو کوئی حد وانتہا ہی نہ رہے۔ کیونکہ جب پولیس یا فوج یا سرکار جو ہماری بیرونی رکھشک ہے۔ اور جس کو ہمارے دل نے قبول کر لیا ہے اگر ایک دن کے لئے بھی ہم کو جدا معلوم ہو۔ تو ہم کوئی کام ہی نہ کر سکیں سوائے اپنے مال کی حفاظت میں لگے رہنے کے جب بچہ ماں کو اپنی نظر سے غائب پاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو ارکھشت اوستھا میں پا کر حالانکہ سب رشتہ دار اس مکان میں موجود ہیں۔ کوئی خطرہ اُسے نہیں۔ دھاڑ دھاڑ مچا دیتا ہے۔ اُسے اُس کے پیارے بہن بھائی چُپ کراتے ہیں۔ مگر اس کی نظر میں تو وہ اُس کے کچھ لگتے ہی نہیں۔ وہ اپنی تڑپ اور ویاکلتا کو اور بھی زیادہ زور سے اپنی چیخوں سے نکالتا ہے۔ جیسے اس کے بہن بھائی بجائے اس کی حفاظت کے اُسے دُکھ دے رہے ہوں۔ اور اگر ہم سچ مچ اُسے اپنا مالک جانیں۔ اور ہم سیوک ہوں۔ تو اپنی سب سمپتی کو اپنا نہ مانیں۔ بلکہ مالک کی سمجھیں۔ جیسے یہاں وِوہارک مالک کے آگے

سینکڑوں روپے سیوک کماتا ہے۔ تو بھی اس سے اپنے کو اپنی مقررہ تنخواہ سے زیادہ کا حقدار بھول کر بھی نہیں جانتا۔ بلکہ اگر ایک پائی کو اپنے استعمال میں لاوے۔ تو بددیانتی کا مجرم بن جاتا ہے۔ تو ایسے ہم بھی سمجھیں۔ مگر دیکھئے میں حالت دگرگوں ہی آتی ہے۔ ہم اس مالک کی دی ہوئی چیز کو مالک کے اور پتروں میں دینے کے لئے بنا رہیں۔ اس کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے سنکوچ کرتے ہیں۔ اس پربھو کے ویوگ میں (جو گیان کا ویوگ ہے) تل بھر بھی ارمان نہیں۔ جیسے چیونٹیوں کے جدا ہونے سے ہم کو پرواہ نہیں۔ ویسے پربھو کی جدائی سے ہم کو ٹس سے مس تک نہیں ہوتا۔ نہیں تو جو رشتہ منش کا پربھو کے ساتھ ہے۔ وہ کسی اور کے ساتھ نہیں۔ جو آسرے اور جو مان ہمارا پربھو سے ہے۔ وہ کسی اور سے نہیں ملسکتا۔ ایک غریب سے غریب بھی بڑی سنتشٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہے۔ کہ پربھو میرا ہے۔ پربھو میرا پتا ہے۔ میں اسکا پتر لگتا ہوں۔ پربھو میرا دوست ہے۔ مترہے سکھا ہے۔ حالانکہ ایک غریب آدمی کسی تحصیلدار کو نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ میرا دوست ہے۔ یا مترہے۔ یا سکھا ہے۔ اور نہ کسی ساہوکار کو اپنا باپ کہہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی ساہوکار اسے اپنا پتر بنانے کو تیار ہے مگر واہ! کیا شان ہے۔ میرے پربھو کی۔ جو چاہے اسے وہ اپنا سب

سچا رشتہ

کچھ بنا لے۔ اسے انکار ہی نہیں۔ اس کا دربار ہی کھلا ہے۔ کبھی کوئی سوالی اس دروازہ سے خالی ہی نہیں مڑا۔ جس نے مانگا۔ اسنے پایا۔ جس نے کھٹکھٹایا۔ اسی نے کھلوایا

ع ذات پات نہ پوچھے کوئی
جو ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئی

ہے دیا کے ساگر اور پریم کے بھنڈار پربھو! تو تو اپنی اپار کرپا سے سدا ہم الپ جیووں پر رکھشا کا ہاتھ رکھتے ہو۔ ہم تیرے رشتہ کو نہیں سمجھتے۔ مگر پتا! تو تو سمجھتا ہے۔ کہ ہم تیرے کیا لگتے ہیں؟ ہم تیرے ساتھ زبانی جمع خرچ کرتے ہیں۔ من سے۔ دل سے۔ ہردیہ سے تیرا حساب نہیں کیا۔ پتا! کریں بھی کیسے؟ تیری عنایات جب ہوں بےشمار و بے حد و حساب۔ تو حساب کیسے کر سکیں۔ پھر تو زبانی جمع خرچ کرنا ہی پڑے۔ چاہے ہم نقلی طور پر ہی کرتے ہیں۔ اصلی زبانی جمع خرچ نہیں۔ پھر بھی پتا! تو شاہوں کا شاہ ہے۔ ہم تو ڈرتے ہیں۔ کہ

شاہ نال نہ کر حساب ۔ ڈینڈے گندے سائیں

پتر تو کپتر ہو جاتے ہیں۔ مگر پتا کبھی کوپتا نہیں سنا گیا۔ آپ تو پتا ہو۔ اگر آپ کرپا کر کے ہمارے ہردیہ سے سنکیچتا کا پہاڑ چیر کر چشمہ پریم بہادو۔ تو بس پھر ہم اس آب حیات کو پی کر زندہ جاوید ہو جاویں۔

اوم

آتم ساکھشات کی شرط

جو منش پاپ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اسے اس بات کا بھے ہے کہ پاپ کھل جانے پر میری بدنامی ہوگی۔ اور لوگوں کی نظروں میں گر جاؤں گا۔ یا سرکار کی قید بھوگنی پڑے گی۔ یا سب جنہوں سے بچکر بھی (اپنے زور یا شان مان کے ذریعے) ایشوری نیم سے

اوشیہ سزا ملے گی۔ یا سشا رہیں رہنا میری آتما برداشت نہ کر سکے گی۔ اور خود کشی کرنی پڑے گی۔ ان کارنوں سے جو پاپ نہیں کرنا۔ وہ اصلی بچاؤ پاپ کا نہیں۔ بلکہ جو پاپ اِس لئے نہیں کرنا چاہتا۔ کہ اُسے کسی سزا یا نظروں میں تہمت ہو جانے کا تو خیال ہی نہیں۔ بلکہ اُسے یہ ڈر ہے۔ کہ معمولی سا پاپ بھی میری آتم ساکھشات میں سخت رکاوٹ ہے۔ اور جب کبھی پور و جنم کے سنسکاروں کے سبب من کے اندر کسی بھی پاپ کے بیج ایک لمحہ کے لئے اپنی شکل دکھانے لگتے ہیں۔ تو عین اُسی لمحہ اُسی کے شریر کے اندر تھرتھراہٹ کپکپی اور دیاکلتا پیدا ہو جاتی ہے۔ انگ انگ لرزہ کرنے لگتا ہے۔ کلیجہ باہر نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا اسمرتھ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ زار زار پربھو دربار میں سہائتا کے لئے رونا اور پکارنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ پاپ کے بیج یا واسنا کو کسی بہادری یا حکمانہ لہجہ سے چپ کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے آشرے داتا کی شرن میں اس کی بیج نکالنے کے لئے فغاں اور مدد کی چاہنا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بیج ماتر بھی اُسے ایک کٹھن پہاڑ نظر آتا ہے۔ ایسا منش اُس ہی جنم میں آتم ساکھشات کر لیتا ہے۔ پربھو کے پرشاد کو پا لیتا ہے۔ جس جنم میں یہ حالت اُس کی ہوتی ہے۔

اوم

شبد کا مہتو

ओ३म् भद्रम् कर्णेभिः शृणुयाम देवाः

ہے کلیان کاری شبد روپ پرشو! سنسار میں جو تم نے تمام پراکرتک وستوؤں کے اندر جس کو ستھان دیا۔ وہ سب سے بڑا آکاش ہے۔ اور اس کے آشرے شبد رہتا ہے۔ جس کا ادھشٹاتری دیو ہم منشوں میں تو نے کان اور شرون شکتی کو عطا کیا۔ جیسے آکاش ویاپک ہے۔ ایسے شبد بھی اس کے ساتھ ہے۔ کوئی

شبد ویاپک ہے اور ہر سمیہ موجود رہتا ہے

سمیہ شبد سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہم منش جب اپنی زبان کو بند بھی کر لیتے ہیں۔ تو نانا جیو جنتوؤں کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگتی ہیں۔ جب جیو جنتو بھی چپ ہو کر آرام کرنے لگ جاویں۔ تب بھی شبد موجود ہی رہتا ہے۔ شریر کے اندر اتنی آواز آتی ہے۔ کہ اگر پربھو تیری وچتر اور آشچریہ جنک کلا کام نہ کرتی ہوتی۔ تو منش سنسار میں کوئی کام ہی نہ کر سکتا۔ اور سمندر کی ٹھاٹھوں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ زور کی آواز اور ناد سے منش کا دماغ ہر وقت چکراتے رہتا۔ اور جینے کے قابل نہ رہتا۔ راتری کو جو شور چیونٹیوں کا جو نھنی سی ہیں۔ ہوتا ہے۔ اگر تو نے ہمارے کانوں کے پردوں کو چیونٹیوں کی ریلوں کی طرح ٹیڑھا اور عجیب ساخت کا نہ بنایا ہوتا۔ تو راتری کو

کوئی منش نیند وشرام نہ کر سکتا ۔ جو بھیانک آوازیں اس آکاش پول کے اندر ہوتی ہیں ۔ یہ تیری قدرت کاملہ ہے ۔ کہ وہ آکاش اپنے گربھ کے اندر اسطرح پھیلا دیتا ہے ۔ کہ نہ معلوم رہتی سے موجود ہیں ۔ ورنہ ایک شیر کی آواز ۔ بجلی کی ایک کڑک ۔ توپ کا ایک دھماکا یا آتش فشاں پہاڑ کی ایک پھٹ گربھنیوں کے گربھ گرا دیتا ۔ سننے والوں کو بھے بھیت کر دیتا ہے ۔ شہروں کے شہروں کو زمین کے گڑھے میں تباہ کر دیتا ہے جب روزمرہ بلکہ پرتی کھن ہر پرکار کے بھیانک آوازیں شبد ہوتے ہیں نہ پھیلا دیتا ۔ تو پھر ہماری زندگی تو ہمارے لئے وبال جان بن جاتی ۔ پرنتو تو دھنیہ ہے ۔ تیری کاریگری ایک اچنبا ہے ۔ ہم جیووں کی رکھشا کا سامان تو نے گپت روپ سے اسی کان میں ہی لگا دیا ہے ۔

کلیان کا بڑا اہنو شبد : منش کے پرشارتھ کا سب سے بڑا سادھن شبد ہی ہے ۔ جو منش کے من کو اتساہت کرتا اور کام پر محنت پر لگاتا ہے ۔ پاپوں سے بھی شبد بچاتا ہے ۔ اور پاپ میں بھی یہی شبد پرورتی کراتا ہے ۔ اس لئے ہے کلیان کے کیندر پربھو ! جیسے سنسار کی لیلا میں ہماری اس شبد نے رکھشا کی ہے ۔ ایسے ہی دینک پرسپر کے ویوہار کاریں سب سمبندھیوں سے ہمارے کانوں میں کلیان کارک شبد گونجا کرے ۔ ودیا شبدوں سے ہمارے کانوں کی شروتی شکتی ترپت ہوا کرے ۔ ہمیں شبد تیرے چرنوں کی اور کھینچا کرے ۔ کہیں خرافات میں نہ گھسیٹا کرے ۔ ایسی کرپا کرو ! ایسی کرپا کرو ۔ تیرا گیان بھی ہم منشوں کے کلیان کے لئے شبد دوارا شروتی دوارا عطا ہوا ۔ تیری قدیر بانی تیری شروتی ہے ۔ اس

* ... سنے ہیں اگر آکاش اپنے پول کے اندر ان کو

لئے ہمارے کلیان کا بڑا ہیتو یہی شبد ہی ہے۔ اور کان ہی ہیں۔ انہیں بھدر بناؤ۔

شبد شکتی:- منش کا شریر اتھوا دوسرے پرانیوں کے شریر کرم سے بنتے ہیں۔ مگر کرم کا سمبندھ **گیان** کے ساتھ ہے۔ اور **گیان** کسی ارتھ کا سہائک ہوتا ہے۔ اور ارتھ **شبد** دوارا پرگٹ ہوتا ہے کسی بھی چیز۔ وستو یا جسے ارتھ کہیں۔ کا گیان آتما میں تو بغیر کسی شبد یا لفظ کے ہوتا ہے مگر دوسرے کسی من کا دل کا مطلب معلوم کرنے کیواسطے اور اپنے دل یا من کا مطلب دوسروں کو سمجھانے کیواسطے چیزوں کا گیان یا علم (کسی ارتھ کا گیان) شبد (الفاظ) کے اختیار میں ہے۔ شبد ایک ایسی شکتی ہے۔ کہ اس کا مقابلہ کوئی دوسرے وشئے (روپ رس۔ گندھ سپرش) نہیں کر سکتا جن گوشت کھانے والے جانوروں کی پیدائش کے وقت آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ وہ بھی شبد کرتے اور سنتے ہیں۔ جو رات کے سمیہ نہیں دیکھ سکتے یا دن کے سمیہ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ بھی شبد کرتے ہیں۔ شبد کا من کے ساتھ۔ ہردیہ کے ساتھ ایک گہرا سمبندھ ہے۔ کیونکہ شبد وشئے آکاش کا ہے۔ اور ہردیہ ستھان آکاش ہی ہے اور یہی ستھان تمام نار اور دیگر تاریقیوں کا آلہ ہے۔ شبد منش کے من کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور گمراہی بھی۔ شبد تمام دوسرے وشئیوں کو بھی عالم خیال میں موجود کر دیتا ہے۔ کوئی آدمی جب اپنی کسی پیاری دل لبھانیوالی کھانے کی چیز کا نام سن پاوے۔ تو سچ مچ منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور وہ گھونٹ اسے وہی سواد دینے لگتا ہے۔ خوشبوؤں کا مشتاق جب اپنی پسندیدہ خوشبو کا نام سنتا ہے۔ وہ اسی دم ناک سے ہوا لینے لگ پڑتا ہے۔ گویا کہ وہ چیز اس کے سامنے آگئی ہو۔ یا جب کسی نہایت گندی بدبو (میلے وشٹا) وغیرہ کی آواز اس کے کان میں آوے۔ تو فوراً ناک سکڑ جاتی ہے۔ ایسے ہی سپرش کا حال ہے

شبد میں آکار:

مگر رُوپ تو ہر وقت شبد کے اندر رہتا ہے یہ تو ہر ایک آدمی کا تجربہ ہے۔ کہ جب کسی کو اپنے کسی آشنا ہتر یا واقف کار کی آواز یا کھانسی کی آواز یا جوتا کی آہٹ کا شبد کان میں سُنائی دیتا ہے۔ تو وہ بے اختیار کہہ دیتا ہے۔ کہ لو وہ میرا فلاں متر آرہا ہے۔ شبد (لفظ) تو ایک ہے۔ مگر اتنا وسیع ہے۔ جتنا آکاش۔ منش کی بُدھی ہر ایک وستو کی آواز کو سنتے ہی اس کا رُوپ اپنے اندر من کے سامنے کر دیتی ہے۔ کہیں سے آواز "باں باں" کا آیا۔ تو منش نے سمجھ لیا۔ کہ گائے ہے۔ اگر ہنہنانے کی آواز آئی۔ تو اُسکے سامنے گھوڑے کی شکل بن گئی۔ اگر ہینگنے کا شبد سُنا۔ تو گدھے کا رُوپ دماغ میں بن گیا۔ کسی پشو کی یا پکھشی کی یا منش کی جب آواز کان میں سنائی دیتی ہے۔ تو اس کی نوعیت منش فوراً جان لیتا ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ جڑ پدارتھوں سے جو آواز نکلتی ہے۔ اسکا گیان ارتھ یعنی چیز سہت معلوم ہوتا ہے۔ ایک گولی چلی۔ اس شبد نے منش کے دماغ میں بندوق کی شکل بنا کر اس چیز (ارتھ) کا گیان کرا دیا۔ دوسری طرف ایک باغبان نے باغ میں ویسی ہی آواز کی۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ بندوق نہیں۔ بلکہ چھانٹ (رسی) کی آواز ہے۔ اسی چھانٹ کا رُوپ دماغ میں بن کر آگیا۔ دُور سے درخت پر ٹھا ٹھا کی آواز سنائی دی۔ درخت کلہاڑے کا رُوپ بن کر آگیا۔ کہیں کسی شہتیر کو آرہ کش چیر رہے ہیں۔ تو وہ آواز آرہ کے رُوپ کو لیکر حاضر ہو گئی۔ ہر آواز میں ہر اُس آدمی یا پرانی یا غیر پرانی کی شکل صورت یا سروپ رہتا ہے۔ جن سے وُہ نکلتی ہے۔ دریا کے بہاؤ کی آواز دریا کو پانی سمیت دماغ میں دکھا دیتی ہے۔ کسی اندھیری رات میں جبکہ ہوا اندھی چل رہی ہو۔ کسی جنگل میں دو مسافر سفر کرتے آگے پیچھے ہو کر راستہ بھول جاویں

جہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے۔ تو پیچھے والا آگے والے کو آواز دیکر پوچھتا ہے
اس کی آواز سے بغیر کسی روشنی کے ہونے ہوئے بھی سمرت کا گیان کرا دیتا ہے
کہ میرا اگوا دوست کس دشا کو جا رہا ہے۔ اور وہی آواز بار بار دینے پر

شبد پیچھے پردرشک ہے

راستہ بن جاتا ہے۔ یہ آواز ایک بڑی سہائتا ہے۔ ایک تھکا ماندہ مسافر جنگل کا سفر
کرتا کرتا رات ہو جانے پر مایوس ہو جاتا ہے۔ اور جب اُسے کہیں سے کتوں
کی بھونک یا آدمیوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ باغ باغ ہو جاتا ہے۔ کہ
اب آبادی آ گئی۔ اسکا پیچھے جاتا قدم اب آگے تیزی سے جاتا ہے۔ ایکانت
میں رہنے والے منش کے لئے تو یہ ایک آواز ہی اس کی سہائیک رہتی ہے۔
جہاں نرجن سنسان میں کوئی بات کرنے والا نہیں۔ کسی کا منہ تک نہیں
دیکھا جاتا۔ وہاں یہی آواز اس ایکانت والے کی متر ہوتی ہے۔ کئی بار
دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک گھوڑ سوار سفر کرتے کرتے اس کی گھوڑی کسی آواز
یا بوٹہ (جھاڑی) میں سرسر ہونے سے دہل کر سوار کو بیتاب کر دیتی ہے۔ جس
سانپ سے منش بھے کھاتا ہے۔ اور منش کو کاٹ کر ایک منٹ میں مردہ
کر دیتا ہے۔ وہی سانپ بین کی آواز سنکر بین بجانے والے کے پاس مدہوش ہو جاتا ہے۔ متوالا ہو کر ناچنے لگ جاتا ہے۔

شبد کا اثر

شبد بڑی بھاری طاقت ہے۔ جو راجوں مہاراجوں
کے سیس جھکوا دیتا ہے۔ مدھر اور پریم سنبہ وادیوں کے شبدوں سے
ایک دم میں ویراگ ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے راجدھانیوں کے مالک
اس راج کو مٹی کا ڈھیلہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ شبد زندگی ہے۔ شبد موت ہے
شبد سے خوشی بشبد سے غم کا دریا اُمڈ پڑتا ہے۔ شبد دھیرج دلاتا اور یہی

شبد ادھیر کر دیتا ہے۔ ہر ایک شبد کا اثر اُس کے بولنے والے کی شخصیت پر مدار رکھتا ہے۔ ایک شبد جو معمولی آدمی بولتا ہے۔ اُسکا اثر بھی معمولی۔ اگر وہی شبد کسی ایک برگزیدہ آدمی سے نکلے۔ تو سب سنسار اُسے سمرتی میں رکھتا ہے۔ اخباروں میں چرچا ہو جاتا ہے۔ اگر وہی ایک شہنشاہ کے منہ سے نکلے۔ تو سارا راج میں وہ سند ہو جاتی

وِچار پرگٹ کرنیکا سادھن شبد

ہے۔ شبد ایک وچار پرگٹ کرنیکا سادھن ہے۔ جو شبد ایک بار منہ سے نکل گیا۔ سمجھو۔ وہ وچار آکاش میں پھیل گیا۔ اُسکا اثر گپت رُوپ میں اُن اُن آتماؤں میں ہونے لگ جاتا ہے۔ جو اس کے ہم جنس خیالات کے ہیں۔ یہ وچار (سُوِچار۔ کُوِچار) اپنے اپنے ادھیکار کے لوگوں کا دَرشن کر اُن کو بلا کسی زیادہ محنت کے وراثت میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ سنسار یا یہ آکاش خیالوں وِچاروں سے جو شبد دوارہ اس میں اُپجے بھرا پڑا ہے۔ رشی مُنی اپنے وِچار چھوڑ گئے۔ سنت مہاتما بھگت جن اپنے سد وچاروں کو آکاش کو امانت دے گئے۔ اُن سب کی آوازوں کی صدا آکاش منڈل میں سدیوکال گونج رہی ہے۔ سارا آکاش ان سے پری پُورن ہے۔ یہ چیل کی طرح منڈلاتے رہتے ہیں اور منڈلاتے ہوئے

شبد کا اپنے ادھیکاری کی تلاش

اپنے ادھیکاری کی تلاش میں سرگرم رہتے ہیں۔ جب کوئی ادھیکاری مل جاتا ہے۔ تو اسکے دِل میں من میں سما جاتے ہیں۔ اور اُسکے عمل اور علم کی شکل میں نئے نئے قالب بدلتے ہوئے اپنا تماشہ دکھلانے لگتے ہیں۔ جیسے دل کو حرکت مل گئی۔ جیسے من کی گھڑت اچھی ہوئی ہوئی ہے۔ وہ ان کو

کر گدگد اور کرتیہ کرتیہ ہوگیا - اسی آکاش منڈل میں چرند پرند - درند
اور منشوں کی آواز - کے علاوہ اس پار برہم سپرماتن دیو کی امرت بانی
بھی گونج رہی ہے - جس طرح ہر ایک آواز میں اُس آواز کرنیوالے
کی شکل اُسکا سروپ نہفتہ ہے - اُسی طرح بھگوان وید، شرتی کے
شبد شبد میں اسکے عطا کرنیوالے پربھو کا اپنا نج سروپ نہفتہ ہے .
جیسے اپنی جان پہچان والے کے سوائے دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتا
ایسے ہی پربھو کی امرت بانی سے اجرامر پربھو کا سروپ بھی اُس کے
جانکاروں کو ہی دکھائی دیتا ہے - دوسروں کو نہیں - پدارتھوں کا
سروپ ساکار ہونے سے آواز سے ساکار دکھائی دیتا ہے - اور
پربھو کا سروپ نراکار ہو جیسے اُس ہی صورت میں دکھائی دیتا ہے .
جیسا وہ ہے - سرگن اور نرگن دونو سروپوں کا ادشکار اُن کے شبدانوسار
بھان ہونے لگتا ہے .

شبد یوگ

: - یوگی جنہوں نے جب جب وید کے منتروں کا صحیح
بھاس کرنے کے لئے کہ واقعی یہ ٹھیک ہیں - یا
غلط - تو اُنہوں نے دھیان سمادھی دوارا اُنہی شبدوں اور منتروں میں
پربھو کا ساکھشات کر کے اور وہ شبد جو سرشٹی کے آدیں آکاش میں پھیل
گئے - وہ خود بخود اپنے سروپ میں سمادھست یوگیوں کے اوپر پرگٹ
ہوئے - جس سے انکو عین الیقین ہوگیا - کہ یہ منتر ربانی بانی کے ہیں .
ایسے بھگتوں . اُپاسکوں . رشیوں . مُنیوں کو جب بھی وہ پربھو کی امرت بانی
سُنتے مگدھ ہو جاتے تھے . جیسے ہم لوگ کسی سُریلے گوّیے کی آواز نکلنے پر
بے اختیار سر پاؤں ہلانے اور ہاتھ سے چٹکی بجانے میں پاگلوں کی طرح

بنا کسی محنت مزدوری پانے یا کسی کے کہنے کہانے کے لگ پڑتے ہیں
اسی طرح وہ بھگت جن مگدھ منوا ایسے ہو جاتے ہیں ۔ من ہر ایک چیز پر
ٹکا یا جا سکتا ہے ۔ مگر ہر ایک وستو اس شریر سے باہر ہی ہوگی ۔ ایسے
من ٹکانے والے منش یا ہیہ ورتی کے ہی رہ سکتے ہیں ۔ اور جو لوگ
اپنے شریر میں کسی بھی انگ پر اپنا خیال جماتے ہیں ۔ وہ بھی انتر مکھ نہیں
بنتے ۔ مگر جو ابھیاسی شبد کے اوپر اور انترک شبد کے اوپر من کو ٹکاتا
ہے ۔ وہ بہت ہی سوکھشم اور بنا اپنے روپ کے ہونے کے اتی سوکھشم
اوستھا کو پراپت کر لیتا ہے ۔ اور دھیرے دھیرے وہی شبد اپنے
اندر رکھنے والے ارتھ یا وستو کو ظاہر کرنے لگ جاتا ہے ۔ اور اسی سے
آتما کے اندر پھر گیان کی پراپتی ہونے لگ جاتی ہے ۔ یہ آخری بات
سرل سمجھنے کی نہیں ۔ بلکہ کرنے سے خود بخود آجاتی ہے ۔ شبد کا من
میں سما جانا اسکے عمل اور گیان کی شکل میں نمودار ہونا ہے ۔

اوم

غریبی پرماتما کی ایک رحمت ہے

اسکے راز کو سمجھنے کی ضرورت

ہے پتا پترت ادھارن ہار ! !
دین شرن کنگال کے سوامی دکھ کے موچن ہار
تجھ بن کوئے سمرتھ ہے ۔ کرے دینن کو پار

ہے دین بندھو! دینا ناتھ! دینے دیال! دین شرن! دُکھ ہرن! دیالو پِتا! تیری ہی کرونا سے ہم نربل، نرآشروں کو آشرا مل رہا ہے۔

تیری دیا کا ہاتھ ہم غریبوں مسکینوں پر نہ ہو۔ تو ہمیں اس سنسار میں کون جینے دیتا؟ تو تو رکھشک ہے سب کا۔ مگر ہم کنگالوں کا تو گپت رکھشک ہے۔ ہر سمیہ مصیبت اور بھیڑ سے بچا لینے اور نکالنے والا کیول تو ہی ہو رہا ہے۔ نہیں تو مصیبت کا نام ہی ہماری جان لینے کے لیئے کافی ہو جاتا۔ دین تو پہلے ہی سے دین ہے۔ وہ تیری بھینٹ دھر ہی کیا سکتا ہے۔ اس بیچارے کی رسائی ہی کیا ہے۔ وہ تو فقط دُکھ درد سے

پربھو کا نام غریب نواز ہے نہ کہ شاہنواز

بکھرے چند آنسو دل سے

نکالکر تیری شرن میں آتا ہے جب آتا ہے۔ اور دھنیہ ہے تو۔ کہ ابلہ کے آنسوؤں (آبدار قطروں) کو شہنشاہوں کے ہیرے وجواہرات سے بھی زیادہ مان دیتا ہے۔ تیرا تو نام ہی غریب پرور ہے۔ غریب نواز ہے۔ کبھی امیر نواز اور شاہ پرور تجھے کسی نے نہیں پکارا۔ غریب پکارے تو بھی غریب پرور۔ بندہ پرور! غریب نواز۔ بندہ نواز! اور اگر امیر پکارے تو غریب پرور! بندہ پرور! غریب نواز! بندہ نواز کے نام سے پکارتا ہے شاہ ہو کر بھی غریبوں کا مالک تجھے کہنا ہوا۔ تجھ غریبوں کے مالک کے دروازہ پر صدا کرتا ہے۔ اپنا پرور (شاہ پرور) کہکر اپنا رشتہ نہیں بتلاتا تیرے پاس تو غریب کی ہی قدر ہے۔ شاہ بھی غریب کے نام کا وسیلہ جوڑ کر تیرے حضور میں آنے کا دم بھرتا ہے۔

آہ پربھو! تیری لیلا کیسی وچتر ہے۔ کسی کے سمجھنے میں ہی نہیں

پربھو کا نواس استھان غریب کا ہردیہ ہی

آتی - تیرا نواس تو اس غریب کے

ہردیہ میں اور ہردیہ کی غربت ہیں یا غریب ہردیہ میں ہی ہے - پھر کوئی شاہ اور امیر غریب بننا ہی نہیں چاہتا - بھول کر بھی اس راستہ میں قدم رکھنا نہیں چاہتا - چاہے امیری میں اسے ہزار دُکھ کیوں نہ ہوں - اور طرفہ یہ کہ جن غریبوں کا تو گپت سیوک بن جاتا ہے - وہ غریب ہی غریب رہنا نہیں چاہتے - وہ بھی اس سے نکلنا اور امیر بننا مانگتے ہیں - جیسے سب وُمکت کنٹھ سے کہہ رہے ہیں - اُسے بھُول ہی جاتے ہیں - تو نے کوئی ایسی اوشدھی پھیلائی ہے - جو کہ سر کے دماغ کو مدہوش کر کے دھن کے چکر میں پھرا رہی ہے - اور یہی چکر آواگون کا چکر بن کر چوراسی لاکھ یونی کا منہ دکھلا رہا ہے - کہیں چین و قرار نہیں - اشانتی سے ویاکل پھر رہے ہیں - بھگوان آؤ! کرپا کرو! مجھ غریب کو تو تیری غریب نوازی ایک شہنشاہ کی مہمان نوازی سے برتر ہے - مجھے تو جس حال میں رکھے - وہی تیری دیا ہے - مگر دل کی غریبی سے تو مجھے کبھی محروم نہ کرنا - یہی تیرا بڑا احسان ہے - اور ہوگا - کیونکہ غریب ہردیہ میں ہی تیرا نواس ہے - تیرے درشنوں کا استھان ہے - میرے غریب ہردیہ میں ہی آپکا نواس ہو - آپکا ہی پورن وشواش ہو - آپکا ہی پرکاش ہو -

ہمالیہ پربت سی بھول :- اس کُل سنسار کے انسانوں کی تقسیم چاہے وہ گورے ہوں یا کالے - برہمن ہوں یا شودر - عیسائی ہوں یا مسلمان - ایشیائی ہوں یا رُوسی - دو موٹے طبقوں میں نظر آتی ہے - ایک امیر دُوسرے غریب -

سب سنسار کے پیدا کرنے والا جو پربھو ہے۔ وہی سب امیر و غریب کا پالک پوشک اور مالک ہے۔ مگر پربھو کی کرپا کا پاتر امیر لوگ اپنے آپ کو جانتے ہیں یا مانتے ہیں۔ غریب کو تو وُہ اپنے رحم کا بھکاری سمجھتے ہیں۔ اور غریب بھی بچارے جنم جنمانتروں کے سنسکاروں سے ایسے طور پر پرورش پاتے ہیں کہ اُن کے دل و دماغ ہمیشہ دبے ہوئے رہتے ہیں۔ اُن کو اُبھرنے، نشو و نُما پانے کا کوئی سادھن پراپت نہیں ہوتا۔ اور وُہ بھی اپنے آپ کو امیروں کے دروازے کا دست نگر بنا پربھو سے کوسوں دُور رہنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کے دونو ایک پہاڑ جیسی کیا ہمالیہ پربت جیسی بھُول میں پڑے ہوئے ہیں۔

دھن و دُکھ:- دھنی تو دھن کا خزانچی ہے۔ پہرہ دار ہے۔ اس کا بھوگ وہی کرتے ہیں۔ جو نردھن ہیں۔ غریب ہی اُس دھن کے اُپ بھوگی ہیں۔ دھن کو پیدا کرنے میں سخت کٹھنائی اور نانا پرکار کے فریب اور جھُوٹ سے اپنا قیمتی مانش جیون اور پوتر آتما کو مُصیبت میں ڈال کر دھنی کہلانے کی اچھیا کیجاتی ہے۔ جب دھن پیدا ہو گیا۔ اب اُسکو رکھنے سمبھالنے کا جو جو کھم دھنی کو رہتا ہے۔ وُہ وہی جان سکتا ہے بچارے کو سُکھ کی نیند کبھی نہیں آتی۔ سر کے سرہانے صندوق کی چابیاں دھری ہیں۔ کئی بار سوتے سوتے ہاتھ لگا کر دیکھتا ہے۔ ذرا آہٹ آئی۔ اور چونک پڑا۔ لیمپ یا چراغ تو سرہانے ہی جگتا رہتا ہے کتے کی بھونک آئی نہیں۔ کہ اُٹھکر دیوانوں کی طرح مکان کے اِدھر اُدھر دائیں بائیں۔ پُورب پچھم گھُومتا رہتا ہے۔ اور دل دھڑکنا دھڑکتا بس ہی نہیں کرتا۔ کسی بنک میں جمع کئے۔ بنک کے فیل ہونے کی ذرا بھی افواہ کان میں آئی۔

کہ ہوش خطا ہو گئے۔ حلق سوکھ گیا۔ کھانا پینا حرام ہو گیا۔ جیسے کہ سو گی ہو۔ کسی سیٹھ ساہوکار کے پاس امانت ڈالے خدا نخواستہ اُسکا دیوالیہ ہو گیا۔ تو اپنا بھی دیوالیہ ہونے کو آ گیا۔ غرض دھن کے پیدا کرنے میں جتنی مصیبت ہے۔ اس سے زیادہ اسے سمبھال رکھنے میں۔ اور اس سے زیادہ اُس کے کھوئے جانے میں ہے۔

دھن اور نردیتا و ناستکتا:۔ بہت منتوڑوں کو چھوڑ کر اکثر دھنی نردائی بن جاتے ہیں

بلکہ لوگ تو انہیں قصائی کہنے لگ پڑتے ہیں۔ نہ آپ اچھا کھا سکتے ہیں۔ نہ دوسروں کو کھلانے کا دِل دھرتے ہیں۔ دان پُن اور پربھو کا نام تو اُن پر گویا قسم (سوگند) والی بات ہی ہوتی ہے۔ جس شہر میں جاؤ۔ کوئی وِرلا دھنی ہی لوگوں کی شبھ زبان یا کلمۂ خیر سے یاد کیا جاتا ہو گا۔ نہیں تو چار پانچ دس آدمی جمع ہونگے۔ نہاتے دھوتے میلہ معرکہ یا کتھا وارتا پر۔ وہاں بھی دھنی کی بدگوئی جاری ہو گی۔ غریبوں کو خانہ بدوش بناویں یہی دھنی۔ غریب روٹی سے محتاج ہو جاویں اِن کی بدولت۔ نوکری اور سیوا بھی غریب کریں دھنیوں کی۔ جھاڑو دیویں۔ پانی بھریں۔ روٹی پکا دیں۔ کھلاویں آئے گئے کی خاطر تواضع کریں۔ گھوڑیوں کے آگے دوڑیں۔ اور پھر بھی شاہ کو دبائیں۔ مٹھیاں بھریں۔ رات کو بستر بچھا کر سُلا کر آپ سوویں۔ اور جاگنے سے پہلے جاگیں۔ سردی میں گرم پانی سے نہلائیں۔ تو گرمی میں پنکھا کرتے کرتے سُلاویں۔ ایسی غریب جاتی۔ وفادار جاتی۔ جہاں آدھی رات کو سگا پتر تو کام کرنے یا باہر جانے سے انکار کر دیوے مگر کیا بات اس غریب جاتی کی۔ جو ہر وقت جی جی کرے۔ اس جاتی کا اپنی سوارتھ کی پورتی میں اور ایچھا

کے اندھ بیں جائیدادوں کو ہتھیا لیتے ہیں ۔ ذرا چوں چرا کرنے پر اُن کو قید
و حوالات کا منہ دکھلاویں ۔ کون ؟ یہ دھنی ہووے ۔ ساری عمر سیوا کرتے
مرجاؤ ۔ پیچھے یتیم اور بیوہ کوئی چھوڑ جائے ۔ دھنی ذرا بھی ترس نہ کریگا ۔
اُن کا مکان اور زیور اپنے زور اور دھمکی سے لیکر یتیم اور بیوہ کو بے گھر
بے در ۔ بے زر کر کے رلائیگا ۔ ایسے یتیم اور بیوائیں کئی انیک بے خانماں
ہو کر روتی روتی عمر کاٹ گئیں ۔ دھنی نہیں سمجھتا ۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں ؟ کس
کے ساتھ کر رہا ہوں ؟ غریب بیچارے کو تو پتہ ہی نہیں ۔ کہ پربھو اُس کا
ہی رکھشک ہے ۔ اسکے ہی اندر رہنا ہے ۔ کہا ہے ۔ ؎

غریب کو مت ستا ظالم ! غریب رو دے گا
سُنے گا اُس کا مالک جب ۔ تو جڑ سے کھو دیگا

مثل مشہور ہے ۔ کہ جب کسی غریب دین نادار کی حیثیت کا ذکر ہوتا ہے ۔
تو یہی کہا جاتا ہے ۔ کہ اس کے کیا رکھا ہے اس کے گھر میں ۔ وہاں تو رام
ہی کا نام ہے ۔ یا خدا اسکا نام ہے ۔ گویا غریب کی پونجی ۔ غریب کی تمام
جائیداد تو حقیقت میں پربھو آپ ہی ہیں ۔ اگر اس حقیقت کو غریب سمجھ
جاوے ۔ تو اُس جیسا غنی اور مستغنی کوئی نہ ہو ۔ ساہوکار کا نام عزت
سے بولا جاتا ہے ۔ اور غریب کا سادہ نام ۔ جیسے پربھو کا سادہ نام بلا
کسی مل ۔ رام ۔ داس ۔ چندر کے ہے ۔ ایسے ہی غریب کا ۔ مگر پھر بھی غریب
اور امیر کو اس میں بے سمجھی ہے ۔ ساہوکار ۔ غریب اور ایشور کے ناموں
میں ذرا میلان کرو ۔ تو اپنے آپ پرسدھ ہوتا ہے ۔ کہ غریب کو اصلی نام
سے پکارا جاتا ہے ۔ اور امیر کا بناوٹی نام ہوتا ہے ۔ جو پریم اور پیار
اصلی نام میں ہے ۔ بناوٹی نام میں نہیں رہتا ۔ غریب کے نام کا پربھو

غریب کے نام کی پربھو کے نام سے مشابہت

کے نام سے پورا پورا ملاپ

ہے۔ اگر غریب اس مرم کو سمجھ جاوے۔ تو وہ جلدی سے پربھو کو رجھا

آتمارام	آتما	آتما	شنکرلال	شنکر	شنکر
بھگوانداس	بھگوانہ	بھگوان	بشنو ناتھ	بشنو	بشنو
پرمیشوری لعل	پرمیشوری	پرمیشور	وشنودت	وشنو	وشنو
ایشور چندر	ایشور	ایشر	رام دیال	رام	رام
چیتنانند	چیتن	چیتن	کرشن کمار	کرشن	کرشن
پربھو دیال	پربھو	پربھو	دیال چند	دیال	دیال
ٹھاکر داس	ٹھاکر	ٹھاکر	نارائن داس	نارائن	نارائن

سکتا ہے۔ جو پریم غریب کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ پریم ساہوکار کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ جو سچی ہمدردی۔ سیوا غریب دوسرے کی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے ساہوکار کے پاس سمان ہی نہیں۔ جب کسی راجہ۔ مہاراجہ یا امیر کبیر نے پربھو کو پایا۔ اس کی اچھیا ہوتے ہی اپنے آپ کو غریب سے بھی غریب بنا دیا۔ راج۔ پاٹ۔ دھن کا تیاگ کرنا پڑا۔ دل کا بھی غریب بنا۔ اور مال دھن سے بھی شریر کو غریب بنا دیا۔ کسی راجہ یا امیر نے بنا غریبی دھارن کئے ایشور کو نہیں پایا۔ ساہوکار کو ایشور کا وشواش پورن رتی سے نہیں ہو سکتا۔ مگر غریب کو وشواش تو جنم سدھ ہی ہے۔ صرف پردہ کے کارن وہ ڈانواڈول ہو جاتا ہے گرمی کے موسم میں راتری کو بغیر لیمپ کے کبھی باہر سانپ کے ڈر سے پیشاب کرنے بھی نہیں جائیگا۔ مگر غریب ایشور کے آشرے سفر کرتا نالط

آئیگا - پوہ ماہ کی سردی میں اگر امیر کو باہر . . . نکلنا پڑے . تو سارا جسم گرم کپڑوں سے ڈھانک کر نکلیگا - کہ کہیں نمونیہ نہ ہو جائے . مگر غریب ساری

پربھو گُنوں کا اصلی وارث غریب دِل

رات باہر بغیر کسی اوٹ کے بنا کپڑے گزار دے گا . دو راجہ تو ایک راج میں نہ سما سکیں . مگر دس غریب ایک جھونپڑی میں بسیرا کر لیویں - جو گُن پربھو میں ہیں - اُن کا اصلی وارث غریب دِل ہی ہے - دیا اور اُدارتا - پروُپکار اور سیوا - تیاگ اور پریم - سادگی اور نیک چلنی شردھا اور عزّت - دھیریہ اور سنتوش - کھشما اور تپ - وشواش اور پُرشارتھ - پاپ سے بچنے اور ہر قسم کے بڑے کا آدر مان جو غریب کو اُس کی غریبی کے عوض میں ایشور پرسادی نصیب ہوئی ہے . وہ ساہوکار کو بڑی محنت - تپسیا اور خوش قسمتی ہو تو نصیب ہو سکے . پھر ساہوکار خوا مخواہ کے مِتھیا ابھیمان میں غریب جانی کو اپنے رحم کا بھکاری سمجھے ہوئے ہے - پربھو کا پرکاش کبھی ساہوکار کے دِل میں نہیں ہوا - جبتک وہ اپنے آپکو ساہوکار دل سے مانتا رہا - ایک بار تین سوئیاں سونے چاندی اور لوہے کی اکٹھی پڑی تھیں . اُدھر سے مقناطیس سامنے ہوا - تو لوہے کی سوئی خوش ہو کر کودنے لگی - اور پھاند کر چمٹ گئی - چاندی اور سونے کی سوئیوں کو بڑا اشچریہ ہوا - کہ ہمارا نرادر کر دیا - مقناطیس لوہے کو پسند کرے - اور ہماری بات نہ پوچھے - چاندی کی سوئی لوہے کی سوئی کے اوپر چڑھ گئی - مقناطیس سامنے آیا - تو لوہے کی سوئی نے چاندی کی سوئی کو دھکا دیکر گرا دیا - اور آپ چمٹ گئی - پھر سونے کی سوئی اس پر چڑھ گئی - اب سونا بڑا ابھیمانی تھا - مگر لوہے کی سوئی میں مقناطیس کے لئے بڑی

تڑپ اَور ویاکلتا پیدا ہوئی ۔ تڑپتے تڑپتے حرکت کرتے کرتے سونے کو ایک طرف کر کے مقناطیس سے چمٹ گئی ۔ چاندی اَور سونے کو تو اپنا وزن اَور ابھیمان ہی نہیں اُٹھنے دیتا ۔ لوہا تو بیچارہ لوہا ہے ۔ گلی پڑا لا اَور کوئی نگاہ ہی نہ کرے ۔ سونا اَور چاندی کی ایک رتی بھی ڈبیا میں بند رہنے کے سوائے باہر چین نہیں پاتی ۔ سونا چاندی آگ میں پڑے ۔ تو اپنی خوبصورتی ۔ چمک ۔ اپنا کھراپن دکھلانے کے لئے ۔ مگر لوہا جب آگ میں پڑے ۔ اپنی شکل مٹا کر آگ کی شکل اختیار کرے ۔ اَور اسکا پرکاش اسکا تیج ۔ اسکا رُوپ دکھلانے لگے ۔ اَیسے ہی ساہوکار جب بھی پرکھ میں پڑے گا ۔ اپنا نام اُجل کرنے کے لئے ۔ مگر غریب پربھو کے نام پر بک

ایشوری مِلاپ کا سادھن، دِل کی غربت

جائیگا ۔ پہاڑ کا ایک بڑا پتھر جب تک بڑا ہے ۔ اُسپر سُورج کی روشنی اپنا اظہار نہیں کرتی ۔ مگر جب پتھر نے اپنے آپ کو ذرّوں میں کر دیا ۔ ریت بن گئی ۔ تو ریت کا ایک ایک ذرّہ جب اُس پر سُورج کی کرن پڑتی ہے ۔ سُورج کی طرح منوّر اور درخشاں نظر آتا ہے ۔ پیپل کے ایک بڑے درخت کے اُوپر جو ٹہنی بڑے ابھیمان سے لہرا رہی ہے ۔ آندھی اَور طوفان اُس کی گردن مروڑ کر زمین پر دے پھینکتا ہے ۔ مگر ایک گھاس کا تنکا جو بالکل زمین اپنے پیدا کرنے والی ماتا کے آسرے میں تنکا بنا ہؤا لہرا رہا ہے جسکی کوئی اپنی حیثیت نہیں ۔ بلکہ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ بھی دو انگلیوں سے اُکھیڑ سکتا ہے ۔ وہ آندھی اَور طوفان ہزار ہزار زور لگانے پر بھی اس تنکے کو نہیں اُکھیڑ سکتا غریب کی جڑ دراصل شاہ کے ساتھ مل گئی ہے ۔ اَور ساہوکار کی جڑ بے

بنیاد اور بے آنتر سے اُونچے ریت کے ٹیلے کے اُوپر کی مانند ہے ۔ اس لئے الیشوری ملاپ کی بڑی سادھنا دل کو غریب بنا کر اُس پربھو غریب پرور غریب نواز کی نوازش کا ادھیکاری بنانا ہے ۔

"سکھی بے مسکیناں آپ غریب نواز" ہے دیالُو پربھو! ہمیں اس غریبی کے پرساد سے بہرہ ور کرو ۔ ہمیں شُدھ بدھی سومتی دو ۔ کہ ہم غریبی کے اصلی مرم کو سمجھتے ہوئے سدا اسی میں خوش و نہال رہیں ۔ اسے تیری رحمت کی بجائے تیری زحمت نہ سمجھیں ۔ سنسار کے امیروں کو دھن سے بڑھاؤ ۔ مگر دل کی غریبی میں اُس دھن سے بھی زیادہ بڑھاؤ ۔ تاکہ تیرے پریم کا پاتر بن سکیں ۔ اور غریبوں کو غریبی کے راز سے آگاہ کرو جس سے وہ سنتوش کی زندگی بسر کر سکیں ۔

اوم

وچترسوامی

ہے میرے دیالُو پِتا ماتا! میرے ادرشٹ ان داتا پاتا! تیری سرشٹی اور رچنا تو وچتر تھی ہی ۔ مگر تو خود بھی وچتر ہی ہے ۔ تُو تو بنا آنکھوں کے ہمیں دیکھ رہا ہے ۔ اور ہم آنکھ سے بھی نہ دیکھ سکیں ۔ تو موجود بھی ہے ۔ اور انگ سنگ بھی ہے ۔ پھر ہم تجھے سپرش نہ کر سکیں ۔ تو سارے جگت کو سُلاوے ۔ اور آپ کِھن بھر بھی نہ سووے ۔ تمام مخلوق کو تُو کھلاوے ۔ پلاوے ۔ نانا پرکار کے پھل میوے ۔ ان اور رس پان کراوے ۔ اور آپ بنا کھائے پیئے ترپت رہے ہے ۔ سب نعمتوں کو دھن

اُدھار دیوے ۔ اَور پھر وصول کرنے کا نام ہی نہ لیوے ۔ اَیسا بھُول جاوے ۔ جیسے اُدھار دیکر بخشش ہی کر دیا ہو ۔ تیری اُدارتا اَور مہانتا بھی اتنی وچتر ہے ۔ کہ ہم تجھے سمرن کریں یا نہ کریں ۔ مگر تو کبھی کہہ ہی نہیں بِسارتا ہم پاپ کریں ۔ کھوٹ کریں ۔ تجھے گالیاں بھی دے بیٹھتے ہیں ۔ مگر تُو اَیسا خاموش ہے ۔ جیسے تجھے پتہ ہی نہیں ۔ سُن دیکھ کر بھی چشم پوشی کرتا ہے ۔ پِتا تو دھنیہ ہے ۔ دھنیہ ہے ! ہمیں بھی اَیسی بُدھی اَور شکتی عطا کر ! کہ ہم جو کرم کریں ۔ یا ہم سے جو کرم ہوں ۔ تیری ہی پریرنا سے ہوں ۔ اَور وُہ بھی اَیسے وچتر ہوں ۔ کہ ہم خود دیکھکر چکت ہو جاویں ۔ اَور تجھے دھنیہ دھنیہ کہہ کر پُکاریں ۔ اور اس کے سوائے ہمیں کوئی سُدھ ہی نہ رہے ۔

اوم

مانش جنم اَتی دُرلبھ ہَے

مانش جنم دراصل دُرلبھ جنم ہے ۔ اس کی سنسار سمندھا بڑی ہی کٹھن چڑھائی کی مانند ہے ۔ جو اُتار چڑھاؤ منش کے من کے اندر ہوتے رہتے ہیں ۔ وہ بہت ہی بھیانک ہوتے ہیں ۔ من کے جس چکر میں میں گھومتا ہوں ۔ یا مجھے ان پچھلے دنوں گھومنا پڑا ہے ۔ اَور جو دشا میری اس من دیوتا نے کی ہے ۔ ساری گذشتہ عمر میں اَیسا گھمر گھیر کبھی نہیں پایا تھا ۔ پر پھِر کر پا کے بنا میں نے اپنے آپ کو قطعی اسمرتھ پایا

ہے۔ کہ تِل بھر بھی اپنی آتما کے انکول اس من کو لگا سکوں۔ اُلٹا آتما کو یہ گھسیٹ ہی لے جاتا ہے۔ جب یہ بھو کیہ پا ہوتی ہے۔ تو یہ من ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا یہ کسی زمانے کا رشی ہے۔ میں تو ایسا سمجھتا ہوں۔ کہ مجھے تو اپنی نگرانی ایسے کرنی چاہیئے۔ جیسا ایک کسان رات دن کہی (کدال) کو اپنے کندھے پر رکھکر اپنی کھیتی کی سیرابی کے لیئے پانی کے کھال (اڈ۔ کسی) پر ہر سمیہ نگرانی کرتا ہے۔ گشت لگائے رکھتا ہے۔ کہ کہیں سے پانی اُچھل نہ پڑے۔ یا کہیں سے پانی ٹوٹ نہ جائے اور پانی کا جو وارہ ملا ہے۔ وہ ختم نہ ہو جاوے۔ وہ اپنے دُکھ اور کشٹ۔ نیند اور بھوک کی پرواہ نہ کرتا ہوا اپنی قسمت کے وارہ کے پانی کو بڑی چاہ اور نگرانی سے لگانے میں مشغول رہتا ہے۔ ایسے ہی مجھے بھی کرنا چاہیئے۔ کہ یہ منش جیون تھوڑی آیو کا ایک قسمت سے پربھو سے وارہ ملا ہے۔ اسی وارہ میں کسان کی طرح ہوشیاری سے بدھی کی کہی (کدال) کو تیار رکھنا چاہیئے۔ تاکہ من رُوپی کسی دکھال میں جو کرموں۔ سنکلپوں کا پرواہ اپنے زور سے چل رہا ہے کہیں اس من میں روشڑ (چیر۔ شگاف) نہ کر دیوے۔ یا اُچھل نہ پڑے۔ تبھی میں اپنے جیون کی کھیتی کو سیراب کر کے اس سے میٹھے پھل کی امید باندھ سکوں گا۔ ورنہ ناممکن۔ کہ یہ میرے جیون کی کھیتی سیراب ہو کر کے کسی میٹھے پھل کی امید بندھائے۔

اوم

پربھو کی سمیپتا !

پربھو کے درشن چاہے نہ ہوں . یا نہ ہو سکیں . مگر پربھو کی سمیپتا ایسی برکت دینے والی ہے . جیسے سمندر کی سمیپتا . جن لوگوں نے بیوپار کیا ہے . یا اس اصول کو جانتے ہیں . ان کو معلوم ہے . کہ کراچی شہر سمندر کے بالکل کنارے پر نہیں . بلکہ اُس کے قریب بس رہا ہے . جتنے بیوپاری اپنا مال جنس کراچی بھیجتے ہیں . چاہے مال جنس شہر کے اندر کوٹھے میں ہی بند رکھا ہو . جو سمندر سے دو میل کی دُوری پر ہے . پھر بھی ماہ جون جولائی میں جب سمندر اپنی ہوا کو پھیلاتا ہے . تو سب مال جنس بوریوں اور گٹھڑوں میں بند رہتے ہوئے بھی وزن میں بڑھ جاتا ہے . سمندر کی نم ہوا ہر ایک جنس میں جبراً سرایت کر جاتی ہے . اور وہی وزن کی زیادتی تاجر لوگوں کو نفع دیتی ہے . اسی طرح پربھو کی شرن میں پڑے ہوئے کو چاہے ملاپ کی صورت نہ بھی بنے . پربھو اپنی کرپا کٹاکھش سے اپنی برکت بھری میٹھی رس کو اپنے آشرت شرناگت کے اندر زبردستی داخل کر دیتے ہیں . اس لئے منش یہ نہ سمجھے . کہ درشن تو ہوتے نہیں . پربھو کی آرادھنا اُپاسنا کی سر دردی کیوں کی جاوے . پربھو کا پرساد اُسکے اُپاسک کو گپت رُوپ میں ضرور اور ضرور مل جاتا ہے . میں نے تو اس بات کا انوبھو اور ساکھشات کئی بار کیا ہے . یہ اور بات ہے . کہ میں اپنی الپگیتا اور پورو جنموں کے سنسکاروں کے کارن اسے ۲۴ گھنٹے اپنے دماغ میں نہ بسا سکوں . بھول جایا کروں . مگر پربھو اپنی

برکت سے کبھی بھی کسی اُپاسک آشرت کو ونچت نہیں رکھتے ۔

منتر سے کس طرح رکھشا ہوتی ہے

منتر کے ارتھ نو دوان جو کریں ۔ سو کریں ۔ مگر میں اپنی موٹی بُدھی کے انوسار اسی طرح لگاتا ہوں ۔ من + تر ۔ من یعنی دل یا من ۔ تر کے معنی رکھشا کرنیوالا ہے ۔ جو من کی رکھشا کرنیوالا ہے ۔ وہی منتر ہے ۔ مجھے اس برت میں انیک بار اس بات کا تجربہ ہوا ہے ۔ جب بھی میرے من میں کوئی کو وچار اٹھا اُسی دم منتر متعلقہ میرے سامنے آگیا ۔ جو من کو وچاریں دوڑ رہا تھا ۔ وہی من منتر کے شبد ارتھوں کو اپنی اندرونی آنکھوں سے دیکھنے میں جُڑ گیا ۔ اور کو وچار بند ہو گیا ۔ بعض اوقات تو ملامت بھی اپنے آپ کو کرکے شرمندہ ہو گیا اس برت سے پہلے مجھے اس پرکار منتر کے ذریعہ درشٹی گوچر ہونے کیفیوت رکھشا کا اوسر کبھی پراپت نہیں ہوا تھا ۔ (دوسرے طریقوں سے ہوتا تھا) ۔ اُسکا کارن یہ تھا ۔ کہ پہلے جو میں پرارتھنا یا سندھیا کے منتر صبح و شام بولتا تھا ۔ وہ شبد اُچارن مانتر ہی ہوتے تھے ۔ زور سے یا دِل سے ۔ مگر اب میں پربھو کے اس پرساد کو پاکر ہر ایک منتر کے شبد شبد کے ساتھ ارتھوں اور بھاووں میں (پرارتھنا ہو یا سندھیا) بھاونا کے رُوپ میں دل میں اُچارن کرتا ۔ پہلے تو اس عمل سے مجھے ہر ایک شبد منتر کا ارتھ اور بھاو نئے نئے روپ میں بھی معلوم ہوتا رہا ۔ کبھی روزمرہ ۔ کبھی کئی کئی دن بعد ۔ جب اُس سے میں

آنے لگا۔ تو اپنے آپ بغیر میری کسی سمجھ یا ارادہ کے پربھو کی ایسی کرپا ہوئی کہ جب بھی کوئی وِچار آیا۔ تو منتر سامنے آگیا۔ مثال کے طور پر ہم منسا پرکرما کے منتروں میں "یو اسمان دویشٹی یم ویم دُوِشمس تم وو جمبھے دَدھمہ" کے ساتھ اس پرکار پرارتھنا کرتا رہتا ہوں۔ کہ ہے پربھو! میں تو کسی سے دویش نہ کروں۔ اور اگر کوئی انیہ میرے ساتھ کسی ریتی سے بھی دویش کرے تو اُسکے بدلہ انتقام کا خیال تک بھی میرے دِل میں اُتپن نہ ہو۔ میں اُسے نرنئے ہی تیرے نیائے پر چھوڑوں جس سے تُو کرپا کر کے اپنی رحمت سے ہمارے آپس کے دویش کو دگدھ کر دے۔ بھسم کر دے۔ اور ہماری آپس میں پریتی اور پریم بنادے۔ اور ہمیں سُوبدھی اور سُومتی عطا کر۔۔۔۔

اب مجھے اناپاس ہی پچھلے واقعات کے یاد آنے پر یا نیا وِکلپ کے رُوپ میں خیال بن جانے پر من میں کرودھ آنے لگتا۔ یا اُسے سخت دشمن سمجھکر اپنا بدلہ لینے کا وِچار ہونے لگتا۔ عین اُسی دم "یو اسمان دویشٹی یم ویم" پربھو پرسادی لے کر سامنے ہو بہو نظر آنے لگتا جس سے من فوراً کرودھ سے ہٹ کر پربھو پرسادی میں لگ شانت ہو جاتا۔ آج ہی منسا پرکرما کے شبد کا وِچار آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہی منتر دراصل من مندر کی پرکرما کرنیوالے ہیں جس من مندر میں منش کا اِشٹ دیو شری پرماتمن دیو براجمان ہیں۔ اور اُسکے منتر اُسکا (اپنے پربھو کا) طواف کر رہے ہیں۔ اور من انہی سے سُورکھشت ہو رہا ہے۔ ایسے ہی انیک بار انیک پرکار کے کُو وِچاروں میں پرارتھنا اور سندھیا کے منتروں میں سے کوئی نہ کوئی متعلقہ منتر میری رکھشا کرنے کے لئے بھگوان سامنے کر دیتے ہیں۔ اسی ہمت سے پہلے میں ارتھوں کے ساتھ اسی لئے نہ کرتا تھا۔ کہ مجھے وِشواش نہ جمتا تھا۔ کہ پنڈت لوگ کہتے

ہیں۔ سندھیا میں دِل تب ہی لگیگا۔ جب اُن منتھوں کو سمجھ کر دو۔ اور میں یہی سمجھتا تھا۔ کہ یہ لوگوں کو جو جواب دے رہے ہیں۔ طفل تسلی کر رہے ہیں۔ نہ یہ خود ارتھ سہت کرتے ہوں گے۔ نہ ہی لوگوں کی طرح ان کا دل لگتا ہو گا۔ اب پربھو کرپا جب ہوئی۔ تو مجھے بغیر میری چاہ کے پربھو نے اپنے آپ مجھے اس عمل میں جوڑ کر اس کا واستوک انوبھو کرا دیا۔ اب میں اپنے انوبھو سے اور پربھو پرساد کو پراپت کرنے کے زور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر کوئی منش اپنی رکھشا حقیقت میں چاہتا ہے۔ تو منتر ہی اس کے لیے بلے دام سچا رکھشک بن سکتا ہے :

اوم

کرموں کا پھل

کرموں کا پھل تین صورتوں میں ملا کرتا ہے :۔

(الف) جاگرت اوستھا کے اندر ستھول شریر سے۔ جس کا اپنے علاوہ دوسرے کو بھی گیان ہوتا ہے۔ سکھ یا دُکھ

(ب) جاگرت اوستھا کے اندر صرف عالمِ خیال کے ذریعہ۔ جس کا دوسرے کو علم نہیں ہو سکتا۔ اور خود بھی بھول جاتا ہے۔

(ج) سوپن اوستھا کے ذریعے بھوگ کی پراپتی

کرموں کا پھل آیو اور بھوگ ہوا کرتا ہے۔ جن کرموں کا پھل بھوگ ہے۔ بعض اوقات کسی شخص کا پُنیہ ایسا ہوتا ہے۔ جس کے بدلے پُتر یا دھن

یا لیش ان میں سے صرف ایک چیز ہی مل سکتی ہے ۔ جو پربھو اپنے آدھین نہیں رکھتے ۔ بلکہ منش کرم کرتا کی اپنی اچھیا پر ہی چھوڑتے ہیں ۔ اُسے ایک ہی چیز ملیگی ۔ دُوسری نہیں ۔ جن منشوں کے ایسے پُنیہ ہوتے ہیں ۔ پھل ملنے والے جنم میں اُن کی پرورتی جدھر ہوتی ہے ۔ وُہ وُہی چیز ہی پا لیتے ہیں مثلاً کئی دھنوان ایسے ہیں ۔ جن کی اولاد نہیں ۔ اُن کی رُچی ابتدا سے دھن پراپتی میں ہی ہو گئی ۔ اور ایسی پرورتی ہوئی ۔ کہ دھن کے سوائے اُن کو رات نظر آتی ہے ۔ اور پُتر کے جنم دِن کی روشنی کو دیکھنا تو چاہتے ہیں کیونکہ وُہ گرہست کا سنسکار سبھاوک طور پر ہوتا ہے ۔ مگر کرموں کا سنسکار نہیں ۔ اور ایسی خواہش قریباً ۱۰ فیصدی ہوتی ہے ۔ ۹۰ فی صدی دھن کے لئے وُہ اپنی قربانی کرتے ہیں ۔ استریوں کی پرورتی پُتر ایشنا میں ہوتی ہے ۔ مگر پُرش کی پربل پرورتی اُن پر غالب ہوتی ہے کئی لوگ یش کے اوپر مستانہ ہوتے ہیں ۔ اُن کو دھن ملے یا نہ ۔ پُتر پراپت ہو یا نہ ۔ مگر یش کے بنا وُہ اپنی موت سمجھتے ہیں ۔ اِسی لئے وُہ یش کے ملنے والے کاموں میں محو رہتے ہیں ۔ دھن اور پُتر کی ایشنا اُن کو بھی اِتنے ہی فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتی ۔ ایسے منشوں کے پُتر نہ ہونا کوئی پاپ کا بدلہ نہیں ہوتا ۔ بلکہ پاپ کا بدلہ تب ہوتا ہے ۔ جب کِسی کے نہ پُتر ہو نہ دھن ۔ نہ یش ۔

ایسے دھنوان بے پُتروں کو اگر کسی اِس جنم کے نئے کرم وشیش کرنے کے بدلے پُتر پراپتی ہو جاوے ۔ تو دھن کا بھوگ اُس کے لئے ختم ہوگا ۔ اگر ایسے یشسوی بے پُتر کو کرم وشیش کے بدل میں پُتر مل جاوے تو وہ یش وہیں پر سماپت ہو جاوے گا ۔

اوم

من کی چنچلتا کو دور کرنیکے سادھن

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवं तदु सुसस्य तथैवैति । दूर-
ङ्गमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥
येन कर्माण्यपसो मनीषिणो यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु
धीराः । यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां तन्मे मनः शिवसंक-
ल्पमस्तु ॥ यत्प्रज्ञानमुत चेतो धृतिश्च यज्ज्योतिरन्त-
रमृतं प्रजासु । यस्मान्न ऋते किञ्चन कर्म क्रियते तन्मे
मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥ येनेदं भूतं भुवनं भविष्यत्परि-
गृहीतममृतेन सर्वम् । येन यज्ञस्तायते सप्तहोता तन्मे
मनः शिसंकल्पमस्तु ॥ यस्मिन्नृचः साम यजूꣳषि
यस्मिन् प्रतिष्ठिता रथनाभाविवाराः । यस्मिँश्चित्तꣳ-
सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥
सुषारथिरश्वानिव यन्मनुष्यान्नेनीयतेऽभीशुभिर्वा-
जिन इव । हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं तन्मे
मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥

(۱) جب کوئی سادھک جپ یا دھارنا دھیان کرنے بیٹھ جائے۔ اور

درمیان میں اگر من چنچل ہو کر اپنی باتیں کرنے لگے۔ سنکلپ وِکلپ اُٹھائے تو فوراً اپنا کاریہ چھوڑ کر من کو کہدے۔ کہ اچھا تو اب اپنی باتیں دل کر کر لے۔ میں تیری ہی سُنتا ہوں۔ اپنا کاریہ پیچھے کر لوں گا۔ من کیطرف متوجہ ہو جاوے۔ اس سمیہ ایسی حالت من کی ہو جاتی ہے۔ سنکلپ وِکلپ یا بات چیت من کے اندر رہتی ہی نہیں۔ کافور ہو کر اُڑ جاتی ہے۔ اور ایسا عالم سکوت طاری ہو جاتا ہے۔ کہ گویا نروکلپ سمادھی اپنے آپ لگ گئی ہو۔ اگرچہ من اپنی عادت سے باز نہیں آتا۔ کیونکہ اُسکا سوبھاؤ چنچل ہے۔ مگر سادھک کو ایسا ہی اسکے ساتھ بار بار کرنے سے کچھ کچھ دیر کے لئے نروکلپ سمادھی کا مزا سویم پرتیت ہونے لگتا ہے۔ اس سے دکھ کلیش۔ اشانتی یا کرودھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ میں نے یہی آسان طریقہ اپنے گرو کی پرسادی سمجھ کر عمل میں شروع کیا ہوا ہے۔ اور اسلئے اپنے انوبھو سے لکھا ہے۔

(۲) من بڑی اُولبہ وستو ہے۔ مگر بھیانک بھی ہے۔ جب دکار (اخلاقی وِکار) اُدیپن کرنے لگتا ہے۔ تب ساری قیمت ایک دم میں کوڑی کے برابر بنا دیتا ہے۔ ایسے سمیہ اس کو یہ کہنا۔ کہ اچھا تو اپنی ہانک لے میں سُنتا ہوں۔ ٹھیک نہیں رہیگا۔ نہ ہی اس کی منت سماجت کرنے سے کام چلیگا۔ اس سمیہ سخت، ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑیگی۔ تب چُپ ہوگا۔ اِسکے ساتھ برہمن کو بھی اوّل برتاؤ کرنا چاہیئے۔ یعنی اس وِکار کے نتیجہ کو اصلی رُوپ میں اُسے پیش کرکے راہِ راست پر لانے کی ہدایت کرنی چاہیئے۔ اگر مان جاوے تو ٹھیک ہے۔ مگر بہت دفعہ ایسا بھی انوبھو میں آیا ہے۔ کہ برہمن روپ سے نہیں مانتا۔ تب ویش بنکر اسے لالچ دیکر یعنی روچک شبد

کنوؤں کی طرف لیجانا چاہیئے۔ اور اس کی سچّی تعریف سے اسکی موجودہ
ن عزّت اور دھرماتماپن کی یاد دلاکر اُونچا اُونچا بننے کی اُتیجنا کرنی چاہیئے۔
ب ان دو طرح سے کام نہ نکلے تب کھشتری کا رُدر رُوپ بناکر
ڈانٹ اور ڈنڈ سے کام لینا چاہیئے۔ تب من اصولیہ پدارتھ بن کر
ہیگا۔ نہیں تو آتما کو بھی کوڑی کا نہیں رکھیگا۔

(۳) پرائشچت اور پرارتھنا رُدن اور زاری۔۔ پربھو کے
ربار میں کرنے سے پربھو سہایتا ملتی ہے۔ اور من شانت ہوتا ہے۔

(۴) من کو ہر سمے ہی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرنی چاہیئے
ونکہ اس کی طاقتیں گُپت رہتی سے ضدّی بنکر بدلہ لیتی ہیں۔ راگ اور دولش
تو یہ گھر مشہور ہے۔ اسکا ویگ سمندر سے بھی زیادہ زور دار ہے۔
دم ندی کے پرواہ کو روکا جائے۔ تو کنارے توڑ کر بھی اُچھل پڑتی ہے
حال من کا ہے۔ اس لئے پیار اور پریم بھی اس سے بہت بار کرنا مناسب
ہے۔ تاکہ اپنا بیگانہ نہ بن جاوے۔

(۵) جیسے شاریرک روگ اوشدھیوں سے دُور ہوتے ہیں۔ ایسے آتمک
ستنیہ کے گرہن اور وچار سے ٹھیک ہوتے ہیں۔ من کو دھوکا سے
بھی نہ سمجھانا چاہیئے۔ یہ پاپ کا اونکرا اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ ہمیشہ اس
ے ساتھ سچّائی سے برتنا چاہیئے۔ بعض کنجوس یا سادھک مہاتما بھی اس کی
اہش کو آگے کا دلاسا دیکر ٹالتے ہی رہتے ہیں۔ مگر یہ اپنی آتما کے ساتھ
ی کرنی ہے۔ جب بھی اس سے وعدہ کیا جاوے۔ اُسے تو ضرور ہی پُورا کر
یا جاوے۔ پیچھے پیار اور نرمی سے اُس سے کھشما لی جاوے۔ یہ (من)
سی چابی ہے۔ جو سنسار کے کل دکارول کے قفلوں کو بنا کسی کے سمجھائے

کھجائے اندر سے نیا نیا طریقہ پیدا کر کے کھول ڈالتی ہے۔ کیونکہ پرکرتی میں جو پہلی صُورت وِکرتی کی پیدا ہوئی۔ وُہ من کے رُوپ میں ہوئی۔ یہ پہلا وکار ہے جس سے یہ سارا جگت بن کر سامنے نظر آرہا ہے۔ اس لئے اس کی گپت طاقتوں سے آتما ناواقف ہے۔

اوم

سوتنترتا

سنسار کے تمام پرانیوں میں ایک منش ہی ہے۔ جو اپنے آپ کو سوتنتر اور آزاد کہتا اور کہلاتا ہے۔ اور باقی جیو شریر دھاریوں کو پرتنتر اور قیدی مانا گیا ہے۔ مگر دیکھنے میں اُلٹا ہی پرتیت ہوتا ہے۔ ابھی اس باغیچہ کے چمن میں یا بازار میں ایک بیل یا گھوڑا چلتے چلتے پاخانہ کر دیتا ہے۔ اسے کوئی اسبھیہ نہیں کہتا۔ نہ ہی کوئی ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے اگر اُس جگہ پر کوئی منش پاخانہ کر دیوے۔ تو "کھلے کھلے" کی آوازہ آنے لگ جائے۔ میونسپلٹی ہو۔ تو دفعہ ۳۴ میں بھی بیچارے کا چالان کر دے میدان ہو۔ یا آبادی۔ ایک گدھا اپنے کام آسکتی سے گدھی کے ساتھ لوگوں کے مجمع میں ہی وِشے بھوگ کرنے لگ پڑتا ہے۔ اگر منش کسی استری سے چھیڑ خانی بھی کرے۔ تو سر پر جُوتوں کی تڑاتڑ سنائی دینے لگ پڑے گی اِتنے تک ہی بس نہیں۔ اُسے جیل خانہ کی کوٹھڑی کا بھی مُنہ دیکھنا پڑے گا چلتا ہُوا اونٹ راستے میں کسی کے کھیت سے مرڑوں میں مُنہ مار کر جبراً

کھانا شروع کر دیگا۔ تو اسے ڈاکو، چور کوئی نہیں کہیگا۔ لیکن اگر منش مہر آکھانے لگے۔ تو دُور سے کسان "چور چور" کی آواز ہانسنے لگ جائیگا۔

منش سوتنتر ہے یا پشو

ایک بھینس کسی کو اپنے سینگوں سے اُچھال پھینکے۔ یا زخمی کر دے۔ تو کوئی باز پرس نہیں کریگا۔ اگر منش کسی کو معمولی سا دھکا دیوے۔ تو اُس پر استغاثہ فوجداری دائر ہو جاویگا۔ اب مقابلہ کر کے دیکھا جاوے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ منش سوتنتر ہے۔ اور حیوان پرتنتر۔ دونو کو اندریاں قدرت کے مالک سے عطا ہوئی ہیں۔ اور دونو کی اندریوں کا وشہ اور مُدعا قدرتاً ایک ہی ہے ہر ایک اندری کا رجحان اپنے وشہ کیطرف ایک قدرتی فعل ہے۔ نہ کہ خلاف قدرت۔ پھر بھی منش جو آزاد ہے۔ اُس پر سخت پابندی ہے اور وہی آدھین اور پرتنتر ہے۔ اور حیوان کی اندریاں سوتنترتا سے اپنا وشہ بھوگ پورا کر سکتے ہیں سوتنتر ہیں۔ پھر منش کہتا ہے۔ آزادی میرا پیدائشی حق ہے۔ منش کا سوتنترتا جنم ادھیکار ہے۔ جب تک منش سوتنترتا

سوتنتر کا ارتھ

کے ارتھوں کو حقیقتاً نہیں سمجھتا۔ اور جانتا۔ تب تک تو منش اُس کے پراپت کرنے کا ادھیکاری ہی نہیں رکھ سکتا۔ وہ تو پشوؤں کی زندگی سے بھی زیادہ خطرناک زندگی بسیرا کر رہا ہے۔ سوتنتر شبد سو + تنتر کا مُرکب ہے۔ سو کے معنی ادھیکار قبضہ اور تنتر کے معنی انتہ کرن (من۔ چت۔ بُدھی۔ اہنکار) جس کا اپنے انتہ کرن کے اُوپر ادھیکار ہے۔ من بُدھی اپنے وش میں ہے جو شخص چت اہنکار پر قابض ہے۔ وہی ہی سوتنتر ہے۔ سنسار میں ورلے ہی آدمی اس کسوٹی پر پرکھے جا کر صحیح سوتنتر ثابت ہوں گے۔ نہیں تو ہر ایک منش

نہ تو اپنی اندریوں کا کھلم کھلا بغیر کسی بھے کے استعمال کر سکتا ہے ۔ اور نہ ہی اُسے سنسار میں سُکھ کی پراپتی ہو سکتی ہے ۔ جیوانوں کو تو اپنی روزی اور اپنے ٹھکانے کا فکر ہی نہیں ۔ مگر منش ان دونوں میں غلطان ہے ۔ حیوانوں کو کوئی پاپ تک لگتا نہیں ۔ اور انسان روزی کی کمائی بنا پاپ کے کرتا ہی نہیں ۔ اُسکا جیون پاپ سے ہی گزرتا ہے ۔ جہاں انسان کے

منش کے جیون کا اُدیش

لئے اندریوں کے وشوں کے بھوگ میں پربھو نے کتنی بھاری پابندی رکھی ہے ۔ وہاں اتنی ہی اپار دیا کا ثبوت بھی دیا ہے ۔ کہ سمسست سنسار کے پدارتھ ۔ نانا پرکار کے اَنّ ۔ رس ۔ پھل ۔ پھول ۔ میوے ۔ مٹھائیاں ۔ سونا چاندی ۔ کمخواب ۔ مخمل ۔ کشمیرے اور پٹی ۔ ململ اور تنجا وغیرہ سب کے سب اسی انسان کو عطا کئے ۔ حیوان گھاس پھوسہ کا بھوگ کرے ۔ پھل کھائے تو کچا ۔ پکنے پر منش تیر اور غلیل سے دور بھگائے ۔ اس راز کو سمجھنا ہی منش کے جیون کا اصلی اُدیش ہے ۔ جس منش نے یہ امولیہ جنم پاکر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے کوئی تردد یا پرشارتھ نہیں کیا ۔ یا جو ابھی کوئی اپنا مقصد زندگی کا سمجھا ہی نہیں ۔ جسکا کوئی اُدیش یا آدرش زندگی کا نہیں بنا ۔ اُس کا تو مانو ۔ پرتھوی پر ایک پشو کے بوجھ سے بھی زیادہ قابل افسوس بوجھ ہے ۔ کیونکہ پشو تو اپنے جیون میں قدرتی نیموں کی پوری پوری پابندی کر کے اُن کا کبھی بھی الَنگھن نہ کرتے ہوئے اپنے پشوپن کو بدنام نہیں کرتا ۔ اس لئے وہ جن پاپوں کا پھل بھوگنے کے لئے اوتپن ہوا ۔ وہ سب پاپ ختم کر کے مرتا ہے ۔ گویا اپنے سر سے پاپوں کا بوجھ اتار لیتا ہے ۔ اور منش

جو نیچ کرموں کو بڑھانے اور پربھو کے نزدیک تر ہونے کے لئے پیدا کیا گیا. وہ اُلٹا اپنے اوپر پاپوں کا بوجھ لاد لیتا ہے۔ اور پربھو سے بجائے نزدیک ہونے کے اور بھی زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ سنسار کی پاٹھشالہ میں ہم روزمرّہ اس پاٹھ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک درخت جس کا بیج کسان نے زمین کے نیچے دبا دیا۔ وہ قدرتی نظام کی سہائتا سے پربھو آشرے پر اوپر ہی اوپر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اپنی چھاؤں سے سب پرکار کے پرانیوں کو بسیرا دینے کا پر اُپکار کرتا ہے نانا پرکار کے پھلوں سے کیا پاپی اور کیا پُن آتماؤں کو اپنے رسوں سے ترپت کرتا ہے۔ اور اپنے لئے کچھ بھی اس سے گرہن نہیں کرتا۔ حالانکہ یہ درخت یونی اُن اَتی پاپوں کا پھل ہے۔ جو اس منش دیوتا نے اپنے کسی جنم میں بھگوان کی آگیاؤں کا سرتاپا اُلنگھن کیا تھا۔ اور اب لکھوں پشچاتاپ کی صورت میں پربھو کی پرجا چرند پرند۔ انسان۔ کیٹ آدی سب کی سیوا اور خدمت گذاری سے اپنے پاپوں کو دھو کر اپنا اعمال نامہ اوجل بنا رہا ہے۔ پھر بھی جو منش اس پاٹھ کو اپنے جیون میں ڈھالنے کی کوشش نہ کرے۔ تو اس کو سوائے دھکّار کے اور کیا ادھیکار ملیگا۔ دوسری بات ہم درختوں میں دیکھتے ہیں۔ جو درخت پھل کی آشا نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ اونچے سے اونچے جاتے ہیں۔ اور جو پھل کی لالسا

نشکام سکام کرم

میں رہتے ہیں۔ جب بھی پھل ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ بجائے اونچے جانے کے اُن کو زمین کی طرف اور نیچے ہی جھکنا پڑتا ہے۔ کئی درخت تو زیادہ پھل میں لد کر اپنی ٹہنیوں۔ شاخوں (بازوؤں) کو بھی تڑوا

بیٹھتے ہیں۔ یہی حال منش کا ہے۔ جنہوں نے پروپکار کے کرم بغیر
کسی پھل کی آشا کے کئے۔ وہ تو سروداا اونچے رہے۔ اور جنہوں
نے پروپکار کا کرم تو کیا۔ مگر پھل کی اچھیا کے لئے۔ تو ان کو پھر بھی
اس مرت لوک میں نیچا ہی نیچا ہونا پڑا۔ اور زیادہ دھنی زیادہ کشٹی تو
آئے دن روگوں اور دیوگوں کے صدمے جھیلتے ہی رہتے ہیں۔ جنم جنمانتر کے
کوسنسکاروں نے ہماری بدھی کو جولان لگا کر کرٹ دیا ہے۔ اور اسے آزاد
ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔ جتنے ہی وہ بھوگ ولاس اور پراکرت سوندریہ
میں اپنے آپ کو پھنسا لیتی ہے۔ کوئی اسے اس مصیبت سے چھوٹنے کا
راستہ بتاوے بھی۔ تو ادھر اسے الٹا کانٹے نظر آتے ہیں۔ پیچھے سے منہ
پھیر کر ان سنی سی کر لیتا ہے۔ شہنشاہ ملکوں کے تو باہر غنیموں کے ڈر سے
اپنے اردگرد سنگینوں کا پہرہ لگوائے ہوئے ہیں۔ مگر ہم ادنےٰ منش ہو
کر بھی اس سے ڈبل پہرہ کے نیچے رہتے ہیں۔ باہر کے دشمنوں سے تو
اسکا بچاؤ ہو بھی جاوے۔ مگر ہمارے تو اندر بھی دشمن ہیں اور باہر بھی۔
چاروں طرف پاپوں کے سائے سے ہم گھرے ہوئے ہیں۔ دائیں بائیں
آگے پیچھے جہاں بھی ہمارا قدم پڑے۔ پاپ ساتھ ہی ہے۔ جاگرت
اوستھا کو چھوڑ کر سوپن میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ پھر اس سے بچنے کے
لئے کوئی ہتھیار نہیں۔ کوئی محافظ نہیں بناتے۔ وہ کھتری میدان کب
رن جیت ہو سکتا ہے۔ جبکہ گھر کے اندر ہی دشمنوں نے قابو کر کے
اس کے سر کو پکڑ رکھا ہے۔ اور اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے ہیں۔ اور
بازو میں مار آستین بٹھایا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی ایسا نشہ میں مست ہے
کہ اس کی ہستی کا اسے علم نہیں۔ سچ پوچھو۔ تو انسانی زندگی ایک بال

کی زندگی ہے۔ اور پھر بھی منش اِس وِیال جنجال میں اپنے تئیں خوشحال ہال مان رہا ہے۔ دُکھ کو سُکھ جان رہا ہے۔ اور اصلی اُدیش سے کوسوں دُور جا رہا ہے۔ سمیہ آئے گا۔ جبکہ پشچاتاپ کرتے ہوئے زار زار رونا پڑیگا۔ مُصیبت پر مُصیبت آئیگی۔ اور ہوش و حواس کو دبائیگی۔ بیگانے تو بیگانے تھے ہی۔ اپنے بھی بیگانے بن جیسے ہم پربھو سے دُور ہوئے۔ وُہ بھی ایسے ہی ہم سے دُور دُور بھاگیں گے۔ آنکھوں کے سامنے چاروں طرف اندھیرا نظر آئیگا۔ کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا تب لاچار ہو کر منہ سے نکلیگا۔

وطن دُور بیڈا۔ اساڈا دیش دُور بیڈا
آپئی راہ اولڑے۔ سائیں پار لگائیں

بار م بار کہیں گے۔ پربھو! آپ تو میرے پِتا ہو۔ دیالو پِتا ہو۔ مجھ پتت پُرش کی شُدھ لو۔ میرے گناہوں کو بخش دو۔ مَیں بھول گیا۔ آپ تو پرم وِشُدھ راج ہو۔ آپ کا اُتم نام ہی سروا اَوشدھ ہے۔ میرا کلیان کرو۔ آپ دُکھ وناشک ہو۔ میرے دُکھوں کو دُور کرو! مجھے عذاب کے پنجے سے چھڑاؤ! میری حالتِ زار پر ترس کرو! رحم کرو! مَیں نراشرے ہوں تیرے سوائے اب میرا کوئی نہیں۔ منش کو دوسرے روگیوں۔ کمزوروں مُصیبت زدوں اور اپنے سے بدحالوں کے حالات کا سدا پاٹھ کرتے رہنا چاہیئے۔ اور اُس مہان نیائے کاری پربھو سے شرم کھاتے رہنا چاہیئے۔ نہیں تو ڈرتے ہی رہنا چاہیئے۔ تاکہ ہم پاپوں سے بچے رہ سکیں۔ اگر پربھو کا شرم اور خوف دِل میں پیدا نہیں کر سکتے۔ تو اُس سے ادنےٰ درجہ میں داخل ہو کر سرکار کا۔ سوسائیٹی کا۔ قوم کا شرم اور بھئے

پاپ سے بچنے کے اُپاؤ

رکھکر پاپ سے بچنا چاہیئے ۔ اگر ایسا بھی ہم نہیں کر سکتے ۔ تو اس سے ادنے درجہ میں داخل ہوکر اپنے کٹمب پریوار بال بچوں پر ترس کر کے پاپوں سے بچنا چاہیئے ۔ کہ ہمارے پاپ کے پھل میں گرفتار ہو جانے پر اُن کو تکلیف ہوگی ۔ اُن پر ہمارے پاپ کا بُرا اثر پڑیگا ۔ بیمار دار بیمار سے زیادہ تکلیف کشٹ میں پڑ جاتا ہے ۔ غرض کوئی نہ کوئی تدبیر اپنا محافظ بنائے رکھنی چاہیئے ۔ اَور اپنا اُدیش اگر خود نہیں سمجھ سکتے ۔ تو آدرش جیون پُرشوں کو اپنا نقطہ نگاہ بنا کر اپنی زندگی کو سپھل بنانا چاہیئے ۔ تاکہ پرلوک میں شرمساری نہ اُٹھانی پڑے ۔ جو تھوڑا بہت بھی قدم اس مارگ پر اس جنم میں رکھ لے گا ۔ وہ کسی نہ کسی جنم میں خود آدرش جیون کا مالک ہوکر لوگوں کا رہنما بنیگا ۔ اَور اپنے انتہ کرن کے اُوپر ادھیکار بنا کر سوتنتر ہوکر پربھو کی امرت گود میں آنند لینے اَور سو چھا چاری برتنے کی برکت کو پراپت کرے گا ؛

اوم شم

—— ※ ——

من کے متعلق انیہ ودوانوں کی رائے

He that doubts the existence of mind, by doubting proves it.
(Colton)

The mind grows narrow in proportion as the soul grows corrupt. (Rousseau)

It is something celestial and divine.
(Cicero).

If thou desirest ease, in the first place, take care of the ease of the mind; for that will make all other sufferings easy. But nothing can support a man whose mind is wounded.
(Fuller)

A wise man is never less alone than when he is alone.
(Swift)

The mind is its own place, and in itself can make a heaven of hell, and a hell of heaven (Milton).

The great business of man is to improve his mind, and govern his manners; all other projects and pursuits, whether in our Power to compass or not, are only amusements.

(......)

My mind to me a kingdom is; such present joys therein I find, that it excels all other bliss that earth affords.

(Chaucer).

کرم کے سمبندھ میں انیہ ودیشی ودوانوں کے بھاو

Man's life was made not for creeds, but actions

(Meredith)

Our deeds are seeds of fate, sown here on earth, but bringing forth their harvest in eternity (G. D. Boardman)

Good actions ennoble us and we are the sons of our deeds.

(Cervantes).

A noble deed is a step towards God.

(J. G. Holland).

Blessings ever wait on virtuous deeds and though a late, a sure reward succeeds.

(Congreve)

وِشے سوچی

(اوم)

نویدن

ایشور کے اننیہ بھگت تپسوی شری مہاتما ٹیک چندجی (پربھو آشرت) بھگتی سادھن آشرم ٹوبہ ٹیک سنگھ والے کی لکھی اتی اپیوگی وشکھشا دائیک پستکیں ہیں۔ جو اِس جگت جیون کے یاتریوں کو ضرور مطالعہ کرنی چاہئیں۔ ان امولیہ پستکوں کا مول بھی جنتا کے لابھ ارتھ نام ماتر رکھا ہے۔ نام ماتر منافع اگر کوئی ہوا بھی تو وہ دھرم پرچار اور پکیہ آدی میں ہی لگایا جاویگا۔ نہ ہی شری پوجیہ مہاتما جی کا اور نہ ہی کسی انیہ ویکتی کا ان کی قیمت فروخت سے ذاتی سروکار ہوگا۔ اس لئے نمر نویدن ہے۔ کہ ان کو خرید کر خود پڑھیں۔ اور اپنے متروں تک بھی یہ نویدن پہنچا دیویں۔ بلکہ یتھا شکتی ان پستکوں کی کئی کئی کاپیاں خرید کر مستحقوں میں تقسیم فرماویں۔ تاکہ سب کا لابھ ہو۔ اور آپ پنیہ کے بھاگی بنیں۔

I پتھ پردرشک (ہندی) صفحہ ۱۶۴ قیمت ۱۶ ر
ارپنگات

II پیغام رہبر (اردو) صفحہ ۹۲ دوسرا ایڈیشن قیمت ۲ر

اس میں وہ پیغام اور سندیش مندرج ہیں۔ جو مہاتما جی کو افریقہ میں بھجن کے سمیہ ان کی سمسیاؤں کو حل کرنے کے بارے میں انتر آتما سے پہنچتے رہے ہیں۔ یہ سندیش ہم جیون پتھکوں اور سادھکوں کی رہنمائی کے لئے بہت کارآمد ہیں۔ اور اس میں لکھے پند و نصائح نہایت سود مند ہیں۔

ملنے کا پتہ

رام چند منیجر واسدیو بلڈنگ نزد لال فلور ملز قلعہ گوجر سنگھ لاہور

III گائیتری رہسیہ مکمل (اردو) صفحہ ۳۹۰ مجلد قیمت ۱۰/
ارتھات
گپت گیان گائیتری دوسرا ایڈیشن

IV گائیتری رہسیہ حصہ اول (ہندی)
بارہ ایڈیشن صفحہ ۲۰۴ قیمت ۶/

اس میں ہتپت پاوتی ترلوک تارنی کشٹ نوارنی گائیتری ماتا کے بارے میں چوبیس اپدیش کتھا روپ سے روچک طور پر وارتالاپ کی صورت میں دیئے ہیں جن میں اس گورو منتر کی سارگربھت اور اتی منوہر ویاکھیا ہے۔ اور اس وید ماتا کا گورو مہتو اور مہاتم جاپ کے طریق ہدایات۔ جاپ سے دھرم ارتھ کام موکھش کی پراپتی جتائی ہے۔ اور اس کے جاپ کے مختلف طریق۔ جاپ کرنے والے سادھک کیلئے ہدایات بتاکر درشایا ہے۔ کہ اس سے کس طرح دھرم ارتھ کام اور موکھش کے ردھی سدھی نشچت پراپت کرسکتا ہے۔ ادھیاتم مارگ پر چلنے والوں کیلئے تو بہت ہی اپیوگی باتوں کا یتھا ستھان سنگرہ کیا گیا ہے۔ اور منزل منزل مارگ کو طے کرنے کے ڈھنگ سے یاتری کو سگم راستہ بتا دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ ان پستکوں کی شری پنڈت دیو شرما جی مہاراج کھیڈ دھشٹتا تا آچاریہ گوروکل کانگڑی نے خود پڑھ کر اور اردو پستکوں کو شرن کرتے ہوئے تعریف لکھی ہے

V کرم بھوگ چکر حصہ اول (ہندی) صفحہ ۱۵۰ قیمت ۴/

VI کرم بھوگ چکر حصہ اول (اردو) صفحہ ۹۶ قیمت ۲/۰ دوسرا ایڈیشن

VII " " حصہ دوم " صفحہ ۱۰۴ قیمت ۳/

VIII " " حصہ سوم " صفحہ ۱۳۶ قیمت ۴/

اسمیں موکھش اور کلیشت آتماؤں کو شانتی و سکھ پراپت کرنے کے بارے میں پتا پتر کے سمواد کے روپ میں اتی اتم ویاکھیان ہیں۔ اور جیون یاتریوں کے کلیان ارتھ انیک پرکار کے

ملنے کا پتہ

مہاشہ منشر اداس جی پردھان آریہ سماج ٹوبہ ٹیک سنگھ (لائل پور)

کرم اور اُن کے پھل بھوگ۔ جاتی آیو کے بارے میں سندر روپ سے بڑے کام کی باتیں سمجھائی ہیں۔ موجودہ جنم میں منش کیا کر سکتا ہے۔ اور کیا نہیں کر سکتا۔ جنم مرن۔ کرم وِکرم سوکرم کیا ہیں۔ بندھن کا کارن کونسے کرم ہیں۔ اور موکھش کا کارن کونسے۔ غرضیکہ کرم کی گتھی کو نہایت ہی اتم طریقہ پر سلجھا کر بتایا ہے۔ کہ ہم جیون یگیہ کو کیسے سپھل اور کلیان کاری بنا سکتے ہیں۔ جس سے آتما پرکاشت آنند اور سگندھت ہو۔ اس کا سوادھیائے سب استری پرشوں بال یووک وِردھ سب نر ناریوں کیلئے اتی کلیان کاری ہے۔ عبارت آسان ہے اور سار گربھت ہے۔ آواگون کے چکر سے مکتی پراپت کرنے کے خواہشمندوں کو ان پستکوں کو پڑھ کر اس کی شکھشا کا انوکرن کرنا چاہیئے۔

IX گرہستھ آشرم پرویشکا ہندی صفحہ ۴۰ قیمت ۳۰/ ارتھات دوسرا ایڈیشن — اسمیں کماروں کماریوں اور ان کے سنرکھشکوں کیلئے کام کی چند ابتدائی رہنمیہ کی باتیں بتائی ہیں۔

X ماتا پتا کے اپدیش (اردو) صفحہ ۱۳۲ قیمت ۲۰/ — گرہستھ آشرم ادیش وہرم اور اس کی پراپتی کے سادھن سنکھیپت سے جتلائے ہیں۔ رجسولا اوستھا تتھا گربھ دتی اوستھا میں کن کن باتوں سے سادھان رہنے کی اوشکتا ہے۔ ماتا پتا کی کن غلطیوں کا کیا کیا بھاری پربھاو بھیانک روپ میں ان کی سنتان پر پڑتا ہے۔ ماتا کا اپنی سپتری کو وواہ کے پشچات وداع کرتے سمیہ اتم سندر اپدیش۔ پتا کا اپنے پتر اور بہو کو وشیش اپدیش۔ اپنی اچھیا انکول سنتان اتپنی۔ استری کے واسطے بھوشن آدی انیک اپیوگی باتیں ہیں۔

XI ڈروڈوہ بڑا زبردست ہے (اردو) صفحہ ۲۷ دوسرا ایڈیشن قیمت ۱۰/ — اس میں چند ایک سچی گھٹنائیں

ملنے کا پتہ

منیجر رجے۔ ایس سنت سنگھ چوک متی لاہور

قلمبند کی گئی ہیں جس کے مطالعہ سے یہ اچھی طرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ ایسے منشیوں کا جو دھن بل اور ودیا میں بڑھے ہونے کے کارن ابھیمان وش پرماتما کا ذرا بھی ڈر نہیں رکھتے۔ اُن کا کیسا بھیانک انجام ہوتا ہے۔ اس لئے سب دُکھوں۔ پاپوں اور بُرائیوں سے بچنے کیلئے سدیو پرماتمن دیو سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ پرم زبردست ہے

XI منو بل (اُردو) دوسرا ایڈیشن صفحہ ۱۴۰ قیمت ۲.۰] اس کے سوا دھیائے سے یہ سپشٹ ہو جائیگا۔ کہ یہ من جو آتما کا جنم جنمانتر کا پُرانا ساتھی منتر اور وفادار سیوک ہے۔ کتنا بلوان اور شکتی شالی ہے۔ اس کو کیسے وش میں کیا جا سکتا ہے۔ کس پرکار اس من سے سنسار کے سارے کاریہ دھرم انوسار اور کامیابی سے کئے جا سکتے ہیں۔ کس پرکار من سے آتما پرماتما کا ساکھشات کیا جا سکتا ہے۔

XII یوگ مکتی حصہ اول (اُردو) صفحہ ۹۶ قیمت ۲.۰] جس میں سادھکوں کے ہت کیلئے یوگ سادھن کے بارے میں کام کی باتیں سنکھشپت سے ورنن کیگئی ہیں۔

XIII رچنا رہسیہ (اُردو) صفحہ ۹۶ ارتھات قیمت ۲.۰ قدرت کے چند راز ہائے سربستہ] جتنی گہری توجہ سے اس پستک کا مطالعہ کیا جاویگا۔ اتنا ہی ادھک سے ادھک لابھ ہوگا۔ ایک ایک دریا کو زے میں بند ہے۔ چند چند سطروں میں اتی سندر منوہر اور اُپیوگی اُپدیش ہیں۔ جو قدرت کے ذرے ذرے انگ انگ سے منش کو پراپت اور ساکھشات کرنے چاہئیں۔ اور اُن کے مطابق اپنا جیون بنانا چاہیئے۔

XIV رچنا چتر (اُردو) صفحہ ۹۶ ارتھات قیمت ۲.۰ اندر کے جہان کی جھانکی] اوپر لکھت کے سلسلے میں یہ وچار شیل رشیوں کے منو ویوہار کیلئے گہرے گمبھیر وچاروں کی جھانکیاں ہیں۔ منش کے من کی آنکھ ان سے پراپت

ملنے کا پتہ
مہاشہ امرت۔ بی گوسائیں معرفت ... [illegible]

ہوتی ہے۔ اور من کو پرکاش و آنند ملتا ہے۔ وچار ہی آچار کے آدھار شلا ہیں۔ آپ پڑھیں۔ وچاریں اور شکشا کو عمل میں لادیں۔

XVI درشٹانت مکتاولی (اردو) حصہ اول صفحہ ۱۴۸ قیمت ۰.۲/
XVII " " دوم " قیمت ۰.۲/

اس میں شکشا دائیک ۱۴۶ لابھ دائیک درشٹانت ہیں۔ سب کے لئے اپیوگی ہے۔

XVIII ویدک سندھیا و یوگ تتھا کنیا شکشا کا امرت پھل (ہندی، سمواد روپ میں) قیمت ۱۲/

سندھیا کا یوگ سے کیا تعلق ہے۔ اور ودیا پتریوں کو کیوں پڑھانی چاہئے۔ اس کے لئے یہ ٹریکٹ پڑھیں۔

XIX یگیہ رہسیہ (اردو) حصہ اول صفحہ ۲۰۰ قیمت ۱۲/

یہ پستک مہاتما جی کی چرکال کی تپسیا کا پھل ہے۔ اس میں کتھا روپ میں ہون یگیہ ارتقات

دیو یگیہ ودھان

کے متعلق تمام ضروری واقفیت بڑے روچک ڈھنگ سے لکھی گئی ہے آچمن منتروں اور ہون منتروں کی اتی سندر اور رہسیہ پورن ویاکھیا کی گئی ہے۔ ہر ایک ویدک دھرمی کے پاس اس پستک کا ہونا لازمی ہے۔ یگیہ سے باہیک اور آنترک لابھ۔ یگیہ سے چیچک۔ تپدق وغیرہ بیماریوں کا علاج۔ یگیہ اور سائنس آدی انیک وشیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے ؛

شری مہاتما ٹیک چند جی مہاراج

(پربھو آشرت)

کی تصنیفات پتہ جات ذیل سے مل سکتی ہیں

لاہور

رام چندرہ منچندہ واسدیو بلڈنگ نزد لال فلور ملز قلعہ گوجر سنگھ

مہاشہ جودھا رام بدھراجہ گوردوارہ گلی قلعہ گوجر سنگھ

دیوان چند گنگا رام تاجران کتب اندرون لوہاری دروازہ

میسرز جے۔ ایس سنت سنگھ تاجران کتب چوک متی۔

مہاشہ راجپال اینڈ سنز اودھیکش آریہ پستکالیہ انارکلی

ٹوبہ ٹیک سنگھ (ڈاکپور) مہاشہ متھرا داس جی پردھان آریہ سماج

کوٹ قیصرانی (تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان) مہاشہ گیلا رام گگلانی

ڈیرہ غازیخان مہتہ پرنٹنگ ہاؤس بازار ٹوپے والا بلاک نمبر ۶

حیدرآباد (سندھ) مہاشہ کیول رام جی خزانچی جنرل پوسٹ آفس

ملتان ماسٹر لال چند جی بک سیلر پروپرائیٹر کتاب گھر ملتان کلاں منڈی

کراچی

سیٹھ دھاری رام چمن لال بینکرز اینڈ کمیشن ایجنٹ

پوسٹ بکس نمبر ۳۳۔ سپرائے روڈ۔

مہاشہ ایم۔ بی گوسائیں معرفت میسرز سارا بھائی

اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۹۵۔

کپور آرٹ پریس لاہور میں باہتمام لالہ گورانند تا کپور منیجر چھپا اور مہاشہ متھرا داس جی پردہان آریہ سماج نے

1405

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम विचार व चिन्ता

लेखक महाराज टेक चन्द जी महाराज

प्रकाशन वर्ष 1939

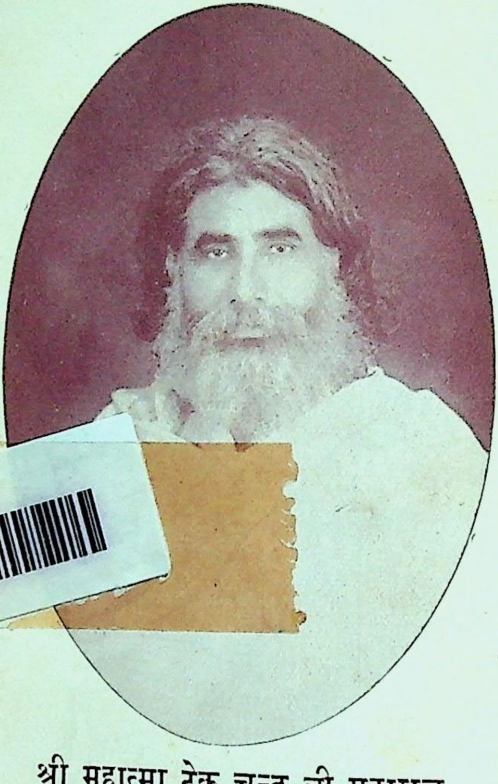
आगत संख्या 1405

ریویو

میں نے آپ کی رچی ہوئی پستک "گایتری رہسیہ ارتھات گپت گیان گایتری" کو آد سے انت تک بڑی شردھا سے پاٹھ کیا ہے۔ میرا روم روم پرسن ہو گیا۔ پرم دیو پرماتما کی پوجا کے ابھاؤ سے نرناری دکھی اور کلیش کا جیون بھوگ رہے ہیں۔ سہسروں لوگ پوجا کی ودھی کا گیان اور سادھن سمپن نہ ہونے سے دمبھاری سادھوؤں سے ٹھگے جا رہے ہیں۔ آپ نے گایتری منتر کے جاپ سو کھشم رہسیہ کو عام فہم عبارت میں ایسے طریق سے بیان کیا ہے جس سے چھوٹے بڑے سب ہی لابھ اٹھا سکتے ہیں۔ آپ اپنے تپ کے پربھاؤ سے نرناری کے پتھ پردرشک بنے ہیں۔ اور جو کوئی بھی آپ کی اپدیش کا پاٹھ کریگا آپ کے بتائے ہوئے نیموں پر آچرن کریگا۔ اُس کی روحانی اور جسمانی اوستھا میں تبدیلی ہو گی۔ اور وہ نہ صرف روگ رہت ہو کر پورن آیو کا سکھ بھوگ کریگا۔ بلکہ آتما میں پرکاش کا بھی بھاگی بنے گا۔ اُس کے گرہست میں شانتی۔ آتم سنتان دکستمی کا نواس ہو گا۔ گایتری منتر کے جاپ کی ودھی ہر ایک نہیں بتا سکتا۔ بلکہ جیسے انوبھی۔ تپسوی اور ایشور بھگت ہی بتا سکتے ہیں۔ جنہوں نے سویم ایکاگر ہو کر برہم بھگتی کی ہو۔ تب ہی تو آپ کی زبان میں مٹھاس اور آکرشن شکتی ہیں آپ کو اس امولیہ لابھدایک پستک کے نرمان کرنے سے ہاردک ودھائی دیتا ہوں۔ آپ کے پریشرم سے سہسروں لوگوں کی روحانی بھوک مٹے گی۔ پرم دیو آپ کو ادھک بل پردان کریں۔ تاکہ آپ کے پوتر جیون سے نرناری کا کلیان ہو۔

آپ کا شبھ چنتک :۔ (سوامی سدانند متھراداس مڈل سکول موگہ)

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो
देवस्य धीमहि । धियो यो नः प्रचोदयात् ।



श्री महात्मा टेक चन्द जी महाराज

(प्रभु आश्रित) टोबा टेक सिंह

شری مہاتما ٹیک چند جی مہاراج پربھو آشرت

MEHTA ART PRESS LAHORE

1405 سروادھیکار سورکھشت ہیں

رگوید

یجروید

اوم

وچار وچتر

ارتھات

رمز کی باتیں

مصنفہ

مہاتما ٹیکچند جی مہاراج

پربھو آشرت

سمت ۱۹۹۶ بکرم

اتھروید

سام وید

بار اول تعداد ۱۰۰۰ ...

وِشے سوچی

اوم

پرارتھنا

۱۸ ۵/۳ سوموار

سپردم بتو خود و خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

ہے بھگوان! مہان، مہان! میں آج کیا شکائیت کروں؟ تیری تو عادت ہی ہے۔ کہ تو کبھی کبھی روزہ رکھا دیا کرتا ہے۔ پر پربھو! وہ روزہ ہی کیسا؟ جس میں بھوک بنی رہے۔ مجھے تو اگر تو روزہ بھی کرائے۔ تو میں اپنے آپ کو رچا ہوا پاؤں۔ نہ! نہ! پربھو! کہیں ایسا بھی نہ کر دینا۔ کہ میں اپنے آپ کو ابھیمان سے رچا ہوا مان لوں۔ الٹا لینے کے دینے نہ پڑ جاویں۔ اگر نئی خوراک نہیں دینا۔ تو جُگالی ہی کرا دیا کر۔ پراتہ اٹھتے ہی مجھے بڑا خیال تھا۔ کہ میرا آج کا دن نہائیت اوتم گذرے گا۔ میں نے پراتہ خواب میں تیرے پیارے تپیشوروں اور برہم گیانی مہاتماؤں کے درشن کئے۔ پوجنیہ شری سوامی سروانند جی مہاراج اور پوجنیہ شری سوامی گنگا گری جی مہاراج کو بھی سُنا۔ جب جب میں نے کبھی خواب میں سوامی جی مہاراج کے درشن کئے۔ تب تب میرا دن ایسا اوتم گذرتا رہا۔ کہ میری خوشی کی حد نہ رہتی تھی آج کوئی وشش بنتا نہیں رہی۔ اور سب سے بڑی آشچریہ جنک بھول یہ دیکھی۔ کہ میں نے جب سوامی جی مہاراج کے درشن کئے۔ تو کیوں ہاتھ جوڑ نمستے ہی کر دی۔ حالانکہ اپنی عمر میں جب سے سوامی جی مہاراج سے میں پریچت ہوں کبھی ایسا نہیں کیا۔ مجھے سوامی جی کے چرنوں میں جتنے بار اڑ جاؤں۔ مستک ٹیکنے میں کمال کی خوشی انوبھو ہوتی ہے۔ اور

میری شردھا اُن میں اتنی ہی ہے۔ کہ میرا ردم ردم گواہ ہے۔ بلکہ میری بانی سے جب جب اُن کی آواز نہیں نکلتی۔ مَیں اپنے آپ کو بے سواد پاتا ہوں۔ اور جب میرے بھاشن میں اُن ہی کی بانی ہوتی ہے۔ تو بڑا رس آتا ہے۔ اور سوامی جی مہاراج نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ہم تیرہ[۱۳] روز رہینگے اس میں بھی مَیں حیران ہو گیا۔ ورنہ خوشی کی حد نہ رہتی۔ کہ اب اتنے دنوں میں بہت کچھ پرشاد ملے گا۔ پربھو! کرپا کرو! ایک تو دیا نہ! دوسرے اُڈ گیا کتنی مجھ سے کرائی۔ مَیں تو جاگرت میں بھی تیرا آشرت ہوں۔ تو پھر سوپن میں میری اپنی کیا طاقت ہے۔ دین بندھو پربھو! اپنے آشرت کی آپ لاج نہ رکھوگے۔ تو اور کون رکھیگا؟ پربھو کرپا کرو! دیا کرو! میرے پاس رکھا ہی کیا ہے؟ تیری پوِتّر ویدبانی کا میں کیسے لوگوں میں اظہار کر سکتا ہوں۔ جب تیرے پرساد سے مَیں ونشچت رہوں۔ تُو تازہ دیتا ہے۔ تو مَیں اُسے اپنے بھائیوں کی بھینٹ دھر سکتا ہوں۔ پربھو! اپنے نام کی لاج رکھو! ایسی پوِتّر ویدی کے اُوپر یگیہ۔ مہایگیہ برہم پرایَن یگیہ کی ویدی کے اُوپر جنتا سے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ کرپا کرو

. . . . ادہوا! . . . آشرت پھر بھول کر رہے ہو۔ کیوں سوال کر رہے ہو۔ تم نے شرمساری مانی۔ تو ابھیمان اور کیا ہوگا؟ یہی ابھیمان ہے۔ آشرت کو کیا! جیسی پربھو چاہے۔ کرائے۔ آشرت تو نِشچنتر ہوتے ہیں۔ دھنیہ پربھو! دھنیہ! تیری اِچھیا پُورن ہو۔

اوم

ماتا پتا کا رِشتہ

(۱۱/۳۵ ۱۹) (بھجے پراتہ)

स नः पितेव सूनवे ऽग्ने सूपायनो भव। सचस्वानः स्वस्तये ॥२॥ ऋ० १।१।६

(۱) جتنے بھی رِشتے سنسار میں ہیں۔ وُہ سب کِسی نہ کِسی تعلق سے ہیں۔ مگر ماتا پتا کا رِشتہ بلا تعلق ہے۔

(۲) سب رِشتے جنم کے بعد پَیدا ہوتے ہیں۔ مگر ماتا پتا کا جنم سے پہلے ہے۔ (ارتھات سنسار میں پرگٹ ہونے سے پہلے)

(۳) تمام رِشتے درشٹ رُوپ سے ہیں۔ اَور ماتا پتا کا رِشتہ ادرشٹ بنتا ہے۔ گُپت ہوتا ہے۔

(۴) جتنے رِشتے کِسی وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ وُہ سب بے کار ہیں اَور جتنے رِشتے بلا کِسی وسیلہ سے (براہِ راست) ہوتے ہیں۔ وُہ کار آمد ہوتے ہیں۔ مگر اُن میں بھی کار آمد زیادہ اَور اٹوٹ رِشتہ وُہ ہَے۔ جو ادرشٹ رُوپ سے ہوتا ہَے۔ جِسے منش نے خود نہیں بنایا۔ اپنی مرضی سے نہیں بنایا۔

۵,۲۵ — پراتہ

مارگ شیرش

(۱) جتنا مل منش شریر تیاگ کرتا ہَے۔ اُتنا دھک گرہن کر سکتا

ہے۔ ایسے ہی من جتنا وِش مَل کا تیاگ کریگا۔ اُتنا ادِھک گُن دھارن کر سکے گا۔

پرماتما رُوپی سُوریہ کے سمیپ رَہ (۲) اب مارگ شیرش لگ گیا ہے۔ سنسار کے سب پرانیوں کو قدرتاً سُوریہ پیارا لگ رہا ہے۔ سبھی کو قدرت اپنے پربھاو اور پریرنا سے سبھی لوگوں کے مستشک ہیں یہ بات بھر رہی ہے۔ کہ اُن کے جیون کا کلیان. اُن کے شریر کی پُشٹی سوریہ کے سنمکھ اور اُس کی دُھوپ میں رہنے سے ہے۔ غریبوں اور بوڑھوں، نحیفوں کی جان پران سُوریہ ہے۔ ادھیاتمک ریتی سے اب سمیہ مُنش کے آتما کو پرماتما رُوپی سُوریہ کے سمیپ اُس کے سنمکھ جانے ہیں ہی کلیان ہے۔

برف سمان جم جا۔ (۳) اس سمیہ ہیں جل بھی جم کر برف ہو جاتا ہے جو سدا بہنے والی چیز ہے۔ منش کا من سدا بہتا چلتا رہتا ہے۔ اُسے بھی سمادِھست ہو کر جم جانا چاہیئے :

۲۰ ۱۱/۳۵ بُدھوار ۳۰۔۵۰ پرماتہ

شریر کے مَل کرّ سے ◆ من کے کرم سے

(۱) شریر کے جتنے بھی مل ہیں۔ گیان اندریوں ہیں وہ سارے کے سارے ہاتھ (کرّ) کے ذریعہ ہاتھ کی اِمداد سے صاف ہوتے ہیں۔ ایسے ہی منش کے من کے مَل (پاپ) بھی کر (کرم) کے ذریعے پوتر ہوتے ہیں۔

(۲) شریر کے اندر جو دُور ہو جاتا ہے۔ جیسے ڈاکٹر یا دُوسرا دیکھ

نہیں سکتا۔ اُسے بھی مُنش کرّ (ہاتھ) کے ذریعہ چھُو کر دِکھا سکتا ہے۔ ایسے ہی نہ دیکھ سکنے والی وستو کا گیان بھی کر (کرم۔عمل) سے مُنش دیکھ سکتا ہے۔ اور دِکھا سکتا ہے۔ بنا کرم۔عمل کے کبھی گُپت وستو کا گیان نہیں ہو سکتا۔

(۳) مکان اور تر کھان: مکان جب پر لاکھوں ہزاروں روپے لگائے گئے۔ کاریگر نے خود جہاں جہاں سوراخ رکھا۔ کھڑکی یا جالہ۔ موری یا پر نالہ۔ روشن دان یا الماری۔ پنجرہ۔ وہ نہایت خوبصورت معلوم دیتے ہیں۔ مگر جب رہنے والا (کرایہ دار) مکان میں کوئی سوراخ کر دے۔ تو عالیشان مکان بھدّا نظر آتا ہے۔ ایسے ہی مُنش شریر کے جیون میں۔

۴ بچے پرانتہ

پیٹرول گیس لیمپ ہوا

گیس لیمپ میں پیٹرول ڈال دیا۔ تیلی سے جگا بھی دیا۔ مگر اس کی روشنی تب بڑھتی ہے۔ جب اس میں ہوا بھری جائے جتنی ہوا زیادہ بھری جائے گی۔ اُتنی روشنی ادھک ہو گی۔ ایسے ہی شریر میں خون رُوپی پیٹرول ہے۔ مگر پران جتنا ادھک بھرا جائیگا۔ اُتنا شریر زیادہ کام کرے گا۔ اور چمکیگا۔ اور جس من میں پربھو جیوتی کی تیلی لگ گئی ہے۔ اور بھگتی رس کا پیٹرول موجود ہے۔ وہاں اُپکار رُوپی وایو جتنی ادھک بھریگا۔ اتنا سنسار میں وہ زیادہ روشن ہو گا۔

ہانڈی کی دال (۵ بجے) کا سبق!

ہانڈی میں پانی میں جب دال ڈالی جاتی ہے. جب تک وہ اپنے رُوپ میں رہتی ہے۔ شانت رہتی ہے۔ مگر جب اس کے سنگ سے ذرا اُس میں تبدیلی آتی ہے. تو جوش سے اوپر نیچے ہوتی۔ باربار بڑبڑ کرتی ہے۔ جتنا اس میں دوسروں کے لئے مفید بننے کا گُن آتا ہے. جب پک جاتی ہے. تب شانت ہوجاتی ہے۔

مانگ

۲-۳۵/۱۱ - دیہ وار ۱۹۴۰ء ۳۵ء پہرانہ

ہے بھگوان! مہاں مہان! مَیں بہت بار ایسا بھی وچار کرتا ہوں۔ کہ تجھ سے کچھ نہ مانگوں۔ پر پھر بھی رہا نہیں جاتا کہتے ہیں بن مانگے موتی ملیں۔ مانگے ملے نہ بھیک۔ مگر میں کچھ ایسا نربل ساہوں کہ کئی کئی دِن تو یہی کہتا ہوں۔ پربھو! تیری اِچھیا پُورن ہو! تیری اچھیا پُورن ہو! پھر کیوں میرے مانگ پیدا ہوجاتی ہے۔ مجھے اس کا واستوک گیان نہیں ہونے پاتا۔ کہ مانگنا اچھا ہے یا نہ مانگنا اچھا ہے؟ ہے ابلوں کے بل! اسمرتھوں کی سامرتھ! مجھ ابودھ کے بدُھ! نرآشرے کے آشرے داتا! آپ ہی کرپا کرو۔ راستہ بتلاؤ یمارگ پر چلاؤ۔ میری بانی میں تیری مِٹھاس ہو۔ اور مستشک میں تیرا وِشواش ہو۔ اور میرے ہردیہ میں تیرا پرکاش ہو۔ من میں تیرا نواس ہو اور بھی میں ایک مانگ رکھتا ہوں۔ کہ چیت میں میرے تیری ہی سمرتی ہو۔ اور من میں دِھرتی ہو۔ بانی پر تیری سُترتی ہو۔ اور مستشک

ہیں تیری ہی شُرنی ہو۔ بس اس سے ادھک نہیں مانگتا۔ اِن وستوؤں کے بنا مانگے رہ بھی نہیں سکتا! یدی یہ وستوئیں بھی نہ مانگنی ہوں۔ تو پربھو! .... اپنے آشرت کو نرسنکلپ۔ اور سنکلپ وکلپ سے رہت کر دو۔ آپ ہی کرو گے۔ تو یہ من چُپ اور شانت ہو جاوے گا۔ تیرے ہی اِشارے سے ترپت اور سنتُشٹ ہو سکتا ہے۔ اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے آپ جیسا میرے لئے منگل دیکھو۔ وہی ہی کرو! وہی ہی کرو!

۱۵، ۴، ۱ پراتہ

وایُودُوت

وایو پربھو کا ایک بڑا دُوت ہے۔ ہرکارہ ہے۔ میل Mail ہے۔ Peon ہے۔ جل کی سردی، سورج کی گرمی کو ہم تک پہونچاتا ہے۔ اوشدھیوں کے رسوں کو ہم تک لاتا ہے۔ زمین پر پڑے کوڑا اور پدارتھوں کو ایک ستھان سے دُوسرے ستھان تک پہنچاتا ہے۔ یہ سب شریروں کے لئے ہے۔

(۲) بُدھی اور من کے ساتھ بڑا سمبندھ رکھتا ہے۔ دُور دراز کے پرمانوؤں کو لاکر ہمارے دِل و دماغ میں بھر کر ہمارے دماغوں میں پریورتن کرتا ہے۔ نیچے سے پانی اور رس کو اُوپر لے جاتا ہے نلکے کو دباؤ۔ ہوا نیچے زمین سے پانی باہر لے آوے گی۔ انڈیپنڈنٹ Independent pen کو سیاہی میں رکھو۔ اُوپر دباؤ۔ ہوا کے زور سے سیاہی اُوپر چڑھ جاوے گی۔

(۳) شریر پر اِن کا قبضہ ہے۔ اور اس کا ساکھشات تب

ہوتا ہے۔ جب مُنش کو نیند آتی ہے۔ جو چیز اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ نیند من کے اختیار رہے۔ نیند آنے پر پران مُٹھیاں کھول دیتا ہے۔ کسی اندری پر کسی کا قبضہ نہیں رہتا۔

(۴) درختوں کے پتوں کا ملاپ اور اُن کی آواز اور اُن کی گتی کا پربھاو ہوا کی مدد سے ہوتا ہے۔ سنسار کے شبدوں کی پہونچ اسی سے ہوتی ہے۔ گیان بھی اسی سے پہنچتا ہے۔

(۵) درختوں کے جھومنے سے مُنش ناچنا یعنی نرت کرنا سیکھے۔

---

۵ ستہ ۲۲ شکروار - ۲۵ ر ۴ پراتہ

سُندر اور بھول
مہنی مس

ایک مُنش نے بڑا قیمتی محل بنایا - اندر ساز و سامان، فرنیچر تصویروں سے آراستہ کیا۔ اور باہر ٹیپ سُرخی کرادی۔ دُور سے ہی سُندر معلوم ہوتا ہے۔ مگر گھر کی استری خود تو کوئی کام نہیں کرتی۔ نوکرانی پر چھوڑا ہوا ہے۔ وُہ گائے بھینس کا گوبر (اُپلے) بنا بنا باہر کی ٹیپ شُدہ دیوار پر تھاپتی رہتی ہے۔ مالک اور مالکہ کو معلوم نہیں پڑتا کہ اِس گوبر سے دیواریں کیا نقص آئے گا۔ دیوار جلدی بوسیدہ ہو جائے گی۔ جو سَو سال چلنے والی ہے۔ وُہ پہلے ہی کمزور ہو جاویگی۔ نانا پرکار کے کیڑے پیدا ہوں گے۔ کسی کا انداز نہیں ہوگا۔ مچھّر جیسے ملیریا پھیلانے والے جنتو زہر کا گھر بنا دینگے۔ دُور سے عقل مند بھلا مانس کی نگاہ جب پڑیگی۔ تو مالک کی عقل پر

تُف کرے گا۔ چُونکہ منش کی عادت ہے۔ کہ وُہ پرماتما کے بنائے ہوئے نہایت قیمتی۔ خوبصورت شریر رُوپی محل کو بھی گند آلائش سے ناپاک کرتا رہتا ہے۔ بلکہ روشندانوں اور کھڑکیوں کو بِل سے بھرتا رہتا ہے۔ کبھی آنکھ کو بے حیائی کی میل سے۔ کبھی کان کو اشلیل راگ رنگ کی دُھوڑ سے۔ کبھی مُنکھ کو مِتھیا، جھُوٹ، نِندا، چُغلی، گالی گلوچ کی گرد۔ کُوڑا کرکٹ سے بھرتا رہتا ہے۔ آہ! انسان تیری عقل! ابریں عقل و دانش بباید گریست۔ عقل مند لوگ ایسا کرتے ہیں۔ جن کو اور سِتھان نہیں مِلتا۔ تو اُسی کے اُوپر ایک ایک اِنچ کا مٹی کا پلستر کرا دیتے ہیں۔ ایک ٹکڑہ پر۔ اُسی پر گوبر تھاپتے ہیں۔ وُہ ٹکڑا جُدا ہو جانے سے اور مٹی کا تختہ بن جانے سے خوبصورت بھی لگتا ہے۔ اور دیوار کو بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا

اُپاسنا

اُپاسنا کا ارتھ تو اُپ + آسن ۔سمیپ بیٹھنے کا ہے۔ مگر یہ شبد کیول پربھو کی بھگتی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پربھو کے سمیپ بیٹھنے کا نام اُپاسنا ہے

وُہ اُپاسک تو پربھو کے سمیپ بیٹھ سکتا ہے۔ جس میں وُہ گُن ہوں۔

دُوسرے کا ادھیکار نہیں۔

نوکر مالک کے سمیپ بیٹھ سکنے کا ادھیکار ہی نہیں رکھتا۔ اُسے فاصلہ پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور ہر سمے بھے بھیت رہتا ہے۔ اور وُہ نوکر بھی جس فاصلے پر پہنچتا ہے۔ وُہ خود اُسے بہت سمیپ ہی سمجھتا ہے۔ اِسلئے کہ وُہ اپنے مالک کا فرمان بردار ہے۔ آگیا کا منتظر رہتا ہے۔ اگر نوکر ہو کر غرور کرے۔ تو مالک اُسے پسند نہیں کرتا

استری اور پرش، پتر اور ماتا پتا گورو اور شِش ایکدوسرے کے سمیپ بیٹھ سکتے ہیں، پربھو کی سمیپتا اور بھی دلکھشن ہے۔ اُن سب میں اپنی اپنی ممتا سمیپ کرتی ہے۔ مگر پربھو کی سمیپتا کیلئے ممتا کا تیاگ کرنا پڑتا ہے۔ تب سمیپتا کا ادھیکار ہوتا ہے۔
پربھو میں دیا کا گن ہے۔ اُپاسک اگر دیالو نہیں۔ تو پربھو اُسے اپنا سہواس نہیں بخشتے پربھو ہمارے عیبوں کو دیکھکر کبھی ظاہر نہیں کرتا۔ جیسے شُدھار تا ہے۔ اندر سے پریرنا کرتا ہے۔ ایکانت میں۔
ایسے ہی اُپاسک کو بننا چاہیئے۔ دوسرے کے عیب کو دیکھکر اُسے اگھاڑے نہیں۔ سُدھارنا چاہیئے ہے۔ تو اُسے ایکانت میں پریرنا کرے۔ کسی سے اپنائے نہ کرے۔ پربھو بنیا دے کاری ہے۔ تب پربھو اُسے پسند کریگا

۴ بجے پراتہ

کس سمان؟ پتر۔ ماتا۔ پتا۔ گورو!

(۱) پتر جل کے سمان ہو۔ ماتا پرتھوی کے سمان۔ پتا سوریہ کے سمان ہو۔ گورو وایو کے سمان۔
(۲) پتر۔ پو+ تر۔ پو ار تھات نرک سے تران کرانے والا۔ جب جل کسی ندی سے چلتا ہے۔ تو جو بھی خس خاشاک کوڑا گند نالہ ندی کی تہہ پر لوگوں نے ڈالا ہوتا ہے۔ جل سب سے پہلے اُسے اُٹھا کر اپنے اُوپر لے جاکر دُور بہالے جاتا ہے۔ ایسا جل سمان پتر ہو جو ماتا کے اُوپر آئے دوشوں۔ ملوں کو دُور بھگا سکے۔
(۳) دروازے کھلے ہوں۔ مگر چکیں لگی ہوئی ہوں:۔ کاریگر محل بناتے سمیہ جتنے چھدرر۔ کھڑکیاں۔ دروازے۔ جالے۔ موری وغیرہ رکھتا

ہے۔ وُہ جھید رسب کے سب خوبصورت لگتے ہیں۔ اگر مُنش بند کر دے۔ تو اندر ہوا۔ روشنی نہ آئے گی۔ اور خراب بھی لگیں گے۔ عقل مند مُنش اُن کو بند کرنے کے لئے باہر چکیں لگا دیتا ہے۔ جس سے وُہ اور بھی خوبصورت لگتی ہیں۔ ایسی اوستھا میں وُہ خود اندر بیٹھا ہوا باہر والوں کو دیکھتا ہے۔ اور باہر والے اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ ایسا ہی منش کو اپنے شریر رُوپی محل کے چھدرُوں آنکھ۔ ناک۔ کان۔ مُکھ آدی کو کسی چیز سے بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ دھیان رُوپی چک لٹکا دے۔ پھر اندر سے باہر والوں کو دیکھے باہر والا اُسے نہ دیکھے۔ (گیان چکھشو سے)

۵۔۸ پرماتہ

مگھر مہاتم

یہ رِتو ہیمنت ہے۔ مگھر مہینہ ہے۔ کِسان لوگ اپنے اَنّوں کو (بیج کو) جسے اِتنی دیر تک محفوظ رکھا ہے۔ اب اُس بھُومی ماتا کے چرنوں میں دے آئے ہیں۔ جہاں سے وہ بیج پیدا ہوا تھا۔ ایسے ہی ملش کو، سادھک کو دیہ یہ رُوپی دھن جو اتنی مُدت تک وُہ جمع کرتا رہتا ہے۔ اُسے دینے، بھگوان کے چرنوں میں لگا دے۔

قریب ، بجے پرماتہ

مِلاپ میں بھاو کا اثر

ایک پُرش نے اپنی استری کو تا Enjoyment (دِشہ واسنا) کیخاطر

تھوڑا سا شراب پِلا دیا ۔ اور خود بھی پی لیا ۔ کہ سرُور آ گئے ۔ جب دونو کا گرہست سماگم ہُوا ۔ اُس استری کے دماغ میں وچار اور صُورت ایک سنیما میں دیکھی ویشیا کی اور رہ گئی ۔ اور وِشیہ میں دونو استری پرش کو آنند تو آیا ۔ مگر گربھ بھی ٹھیر گیا ۔ لڑکی پیدا ہوئی نو ماہ بعد ۔ بہت خوب صُورت ۔ مگر جب وہ لڑکی بڑی ہوئی ۔ تو اُن کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگانے والی بنی ۔ ویشیا بن گئی ۔ یہی اوستھا روحانی ہے ۔

منش جب بھگوان کی بھگتی میں بھگوان سے مِلاپ کا آنند لینا چاہتا ہے ۔ تو آنکھ موندنے اور دھیان لگاتے سمیہ اُس کے دماغ کے وچاروں میں پراکرتِک مایاوی باتیں اور شکلیں دوہار کی آتی ہیں ۔ وُہ بھی بڑے بڑے آنند دیکھ لیتا ہے ۔ مگر نتیجہ اُس بھگتی کا اس کو جنم جنمانتر میں بندھن اور پھنسانے والا ہوتا ہے ۔

۱۰
اَتی چنچل گھوڑا

منش کا من تو منش نے آپ چنچل نہیں بنایا ۔ یہ تو روزِ ازل سے چنچل ہے ۔ اور نہایت ہی تیز رفتار ہے ۔ بھگوان کی منشا ہی یہی ہے کہ امرت پُتر (جیو آتما) سنسار میں سیر کر کے اس من رُوپی گھوڑے پر سوار ہو کر جس کی تیز رفتاری کی کوئی سیما نہیں ۔ سورج ۔ پرتھوی ۔ جل ۔ وایو کے ویگ سے بھی ویگ وان ہے ۔ معمولی آدمی گھوڑا خریدتا ہے ۔ تو دس بیس روپیہ کا ۔ جو مار کھا کر چلتا ہے ۔ امیر آدمی ۵۰۰ روپے کا گھوڑا لیتا ہے ۔ وُہ ایڑی کے لگانے سے ہی چلتا

ہے ۔ چابک کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ مگر راجہ مہاراجہ کا گھوڑا جو ہزاروں روپلے کی قیمت کا ہے ۔ وہ صرف لگام کے اشارے سے چلتا ہے بڑا تیز ۔ اور جیو آتما کا گھوڑا تو بڑا قیمتی ہونا چاہیئے تھا ۔ کیونکہ یہ تو برہمانڈ پتی بھگوان کا امرت پتر ہے ۔ اس لئے بھگوان نے اسے ایسا ویگ والا گھوڑا (من) دیا ۔ کہ جلدی سنسار کی سیر کر اکر اسے واپس لے آئے میرے پاس ۔ جیسے ماتا پتا اپنے پتر کو جو سیر کو کہیں جاتا ہے ۔ تو کہتے ہیں ۔ کہ بیٹا جلدی آنا ۔ ہمیں انتظار نہ رہے ۔ فکر نہ لگا رہے ۔ ایسے وہ بھگوان ہمارا پتا خواہش کرتا ہے ۔ مگر ہم لوگ یہاں ہی سیر کرتے رک گئے گھوڑا تو اس لئے کہیں نہیں ٹھہرتا ۔ کہ اُسے آگیا ہی یہی ہے ۔ کہ وہ مالک تک پہنچائے ۔ جب نزدیک ہو جاویگا ۔ جتنا جتنا اس راستہ کے نزدیک ہوتا ہے ۔ اتنا اتنا تیزی کم کرتا ہے ۔ شانت ہو جاتا ہے

(۲) گیانی سے پریم کیوں ؟ بچہ کے مکھ کو ہی سب چومتے ہیں ۔ مکھ گیان اندریوں کا ستھان ہے ۔ اس لئے گیانی ہی پریم پیار کا ستھان ہے ۔ اور شریر میں من ہی مکھ ہے ۔ جہاں گیان کا خزانہ رہتا ہے ۔ من اندر ہونا چاہیئے ۔

۲۵ ۱۱/۳۵ ۔ ۴ بجے پراتہ ۔ سوموار ۔

من کو تھکا تھکا پرماتمن کی امرت گود میں سلا دو !

جس آدمی نے جاگرت اوستھا میں اپنے شریر کو کام میں اتنا لگایا ہے ۔ کہ انگ انگ اس کا تھک گیا ہے ۔ جب وہ سوتا ہے ۔

تو اُسے سوپن آتا ہی نہیں۔ نہ اپنی سُدھ۔ نہ اپنی غریبی۔ اپنے دُکھ اپنے قرضہ کے فِکر کی اپنے بال بچّوں کی سُدھ رہتی ہے۔ وہ نہایت گہری نیند سوتا ہے۔ جو سُکھ کی ہوتی ہے۔

ایسے ہی

جو آدمی اپنے من کو جاگرت اوستھا میں بھگوان کے چرنوں میں لگا کر ایسا تھکا دیتا ہے۔ کہ یہ بے حس ہو جاتا ہے۔ تب پربھو اُس آدمی کو اپنی امرت گود میں لے کر اپنا سچّا آنند دِکھاتے ہیں۔

۲۷۔۲۔۳۵ بُدھوار ۱۱،۳۴ صبح

یگیوں میں وِپریت سنکلپ والا کیوں نہیں آنا چاہیے

نیکی بھاری ہوتی ہے۔ بدی ہلکی ہوتی ہے۔ جیسے ہوا تِنکے کو اُڑا کر دُور لے جاتی ہے۔ ایسے بدی اُڑ کر دُور پھیل جاتی ہے۔ نیکی کے پرمانو بھاری ہوتے ہیں۔ وہ جلدی نہیں اُڑتے اور پھیلتے بلکہ نیچے پڑے رہتے ہیں۔ جب پرمانو بُہتات میں ہو جاتے ہیں۔ تب اُنہیں بھی لے جاتی ہے۔ جہاں دس اکٹھے ہوں۔ اُن میں ایک آدمی بھی بُرے پرمانو رکھے۔ تو وہ جلدی پھیلیں گے۔ باقی ۹ کے دبے رہیں گے۔ یا اُن میں بھی وہ بُرے پرمانو لڑائی کریں گے۔ اسلئے یگیوں میں نیک کاموں میں کوئی وِپریت سنکلپ والا نہیں لانا چاہیے ایک بیمار گھر کے دس آدمیوں کو پریشان کر سکتا ہے۔ دس تندرست ایک بیمار پر غلبہ نہیں پا سکتے۔

وقت ۱۲:۳۵ دوپہر

واہگرو

پرواز - رفتار - طاقت

واہگرو ہے - گورو کے سنگ سے شکتی اونچا چڑھ جاتا ہے۔ جیسے فٹ بال میں ہوا بھردو۔ تو وہ زمین سے اُڑ کر کہیں کی کہیں بلندی پر پہنچ جاتی ہے۔ سائیکل کے ٹائر میں ہوا داخل کرنے سے وہ تیز چلتا ہے۔ انجن میں بھاپ پیدا ہونے سے وہ ہزاروں من بوجھ کھینچ لے جاتا ہے۔ ہوائی جہاز سینکڑوں میلوں کا سفر کرتے ہیں۔

(۲) رکھشا:- امیر آدمی گرمی کے موسم میں اندر پنکھے چلا کر ہوا ملنے پر گرمی سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۳) گیان:- ہوا ہی گرمی سردی کا گیان کراتی ہے۔

(۴) شیتلتا:- گرمی کے موسم میں جب دھوپ تیز ہو۔ سفر نہ کیا جا سکے۔ اگر ہوا چل پڑے۔ تو دھوپ کا کشٹ نہیں رہتا۔

(۵) اگر ہوا چل رہی ہے۔ واہگورو کے ساتھ مل جاؤ۔ تو اڑ ماہ کی سخت گرمی میں بھی شیتلتا پیدا کر دیتا ہے۔

(۶) اُنتی: جیسے واہو تنکے کو اڑا کر اوپر لے جاتی ہے ویسے گورو شکتی کے اوسلے من کو نہایت بلندی پر پہنچا دیتا ہے۔

اگیان ناش (۷) جیسے وایو ویگ سے چلکر بڑے بڑے کٹھور اہنکاری درختوں کو اکھاڑ پھینک دیتی ہے۔ ایسے ہی گورو کی بڑی مہربانی بتت کرنے والے اوگنوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔

(۸) یوگیتا:- جیسے وایو گیلے کپڑے اتھوا گیلی زمین سے آپ کو اڑا کر اسے سکھا دیتی ہے۔ ایسے ہی گورو دشمش کے ممتو کو... اسے جذب کرنے یا پرکاش روشنی اگنی پرویش کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔

۱۵-۲ دوپہر

وایو گرو

(۱) رسائی:- منش کے شریر میں جب وایو (پران) نہ رہے تو جیو آتما بھی نکل جاتا ہے۔ اس شریر کو پھر دوسرے اٹھاتے ہیں۔ جب تک پران ہے۔ وہی اس کو اٹھائے پھرتا ہے۔ ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچاتا ہے۔ ایسے ہی گورو تم کی منزل سے پرکاش کی منزل میں لے جاتا ہے۔

(۲) جیون کریا:- منش کے شریر میں دیکھنا بھالنا۔ سننا سونگھنا چکھنا۔ چلنا پھرنا۔ مل موتر کا تیاگ۔ کھانا پینا۔ حرکت کرنا۔ کام کاج کرنا۔ گرہست کرنا۔ سب پران کے ذریعہ سے ہوتے ہیں۔

(۳) بل پشٹ سکھ:- وہاں وایو ہی پاؤں کے انگوٹھے سے سر کی چوٹی تک نس نس، ناڑی ناڑی میں تمام خوراک کو پہونچاتی ہے۔ سمان وایوئیوں کی طرح جُبت کر سب

94/46 22

خوراک کو ایک رس بنا دیتی ہے ۔ وایو کا سبھاؤ سم ہے ۔ اس لئے
تمام کھائے پدارتھوں کو ایک رس کر دیتی ہے ۔ ایسے ہی گورو
اپنے شِشّ کو سم کر دیتا ہے ۔ اور سارے برہمانڈ میں رس
کا ساتھ پھیلا دیتا ہے ۔

1405

۲۸ ۲۵ ویدار ۲۵ ۲م پراتہ

ساکھ گورو ایک ایک تم کار ہے

من سنجوں پانچ سب کو

پانچ پران

وایو گرو ہے

گرو (۱) جو بھی جیون دینے والا ہے ۔ وہی گرو ہے جسمانی
روحانی ۔

(۲) ماتا گورو ہے ۔ پتا گورو ہے ۔ آچاریہ گورو ہے ۔
اتھتی سنیاسی گورو ہے ۔ پرمیشور گورو ہے ۔ جس سے اندریاں
من ترپت ہو ۔ وہی گورو ہے ۔

پوشنا (۳) پران اور اپان تو ماتا پتا کے سمان ہیں ۔
جیسے ماتا پتا بنا کسی معاوضہ کے اپنے آپ بلا بچہ کی
مانگ اس کی پرورش کرتے ہیں ۔ ایسے پران اپان ماتا پتا سمان
کاربہ کرتے ہیں ۔ ماتا پتا کی موجودگی بچہ کے لئے چاندنی رات اور
بے فکری کا جیون ہے ۔ ایسے ہی جن کا پران اپان ٹھیک موجود
ہے ۔ اسے کوئی روگ نہیں ۔ بے فکری ہے ۔

پاچن شکتی (۴) سمان وایو سے جٹھراگنی کا سمبندھ ہے ۔ اور
وہ گرہن کی ہوئی خوراک کو ایک رس کر دیتی ہے

یہہ بھی ایک گورو ہے۔ جو سفائی گورو کہلاتا ہے۔ اس کی ورتی پرانایام سے ہوتی ہے۔ جیسے گورو کل۔

(۵) دیان وایو۔ ایک سنیاسی گورو کے سمان ہے۔ یہ سب جگہ نس نس، ناڑی ناڑی میں کان کی رس کو پہنچاتا ہے۔

(۶) اُدان وایو وہ گورو ہے۔ جس سے جیو منش کی گتی ہوتی ہے۔ گورو بن گت نہیں۔ شاہ بن پت نہیں۔ وایو سے ہی شریر کو گتی ہوتی ہے۔ جب وایو نہ رہے۔ تو شریر میں گتی نہیں کر سکتا۔ ہل جل نہیں سکتا۔ مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہا۔ گورو بنا گت نہیں شریر کے گورو تو یہ وایو ہیں۔ اور گورو وایو کے گن والا ہونا چاہیئے

گرو اُدان وایو سمان

منش چیتن گورو ہوتا ہے۔ جیسے اُدان وایو میں جیو کے رہنے سے راتری کو اندھیرے میں بھی (سوپن میں) چاندنی پرکاش ہو جاتا ہے۔ ایسے گورو اندھکار میں پرکاش کر دیتا ہے۔ اور اُدان وایو کے دُوارہ ساری پچھلی سمرتی ہوتی ہے۔ اور گورو کے گیان سے منش کو اپنا جیون اور یہانتک کہ سابقہ جنم کا جیون بھی اور بھوشیہ کا گیان بھی ہوتا ہے۔ سب سے بڑی بات کہ یہہ اُدان جیو آتما کی سواری ہے۔ جب جیو آتما اس دیہہ کو تیاگتا ہے۔ تو اُدان پر ہی سوار ہو کر جاتا ہے۔ اور نجات گورو کا گیان ہی منش کی شکتی گتی کر دیتا ہے۔ یہی لے جاتا ہے۔ پرماتما تک پہنچاتا ہے۔

۲۹-۵ ۔ شکروار ۔ ۵۰ ۔ ۵ دہ پراتہ

تینوں اپنے بھگت پیارے۔ بھگتاں پیارا توں!

ورشیہ یگیہ

واہ پربھو واہ! آج بڑی وچتر لیلا دکھلائی۔ آپ کو آپ کے بھگت ۔ آپ کے پجاری بڑے پیارے ہیں۔ چاہے دُنیا کی نظر میں وُہ نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاویں۔ ان کا کوئی Regard نہ ہو۔ اور دُنیا مخالف ہو جاوے۔ مگر جب بھی تیرا بھگت تیری شرن میں سچے ہردے سے ایک بار پکار کر دیتا ہے۔ وُہ آپ کسی سبب سے آڈمبری، ہتمت بھی مانا جاتا ہو۔ انیک ترٹیاں اُس میں ہوں۔ مگر اُس کھشن کے لئے، اُس سمے کے لئے جب وُہ ویاکل ہردے سے تیرا ہی ایک ماتر آشرا تک کر بیٹھ جاتا ہے۔ تجھے اپنے سنکلپ کے پورا کرنے میں باوحت کر دیتا ہے۔ سچ مچ تجھے ایسی پکڑ میں لاتا ہے۔ کہ تو اپنے آپ مخالفوں، شترووں کے ہردے اور مستشک میں ایسی پریرنا کرتا ہے۔ کہ وُہ خود بخود تیرے بھگت کو سویکار کرنے لگ جاتے ہیں۔ نہ تو بھگت کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تُو نے اس کا سنکلپ پورا کر دیا۔ اور نہ ہی متنفر کے گیان میں رہتا ہے۔ کہ کیوں وُہ اب سویکار کر رہا ہے۔ بے بس ہوتا ہے۔ پربھو! تُو دھنیہ ہے! تیرا آشرا ہی ایک مہان شکتی ہے

۳۰-۵ ۔ شنی وار ۔ ۴۰ ۔ ۳ دہ پراتہ

ہے یگیہ پتی دیو! میرے رکھشک پربھو! آپ تو کبھی کسی

کام کا دوش اپنے پر نہیں لیا کرتے ۔ کوئی کارن ، بہانہ ہی بنا دیا کرتے ہو ۔ موت کا بھی آپ اپنے اوپر لانچھن نہیں لیتے ہو ۔ کوئی نہ کوئی بہانہ مرتک کے لئے بن ہی جایا کرتا ہے ۔ اِس لئے آپ کا نام تو نردوش ہے ۔ بھگوان ! جہاں انیک کام کرنے والے ہوں ۔ وہاں بھی تو سپھلتا اور اسپھلتا کا کارن ہی بن جایا کرتا ہے ۔ یگیہ کا یجمان سدا نردوش ہی رہیگا ۔ کیونکہ وہ تو کبھی اپنے لئے وپریت بھاو رکھ ہی نہیں سکتا ۔ ہے میرے اشٹ دیو ! یہ آپ ہی ساکھشی ہیں ۔ کہ اس یگیہ کا پروہت نام ماتر پروہت ہے ۔ پروہت تو آپ ہی ہو ۔ وہ بھی آپ کا یجمان ہے ۔ یجمان اور پروہت میں گیان بھید سے کوئی فرق نہیں ۔ شریروں کا ہی بھید ہے ۔ اور آپ نے مجھے ہی پریرنا کی ۔ اور میں نے آپ کی آگیا کو پہونچا دیا ۔ اس لئے بھی بھگون ! پروہت بھی یجمان کا روپ ہے ۔ وہ بھی کسی پرکار کا وپریت بھاو نہیں لا سکتا ۔ اس لئے پربھو ! آپ کے دوار پر آپ ہی کا ایک ماتر آشرا لے کر میں آپ کا ادنےٰ بھگت ، ادنےٰ پجاری پرارتھنا کرتا ہوں ۔ پربھو ! کرپا کرو ! کہ سب کاریہ کرتاؤں کو اپنے نام کی لاج پالنے کا اٹوٹ خیال بھر دیویں ۔ وہ اپنے کو غیرمان کر وپریت بھاو لا کر بہانہ یا کارن نہ بنیں ۔ پربھو ! آشرت کی چنتا تو آپ کریں گے ہی ۔ پھر بھی پربھو ! میں الپگیتا کے کارن فکرمند ہو جاتا ہوں ۔ کرپا کرو ! سہائتا کرو ! سب کے بدھیوں کے گپت پریرک سوتیا دیو !

دھیو یو نہ پرچودیات ....

یجمان! —इष— اِشٹ پراپتی (اچھیا پورتی) کا ادھیکاری

(۱) پرمیشور! تو इष اس یجمان کو دیتا ہے۔ جو ہمسایہ کی بھوک کو مٹاتا ہے۔ اسی کو تو رچاتا ہے۔ وہ رچا ہوا ہے۔ جو کھلاتا ہے۔ جو آپ کیول کھاتا ہے۔ وہ بھوکا ہے۔ جو اپنی بھوک مٹاتا ہے۔

۲-۱۲/۳۵ - ۵۰ د ۳ پراتہ - سوم وار

پشو کرم کے سادھن کا رُخ منش

(۱) کرم کا سادھن ہاتھ، پاؤں ہیں۔ بانی ہے۔ اندری ہے۔ پرماتما نے ان سادھنوں کا رُخ نیچے کو کیا ہوا ہے۔ جو منش کرم کر کے، پھر اپکار کر کے سر کی طرح اوپر ہو جاتا ہے۔ ابھیمان کرتا ہے۔ اس کا کرم سر لشیٹ نہیں رہتا۔ پرماتما دیو کا منشا یہی ہے کہ منش کے کرم کا ناٹ ہیں نمرتا کا بھاو رہے۔ پشوؤں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ اور وہ ہاتھوں کا کام کرتے ہیں۔ جیسے ہاتھ سر پر حملہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے سینگ کرتے ہیں۔ جن پشوؤں کے سینگ نہیں۔ وہ لات اور دانت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ منش کے ہاتھ کا رُخ نیچے، پشو کے سینگ کا رُخ اوپر ہے۔ اس لئے جو منش اپنے کرم کے کرتا کو ابھیمان سے اونچا بنائے گا۔ وہ بھی پشو کی طرح ہوگا۔

پشو سر نیچے جھکا ہوا کیوں؟

(۲) پشوؤں کا سر اس لئے جھکا دیا۔ کہ منش جنم میں وہ اپنا

سر ابھیمان سے اُونچا رکھے رہے۔ کبھی جھکایا نہیں۔ جنم جنمانتر کی عادت کو دُور کرنے کے لئے پرماتما نے منش کو سبق دیا۔ کہ وہ پشوؤں کی طرف دیکھکر سبق لیوے۔ اور ماتا کے گربھ اوستھا کو یاد رکھے۔ کہ وہاں پربھو نے اُسے مستشک کو نمر رکھنے کے لئے نو ماہ گربھ میں جھکائے رکھا۔ ارتھات منش کو قدرت آدیش سندیش دے رہی ہے۔ کہ اس کے گیان اور کرم میں انکساری۔ نمر بھاو ہو۔ اہنکار ابھیمان نہ ہو۔

بھوگ سے بندھن - تیاگ سے مکتی - پروپکار

(۳) جب تک منش کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے۔ مٹھی بندھی رہتی ہے۔ جب ہاتھ نیچا کر کے دے دیتا ہے۔ تیاگ کیا کرتا ہے۔ تو ہاتھ آزاد ہو کر کھُل جاتا ہے۔ ارتھات تیاگ ہی بندھن کو کھلواتا ہے ؎

من کا شُبھ کرم [۱۳ اور ۱۴] سچّا سُکھ سنتوش تیسرا سادھن

इष्ट من کا

جیسے شریر کا इष्ट بھوگ ان جل وایو سے ہو کر ترپتی ہوتی ہے۔ ایسے من کا بھوگ (ان) سُکھ ہے۔ इष्ट کا ارتھ سُکھ بھی ہے۔ سُکھ نہ تو دھن میں ہے۔ نہ محل ماڑی اٹاری میں۔ نہ کُٹمب پریوار زمینداری میں۔ سُکھ تو جب ملیگا۔ سنتوش میں ملیگا۔ جب تک من کو سنتوش نہیں۔ تب تک بھکاری گداگر کی طرح دن رات بھٹکتا در در پھرتا رہتا ہے۔ اور ترپت نہیں ہوتا۔ بھوک نہیں

برتّی۔ سنتوش بِنا پربھو کی مہر کے نہیں مِلتا۔ اور پربھو کی مہر ہوتی
ہے پربھو بھگتی سے۔ من کے لئے شریشٹھم کرم اُپاسنا ہے۔ یہی
خوراک ईश کا سادھن ہے۔ جیسے وشال پانی سمندر میں سیپ
اپنا منہ کھولے سارے سمندر میں اپنی ترپتی کے لئے پھرتی رہتی
ہے۔ اور وشال سمندر اُسے ترپت نہیں کر سکتا۔ اور جب پربھو
کرپا سے سواتی نچھتر کی ایک بوند اُوپر سے اُسکے مُکھ میں پڑ جاتی
ہے۔ فوراً مُنہ بند کر لیتی ہے۔ اور ترپت ہو جاتی ہے۔ اُسی ترپتی
سے وہ موتی پیدا کرتی ہے۔ ایسے ہی من سیپ کے سمان سنسار
ساگر میں انیک پدارتھوں کو پا کر بھی سنتشٹ نہیں ہو سکتا۔ جب
ایک بوند بھگوان کے پریم بھگتی کی اُسکے مُکھ میں پڑتی ہے ترپت
ہو جاتا ہے۔

۳۵-۳-۳ بجے پراتہ منگل وار

جیوتی جگنے کی جُگتی

अग्न आयाहि वीतये गृणानो हव्यदातये नि होता सत्सि बर्हिषि ॥१

سام وید پُوروارچک ۱ منتر ۱

پرماتمن دیو کی جیوتی دو پرکار سے جگتی ہے۔ انترکش میں جیسے بجلی
گھر کا حساب ہے۔ سڑکوں کے اوپر جو کھمبے لگتے ہیں۔ وہ خود بخود بجلی
دوسرے کے ترود کے بجلی گھر میں انجنیئر کے بٹن دبانے سے ایکدم
جگ جاتے ہیں۔ اور جو... وہ سمے کے اُوپر پھر بٹن دبانے سے بجھا
دیتا ہے۔ دوسری بجلی ہے منشیوں کے گھروں میں مکانوں میں جن
کی تار ٹھیک ہے۔ وہ جب چاہتا ہے۔ بٹن دبا کر اپنے گھر میں روشنی

کرلیتا ہے ۔ ایسے پربھو کے نظام میں اس کی جیوتی برہمانڈ کے
انترکشس (درشٹی ۹ اوم) میں وہ خود بخود جگاتا ہے (چندر ۔ نچھتر ،
ناراگن) اور خود ہی بجھاتا ہے ۔ مگر منشوں کے ہردیہ رُوپی انترکشس
میں جس بھگت کی تار ٹھیک ہے ۔ وہ جب چاہتا ہے ۔ اپنے من رُوپی
بٹن کو دبا کر پرکاش دیکھ لیتا ہے (سمادھی میں) جو لمبی سمادھی لگاتے
ہیں ۔ ان کی نرنتر جیوت جگمتی رہتی ہے ۔

۲۸ وہ

سام وید

جیوت کرم

سوم رس

اوم سوم

(۱) جب منش رگ وید سے وگیان پاکر یجر وید کے مطابق کرم
کرتا ہے ۔ تو اب اُسے اپنے وگیان اور کرم میں سپھلتا کے لئے بھگتی پربھو
کرپا پربھو پرساد کی آوشیکتا (ضرورت) ہوتی ہے ۔ جس کرم میں بھگوان
ابھی ویاپت ہوتے ہیں ۔ وہ کرم سپھل ہو جاتا ہے ۔ اور وہ سنسار
میں پھیل جاتا ہے ۔ سب مہا پُرشوں کے کرم میں پربھو کا اپنا ہاتھ
آشیرباد کا ہوتا ہے ۔ اِس لئے اُن کا کرم جیوت رہتا ہے ۔ ان کے
پرمانو اُن کے نام کو جیوت رکھتے ہیں ۔
(۲) سام وید بھگتی کا ہے ۔ स + म بھگت کی اوستھا اور
درشٹی سم ہو جاتی ہے ۔ پرانی ماتر میں اپنی آتما کو دیکھتا ہے ۔
(۳) स سے جیو ۔ म پرکرتی ۔ ان کے درمیان میں جب
ओ३म کا سہارا ہو جاتا ہے ۔ تو (ओ३म برہم ہے) جیو ۔ برہم ۔ پرکرتی

بن جاتا ہے - ادم میں आ (برہم) - उ (جیو) म پرکرتی - جیو اُن کے درمیان میں رہنے سے اُسے بھُول ہو جاتی ہے - وُہ جب म (پرکرتی) کی اور دیکھتا ہے - تو اُسکے سوندریہ پر کھچا جاتا ہے - تب پھنس جاتا ہے - اب جب گھور تپ بھگتی سے بھگوان کے چرنوں میں چلا جاتا ہے - تو پھر پرماتمن دیو خود ہی جیو اور پرکرتی کے درمیان میں آجاتے ہیں - جیو کی نگاہ سدا برہم پر پڑتی ہے - پرکرتی اس سے سدا اوجھل رہتی ہے - اُسکو کبھی پھنسا نہیں سکتی - وہ سدا برہم کے پرکاش کو دیکھتا ہے - تم پرکرتی پرے ہو جاتی ہے -

(۴) گیتا میں بھگوان کرشن نے اسی لئے کہا - کہ ویدوں میں سام میں ہوں - اس کا مطلب یہ ہے - کہ جیو جو پرکرتی میں پھنسا ہوُا تھا جب وہ میری شرن میں آگیا - تو میں درمیان میں آگیا - اوم کا سام بن گیا - دُو دشمنوں کے درمیان میں جب کوئی بڑی شکتی آجائے - تو جو نربل ہوُا آدمی ہوتا ہے - اُسے بھی طاقت مِل جاتی ہے - وہ ظالم کو پکڑ کر دُور بھگا دیتا ہے -

(۵) گان ودیا میں جب کنٹھ سے आ چلتا ہے - تو وُہ رُوپ بدلتا ہے - آگے ہونٹوں میں سا स بن جاتا ہے - اور پھیل کر ह بن جاتا ہے - کئی جگہوں میں आ ह سے بدل گیا ہے - کئی میں स سے - وہی اوم سوم بن گیا ہے -

اِندر کا نواس استھان

جب کسی بڑے مہاتما یا افسر کو گھر میں بلایا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کمرہ صاف کیا جاتا ہے۔ جو بھی سامان اس میں پہلے ہوتا ہے۔ سب نکال دیا جاتا ہے۔ اور کمرہ کی آرائش کی جاتی ہے۔ ایسے ہی بھگوان کو اپنے من مندر یا انتہ کرن میں بلانے سے پہلے یا اس میں نواس کرانے کے لئے تمام سنساری آلائش سے پاک صاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور جو ترسر لشیٹ من کے اندر دھارن کرائے جاتے ہیں۔ بجائے چیزوں کے،

۹ بجے صبح

من

سوکھشم سے سوکھشم اوزار

باہر کی چیزوں کو شریر کے ذریعے اٹھایا جاتا ہے۔ سھول چیز کو گرہن کرنے کے لئے سھول اوزار کی ضرورت ہوتی ہے سوکھشم وستو کو پکڑنے کے لئے سوکھشم اوزار کی۔ سنار نہایت چھوٹے سے ذرہ سونے کو نک چونی سے اٹھاتا ہے۔ اور جو ذرہ اس سے بھی باریک ہو۔ جو کسی اوزار سے ہاتھ نہیں آسکتا۔ ہنس اپنی انگلی کو منہ سے لب لگا کر چمٹا لیتا ہے۔ اس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ نہایت باریک چیز کے گرہن کے لئے قول (بانی) اور فعل (کرم) کا میلان اور اس میں ملنا (لب جل کا گن) درکار ہے۔ بانی کرم۔ من کے ادھیکاری نہیں۔ پر ماتما کا گرہن کرنا جو نہایت ہی

سوکھشم سے سوکھشم ہے۔ اس کے لئے آوزار گرہن کا سوکھشم سے سوکھشم ہو۔ وہ من ہے۔ اور اسی منش کا من پربھو کو پکڑ سکتا ہے۔ جس کا قول۔ فعل ایک سمان ہو۔ من۔ وچن۔ کرم ایک ہوں۔

۲۵ ۱۲ ۴۴۔ بدھوار۔ ۴ ½ بجے پراتہ

تیل۔ بتی۔ لو۔ پرمیشور پرکاش سب ہو۔

من کا دیپک

(درشٹیہ)



ایک گرہستھ ایٹ کسی مہاتما کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ پرماتما کا پرکاش کیسے ہوتا ہے۔ مہاتما نے مٹی کا دیپک اٹھا کر اس کے سامنے دھر دیا۔

گرہستھ ایٹا۔ کیا یہ پرماتما ہے؟

مہاتما۔ نہیں۔ جیسے یہ جگ پرکاش کرتا ہے۔ ایسے منش کا من دیپک کے سمان ہے۔ اس میں شردھا کا تیل ہو۔ اور دیا کی کپاس کو سنت کا وٹ دے کر بتی کو ایک لوک میں اس کا سرا رکھ دو۔ (ایکانت جہاں دوسرا نہ سما سکے) اب اس سرے کو جلاؤ دوسرے دیپک سے۔

گرہستھ ایٹ نے دیپک میں تیل ڈال دیا۔ اور ایک بتی رکھ دی اور ڈبی نکال کر تیلی کو رگڑا۔ اور بتی کے سرے سے لگا دی۔ جونہی اگنی لگی۔ لگتے ہی بجھ گئی۔ گرہستھ ایٹ نے کہا۔ یہ تو جگی نہیں۔ مہاتما نے کہا۔ کہ دیکھو۔ اس میں ابھی کمی ہے۔ تیل جب تک بتی کے عین سرے تک نہ بڑھ چڑھ جاوے۔ تب تک وہ پرکاش کو سوئیکار

نہیں کرتا - اور پرکاش اس کو قبول نہیں کرتا - ایسے ہی جب تک شردھا منش کے اندر سر سے تک پہونچ کر تر بتر نہیں ہو جاتی اُسے پرکاش نہیں قبول کرتا -

معمولی شردھا سے گیان اگنی نہیں جگتی -

ہیرالال ۵۰ و ۴ ویدوار ۵ $\frac{14}{35}$

اول خویش بعدہ درویش

من کی پڑوسی اندریاں ⁜ جیو آتما کا پرماتما

مگر جیو آتما کا من سے پیار

پرماتما نے ہر منش کو اپنے نزدیکی سے پیار کرنے کا سبق سکھایا - اور نزدیک و دُور میں مقابلہ کرنے کے سنسکار دے دئے - جب منش کو اُن سنسکاروں سے گیان ہو جاتا ہے - تو وہ اپنے نزدیکی پر قربان ہو جانا چاہتا ہے - اس لوک میں اور پرلوک کے لئے بھی یہی اصول ہے - سوارتھ اور پرمارتھ میں یہی نیم چلا آتا ہے - اس لئے قدرت کا نیم ہے - کہ کان جتنا اپنے نزدیک آواز کو قبول کرتا ہے - دُور کی آواز کو مِس نہیں کرتا - آنکھ نزدیک یکھ کر زیادہ احساس رکھتی ہے نسبت دُور کے - ایسے ہی توچا - ناک اور جیبھ تو جب بالکل ہی پاس ساتھ کوئی چیز نہ لگے - اس کا گیان اور بھان نہیں کرتی -

(۲) ہر منش اپنے گھر میں بھی اُسی سے زیادہ پیار کرتا ہے - جو اس کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے - شہر میں اپنے محلہ والے زیادہ

عزیز لگتے ہیں۔ اَور محلہ والوں میں ہمسایۂ زیادہ پیارا لگتا ہے تحصیل میں اپنے گاؤں کا، ضِلع میں اپنی تحصیل کا، اَور صوبہ میں اپنے ضِلع کا ملک میں اپنے صوبہ کا اَور غیر دیش میں اپنے ملک کا آدمی نزدیکی معلوم ہوتا ہے۔ اَور بڑا پیارا لگتا ہے۔

(۳) من کو اندریاں نزدیک ہیں۔ اَور جیو آتما کو پرماتما من تو اندریوں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ مگر جیو آتما پرماتما سے اِتنا پیار نہیں کرتا۔

کیوں ؟

پرماتما اَور جیو آتما کے درمیان میں پردہ اگیان کا پڑا ہے۔ جو بہت دُور معلوم ہوتا ہے۔ اَور اس لئے من اُسے نزدیک معلوم ہوتا ہے۔ اَور اِسی لئے من سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ اَور اِسی سے صلاح مشورہ کرتا ہے۔ اسی کے آدھین ہو جاتا ہے۔ جب اس کا آورن ہٹ جاوے۔ تو پھر من کی بات ہی نہیں پوچھیگا۔ ایک پرماتما کا ہو جاویگا۔ پھر اُسی پرماتما سے جدائی نکٹ ہے صلاح مشورہ۔ بیٹھنا اُٹھنا، بات چیت رہے گی۔

۵۔۱۴۵ پہاتہ

نزدیک ←——— اپاسنا ———→ دُور

کرم ←———

گیان ———→

کرم۔ اُپاسنا اَور گیان یہ تین اوزار ہیں پربھو نے دِئے منش سے کئی پدارتھ تو اتی دُور ہیں اَور کئی نزدیک ہیں۔ اس لئے

کرم کے سادھن سے تو نزدیک سے دُور پہنچ جاتا ہے۔
گیان کے سادھن سے دُور کو نزدیک لایا جاتا ہے۔
اُپاسنا سے دُور نزدیک ایک ہو جاتا ہے۔

۱۲/۳۵-۷، شنی وار - ۱۵ ½ بجے پراتہ

وشال ہردے

پنڈ برہمانڈ کا سہارا (۱) شریر ظاہر میں پاؤں کے سہارے ٹِکا معلوم ہوتا ہے۔ مگر جب پران نکل جاوے۔ تو شریر گر پڑتا ہے۔ اس لیے یہ تمام شریر پران کے آشرے ٹھیرا ہوا ہے۔ ایسے ہی پتھا پنڈ سے تتھا برہمانڈ سے۔ یہ تمام برہمانڈ بھی سُوریہ چاند نچھتر پرتھوی سب وایو کے سہارے ہے۔

ستھان: (۲) وایو کا ستھان انترکش ہے۔ اور تمام برہمانڈ انترکش ہیں ہے۔ اور پران بھی نش کے شریر انترکش ہیں، ہردیہ ہیں ٹھیرتا ہے۔

(۳) سوریہ۔ چاند۔ ستاروں کا پرکاش انترکش میں ہی ہوتا ہے۔ ایسے ہی پربھو کا پرکاش بھی شریر کے انتہ کرن رُوپی انترکش (ہردیہ) میں ہوتا ہے۔

(۴) لیمپ۔ اگنی۔ دیپک سب کے سب انترکش میں ہی پرکاش دیتے ہیں۔ جہاں انترکش نہیں۔ وہاں پرکاش کیسے ہو سکتا ہے۔ جتنا انترکش سوکھشم ہوگا۔ اتنی روشنی زیادہ ہوگی۔ جتنا شفاف میڈیم ہوگا۔ اُتنی روشنی زیادہ پہونچ سکے گی۔

لطیف شفاف من! (۵) اِس لئے من کو کثافت (کُو واسنا۔ کو سنسکاروں) سے خالی کر دینے اور من کو لطیف اور شفاف کر دینے سے ہی پربھو کا پرکاش ہوتا ہے۔

فراخ دِل:- (۶) جتنا ستھان خالی ہوتا ہے۔ اتنا پرکاش پڑتا ہے۔ منش کا ہردیہ جتنا فراخ ہوگا۔ اُتنا ادھک پرکاش گرہن یا دھارن کر سکے گا۔

۹ اَگنی کی صحبت

جہاں بھی اگنی جلے گی۔ اگر اُس پدارتھ میں کاربن موجود ہے۔ تو پہلے دھوآں نکلے گی۔ کالاپن۔ دیپک۔ لمپ جگتا ہے۔ تو کالک سیاہی باہر نکلتا ہے۔ اس کا کارن یہ ہے۔ کہ اگنی اپنے سنگ لگے پدارتھ کی سیاہی (میل) کو اپنی روشنی دینے کے ساتھ ساتھ باہر نکالتی ہے۔ اور اوپر لے جاتی ہے۔ وہ اگنی کیا۔ جو کثافت دھوآں کو نکالے۔ لکڑی میں پرتھوی کا حصہ ہوتا ہے۔ پرتھوی کالی ہے۔ اسلئے سیاہ کاربن کو روشنی دور باہر نکالتی ہے۔ دیپک میں بتی اور تیل ہے ان میں پارتھو بھاگ سیاہ ہے۔ اُسے نکالکر اوپر پھینکتی ہے۔

ایسے ہی

منش جب گورو کے سنگ لگتا ہے۔ تو گورو اُسکے من میں پرکاش دیتے ہی اُس کے دوش باہر اُڑا دیتا ہے۔ اور اُسے دوش بھاگتے ہوئے ساکشی کرا دیتا ہے۔ وہ گورو گورو نہیں۔ جو شِشش کے اندر پرکاش کرنے اور دوش نہ نکالے۔ ایسے ہی:-

بھگت جب بھگوان کی شرن میں جاتا ہے۔ تو پربھو اس کے انتہ کرن میں وشیشتا پرویش کر کے پرکاش کرتے ہیں۔ اور اُس کے دوشوں کو باہر پھینکتے ہیں۔ اُسے معلوم ہو رہا ہوتا ہے۔ کہ کتنے سوکھشم مل دوش۔ کوسنسکار اُسکے پربھو کرپا سے اُڑے جا رہے ہوتے ہیں۔ وہ بھگت ہی نہیں۔ جسکے دوش پرکاش کے ساتھ دُور نہ ہوتے ہوں۔

۱۲/۵ ۳۹ - سوموار - ۱۰ و ۳۰ پراتہ

بھگوت بھینٹ

ओ३म् उपहूतो वाचस्पतिरुपास्मान् वाचस्पतिर्ह्वयताम्
सं श्रुतेन गमेमहि मा श्रुतेन वि राधिषि ॥ अ० १. १. ४.

بھگوان کو بھگت کیا دے۔ جو بھگوان اُس سے جُدا نہ ہو۔ بیشک گورو کو کیا دے۔ جو گورو کا گیان اُس کا جزو بن جائے۔ اُس سے کبھی ویکت نہ ہونے پاوے۔

अग्ने नि होता सत्सि बर्हिषि — اُتر

سام وید میں پہلے منتر میں آیا:-

کہ بھگون! اس بھگت کے جو ہوتا رہا ہے۔ اس کے انتہ کرن میں آبراجتے ہیں۔ ہوتا بھگوان کو उपहूत سے پاسکتا ہے۔ उपहूत کا ارتھ ہے۔ (۱) آواہن کیا گیا۔ بلایا گیا۔ (۲) سیوا شسترشا کرنا (۳) پسار تھنا کرنا (۴) اُپاسنا کرنا۔ جیسے ودیا تین پرکار سے حاصل کی جاتی ہے۔ ادھم درجہ دھن دے کر۔ مدھیم درجہ ودیا پڑھا کر پڑھنا۔ اوتم درجہ سیوا کر کے حاصل کرنا۔ ایسے

ہی بھگتی تین درجہ سے ملتی ہے۔

کتھا کا درشیہ

جنگل میں ایک بڑی بوڑھی عمر کے رشی بیٹھے ہیں۔ ایک راجہ کو برہم گیان کی لالسا تھی۔ وہ سُنکر اُن کے پاس بھینٹ لیکر گیا۔ پرارتھنا کی۔ رشی نے کہا۔ کہ بنا بدل کے وِدیا نہیں ملتی۔ برہم گیان نہیں دیا جاسکتا۔ یہ بھینٹ زر جواہر پھل پھُول کی کافی نہیں۔ راجہ بولا۔ جو آگیا ہو۔ رِشی نے کہا۔ اپنی لڑکی کنیا کی شادی مجھ سے کردو۔ جہیز میں آدھا راج جو سرِشٹیٹ حِصّہ ہے۔ وہ دیدو۔ راجہ نے سویکار کیا۔ اور اُسے گیان پراپت ہو گیا۔ یہ النکار ہے ادھیاتمک رُوپ ہیں۔ اِس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ بُدھی کنیا ہے۔ اور گیان اِندریاں سرِشٹیٹ راج کا حِصّہ ہیں۔ ان ہی کے دینے سے ہی گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔

کہاوت:- دِل دے دیا صنم کو نذرانہ سمجھکر

उपहृत = اُپ + ہُوت - اُپ یعنی قائمقام ہوت۔ ہُت کرنے یوگیہ برہم کا قائمقام من ہے۔ من کو ارپن کر دینے سے پربھُو کی پراپتی ہوتی ہے۔ اُپ یعنی نزدیک۔ ہُوت۔ دینے یوگیہ پدارتھ۔ جیو آتما کے پاس جو سب سے نزدیک کی سامگری ہے۔ وہ بُدھی اور من ہے۔ باقی اِس سے سب پرے ہیں۔ اِس لئے ان کے دیدینے سے پربھُو کی پراپتی ہوتی ہے۔ سہ

او در دِل تو بہ مہر مے آید
نہ بزور۔ نہ بزر۔ نہ زاری مے آید
زور نہ جگتی چھٹے سنسار

۳۸ پرات

بندھن رکھشا کا سادھن

(۱) روکاوٹ ہی حفاظت ہے۔ دریا کی جھیل (سیلاب) کو بند کی روکاوٹ سے حفاظت ہے۔ ہوا اور دھوپ لگنے سے دیوار کی روکاوٹ حفاظت ہے۔ استت۔ مانس۔ شراب آدی کی روکاوٹ سے منش، سوسائیٹی کی حفاظت ہے۔ کسی باغی کی روکاوٹ سے راج کی حفاظت ہوتی ہے۔ رکھشش یا رکھشش ورتی کی روکاوٹ سے یگیہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۲) روکاوٹ حفاظت نہیں۔ بلکہ حفاظت کا سادھن ہے۔

(۳) جو روک پیدا کرتا ہے۔ اس کو تولا یہ ہونا ہے۔ اس کی اِچھیا کی حفاظت ہوتی ہے۔ مگر جسے روکا جاتا ہے۔ اُسے ہانی ہوتی ہے۔

۳۹ پراتہ - ۳۹

پربھو کے سنگ لاگ

(بوجھ جو مالک خود اُٹھاتا ہے)

(۱) دو پرکار کا بوجھ ہوتا ہے۔ ایک ضروری دوسرا غیر ضروری۔

(۲) ضروری بوجھ وہ ہوتا ہے جس سے منش کی اپنے تن کی۔ من کی۔ آتما کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۳) غیر ضروری بوجھ وہ ہے جس کا اپنے تن کی حفاظت سے سمبندھ تو ہے۔ مگر اُس میں دوسروں کا حصّہ بھی شامل ہے۔

(۴) ضروری بوجھ کو بادشاہ تک خود اُٹھاتے ہیں ۔ مثلاً بوٹ چاہیے دو سیر کا بھی ہو۔ لباس دہرو ہی ہیں جیسے ایک گدھے کے بوجھ سا ہو جاتا ہے) بڑے سے بڑا دھناڈ بھی . . . خود اُٹھاتا ہے اور چھاتہ وغیرہ ۔ باقی کھانے پینے کی چیز پھل میوہ ہو۔ تو وہ بڑا آدمی خود نہیں اُٹھاتا ۔ نوکر اُٹھاتے ہیں ۔ بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک سمیہ اپنے پُتر کے بوجھ کو اُٹھاتا ہے ۔

ایسے ہی

بھگوان جو سب سے مہان اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے ۔ جس کو کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں ۔ اور جس کی حفاظت کوئی چیز نہیں کر سکتی ۔ اُسے بھی اپنے بھگت کا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے ۔ اور پربھو کا بھگت ہے ۔ جو سنسار کی سب چیزوں سے اوپر پہنچتا ہے ۔ اُسے کوئی ضرورت نہیں رہی ۔ وہ بھی پربھو کی طرح جیسے پربھو سنسار کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں ۔ وہ بھی سنسار کا بوجھ اُٹھاتا ہے ۔

اصول یہ ہے ۔ کہ جو وستو انگ بن جائے ۔ اس کا بوجھ بادشاہ کو بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا ۔ کیونکہ وہ بوجھ اس کا رکھشک ہے ۔ ایک ساہوکار اشرفیوں اور نوٹوں کو تو اپنی جیب میں اٹھا سکتا ہے ۔ مگر اس سے خریدی چیز کو نہیں

— ۷۵۴ پراتہ —

کوئی کسی کو کیوں اُٹھائے رکھتا ہے؟

(۱) پاؤں نے دھڑ کو اس لئے اُٹھایا ہوا ہے ۔ کہ سر اس کا سنسکار

اور نمسکار کرتا ہے۔ ہاتھ اس کی سیوا کرتے ہیں۔

(۲) پران نے شریر کو اس لئے اُٹھایا ہوا ہے۔ کہ شریر کی سب کمائی پران رکھشا پر قربان ہوتی ہے۔

—— ۵ پراتہ ——

کروڑپتی مزدور

جو بھگوان کی بھگتی نہیں کرتا۔ وُہ کیول پیٹ کا مزدور ہے۔ چاہے وُہ کروڑپتی بھی کیوں نہ ہو۔

—— ۶,۲۵ پراتہ ——

جیسے دن کے پرکاش کے بعد راتری کی سوم او سفا آتی ہے۔ ایسے گیان کے ساتھ کرم اور کرم کے بعد سوم شانت او سفا بھگت کی ہوتی ہے جس میں وُہ سب پر بھو کی مہاں کا بھان کرتا ہے۔ جیسے راتری کو اننت سرشٹی۔

—— ۹ بجے ——

سواد کہاں؟

کسی کا دان میں

تازہ جلیبی

سیوی کے وہمن میں

ایک مہاتما کے پاس ایک شردھالو تازہ تازہ جلیبیاں لے گیا۔ تھالی میں ڈھک کر کہا۔ مہاراج! تازہ تازہ ہیں بڑی گرم گرم۔ اور بڑی سوادشٹ ہیں۔ بھوگ لگائیے۔ مہاتما اور بات میں لگے رہے۔ کچھ دیر بعد کہا۔ مہاراج! مکھیاں بیٹھ رہی ہیں۔ خراب ہو جاویں گی۔ تازہ کھا کر آنند سواد لیویں۔ پھر مہاتما بے پرواہ رہے۔ کچھ دیر بعد کہا۔ مہاراج! یہ بڑی

شردھا سے لایا ہوں۔ بڑے کاریگر حلوائی نے بنائی ہیں۔ بڑا شدھ پوتر ہے۔ گھی بھی خالص ہے۔ کھا کے دیکھیں۔ بڑا سواد آئیگا۔ پھر چپ۔ ۲ گھنٹہ بعد مہاتما نے کہا۔ اچھا بابا۔ دو۔ کھا لیویں۔ کیا سواد ہے۔ شردھالو کہتا ہے۔ مہاراج! اب تو وہ سواد نہیں رہا ہوگا۔ ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔ سواد تو تازہ میں ہے۔ مہاتما نے کہا۔ پھر جلیبیوں میں تو سواد نہ ہوا۔ سواد تو تازگی میں ہوا۔ جو جیون کو تازہ کرے۔ وہی سواد شٹھا ہے۔ مگر بھائی تمہارے سواد اور میرے سواد میں فرق ہے۔ تمہارا سواد کھادان کرنے میں۔ اپنی چیز کھلانے میں۔ میرا سواد ہے اپنا دمن کرنے میں۔ स्व (اپنا) + दम (دمن) دان دیا ؛

۱۰-۱۲-۳۵ ، منگلوار - ۶ بجے پراتہ

چھوٹی پر بڑی وسیع جگہہ ہے

پرکاشت ہوا اونچا اٹھ

اگنی سنگ

ایک کا انیک ہو جا

(۱) جو ہَوی اگنی کے سنگ اگنی کی شرن میں پڑتی ہے۔ اگنی اُسے پرکاشت کر کے اُوپر لے جاتی ہے۔ اور اوپر ہی وسترت کر دیتی ہے۔

(۲) جتنے بھی پدارتھ بڑھے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ اُوپر جا کر ایک کے انیک نظر آتے ہیں۔ ایک بیج زمین میں پڑا۔ جب وہ اُوپر بڑھا۔ تو انیک پتے، انیک شاخیں۔ انیک پھل ایک میں لگے۔

(۳) ایسے ہی آتما جب پربھو کے سنگ پربھو کی شرن میں پڑتا ہے تو پربھو اُسے اُوپر کی منزل میں کر دیتے ہیں۔ اور پھر وہ سارے دایو منڈل میں پھیل جاتا ہے۔ بڑھ جاتا ہے۔

۔۔۔ ۹ بجے ۔۔۔

سنسار رُوپی سلیٹ کی پنسل

سلیٹ کالی ہے ۔ اسپر کسی بھی رنگ سے لکھو ۔ سب پھیکے ہوں گے اور کئی نظر نہ آویں گے ۔ کالی ۔ نیلی ۔ پیلی ۔ سُرخ ۔ زرد رنگ سے لکھو ۔ تو دِکھائی کچھ نہ دے گا ۔ سب بیکار ہیں ۔ مگر جب سلیٹی پنسل جو اسی پتھر کی ہے ۔ کالی ہے ۔ اس سے لکھو ۔ تو فوراً سفیدی لکھنے میں آتی ہے ۔ ایسے ہی سنسار رُوپی سلیٹ پر جب بھی سفیدی لاوے ۔ تو من رُوپی پنسل لاوے گی ۔ من کو بھی प्रासित (مہاچی دگ اگنی) میں کہا گیا ہے

۔۔۔ ۱۲/۲۵ ۔ ۱۱ ۔ بدھوار ۔ ۵ اد ہا پراتہ ۔۔۔

پُستک سے اپدیش! انتہ کرن سے

چھڑکاؤ ۔۔۔ اور ۔۔۔ برکھا

(۱) ماشکی جو مشک بھر کے چھڑکاؤ کرتا ہے ۔ اُس سے زمین (بھومی) کے اندر پانی نہیں جاتا ۔ اُوپر کی گرد کو تھوڑی دیر کے لئے شانت کرتا ہے ۔ مگر آکاش سے پر بھو کی ورشا ہوتی ہے ۔ تو اندر باہر بھومی کو بھگو دیتی ہے ۔ اور کئی دن تک باہر اس کا اثر رہ جاتا ہے ۔ اندر تو قیمت والا کسان اس سے اُپجاؤ کر لیتا ہے ۔ ایسے ہی اُپدیش (جل) دو پرکار کا ہے ۔ جو اُپدیشک کتابوں سے دماغ کی مشک بھر کر لوگوں (جنتا) کی من رُوپی بھومی پر ورشا کرتے ہیں ۔ وہ چھڑکاؤ کے سمان ہے ۔ جیسے ماشکی نالی کھاڈے سے پانی لاتا ہے ۔ دُوسرے جو آکاش (انترکش) اور تھات

اپنے انتہ کرن سے برکھا کرتے ہیں۔ وہ جنتا کی بھوبیوں (دھن رُوپی) پر گھراؤ ڈال لیتے ہیں۔ اور قسمت والے اُس سے گیان بھگتی کے اُدپجاؤ کر لیتے ہیں۔

(۱۲) پشو اپنی پیاس نالی کھاڈے سے بُجھا لیتے ہیں۔ مگر منش شُدھ کنوآں کا جل ہی برتتا ہے۔

(۱۳) امیر لوگ پیاس بُجھانے کے لئے ٹھنڈا۔ برف کا شربت سردائی سے ترپتی کرتے ہیں۔ وہ پیاس رجوگنی طریق سے شونتینی سے بُجھاتے ہیں۔ ان کا ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ وہ پچا نہیں سکتے۔ مگر فقیر لوگ شُدھ تازہ جل سے اپنی ترپتی کرتے ہیں۔ یہی حال جنتا کا ہے اُپدیشوں کے سمبندھ میں۔

———— ۱۳۰۸ پرانہ ————

جیون نرواہ

منش کا جیون (نرواہ) دو پرکار کا ہے۔ ایک پاشوک دوسرا مالنشک۔ کھان پان کے لئے باہر کی ضرورت ہے جنگل کی۔ وشرام کے لئے اندر کی ضرورت ہے تکمی۔

———— ۱۲ -۱/۲۵ دیہہ وار ۔ ۱۰ ار ۲ پراتہ ————

ایک ماتما مہابھارت سنگرام پنچ تیکو

اتھر وید کانڈ ا سوکت ۲۔ منتر ۱۔ ۲۔ ۳

سرکانہ۔ موہ بچ۔ درکھ | منش کا جیون سنگرام میں ہے۔ سنگرام

تین پرکار کا ہے۔ شاریرک سنگرام۔ ہتھیاری سنگرام۔ مانسک سنگرام۔
(۱) شریر کا تو روگوں کے ساتھ سنگرام رہتا ہے۔ اروگیہ پراپتی کے لیے رس ہیں او شدھی کی ضرورت ہے۔ سرکانہ۔ موبخ۔ دربھ اکسیر اوشدھیاں ہیں۔ بخار سے لیکر تپدق تک۔ پیلیا۔ یرقان۔ پانڈو روگ۔ دمہ۔ کھانسی۔ نیتر روگ۔ ہرنیہ (پھاٹا)۔ سر چکرانا۔ جنون۔ سلسل بول۔ سوزاک۔ رُک رُک کے پیشاب آنا۔ پیشاب کی بندش۔ اتی سار۔ سچش۔ خشکی۔ سُوکھنا وغیرہ وغیرہ کو ہٹاتے ہیں۔
(۲) ملک گیری کے لئے (ملک پراپتی کے لئے سنگرام) ہتھیار کی ضرورت ہے۔ سرکانہ۔ موبخ۔ دربھ آدی سے تیر کمان آدی استر شستر بنتا ہے۔
(۳) اب مانسک سنگرام (ادھیاتمک) میں وید کے پوتر منتر آدیش کرتے ہیں۔ جیسے سرکانہ کی پیدائش کے لیئے ایک ماتا اور پانچ پتاؤں کی ضرورت ہے۔ بھومی ماتا (ہائیڈروجن۔ آکسیجن) متروِرن۔ سوریہ چندر۔ ویان۔ پران پرجنیہ (بادل برسنا) پانچ پتا ہیں۔ سب بنسپتیوں میں ان چھ چیزوں کی ضرورت رہتی ہے۔ مگر سرکانہ کے لئے سنہری رنگ کی پیلی۔ ریتلی زمین چاہیئے۔ اسی میں پیدا ہو کر استنے روگ نورتی کے گُن بنتے ہیں۔ اور جنگلی پشوؤں کی جو ہنسک نہیں۔ اور رکگیہ کے لئے اُپ یوگی ہیں۔ کا جیون آدھار ہے

ایسے ہی

جیو آتما کو ادھیاتمک روگ کو دُور کرنے کے لئے ایک ماتا اور پانچ پتا چاہئیں۔ برہم ودیا (گائیتری) ماتا ہے۔ یہ بھومی سنہری ریتلی

ہے۔ جس پر سب کچھ جذب ہو جاتا ہے۔ اور Filter ہو کر جل جاتا ہے۔

(۱) ست سنگ (پرچینہ) ہے۔ جو امرت ورشا کر کے برہم ودیا روپی ہو گئی ہے۔ (۲) پریم (برہمچریہ) (پتر اور ورن) ہے۔ (۳) اگنی لگن تڑپ جگیاسا دست) آکسیجن ہے (دان پمان) (۴) برہمچریہ (پروپکار سیوا) سوریہ ہے۔ (۵) پُرشارتھ (اتینت) چندرماں ہے۔ جو چندرماں لگاتار پرشارتھ کرتا رہتا ہے۔ اور برہمچریہ (سوریہ) کے آشرے بڑھتا ہے۔

پانچ پتا

(۱) دیرگھ کال (۲) نرنتریہ (۳) سنکار (شردھا) (۴) سیوا (عمل) (۵) دودھ بھُومی کی ضرورت ہے۔

योگ درشن سمادھی پاد سُوتر ۱۴

स तु दीर्घ काल नैरन्तर्य
सत्कारा सेवितो दृढ भूमि:।

تب جیو آتما کا آورن دور ہو سکتا ہے۔ اور اس کا آواگون کی بیماری سے چھٹکارہ ہو سکتا ہے۔

---

۱۳ ۱۲/۴۵ ۱۔ شکر وار۔ ۳۰ و ۶ پراتہ

مکھیہ (ایگیہ) سے موکش

मोह موہ + کھشے سے ہوتی ہے۔ اور موہ تب تک ہے۔ جب تک اس کے درمیان لگ ماتر ہے۔ (لگاؤ۔ آسکتی (Attachment) ہے۔ मो میں سے ہ کو اڑا دیں۔ تو (म + क्ष) رہ جاتا ہے۔

کا ارتھ ہے یگیہ मख سے موکش ہوتی ہے۔ मख- म+ख

۳۰ ویں پراتہ

منوو کار شُدھی کا طریق

دوش پورتی کے لئے سنگرام

پرتھوی میں اگر کھڈ شگاف پڑجاوے۔ تو مٹی سے ہی اس کو پُر کیا جاسکتا ہے۔ جل میں دوش آجاوے۔ سڑاند۔ گندگی۔ تو جل اپنے سرُوت دریا یا سمندر میں مل جائے۔ تو شُدھ ہوجاتا ہے۔ اگنی بجھ جاوے۔ تو اگنی سے پرجولت پردیپت ہوسکتی ہے۔ وایو اشُدھ ہوجاوے۔ تو وایو یگیہ کی وایو۔ دھوپ گوگل کی ہوا۔ اتھوا آندھی طوفان سے شُدھ ہوگی۔

اسیے ہی

منش کے منوو کار کو بھی اسی طریق سے شُدھ کیا جاوے گا۔

ڈاکٹر لوگ پلیگ سے بچاؤ کے لئے شریر میں پلیگ پیدا کردیتے ہیں۔ انجکشن کرکے۔ جہاں کیڑے پیدا ہوکر باہر کے پلیگ کے کیڑوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ من کو کام کرودھ، لوبھ موہ، اہنکار شترو لگے ہوئے ہیں۔ یہ شترو باہر کے ہیں۔ اندر بھی شترو پیدا کئے جاویں۔ تو مقابلہ کریں گے۔ کام کو (ایشور پراپتی کی کامنا) کرودھ کو (پاپ و شوک کے برخلاف مینو) لوبھ کو (سیوا کا لوبھ) موہ (عشق حقیقی) اہنکار کو (آتم ابھیمان آتم سمان) دور کرسکتا ہے۔ اور نہ کوئی نہیں کرسکتا۔

ماتا پتا کے گن دھارن کر

من سے ترن — **ماتا پتا** : — جیون سے رکھشن

سرشٹی کے آد میں سب کے سب بنا ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ اس لئے کوئی کسی کا باپ نہیں۔ کوئی کسی کا پتر نہیں۔ سب کا ایک ہی ماں باپ ہے۔ پرتھوی ماتا۔ پرجنیہ سوریہ۔ چاند۔ وایو اگنی وغیرہ پتا ہیں۔ اُن کے گن دھارن کرنے سے من بس۔ من جنم جنمانتر سے چھوٹ جاتا ہے۔

۱۴ $\frac{12}{35}$ - سنیچروار - ۴ بجے پراتہ

جل جنم جیون آدھار

پران شریر آدھار — **جل یوگ** — جل پران آدھار

برہمانڈ وایو آدھار — جل وایو آدھار

جل جگت آدھار

(۱) جل سلامتی کا سادھن ہے۔ (۲) بھگوان کی پراپتی کا سادھن یوگ ہے۔ (۳) اور یوگ جل کی صفت ہے۔ (۴) سنسار کی سب وستوئیں اسی جل کے یوگ سے بنی ہیں۔ (۵) ریل گاڑی جل کر خاکستر ہو جاتی۔ اگر انجن میں جل نہ ہوتا۔ موٹر کار راستہ میں ہی فیل ہو جاتی۔ اگر جل کی مدد نہ ہو۔ سائیکل سوار کا جب پنکچر ہو جاتا ہے۔ تو جل کی سہایتا سے ہی ٹاکی لگاتا ہے ریل اور موٹروں والے سردیاں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ (۶) اس برہمانڈ کی قائمی وایو سے ہے۔ وایو نے اکٹھا کیا ہوا ہے۔ مگر وایو کا سہارا جل ہے۔ شریر کا پران ہی آدھار جل ہے۔ مگر پران کا آدھار جل ہے۔ जल मे प्राण

(۷) بادشاہ لوگ اپنے قلعہ کی حفاظت باہر کھائی میں جل بھرنے سے کرتے ہیں۔

سو تُم پرماتما نے سب مُلکوں کی رکھشا پہاڑوں اور جل سے کی ہَے : اور پرتھوی کے اِرد گرد جل ہے ۔ نیچے اُوپر جل ہَے ۔ سو ریہ آدی تمام کُرّوں کے ارد گرد جل ہَے ۔ اسی لئے اس جل کو بھگوان نے سلامتی کا سادھن بنایا ۔(۸) سنسار میں تین پرکار کی قوتیں ہیں (کشیش ہیں) قوتِ ثقل ۔ قوتِ انفصال ۔ قوتِ انصال ۔ جل میں کششِ اتصال ہَے ۔(۹) جل کا جنم سے لیکر مرن پرینت سمبندھ ہَے ۔ بچہ کو جنتے ہی اسی سے شدھ کیا جاتا ہَے ۔(۱۰) بِنا جل کی مدد کے بچہ باہر نہیں آسکتا ۔

۳,۵۵ صبح

جل جیوتی

سرشٹی کے آدی میں سب سے پہلے جو روشنی کا درشن پرتی بمب سوریہ اور چندرماں کا اور اپنا جِس میں دیکھا ۔ وہ جل تھا ۔ جن میں جیوتی کا درشن ہوتا ہَے ۔ کیونکہ جل میں جیوتی ہَے ۔ ادم آپو جیوتی رسامرتم

۴,۲۰ ۔ پرماتہ

جل سَردَ ہوم اوشدھی

(۱) جل ہی بل ہے ۔ جل میں بل ہے (ویریہ) (۲) جل ہی دل वम ہَے ۔ جل سَرد ہوم اوشدھی ہے ۔ دوائی ہَے ۔ دل (....) کرنیوالی بیماری سے ، روگ سے دل کرنے والی اوشدھی ہَے ۔ (۳) جل اتنا نرم ہے مگر اس میں انیک دل ہیں ۔ (ٹیڑھاپن) دریا جب بہتا ہے ۔ تو اس کے دلوں کا (موڑوں کا) پتہ نہیں لگتا ۔ (۴) جل ہی مل ہے (موتر آدی) (۵)

جل ہی تل ہے۔ (پرتھوی نیچے تلے جل ہے)۔ (۶) جل ہی حل ہے (پرانیوں کی خوراک کا) ۔ (۷) جل ہی دَل ہے (بارش کا نمونہ) (۸) جل ہی آل ہے۔ (آل۔ ونش پیدا کرنے کا) (۹) جل ہی پھل ہے۔ (رس کا مجموعہ) (۱۰) جل ہی ٹل ہے (بمہ فانی تو دے) (۱۱) جل ہی چل ہے (گتی) (۱۲) جل ہی رل ہے (ملاپ)۔

۵،۱۰۔ پراتہ

جل برہما ہے۔ (متی) اوپجاؤ اور پرانیوں کی اوپتی کرتا ہے۔

جل وشنو ہے۔ سارے سنسار کا پالن کرتا ہے۔

جل مہیش۔ رُدر ہے۔ غرقاب کر دیتا ہے۔

۵،۲۵ پراتہ

(۱) جل کا رنگ ہرا ہے۔ کیونکہ تمام بنسپتیوں۔ اوشدھیوں۔ اناج۔ پھل چاہے کسی رنگ کے ہوں۔ مگر پتّوں کا رنگ سب کا سبز ہوتا ہے۔ گھاس سے لیکر بڑے بڑے برکھشوں تک جب جل برستا ہے۔ ہریاول ہی ہریاول ہو جاتی ہے۔

(۲) ہری کا ارتھ ہے۔ ہرنے والا۔ دُکھوں کے ہرنے والے کو ہری کہتے ہیں۔

قریب ۵ ۲،۴ پراتہ

سُومتر

وید کا ایک سوکت جل سوکت ہے۔ اس میں کہا ہے۔ کہ جل ماتا اور بہن ہے۔ شریر میں جل کا سنھان بانی ہے۔ جل ہی سبھتا ہے۔ غیر ملکوں میں جب کوئی سپیکر بولنے لگتا ہے۔ تو کہتا ہے "لیڈیز اینڈ

جنٹلمین! مگر بھارت کی سمجھیتا یہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی سپیکر بولنے لگتا ہے، تو اپنی بانی سے کہتا ہے۔ "پیاری ماتاؤ اور بہنو اور بھائیو!" یہ کون کرتا ہے؟ دوسری عورتوں کو اپنی ماتا اور بہن کا درجہ دے سکتا ہے۔ جس میں جل کے گن ہوتے ہیں۔ پروالپکاری سیوک۔ سردار۔ نیتا اور نمر بھاو رکھنے والا نیک آدمی ہی دوسری استریوں کو ماتا بہن سمجھتا ہے۔ اسی لئے وید کہتا ہے۔

सुमित्रया न आप ओषधय: सन्तु। य० ३६.२३ کہ جو سُومتر ہیں۔ نیک آدمی ہیں۔ بھلائی کرنیوالے ہیں سومتر۔ متر اور درمتر میں بھید ہے۔ سومتر وہ ہیں۔ جو جیون دان دیتے ہیں۔ آتما کا کلیان کرتے ہیں۔ متر شر یہ کے بھلے کی سوچتے اور کہتے ہیں۔ نہ آتمک کلیان اور نہ اکلیان کی۔

دُرمتر سنگی اور یار ہیں۔ مگر برج پیالہ گوشت آدمی کے ہم نوالہ ہم پیالہ اُن سے درحقیقت ہمارا اکلیان ہوتا ہے۔ ان کا سنگ گھاٹے کا سودا ہے سب سے بڑا بھلا متر وہ ہے۔ جو جیون دان کرتا ہے۔ پرمان اَن جل دان کرتا ہے۔ وہ ہوتا ہے یاجک۔ یگیہ کرنے والا۔ اسلئے सुमित्र کا ارتھ ہوتا ہے یگیہ کرنے والا۔ . . . . . وید کا یہی سوکت کہتا ہے کہ جل یگیہ کرنیوالوں کے لئے ماتا اور بہن بنکر اوشیہ ہی کام آتا ہے۔

۲۰ و ۶ پربھات

ادبھت اوشدھالیہ

مُنش کا شریر ایک بھاری اوشدھالیہ ہے۔ ہسپتال ہے۔ من ڈاکٹر ہے۔ (وئید) چت کمپونڈر ہے۔ بُدھی نرس ہے۔ اِندریاں۔ مُکھ (بانی) درشٹی۔ ہاتھ۔ پیمان (لعاب۔ تھوک۔ موتر) درتیاں

(سنکلپ) دوائیاں ہیں۔

اس شریر دوارہ آتما کا کلیان ہوتا ہے۔ من وید کے سمان گنی گیانی ہو۔ چت چتر ہو۔ وید کی آگیا کا سروِ تھا پالن کرے۔ بدھی محافظ ہو۔ رکھشا کرے۔ ورتیاں (سنکلپ) اشدھ پوتر ہوں۔

۵ مدھیہ پردانتہ۔ اتیوار ۱۵۳۵

من کی شدھائی

سوئم جل تو امرت ہے۔ مگر جس جل میں جوہڑ میں پشو پانی پیتے ہیں۔ وہ جل اشدھ ہوتا ہے۔ منش کی صحت کے بر خلاف ہے۔ اسے ارو گ نہیں رہنے دیتا۔ اس شدھ جل کو پان کرنا چاہیئے۔ جو پشو نہیں چھوتے

ارتھات

من جل ہے۔ ورتیاں اس کا بہاؤ ہیں۔ اندریاں پشو گئوئیں ہیں۔ جو من اندریوں کے وشوں سے دوشت ہو چکا ہے۔ وہ جیو آتما کے قابل کیسے رہیگا۔ شدھ من چاہیئے۔ ارو گیتا (شانتی) کی پراپتی کے لئے۔

جب من کو اندریوں کے سنسرگ سے خالی کر دیا جاتا ہے۔ شدھ پوتر جل کا سروت بن جاتا ہے۔ جیو آتما جب اس امرت کا پان کرتا ہے۔ اور ڈبکیاں لگاتا ہے۔ تو ارو گیہ ہو جاتا ہے۔ شکتی شالی بن جاتا ہے۔ شدھ پوتر ہو جاتا ہے۔ اور پھر پرماتما کے درشن کر سکتا ہے۔ لہذا پہلے من کو شدھ، پوتر کرو۔

۲۵-۱۲-۳۵ - ۸۰۱۵ - بوقت صبح

تھکان کا کارن

(۱) منش کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ چلتے۔ دوڑتے۔ کھیلتے۔ سوتے، جاگتے جاگتے بھی تھک جاتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے۔ بولتے بولتے۔ وشئہ کرتے تھک جاتا ہے۔ اور پشوؤں کے مقابلہ میں جلدی تھک جاتا ہے۔ اس کا کیا کارن؟

منش کا شریر سب کاموں میں اور سب حالتوں میں جتنا جتنا پران ادھک خرچ کرتا ہے اُتنا ہی جلدی تھک جاتا ہے۔ میتھن کرتے سمیہ ۲۴ سانس دو پل میں خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس وشئہ کی حالت میں بہت جلدی تھک جاتا ہے اور بیٹھنے میں ۱۵ سانس دو پل میں جاتے ہیں۔ تو بہت دیر تک بیٹھنے کے بعد تھک جاتا ہے۔ غرض پران کی گتی پر تھک کا مدار ہے۔ یدی منش چاہے۔ کہ میں بالکل نہ تھکوں۔ تو پران کو بالکل صرف نہ کرے۔ یوگی لوگ جتنی دیر سمادھی میں پران کو روک کر بیٹھتے ہیں۔ اُن کو کوئی تھکان نہیں ہوتی۔ چاہے وہ سال بھر کی بھی سمادھی لگائے رکھیں۔

اُن تھک پُرش

(۲) پرماتما ہی اَن تھک۔ ایک رس۔ اور سرود انند ہیں۔ اس لئے پران کو اُن کے چرنوں میں ارپن کرنے سے منش اَن تھک بن جاتا ہے۔

(۳) جتنے پراکرتک کام ہیں۔ سب کے سب پران کی ادھک ادھک آہوتی مانگتے ہیں۔ ایک بھگوان ہیں۔ جو کم سے کم آہوتی لے کر نہال نہال کر دیتے ہیں۔

(۴) جن میں آہوتی زیادہ۔ اُن میں آنند کم۔ اور جن میں آہوتی کم۔ اس سے

آنند زیادہ - بچہ اپنے پتا کو ناخن بھر چیز توڑ کر دیتا ہے . پتا اتی پرسنن ہو جاتا ہے. کتے کو ساری روٹی ڈال دیتا ہے . وہ اتنا پرسن نہیں ہوتا بلکہ اور لینے کے لیے دُم ہلاتا ہے . مگر پتا اُسی سے ہی رج جاتا ہے .

(۵) چیونٹی اور پلپنیر سے بھگت کو اپدیش

سب پرانی تھک جاتے ہیں - مگر چیونٹی چوبیس گھنٹے کام کرتی رہتی ہے . سوتی نہیں - پلپنیر (पालेत्र) چوبیس گھنٹے پڑا رہتا ہے - ہلتا نہیں - یہ کبھی دونو نہیں تھکتے . بھگوان کے بھگت کے لئے یہہ دو نمونے ہیں . سمادھی میں پلپنیر کی طرح کہ کوئی ہلائے ہلے نہیں . اور پرشارتھ میں چیونٹی کی طرح اپنا مارگ ہرگز نہ چھوڑے . چاہے اُوپر آفت آ جاوے . مان میں اکھیمان میں (دان میں . گیان میں . دھیان میں) چیونٹی سی اپنے آپ کو سمجھے . پرکھو پراپتی میں ایک سیکنڈ بھی خاموش نہ رہے .

پشو بے زبان   ۱و۹ بجے پراتہ   منش بازبان

فریادی اور فریاد رس

فریاد وہی کرسکتا ہے جس کی زبان ہے . جس کی زبان نہیں . وہ کیسے فریاد کریگا . جتنے بھی پشو ہیں - اسی لئے بے زبان کہلاتے ہیں . اور منش زبان والا کہلاتا ہے . شاریرک دُکھ کی فریاد تو سب جاندار کسی نہ کسی لہجے میں کہہ ہی لیتے ہیں . مگر شاریرک دُکھ کے اظہار کے لئے زبان کا اطلاق نہیں ہو سکتا . جو ادھیاتمک دُکھ کے لئے فریاد کرے . وہی انسان ہے . ورنہ حیوان ہے بھگوان نے زبان اسی لئے نہیں دی . کہ وہ اس سے کھانے کا سواد لیوے . وہ اصلی

سواد تو فریاد ہیں، دُکھ کے اظہار ہیں اور دُکھ کے دارُو ہیں یہ سوے۔

یہی کارن ہے کہ :-

پشُو کا بچّہ جب ماتا کے گربھ سے باہر آتا ہے۔ وُہ خاموش ہوتا ہے۔ اور منش کا بچہ چیختا ہے۔ روتا ہے۔ فریاد کرتا ہے۔ فریاد اُسے سامنے کیجاتی ہے جو سُن کر درد مٹا سکے۔ اور جو فریادی سے سمبندھت ہو۔ رکھشک ہو۔ بلوان ہو۔ اُسے فریادی کی فریاد سے درد اُتپن ہو۔ اور وہ ہوتے ہیں سب سے پہلے سُننے والے ماتا اور پتا۔ یہ ماتا پتا تو جسمانی فریاد سُنتے ہیں۔ وہ بھگوان اصلی ماتا پتا من کی فریاد سُنتے ہیں۔ جو اس جیو آتما کا سچّا ماتا پتا ہے۔

پسماتہ — ۹,۲۶

منش اور پشُو کی موتر اِندری کا بھید

منش جب پیشاب کرتا ہے۔ تو موتر (پانی) اُس کے سامنے آنکھوں کے ہوتا ہے۔ اس لئے اُس کا نام فارسی والوں نے 'پیش آب' رکھا۔ پشُو جب پیشاب کرتا ہے۔ تو اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے نیچے یا پیچھے

سنسکرت میں موتر मू (بندھ) + त्र (رکھشا) جو بندھ سے رکھشا کرے۔ قدرت کا روز ازل سے یہی منشا ہے۔ کہ منش کی آنکھوں کے سامنے جل کے گُن رہیں۔ جو پرانی جل کے گُنوں کو جب تک دھارن نہیں کرتا۔ وُہ موکھش کو پراپت نہیں کر سکتا۔ جل کا دیوتا ورن ہے۔ اور ورن پر بھوا سے ہی ورتے ہیں۔ (سویکار کرتے ہیں) جو جل سمان بن جاتا ہے۔ اور وہی بھگوان اس ورن کو ور سکتا ہے۔ جو ورن کی سمپتی (جل) بن جائے۔ اسی لئے

سندھیا اور ہون میں سب سے پہلے جل ہتھیلی پر سنگھ کیا جاتا ہے۔ منش کے شریر کو جل شدھ کرتا ہے۔ تو من کو جل کے تتو ۔ جل ہریاول پیدا کرتا ہے۔ منش بھگت کا من ہرا بھرا ہو جاتا ہے۔ جو اس ہریاول کو دیکھتا ہے۔ اُسکے دکھ بھی ہر جاتے ہیں۔ اُسسے تازگی اور طراوت آجاتی ہے۔

(۲) منش ماتر کی موتر اندری آنکھے ہے۔ اور پشوؤں کی نیچے اور پیچھے

(۳) پشوؤں کی اُلپستھ اندری اور گدا جسم سے ڈھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور منش کی ننگی۔ ڈھپنے میں کام چیشٹا بڑھتی ہے۔ اور ننگے رہنے میں تپ کے پر مانو ادھک آتے ہیں۔ کام چیشٹا رکتی ہے۔ اسلئے منش کو پرماتمانے شُدھ اور سینمی رہنے کا آدیش کیا۔ جن دیشوں میں جنگلی لوگ ننگے رہتے ہیں۔ اُن میں کام چیشٹا پشوورتی سے نہیں ہوتی۔ ابتدائے دنیا میں کبھی ایسے ہوا۔ بچے جب تک ننگے رہتے ہیں۔ اُن کو کبھی بُرا خیال نہیں آتا۔ جب اُن کو ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ تو کوسنسکار آجاتا ہے۔ اب منشوں نے اندریوں کو ڈھانپ دیا ہے۔ مگر فعل کو نہیں ڈھانپا۔ دراصل فعل کو ڈھانپنا تھا۔ شریر کو ڈھانپ دینے سے اُن کی چیشٹائیں بڑھتی ہیں۔ وہ کمزور ہوتا ہے۔ اور ان کو کھلا رکھنے سے سہن شیل بن جاتا ہے۔

صبح ۱۰،۴۸

بھگت کا آہار؟

بھگوان کا بھگت وہی ہے۔ جو شیش کھاتا ہے۔ اور کھانا پہلے بھگوان کے اَرپن کرتا ہے۔ یا بھگوان کے دیووں کے۔ اتھوا بھگوان نے

راستہ پر لانے والے مہان آتماؤں ۔ سادھو سنتوں ۔ ودوانوں کے ارپن کرنے کے بعد ۔ یا پربھو کی پرجا میں دُکھی دردریوں کو دینے کے بعد کھاتا ہے جو منش کسی ایسی چیز کو جو پربھو یا پربھو کی پرجا یا ودوان یا مہان آتماؤں کے ارپن نہیں ہوتی ۔ یا نہیں ہو سکتی ۔ اور اُسے کھا لیتا ہے ۔ وُہ بھگت نہیں ہے ۔ وہ کرپن ہے ۔ یا کرتگھن ہے ۔ اس لئے نشہ نشیلی اشیاء جو ارپن کرنے کے یوگیہ نہیں ۔ اگر کوئی بھگت ان کا استعمال کرتا ہے ۔ تو وُہ بھگت نہیں رہ سکتا

۲۷ - ۷ بجے پراتہ - شکروار $\frac{12}{35}$

بھوجن سے بھجن کب؟

(۱) پربھو نے ہم منشوں کے لئے جو بھوجن بنایا ۔ وُہ بھجن کرنے کے لئے بنایا ہے ۔ ایک اگنی جب پیدا کرنے لگا ۔ تو پرتھوی جیسی ماتا کا گربھ اُسے دیا اور سورْیہ نارائن ۔ وایو اور جل یہ سب دیوتا اس اگنی کے پتا بنے ۔ ان سب دیوتاؤں نے اسے بڑھنے ۔ پکانے میں اپنی ساری کوشش صرف کی ۔ تب یہ اگنی دیوتا بنا ۔ جسے منش کھاتا ہے ۔ یہ منش (جیو آتما) پربھو کا بڑا پیارا پتر ہے ۔ اسلئے دیوتا اِس کے لئے بھوجن تیار کرتے ہیں ۔ اور خود بھوجیہ پدارتھ بھی ایک اگنی ہے ۔ اب اگر منش دِویہ بھوجن کو دِویہ بھاؤں سے نہیں کھاتا ۔ وہ کیا بھجن کر سکیگا ۔ کب پربھو کا پیارا کہلائیگا ؟ بھگتن کے لئے ۔ اُپاسک کے لئے تو اَنّ لینے میں ایسی بھاونا کرنی چاہیئے ۔ پربھو کا یگیہ شیش ، پربھو کا پرساد سمجھکر کھانا چاہیئے ۔

راجہ اور رنک سمان کب؟

(۲) راجہ اور رنک کب برابر ہوتے ہیں۔ نہ کبھی کوئی دھن میں ایک دُوسرے کے برابر ہو سکتا ہے۔ نہ کوئی وِدیا میں سمان ہو سکتا ہے۔ نہ بل میں۔ نہ اُپکار میں۔ نہ سیوا میں۔ نہ دان میں۔ نہ خوبصورتی میں۔ نہ اقبال میں نہ عزّت میں۔ نہ مان اور شان میں کوئی برابر ہے۔ کرم اور گیان میں کبھی کوئی سمان نہیں بن سکتا۔ صرف ایک چیز ہے **نمن**۔ جب راجہ نے مستک ٹیک دیا۔ سر جُھکا دیا۔ یا کبھی جب غریب نے ماتھا ٹیک دیا۔ دو نواب برابر ہو گئے۔ سر کے جُھکانے سے سر و سو جُھک گیا۔ مان کا نیاگ ہو گیا۔ راجہ اور رنک برابر ہو گئے۔ ارنتھات پربھو بھگتی' پربھو اُپاسنا سب کو سمان کر دیتی ہے۔ اور یہی کسوٹی ہے پربھو بھگت کی۔ پربھو کے سمرن بنے۔ دُوجا۔ (یہ دوئی ابھیمان سے اُتپن ہوتی ہے۔)

کان میں نان کب؟

(۳) شبد اپنے بھاوؤں کے بُنیاد پر اپنی انکول پرکرتی والوں کو آکرشت کرتے ہیں۔ کوئی آدمی اشلیل عشقیہ غزل گا رہا ہے۔ چاہے وہ کتنا ہی سُریلا کیوں نہ ہو۔ اسی گندے مزاج کے آدمی ہی کھچے آئیں گے۔ دھرماتما کے کان ہی نہیں ہلینگے۔ کوئی قومی گیت گا رہا ہو۔ تو قوم کے پروانے دَوڑے جائینگے۔ اور ان میں بجلی بھر جائیگی۔ کوئی بھگتی کے تان تن رہا ہے۔ تو بھگت منانے مست ہو کر جائینگے جیسے بین پر سانپ۔ تھالی کے بجنے پر جنگلی چوہا ناچتا ہے۔ اور جب وید کے پوتّر منتروں کا سُر سے گان ہو۔ اُدھر گانے والے کا بھاو آواہن کا ہو۔ تو پربھو کے پیارے۔ نیک مرد۔ وِدوان اور سویم بھگوان کھچے آکر گانے والے کو آشیرواد دینے آئیں گے۔

اس پر چھاتر چھایا کرکے جھولیں گے۔ اور کان کرنیوالے ہیں عالم مستی۔ محویت۔ آنند طاری ہو جاویگا۔

---

۱ بجے دوپہر

گرہن اوپر اور ظاہر ہوکر } کرو
تیاگ نیچے اور گپت ہوکر }

---

(۱) شریر کا مل ہاتھ سے اُتارا جاتا ہے۔ ایسے ہی شریر اور شریر کی اندریوں کے پاپ (مل) بھی کریئے کرم سے جسکا سادھن ہاتھ دکر ہے اُترتے ہیں۔

(۲) گیان اندریاں کھلی ہوئی ہیں۔ وہ ہمیشہ گرہن کرتی ہیں۔ اور کرم اندریاں جو کھلی ہوئی ہیں۔ وہ پہلے تیاگ کرتی ہیں۔ اور دوسری کرم اندریاں جو ڈھپی ہوئی ہیں۔ وہ گرہن اور تیاگ کرتی ہیں۔ قانونِ قدرت بتلاتا ہے۔ کہ ہاتھ جب گرہن کریں۔ تب **اوپر** ہوکر کریں۔ اور **ظاہر** ہوکر کریں۔ مگر جب تیاگ کریں۔ تب **نیچے** مکھ ہوکر کریں۔ اور **گپت** کریں۔

(۳) کرم چاہے ڈھپی اندریوں سے ہو۔ یا سوراخ دار کھلی اندریوں سے۔ ہمیشہ گپت اور ایکانت میں ہونا چاہیئے۔ تب درست رہتا ہے۔

(۴) پرماتما نے زبان کو بہت گہرا اور سیدھا بنایا ہے۔ اسلیئے زبان کو راست صحیح اور سیدھا بولنا چاہیئے۔ اور گہری تول سے بولنا چاہیئے۔ اسکا اثر گہرا ہوتا ہے۔ چاہے بد بولے یا نیک۔

۳۵ ۔ ۶ شام

جپ اوشیہ میوپھل لاویگا!

لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی پربھو کا جپ تو بہت کرتا ہے۔ مگر ابھی تک اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جب کوئی دوش ہی نہیں چھوٹا۔ تو جپ کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے سمجھنے میں بڑی بھول ہے۔ جپ کرنے سے اوشیہ میو میل دور ہوتی ہے۔

ظاہر میں بے شک دور ہوتی نہیں دکھائی دیتی۔ مگر سنسکار روپ سے اتنی مقدار سے میل کٹتی ہے۔ جیسے ایک سہتان پر ایک من مل لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی آدمی ناخن سے یا ہاتھ سے اسے کھرچتا ہے۔ اور بڑی سخت ہونے کے کارن ایک رتی میل اتارتا ہے۔ تو دوسرے دیکھنے والے کو تو بدستور ویسی ہی مل من بھر نظر آئیگی۔ جب تک کوئی خاص حصہ اسکا کھلا ہوا معلوم نہ ہو۔ ایسے ہی من کی میل کا حال ہے۔ جنم جنمانتر کی ہزار ہا من میل لگی ہوئی ہے۔ اب اس جنم میں جب منش پربھو منترن میں جاتا ہے۔ تو اس تھوڑے سے جپ سے رتی بھر میل ہی روز اتاریگا۔ پھر دوسرے کو کیا معلوم ہو۔ مگر یہ ضرور نشچے سمجھنا چاہیئے۔ کہ پربھو کا جپ خالی نہیں گیا۔ ایک دن فرق معلوم ہوگا۔

---

۲۶ - ۳ - ۳۵ - سینچروار

بجھارتیں

بوقت ۱۵ ۔ ۳ پراتہ

(۱) آنکھ کی پتلی کیوں کالی بنائی گئی؟ انگریزوں کی آنکھیں اور بال

کیوں بھورے ہیں ؟

(۲) جس آدمی کے بڑی بوڑھی عمر میں بھی بال کالے رہیں۔ لوگ اسکی تعریف کرتے ہیں۔ کہ اس کے بال ابھی تک کالے ہیں۔ ۶۰ - ۷۰ برس کا ہو گیا۔ اسے طاقت ور جانتے ہیں۔ اسکا راز ؟

(۳) نہائیت سرد پانی سے منہ صاف کرنے سے منش کہہ اٹھتا ہے کہ اوہو ! ایسا سرد پانی ہے۔ کہ دانت کرتے ہیں۔ یہ کیوں !

---

۱۵ ,۴ — پراتہ

من کی اُنتی کا سادھن

(۱) جیسے زمین پر پڑا من کا وزن من سے ہی اُٹھ سکتا ہے۔ ۳۹ سیر سے نہیں۔ ایسے ہی پتت من اس من سے اُٹھ سکتا ہے۔ جو پورا من ہو گا۔ من کے انیک ارتھ ہیں۔ من کا ارتھ گپت بھی ہے۔ اور منش کے من کو چترگپت (C.I.D) بھی شاستروں نے کہا ہے۔ اس لئے منش اپنے پتت من کو C.I.D بنکر ہی اونچا کر سکتا ہے۔ اس کے دوش دور کر سکتا ہے۔ جب تک اس من کی جانچ پڑتال حرکات سکنات کو منش C.I.D کی طرح نہیں دیکھیگا۔ اس کا دوش دور نہیں ہو گا۔

جاپ میں ایکاگرتا

(۲) ایک درخت کے بڑے موٹے اور سخت تنے کو اگر کلہاڑے سے منش کاٹنے لگے۔ تو پہلے کئی دن تو معلوم ہی نہیں ہو گا۔ کہ کلہاڑے نے کچھ کیا بھی ہے۔ کیونکہ کلہاڑا کبھی کسی جگہہ پڑتا ہے۔ کبھی کسی جگہہ

مگر جب ایک ہی جگہہ پر لگاتار پڑنے لگ جاتا ہے۔ تب اس میں اثر ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ ایسے ہی من کی کالک رُوپی موٹے اور سخت تنے کو نام جپ کے کلہاڑے سے پہلے کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ جب کبھی ادھر پڑا۔ کبھی اُدھر۔ مگر جب ایک ہی ستھان پر (ایکاگرتا سے) پڑیگا۔ تب کٹنا شروع ہوگا۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ آرہ کش جب اُسے اپنے چرنوں میں لے لیتے ہیں۔ تو وہ ایک دھار اور ایک ستھان پر رگڑ لگانے سے جلد ہی اُسے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی اگر منش اپنے من کی سیاہی کو جلدی دُور کرنا چاہے۔ تو ایکانت ستھان۔ گرو یا مہاتما چرنوں میں۔ ست سنگ سوادھیائے کی شرن لے کر اپنی سیاہی جلد ہی دُور کر سکتا ہے۔ یہ آرہ کش ہیں ؛

(۲۷) بھگتی سے سدکرم کرانیکی سامرتھ

کئی جنٹلمین کہتے ہیں۔ کہ پرماتما کی بھگتی کی کیا ضرورت ہے! اگر ہم نیک کام کریں۔ اصلی کام تو Practical ہی ہے۔ وہ بیچارے پڑھے لکھے ہوکر بھی بھول جاتے ہیں۔ کہ گُن ہمیشہ گُنی کے ساتھ رہتا ہے۔ جُدا نہیں ہوتا۔ نیکی پرماتما کے بنا اور کہیں سے نہیں آتی۔ نیکیوں کا منبع پرماتما ہی ہے۔ میں کہوں۔ کہ میری کھیتی کو پانی اس کھال سے لگتا ہے۔ دریا سے میرا کچھ واسطہ نہیں۔ تو یہ بھول ہی ہے کھال کا پانی اسی دریا سے آرہا ہے۔ یہ کھال تو ندی سے آیا۔ اور وہ نہر سے آئی۔ اگر نہر سوکھ گئی۔ تو کھال کیسے پانی دیگا؟ کھیتی بھی سوکھ جائے گی۔ جنکا سمبندھ Direct (براہ راست) دریا سے ہے۔ ان کی کھیتی سدا ہری بھری رہتی ہے۔ اسلئے نیکیوں کے منبع سے تعلق

جوڑنا بھی ضروری ہے ۔ ورنہ جو نیک کام کرتا ہے ۔ وہ بھی پربھو کی بھگتی سے باہر نہیں ہے ۔

بھگتی سے بیفکری

دریا کے سنگ کی زمین کو پانی دینے کا فکر نہیں رہتا ۔ وہ سدا اس دریا سے تر رہتی ہے ۔ براہِ راست بھگوان سے سمبندھ جوڑنے اور اس کی بھگتی کرنے سے کرم رُوپی بیج بوکر بے فکری ہو جاتی ہے ۔ جن بھُومیوں کا تعلق کھالوں سے ہے ۔ ان میں ہل باہی اور بیج بونے کے علاوہ پانی دینے کا فکر رہتا ہے ۔ نگرانی کرنی پڑتی ہے ۔ اس سے ممتو بڑھتا ہے ۔ مگر بھگتی کرنیوالا منش جو کرم کرتا ہے ۔ وہ پربھو کی کرپا جان کر کرتا ہے ۔ نشکام کرتا ہے اُسی کے آشرے کرتا ہے ۔

---

۲۹ ۱۲/۳۵ ۔ ایت وار ۔ ۵ ½ بجے پراتہ

(۱) پشو دن رات کھاتا ہے ۔ کبھی دانت یا مکھ صاف کرنے کیلئے کُلی نہیں کرتا ۔ مگر منش کو جب جب کھاتا ہے ۔ دانت اور مُکھ صاف کرنا پڑتا ہے ۔

سنسار چھلکا ۔ پربھو امرت رس

(۲) پشو سب چیز چھلکے سمیت کھاتا ہے ۔ منش چھلکا اُتار کر رس لیتا ہے ۔ یہ سنسار چھلکا ہے ۔ اور پربھو ہی اُس میں رس ہیں ۔ اسی لئے منش کے لئے آدیش کا نمونہ ہے ۔ کہ سنسار کے بھوگ کو چھلکا سمجھے ۔

سچّا سواد

(۳) پشو سواد کے لئے نہیں کھاتا ۔ اس لئے سب قدرتی چیزوں کو

اُسی رُوپ میں کھاتا ہے۔ منش سب چیزوں کو اپنی ترکیب سے سوادی بنا کر کھاتا ہے۔ مگر جیبھ کے سواد کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اگر منش اُس سواد میں روحانیت کا سواد لیوے۔ تو وہ پدارتھ اس کے لئے امرت رس ہو جاوے۔

(۴) کبھی کوئی چیز دو چار چیزوں کے ملا دینے سے سوادی نہیں بنتی۔ جب تک اس کی نگرانی نہ کی جاوے۔ ورتی ایکاگر نہ کی جاوے۔ اس لئے منش کو سچّا سواد ورتی کی ایکاگرتا میں ہوتا ہے۔

---

۸ بجے۔ پراتہ

پربھو پراپتی ہر اوستھا میں

پروشال اور ہرشت ہردے چاہیئے!

آنند سروپ بھگون! کس بھانتی تم کو پاؤں؟

جو وستو جس رُوپ (اوستھا) میں ہوتی ہے۔ اُسے اُسی اوستھا کا بنکر لینا پڑتا ہے۔ اد تھات زمین پر ٹنیڈے کدو، گاجر، مُولی لگی ہوئی ہے۔ تو کھڑے کوئی منش اُس کو نہیں پا سکتا۔ زمین پر بیٹھ کر ہی اُن کو لے سکتا ہے۔ مگر کھجور یا آم کو جو کہ اونچے ہیں۔ پھل جنکا اُوپر ہے۔ نیچے بیٹھ کر نہیں لے سکتا۔ اوپر ہی چڑھنا پڑیگا۔ اور سنگترہ یا بینگن۔ بھنڈی آدی کے لئے اُوپر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھڑے کھڑے ہی لے سکتا ہے۔ ایسے ہی پرماتما جس اوستھا میں ہے۔ اُسی اوستھا میں لینا پڑیگا۔ پربھو کی آنند کی اوستھا ہے۔ تو منش کو پوجا اور بھگتی کے سمیہ ہرش اور خوشی سے بھر پور لینا چاہیئے۔ مُردہ دل، شوک آتر منش پربھو کو کیسے پائیگا؟

والیو کو منش کھڑے ۔ بیٹھے ۔ لیٹے ہر اوستھا ہیں لے سکتا ہے ۔ مگر تاک کھلا چاہیئے ۔ ایسے ہی پربھو کو بھی ہر اوستھا ہیں پا سکتا ہے ۔ مگر ہردیہ دوار کھلا چاہیئے ۔ ہردیہ دوار تب کھلتا ہے ۔ جب آلائش سے پاک ہو۔ جب منش ہرش ہیں ہوتا ہے ۔ تب کام' کرودھ ، لوبھ' موہ ، اہنکار کی جھپیٹ سے پاک ہوتا ہے ۔ جب ان ہیں سے کوئی چیز من ہیں رہیگی ۔ تب تک ہرش یا آنند کبھی نہیں سما سکے گا ۔ اور پربھو کو بھی نہیں پا سکیگا ۔

ویروار - ۲ ، پراتہ ۲/۳۹

سوالی کو پرسّن کرو ۔ مگر ـــــ کیسے ؟

ہے میرے دیا کے بھنڈار پربھو ! مجھے بہت بار لجیا آتی ہے ۔ جب کوئی منش محتاج کی شکل بنا' سوالی کے روپ سے کٹیا پر آکر ! بھنوا چلتے چلتے راستہ ہیں تیرے نام پر دست سوال دراز کر دیتا ہے ۔ کہ " خدا کیواسطے " ہیں غریب ہوں ۔ مجھے ۔۔ ۔۔ ۔۔ دو ۔ کبھی تو محتاج کی من مانگی چیز میرے پاس نہیں ہوتی کبھی میرا دل نہیں کرتا ۔ اور لعد ہیں پچھتاتا ہوں ۔ کہ تو بھی تو پربھو آشرت ہے اور وہ محتاج بھی تیری طرح پربھو آشرت ہے ۔ اور تیرے ہی پربھو کا نام لیکر اپنا استحقاق جتلا اپنا حق مانگتا ہے ۔ تو نے کیوں نہیں دیا ۔ جب تیرے پاس بھی تھا ۔

بھگوان ! انیک بار ایسا ہو جاتا ہے ۔ اور ہیں ڈانواڈول ہو جاتا ہوں ۔ میری بدھی کوئی رہنمائی نہیں کرتی ۔ ہیں آپکے ہی آشرت ہوں ۔ کرپا کرو ! میری رہنمائی کرو ۔ پربھو بھگت پربھو کے نام پر بکا ہوا ہوتا ہے ۔ اُسکا مشریہ

اس کا من۔ اس کا آتما اور اس کی تمام سمپتی (سروسو) اُسکا پربھو کے نام پر ارپن ہوتا ہے۔ جیسے دیش بھگت کا تن من دھن سب دیش ارپن ہوتا ہے۔ ہے سوتیہ دیو پربھو! میری تو بھر پوری زندگی ہوئی۔ نہ میں کسی سماج کے کام آیا۔ نہ کسی جاتی کو دیا۔ نہ دیش پر مرمٹا۔ نہ تیرے نام پر ارپن ہوا۔ جب ایک تانبے کا پیسہ دینے سے بھی کترا گیا۔ تو میرا پھر کیسا پوجن بھگتی؟ مجھے کیا پرنیت ہوتا ہوگا؟ جب میں تیرے نام کی اوٹ، تیرے نام کا آسرا لیکر مانگنے والے سے کان اَن سُنے اور منہ موڑ کر چل دیتا ہوں۔ آج تو پربھو تیرے چرنوں میں بیٹھے مجھے یہ بات اچاچیت اکھر اور اُبھر رہی ہے۔ جب پاس چیز نہیں ہوتی۔ اور کوئی سوالی مانگتا ہے۔ تو شرم آجاتی ہے۔ کہ میرے پاس نہیں۔ میں سوالی کو خالی بھیج رہا ہوں۔ مگر جب پاس ہونے پر کتراتا ہوں۔ تو بعد میں شرم آتی ہے۔ میری گائیتری اشٹ کے سوتیہ دیو! گپت پریرک پربھو! میری رہنمائی کرو! میری رہنمائی کرو!.........

یہ لجا جھوٹی لجا ہے۔ اپنے من سے اُٹھ رہی ہے۔ اپنی پوزیشن کے اہنکار کی لجا ہے۔ کہ میں پربھو آشرت ہوں۔ اور پھر پربھو کی چیز کو پربھو نام کے آشرے والوں کو نہیں دیتا۔ یا میرے در سے سوالی خالی جارہا ہے۔

پربھو آشرت کی نشانی ہے۔ سوائے پربھو کے اور کسی سے نہ مانگنا مُکھ سے نہ مانگنا۔ ہاتھ سے نہ مانگنا۔ آنکھ سے نہ مانگنا۔ پران سے، سانس سے نہ مانگنا۔ بلکہ سنکلپ سے بھی نہ مانگنا۔ یہ سنکلپ بھی نہ کرنا۔ کہ فلاں وستو فلاں منش مجھ کو لا دیوے۔ اوم' سچا پربھو آشرت تو وہ ہے۔ جو ننھے بچے کے نیائیں کوئی اچھیا پرگٹ نہیں کرتا۔ اچھیا ہی نہیں کرتا۔ ماتا اپنے آپ اس کی ضروریات حاجات کی سمیہ پر سُدھ لیتی ہے۔ اور دیتی ہے۔

مدھیم پربھو آشرت وہ ہے۔ بڑے بچے کے بنا ئیں سب کچھ اپنی ماتا سے مانگتا ہے۔ اور ماتا اُسے مناسب وستو مناسب موقعہ پر دیتی ہے۔ اور انکار بھی کر دیتی ہے۔ پرنتو بچہ دونوں میں راضی رہتا ہے۔ ماں کی مرضی کو اپنے لئے اوتم اور صحیح سمجھتا ہے۔ ایسے ہی آشرت۔ مگر جیسے کوئی کوئی بچہ اپنی مانگ نہ ملنے پر روتا۔ دُکھ کرتا اور ہٹھ کرتا ہے۔ ماں اُسے پورن تو کر دیتی ہے۔ مگر بچے کا سنسکار بگڑ جاتا ہے۔ ایسے ہی آشرت کا بھی بگڑ جاتا ہے۔

ادھم آشرت وہ ہے۔ جو اس بچہ کے بنا ئیں جو اپنے ماں باپ کے رشتہ داروں، دوستوں، مترّوں کے پاس جاتا ہے۔ اس نیت سے کہ وہ اُس کو اس کے ماں باپ کے ناطہ پر کھلائینگے۔ پلائینگے۔ پیسے دینگے۔

نکرشٹ اور نیچ آشرت وہ ہے۔ جو اپنے ماں باپ کے ناطہ پہ مانگتے ہیں۔ اور لوک لجا سے اُن کو مل جاتا ہے۔ داتی لوگ دے دیتے ہیں۔ یہ درجہ آشرت کا اپنے آشرے داتا کو بدنام کرنے والا ہوتا ہے یہ پربھو آشرت نہیں ہوتے۔ حریص۔ لالچی۔ آلسی۔ کام چور۔ مُلک کے لئے بوجھ اور اپنی عاقبت کو خاک میں ملانے والے بجائے آشرت کے وہ بھکاری کہلاتے ہیں۔ کسی کی نظر میں مان کی درشٹی سے نہیں دیکھے جاتے ہاں ان سے کٹو وچن سے انکار کرنا یا بولنا تو ایک پاپ خرید کرنا ہے۔ مگر نہ دینا ان کی مُنہ مانگی چیز جو اس سے کسی دُوسرے بہترین کام میں لگنے کی سنبھاونا سے رکھی ہوئی ہے۔ پاپ نہیں۔ لجیا نہیں کرنی چاہیئے کوشش کرو۔ کہ کوئی ایسا سوالی تم سے خالی نہ جائے۔ ایسا بھُوکا بھُوکا نہ جائے۔ جو تمہارا سوال حل کرنے آیا ہو۔ اور میں اسی رُوپ میں لبس رہا

ہوتا ہوں - اِسلئے تمیز نہ کر سکنے کے سبب میرے بھگت! کسی کو خالی نہ بھیجتے تھے - دھن نہیں تو انّ - انّ نہیں تو چھولے - چھولے نہیں تو پانی - پانی نہیں - تو میٹھی بانی سے سوالی کو پرسن کرتے تھے - اور جب چیز ہی پاس نہیں - اور جو تم رکھتے نہیں - مانگنے والا بھکاری ہے - تو بھکاری کو کسی اور جگہ سے مل ہی جاوے گی - ہاں سمجھو - کہ بھگوان آزمائش کر رہے ہیں - تمہاری بھول ہے - بھگوان اپنے بھگت کی ایسی آزمائش نہیں کرتا - جب اُسے پتہ ہے - کہ یہ وستو اس کے پاس نہیں - بھگت تو بھگوان کی آزمائش بھلے کرے - مگر بھگوان تو تب کرے - جب وہ دیوے - اور پھر اپنے لئے مانگے - جب ماتا پتا اپنے بچہ کی پریکھشا لیتے ہیں - اُسکو مٹھائی دی - پیسہ دیا - پھر ہاتھ پھیلا کر مانگا - کہ مجھ کو بھی دو - بھگوان تو سچ مچ ماتا پتا کا سروپ ہیں - بھگت اور بھگوان کا کھاتہ' ماتا اور پتُر کا رہنا ہے -

من اور آتما کا آنند

۵ $\frac{1}{۳۶}$ - ایتوار - ۹ بجے صبح

پراکرتک وستو سے من کو آنند
نام جپن اور منن سے آتما کو آنند

اِنسان کی آنکھ' ناک' کان' مکھ اور تُوچا یہ سب کے سب کسی نہ کسی رُوپ میں منش کو آنند دیتے ہیں - مگر آنکھ - ناک - کان - اُپستھ اندری آدی کا جو آنند ہے - وہ پراکرتک آنند کو دلا سکتا ہے - کیونکہ پرکرتی اور جیو میں فاصلہ ہے - اِسلئے سب پراکرتک چیزیں من کو آنندت کر سکتی ہیں - جیو آتما کو نہیں - اور من چنچل ہے - اِس لئے

وُہ آنند بھی چنچل رُوپ ہیں رہتا ہے۔ ایک رس نہیں رہ سکتا۔ ایک زبان ہی ہے۔ جو بے فاصلہ ہو کر آنند دلاتی ہے۔ جب تک کسی چیز کا زبان سے فاصلہ ہے۔ تب تک زبان آنند نہیں لے سکتی۔ نہ من اور آتما کو آنند آسکتا ہے۔ جب کوئی بھی پدارتھ اُس سے ایکت ہو جاتا ہے۔ تب سواد آتا ہے۔ آنکھ، ناک آدی باہر کی اندریاں ہیں۔ اسلئے باہیہ پدارتھ کا آنند لے سکتی ہیں۔

پرماتما اندر ہے۔ اسلئے زبان سے اُسکا آنند مل سکتا ہے۔ جیسے پدارتھ کا سواد ایکت ہونے سے ملتا ہے۔ ایسے ہی پربھو نام جبھا سے ایکت ہو جانے سے ہی اصلی رس اور سواد آنند دے سکتا ہے۔

(۲) آنکھ کان کھُلے رہیں۔ تو باہیہ سونڈریہ۔ راگ سُر۔ خوشبو کا آنند آتا ہے۔ مکھ بند ہو جائے۔ تو رس کا سواد آتا ہے۔ مکھ کھُلا رہے۔ تو سواد نہیں آئیگا۔ اسلئے پرماتما کا سواد لینے کے لئے جبھا سے پربھو نام کو ایکت کر دیا جاوے۔ اور مکھ ہونٹ بند کر دلئے جاویں۔ تو خوب آنند آتا ہے۔ یہی نام جپ کی سرشیٹ ودھی ہے

۲۶/۱ - ۷ - منگلوار - ۱۲،۴۵ - دوپہر

گرہستی اور ورکتی کے آنند میں بھید

پرماتما کو پیارا وہی لگتا ہے۔ جو اُس کے بھیس میں اُس کی نقل کرتا رہتا ہے۔ اسلئے گرہستی ہی اسکا نمونہ ہے۔ پرماتما آنند سرُوپ ہیں۔ گرہستی کے سب کاروبار اس کو آنند دینے والے

ہوتے ہیں ۔گرہستی کی سب اندریاں اسکو آنند دِلاتی ہیں ۔ گرہستی آزاد ہے ۔ اور ورکتی بندھا ہوا ہے ۔ گرہستی کی آنکھ سوندریہ دیکھ کر اسے پرسّن کرتی ہے ۔ کان راگ رنگ سُنکر ۔ ناسکا خوشبو سونگھ کر جبھا سواد لے کر ۔ مکھ بچہ کو چوم کر ۔ بانی بچہ کی اُستتی کر کے ۔ ہاتھ اور سینہ جسم گلے لگا کر ۔ جنن اندری پتنی سنگ سے ۔ منش کو اتی اتی پرسّن کر دیتی ہے ۔ ورکتی اور گرہستی کی ایک گدا اندری برابر ہے ۔ جو مل تیاگ کرتی ہے ۔ باقی اندریوں سے گرہستی سدا آنند لیتا ہے ۔ مگر ورکتی کو سدا ان سب اندریوں پر کوڑا اور آنکس رکھنا پڑتا ہے ۔ گرہستی کو اسلئے ادھیکار ہے ۔ کہ وہ پرجاپتی ہے ۔ سب پرجا کی پالنا کرتا ہے ۔ اور ورکتی کیول اپنے پیٹ کی پالنا کرتا ہے ۔ اور وہ بھی گرہستی کے اَنّ دھن سے وہ بھکاری ہے ۔

(۲) گرہستی کو آنند پرکرتی کی اُپاسنا سے ملتا ہے ۔ جن میں اندریاں سادھن ہیں ۔ اسلئے وہ محتاج ہے ۔ اور ورکتی پرماتما کا اُپاسک ہے ۔ جن کا کوئی وسیلہ درمیان میں نہیں ۔ آتما کا پرماتما کے ساتھ براہِ راست سمبندھ ہے ۔ اسلئے ورکتی وسیلہ کا محتاج نہ بننے کی خاطر اندریوں پر کوڑا رکھتا ہے ۔ اور برہم آنند کو پراپت کرتا ہے ۔ گرہستی کو آنند کھن میں ہی مِل جاتا ہے ۔ اسلئے وہ کھن میں ہی مِٹ جاتا ہے ۔ ورکتی کو آنند بہت کال کے پشچات ملتا ہے ۔ اسلئے بہت کافی دیر تک رہتا ہے ۔

ویراگ کا سادھن

(۳) راگ اور ویراگ کا کارن ایک ہی چیز ہوتی ہے ۔ جیسے ایک آدمی کے چند لڑکے ہیں ۔ ایک لڑکا مرگیا ۔ اب اسے دوسرے زندوں

سے زیادہ موہ بڑھ گیا۔ جتنے ادھک مرتے گئے۔ اتنا ادھک باقی سے موہ بڑھتا گیا۔ اور کسی کو لڑکے کی موت سے ویراگ ہو گیا۔ جتنے مرے۔ اتنا ادھک ویراگ ہوتا گیا۔

(۴) ویراگ ہوتا ہے چیز کی اصلیت کے نشچے ہو جانے سے۔ اور راگ ہوتا ہے اگیان سے۔ اسلئے گیان ہی ویراگ کا سادھن ہے

وقت ۲۵ ؍ دوپہر

جہان ــــ جہان

॥ओ३म्. ईशा वास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत्
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ॥

جگت وہ ہے۔ جو گتی کرے۔ سنسار وہ ہے جو چلتا رہے۔ کیونکہ یہ پانچ تتوؤں کا بنا ہوا ہے۔ اور پانچوں تت گتی شیل ہیں۔ پرتھوی جل۔ اگنی۔ وایو چلنے ہیں۔ آکاش اگرچہ وبھو ہے۔ تاہم اسکا دِشہ آواز گتی کرتی ہے۔

جہان کی زبان۔ نقارہ خدا

(۲) جہاں گتی ہے وہاں آواز ہے۔ جہاں آواز ہے وہاں گتی ہے۔ وایو چلتی ہے۔ تو آواز کرتی ہے۔ اگنی سے آواز نکلتی ہے۔ پانی آواز نادکرتا رہتا ہے۔ پرتھوی کی رفتار اتی تیز ہے اسلئے ہمکو سنائی نہیں دیتی۔ ورنہ آواز ہوتی رہتی ہے۔

بھجن ہیں من کے بچن

(۳) پربھو کے بھجن ہیں من جب تک چلایمان

رہتا ہے۔ تب تک اندر ہی اندر شبد ہوتا رہتا ہے۔ اور اسی لئے چلایمان من والوں کے لئے بانی دوارہ۔ شبد دوارہ پربھو کا بھجن ہوتا ہے۔ اور جب سمادھی لگ جاتی ہے۔ تب من بے حرکت ہو جاتا ہے۔ کوئی آواز یا جپ بھجن شبد سے نہیں ہوتا۔ آکاش کیطرح ایک رس ہو جاتا ہے۔

وقت ۳۵،۱ دن

ورکتی کا مکان

گرہستی اپنے مکان۔ محل۔ اور اس کی سمپتی کی رکھشا کے لئے جب وہ باہر جاتا ہے۔ تو باہر سے تالا (قفل) لگاتا ہے۔ مگر ورکتی اس سے الٹ کرتا ہے۔ وہ جب اندر بیٹھتا ہے۔ دھیان میں۔ تو باہر سے تالا لگا دیتا ہے۔ (اندریہ رُوپی دروازوں کا) اور جب وہ باہر سنسار میں جاتا ہے۔ تو اندر سے تالا لگا دیتا ہے۔ تاکہ باہر کی وشئے واسنائیں اندر داخل نہ ہو سکیں۔

وقت ۱۵،۷ شام

نام کرن سنسکار

بچے کا نام کیوں ۱۱ ویں دن رکھا جاتا ہے؟

استریوں کا ماسک دہرم نچھتروں کے حساب سے ہوتا ہے نچھتر ، ہیں۔ جتنے دن میں کسی استری کو رِتو آتا ہے۔ اُس سے دس

گنُ دِن میں بچہ کا جنم ہوتا ہے۔ اَور رِتو کی چار راتیں چھوڑ کر باقی ۱۲ راتریوں میں گربھ ٹھہر سکتا ہے۔ پیچھے نہیں۔ جیسا آیوروید کے مت میں کل سولہ (۱۶) راتری کا کورس ہے۔ اس میں اشٹمی۔ ۱۱ویں تیرھویں۔ چودس۔ اماوس یا (پورنماشی) ۵ راتری ورجت ہیں۔ ۱۶۔ ۵ باقی ۱۱ دن رہتے ہیں۔ رِتو کے ۱۰ گنا ہیں جیسے بچہ ہوتا ہے۔ ایسے پرسوتا دسویں دِن پرسوتا کار سے اُٹھائی جاتی ہے۔ اَور گیارھویں دن اسنان کرتی ہے۔ گیارہ دن کے دوران میں بچہ گربھ میں آتا ہے جب گرہست ہوتا ہے۔ اِسلئے گیارھویں دِن کی تِتھی نام کرن سنسکار کی مقرر کی جاتی معلوم ہوتی ہے۔

(۲) گیارہویں دِن نہ کر سکنے کے بعد ۱۰۱ دِن میں کیوں؟ پہلے کیوں نہیں؟

نشکرمن سنسکار کا سمہ پورے تین ماہ ہے۔ اِس لئے ۳۰×۳ = ۹۰+۱۱ دن رکھکر ۱۰۱ دن مقرر ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۳) اگر ۱۰۱ دن میں نہ ہو سکے۔ تو ایک سال کے پشچات اُسی تِتھی میں جب بچہ پیدا ہوا۔ کیوں نام رکھا جاوے؟

سالگرہ ارتھات جنم گانٹھ منانے کا رواج تھا۔ اسلئے جنم گانٹھ کے سمبندھ سے اسی تِتھی پر جب کہ جنم ہوا۔ یادداشت کے طور پہ کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔

سیوا ۔ ۹۳/۱ ۔ ۴۰ ۔ ۳۳ ہراتہ ۔ دیرادار

بانی دوارہ

سیوا ایک پرکار کی ہے۔ سب سے پہلی سیوا جو ہوتی ہے۔ وہ بانی

دوارہ عمل میں آتی ہے۔ جو سب سیوائیں کرتا ہے۔ مگر بانی کی سیوا سے کتراتا ہے۔ وہ سیوئیہ میں کم جگہ پاتا ہے۔

۹ بجے پراتہ

جیون مندر کی تعمیر میں شاقول کا استعمال

ایک معمار جب دیوار بناتا ہے۔ یا کوئی ستون (ستمبھ) تعمیر کرنے لگتا ہے۔ تو بار بار شاقول سے سیدھائی کو ماپتا رہتا ہے۔ کہ کہیں سے ٹیڑھاپن ترچھاپن نہ آجاوے۔ اور ترازو و تولنے والا دوکاندار بار بار اپنی درشٹی کا بھی (ترازو) میں رکھتا ہے۔ کہ کنڈائی (پاسنگ) نہ پڑ جاوے مگر افسوس ہے۔ منش سادھک جو اپنے جیون کے مندر کو بنانا چاہتا ہے۔ پربھو بھگتی کے ستمبھ کو بناتا ہے۔ مگر بُدھی کے شاقول (مہاتماؤں کے جیون رُوپی) سے نہیں ماپتا۔ نہ کبھی وچارتا ہے۔ کہ کہیں سے غلطی تو نہیں کر رہا معمار یا مزدور ذرا بھی سُستی سے کام کرے۔ تو مالک اُسے خفا ہوتا ہے۔ کہ تو حرام خوری کرتا ہے۔ مگر سادھک کا من جب سُستی کرتا ہے تو مالک (جیو آتما) اُسے کہتا ہی کچھ نہیں۔ پھر کیسے اور کتنی دیر لگیگی مندر بنانے میں؟ بھول گیا ہے۔ باہر کے کاموں میں چترائی بہت دکھاتا ہے۔ اندر سے سویا ہوا ہے۔

۹ بجے قریب پراتہ

کُوواسنا بھیانک روگ ہے

جیسے ایک بلوان آدمی کو جو وبایا یام کرتا ہے ۔ شریر بیں بڑا ابل ہوتا ہے ۔ اَور جب اُسے تھوڑا سا بخار آجاتا ہے ۔ تو اس کی کچھ طاقت اُس بخار کے نِکالنے اَور مقابلہ کرنے یں صرف ہوجاتی ہے ۔ اَور اُسکا چہرہ کمزور دِکھائی دیتا ہے ۔ اَور اسے اس کمی کو پُورا کرنے کے لئے نئی طاقت پَیدا کرنی پڑتی ہے ۔

اَیسے ہی

ایشور کا بھگت پربھو بھگتی سے بڑا زور پالیتا ہے ۔ جو شریر یں کبھی نہ سما سکے ۔ اگر اُسے درمیان میں کُوواسنائیں نہ آگھیریں ۔ اس بچارے بھگت کا زور کُوواسناؤں کے دبانے یں بار بار لگتا رہتا ہے ۔ اِسلئے اس کی طاقت اُدھر صرف ہوجاتی ہے ۔ اَور پھر روزمرہ نئے سرے سے اُسے طاقت (بھگتی سے) پیدا کرنی پڑتی ہے ۔ نہیں تو پربھو کا بھگت تھوڑے ہی کال یں مُکتی کو ہاتھ مارلیوے ۔

ہاڑ ۱۰ ۔ شکروار ۔ ۹ بجے پراتہ

جِتنا اُوتّم جیون ہوگا ۔ اُتنی اُونچی کا بھے

(۱) منش جب بہت اُوپر چڑھ جاتا ہے ۔ تو اُسے نیچے کیطرف دیکھنے یں بھے لگتا ہے ۔ ئیسے ہی جو سادھک اُونچی منزل یں چڑھ جاتا ہے

تو وُہ بھی ڈر کے مارے کہ کہیں گر کر چکنا چُور نہ ہو جاؤں۔ نیچے (ریج) (وچالہ) نہیں دیکھتا۔

پہرے دار

(۲) سادھک اَور بدمعاش میں کیا فرق ہے؟ بدمعاش پر بھی پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ اَور سادھک پر بھی۔ فرق یہ ہے۔ کہ بدمعاش پر پہرہ سرکار رکھتی ہے۔ پرجا کی حفاظت کے لیئے۔ اَور وُہ بدنام ہوتا ہے۔ مگر (ب) سادھک پہرہ اپنی پولیس کا اپنے اُوپر کرتا ہے۔ اندر یہ رُوپی پرجا کے لیئے۔ اَور اِس میں اس کی نیکنامی ہوتی ہے۔ سادھک کے من پر پہرہ رہتا ہے۔ اَور بدمعاش کے جسم پر۔ بدمعاش کی کَو واسنائیں نہیں دبتیں۔ اَور سادھک کی کو واسنائیں مرجاتی ہیں۔ بدمعاش موقعہ کی تاک میں رہتا ہے۔ کہ پولیس ہٹے اَور بدمعاشی کر لوں۔ مگر سادھک اس تاڑ میں رہتا ہے۔ کہ میری پولیس ہٹنے نہ پائے۔ بدمعاش کی پولیس کی وردی کالی ہوتی ہے۔ اَور سادھک کی پولیس سفید ستوگنی رنگ کی ہوتی ہے۔ بُدھی اَور بھگتی۔ انتہات بُدھی پولیس مین ہے۔ اَور بھگتی اُس کی وردی ہے۔

تین لوک اَور اُن کا سہارا

ہاتھ ۱۲ - ۷ بجے پراتہ۔ ایتوار

بھوتک جگت	ادھیاتمک جگت	دیوک جگت
پرتھوی لوک	سوریہ لوک	انترکش لوک
شریر	آتما	من

منش کا بھوتک۔ دیوک۔ ادھیاتمک تین لوکوں سے واسطہ ہے دیو

لوک میں تو وایو۔ اگنی۔ جل۔ سہارا ہے۔ سنسار کی سنفتی کا ادھ بھونگ ہیں (شریر میں) وات۔ پت۔ کف سہارا ہے۔ شریر کی تندرستی اور بگاڑ انہی تین پر مدار ہے۔ اور ادھیاتمک جگت میں سوکھشم شریر کے لئے ترگن یکتی (شردھا) ودا۔ بتین ہیں۔ ان کے سم رہنے سے بدھی درست رہتی ہے۔ ان کے کم و بیش ہو جانیسے بدھی میں وکار آجاتا ہے۔

وایو۔ اگنی۔ جل کو تو پربھو ہی ٹھیک رکھ سکتے ہیں۔ وہی ان کے پرم وئید راج ہیں۔ وات۔ کف۔ پت کے بگاڑ کے لئے حکیم کیمز ورت ہے۔ اور یکتی، واد کے سنوار سدھار کے لئے گورد کیضرورت ہے۔ جو اسے اپنی سیما پر رکھے۔ اور اپدیشک جو اسے ٹھیک کرے۔ ان تینوں کو ٹھیک کرنے کے لئے یگیہ ہی ایک پرم اوشدھی ہے۔

۲۶/۱ ۱۳ - سوموار - لوہڑی

سمبندھ کا کارن تیاگ اور گرہن

آنکھ مکھ کے پاٹ کھلیں اور بند ہوں۔ مگر کان اور ناسکا کے سدا کھلے رہیں۔

بکری کے کان

پرماتما نے پرانیوں کا سمبندھ تو ایسا ایک دوسرے سے بنایا تھا۔ کہ ایک کا نکالا (تیاگ) اور دوسرے کا گرہن ہے۔ اور قدرت سے زور اندری عمل میں آتا رہتا ہے۔ مگر منش نہ سمجھا۔ جب منش یہ سمجھ جائے۔ کہ میرا اپان

بسپتی کا پران ہے۔ اور بنسپتی کا اپان میرا پران ہے۔ میری مل پرتھوی اور انیہ کھدر جنتوؤں کا جیون آدھار ہے۔ اور ان کا تیاگ مل میرا جیون ہے۔ تو منش ارادہ سے تیاگ کریگا۔ ارادہ سے کیا ہوا تیاگ یگیہ کہلاتا ہے اور یگیہ سے انتہ کرن شُدھ سار و بھوم بن جاتا ہے۔ حلوائیوں کا گھی اپنے آپ اُڑ اُڑ کر آکاش میں میگھ کا کارن بن رہا ہے۔ مگر وہ نہ تو اُسے بند کر سکتے ہیں۔ اور نہ خوشی سے بھاونا کر کے تیاگ کرتے ہیں۔

۱۴ ۱/۴ - ۳۵ و ۵ پرانہ - منگلوار

(۱) آنکھ کے دو پاٹ۔ مکھ کے دو پاٹ ہیں۔ کان اور ناسکا کے پاٹ نہیں بند ہو سکتے۔ اور یہہ آنکھ اور مکھ کے پاٹ دونو کھلتے اور بند ہوتے رہتے ہیں۔ یہہ کیوں؟

(۲) آنکھ اوپر۔ مکھ نیچے منش کا ہے۔ اوپر سے نیچے تک استھان زمین اور آسمان دونو کو بند کرنا یا قلابے ملا دینے کا نام ہے۔ انتر دھیان ہو جاتا ہے۔ تب راز کھلتا ہے۔ کیول آنکھ۔ مکھ۔ ناسکا کے بند کر کے بیٹھنے سے راز نہیں کھلتے۔ بلکہ زمین آسمان کی مانند کرنے سے کھلتے ہیں۔

(۳) اکثر پشوؤں کے کان کھڑے ہیں۔ مگر بکری کے نیچے لٹکے ہوئے کیوں؟ پرماتما کی قدرت عجیب ہے۔ بکری پشو ہو کر منش کی طرح "میں" بولتی ہے۔ اس "میں" کے بدلے کان سے پکڑی جاتی ہے۔ منش بھی "میں" سے گوشمالی کھاتا ہے۔

۳۶/۱-۱۵ - ۹,۵۵ صبح ۔ بدھوار

میں میلا ۔ تم اُجّل کرنا

ماتا جیسے اپنے پُتر کی میل کو آپ صاف کرتی ہے ۔ بچّہ روتا رہتا ہے ۔ تو بھی وہ اُس کی میل بڑے پیار اور چاہ سے صاف کرنے میں اپنا سُکھ مانتی ہے ۔ اور اُسے اُجل کر کے خود پرسّن ہوتی ہے ۔ ایسے ہی بھگوان بھی اپنے پیارے بھگت کی میل آپ دُور کرتا ہے ۔ چاہے بھگت نہ بھی چاہے مگر بھگوان اسے صاف کر کے ، اُجل کر کے ہی پرسّن ہوتے اور آشیرباد بھی دیتے ہیں ۔

۳۶/۱-۱۷ - ۳۵,۶ پراتہ ۔ شکروار

تین طرح کے نیتر ٭ رجوگنی ستوگنی تموگنی

کچھ ایک منش باہر کی آنکھوں سے باہر ہی دیکھتے ہیں ۔ باہری ساز و سامان ، ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں ۔ یہ لوگ رجوگنی اور ویوہارک ویش ورتی کے ہوتے ہیں ۔ دُوسرے لوگ باہر کے پدارتھوں اور پرانیوں کو اندر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں ۔ اور ویسے متاثر ہوتے ہیں یہ لوگ ستوگنی برہمن ورتی کے ہوتے ہیں ۔ تیسرے منش اندھ نیتر کیطرح نہ باہر سے دیکھتے ہیں ۔ نہ اندر سے ۔ اپنی ہی آکرتی پر کرتی رکھتے ہیں ۔ وُہ تموگنی منش شودر ورتی کے ہوتے ہیں ۔

۳۰ د ۲ ۔ بعد دوپہر

اِمتحان

بھگوان جب وشومبھر اور رزاق مطلق ہیں ۔ تو کیوں دشکال کر دیتے ہیں ۔ کیوں جل سے دلیش شونیہ کر دیتے ہیں ؟ ایسے موقعہ پر سوسائیٹیاں اور لوگ کیوں سیوا کے لئے خوشی خوشی دوڑتے ہیں ۔ کیا بھگوان خود نہیں کر سکتا ۔ ؟ ——— یہہ پربھو کی اپار کرپا ہے اپنے جیوں پر ۔ کہ سمیہ سمیہ پر ایسا کر دینے سے وہ اکڑے ہوئے اینٹھ میں بیٹھے ہوئے بھولے منشوں کی یاد دہانی کراتا ہے ۔ اور لوگوں کو سمبندھ دھرم سمجھاتا ہے بھگوان ایسے موقعہ پر ادھیکاری چُنتے ہیں سبھی لوگوں کو سیوا کرنی نصیب نہیں ہوتی یہ کسی کسی بھاگیوان کے حصّہ میں آتا ہے ۔ اور ایسا منش اس منزل میں اتیرن ہونے سے اونچی پد کو پراپت کر لیتا ہے ۔

جہاں اُنّ کا ابھاو ہے ۔ وہاں بھگوان انّ کے دوارہ سیوا چاہتے ہیں ۔ جہاں جل کا ابھاو ہے ۔ وہاں جل کے دوارا ۔ جہاں وستر کا ابھاو ہے وہاں وستر کے دوارا ۔ جہاں آشرے کا ابھاو ہے وہاں آشرے دوارا ۔

اِسی موقعہ پر ہی سیوا کرنے والا منش بھگوان کی سچّی خوشی کو پراپت کرتا ہے ۔ اور پربھو کے گُن ۔ دین دُکھی کے سہائیک ۔ غریب نواز ۔ پوشک ۔ رکھشک کی پدوی پاتا ہے ۔

اینوار - ۵½ پراتہ - ۱۹۳۶

آسن کی ضرورت

لوٹا کو کسی نے پانی سے بھر دیا۔ مگر لوٹا کی Bottom (تل) سم نہیں۔ تو وہ جدھر کو نشیب دیکھتا ہے۔ اُدھر ہی گر پڑتا ہے۔ پانی نکال گرا دیتا ہے۔ پانی لوٹا میں محفوظ تب رہ سکتا ہے۔ جبکا تل ہموار ہے۔ ایسے ہی اُپاسک کے اندر بھگتی تبھی ٹک سکتی ہے۔ جب وہ آسن ٹھیک لگا سکتا ہو۔ جبکا آسن ہی ٹھیک نہیں۔ جو من کو سِتھر نہیں کر سکتا۔ اُس میں کیسے بھگوت پریم ٹھہریگا۔

۹ بجے دن

اوگن ہارا ــــــ میں کہ پشو

منش سب پرانیوں سے اسلئے بڑا ہونے کا فخر کرتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ مجھ میں سب کچھ ہے۔ (درشیہ) سب پرانی اکھٹے ہو رہے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے گنوں کا ورنن کر کے اپنے آپ کو بڑا بتلا رہا ہے۔ منش بولا۔ کہ تم سب میں ایک ایک گن ہے۔ اور مجھ اکیلے میں تم سب کے گن ہیں۔ بار بردار بولے۔ ہم بوجھ اُٹھاتے ہیں مسافروں کا۔ منش بولا تم صرف منشوں کا بوجھ اٹھاتے ہو۔ میں منشوں اور پشوؤں کا۔ اپنا، اپنے کٹنب۔ اپنی سماج۔ اپنی جاتی، اپنے دیش کا بوجھ اُٹھانیوالا ہوں۔ بیل آدی بولے۔ ہم ان پیدا کرتے ہیں۔ منش بولا۔ تم ایک کھیت

کاان پیدا کرتے ہو۔ میں کئی مُلکوں کا ان پیدا کرتا ہوں۔

گھوڑا ہاتھی ہرن بولے۔ ہم تیز رفتار دوڑتے ہیں۔ اور راجہ کی سواری ہیں لڑائی میں کام آتے ہیں۔ منش بولا۔ یہ شریر بھی جیو آتما روپی راجہ کی سواری ہے۔ اور تم تو کبھی کبھی سنگرام میں جاتے ہو۔ یہ کٹھن کٹھن یُدھ کرتا ہے۔ ہرن سے بھی بہت تیز دوڑتا ہے۔

اب اوگنوں والے بھی بولے۔ لومڑی نے کہا۔ میں مکّار ہوں۔ منش بولا۔ تم پشوؤں سے مکّاری کرتی ہو۔ میں پشو اور منش دونوں سے کرتا ہوں۔ تمہارا پتہ لگ جاتا ہے۔ میرا پتہ نہیں لگتا۔ کتّا بولا۔ میں کھا کر بھونکتا ہوں۔ منش بولا۔ تم صرف بھونکتے ہو۔ میں کاٹ بھی لیتا ہوں۔ گدھا بولا۔ میں ہٹّی ہوں۔ منش بولا۔ تم مار کھانے سے ہٹ چھوڑ دیتے ہو۔ میں پھانسی پر چڑھ کر بھی نہیں چھوڑتا۔ کوّا بولا۔ میں بولتا نہیں تھکتا۔ منش بولا۔ تم تھوڑا بولتے ہو۔ میں زیادہ بولتا ہوں۔ گِدھ چیل بولے۔ ہم مُردار کھاتے ہیں۔ منش بولا۔ تم مُردہ کو کھاتے ہو۔ میں زندوں کو نگل جاتا ہوں۔ شیر بولا۔ میں راجہ ہوں۔ منش بولا۔ تم جنگل کے راجہ ہو۔ پشوؤں کے راجہ ہو۔ میں راجہ ہوں منشوں کا۔ تم پشوؤں کو کھاتے ہو۔ میں پشوؤں اور منشوں دونوں کو کھاتا ہوں۔

جتنے بھی گُن اوگن دوسرے پرانیوں کے ہیں۔ سب میں اکیلے اکیلے کے اپنے اپنے ہیں۔ مگر انسان میں سب کے سب پرانیوں کے ایک ہی اکیلے میں ہیں۔

۱½ بجے بعد دوپہر

بھگت اپڑ اپکاری بن یا کما کے کھا اور بھگتی کر

جو بھگت سارے دن پربھو کی بھگتی جیپ آدمی میں لگا رہتا ہے۔ اور کوئی اپکا

یا کرم نہیں کرتا۔ نہ ہی پڑھاتا۔ اُپدیش کر سکتا ہے۔ نہ لوگوں کو کسی مارگ پر لگا سکتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں پربھو بھگتی میں لگا ہوا ہوں۔ جو سب سے اوتم کام ہے۔ روٹی بھگوان دلا دیگا۔ اسے روٹی تو اچھی سے اچھی مل جاویگی۔ مگر اسکے اپنے پلے بہت تھوڑا پڑیگا۔ جیسے مزدور کے پلے یا نوکر تنخواہ دار کے پلے بہت کم پڑتا ہے۔ اور اس کی ساری کمائی اسکے مالک روٹی دینے والے کی ہوتی ہے۔ ایسے اس بھگت کی بھی اپنی روٹی کے بدلے چلی جاتی ہے۔ معمولی مزدوری اس کے حصہ میں رہتی ہے۔ اسلئے پربھو بھگت کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اُسے مالک بننا چاہیئے۔ دوسری بار (فصل) اُٹھانی چاہیئے۔ نہ ایک مزارعہ۔ جسکا محصول لگان بھی اور لے جاوے۔ لاگی لاگا لے جاویں اور آپ کو بیج بھی نہ بچے۔ ہاں جب پربھو بھگت بھگتی کیساتھ پروپکار کرتا ہے۔ اسکی بھگتی نہیں بکتی۔ اُپکار بدلے روٹی مل جاتی ہے۔ بھوگ کرم سے بنتا ہے۔ کرم کر کے جو منش بھوگ لیتا ہے۔ اس کی بھگتی محفوظ رہتی ہے۔ اور جو کرم نہیں کرتا۔ اسکی بھگتی پھر کرم بن جاتی ہے۔ بھگتی نہیں رہتی۔

۹ بجے شام

واچک جاپ مانسک جاپ میں بھوانتر

بانی اور من میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان میں۔ باہر کی زبان سے جپ کرتے ہیں۔ رس نہیں آتا۔ باہر کی زبان باہر کے پدارتھوں کا رس لے سکتی ہے پربھو نام رس تو اندر کی جیبھا جو واک کی واک ہے۔ لے سکتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری اس زبان سے کی ہوئی بھگتی ہمیں رس

پاپ نہیں کرا یا کرتی۔ جیسے کہاوت ہے۔ کہ مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوسکتا۔ ایسے اوم اوم کہنے ماتر سے استکتی بھی نہیں آسکتا۔ پہلے میں کہتا تھا۔ کہ یہ مثال غلط ہے۔ کیونکہ مصری اور زبان میں فاصلہ ہے۔ مگر زبان اور رام نام میں فاصلہ نہیں ہے۔ وہ زبان میں بھی ویاپک ہے۔ مگر آج پتہ چل رہا ہے۔ کہ نہیں۔ یہ زبان من سے فاصلہ پر ہے۔ جو من پربھو کا نواس استھان ہے۔ پربھو سروویاپک تو ہیں۔ مگر جب تک اُپاسک وچار اور اُپاسک ویاپک نہیں بن سکتا۔ تب تک اس کی جیبھا اور من میں فاصلہ ہے۔

راتری رکھشا

پربھو آشرت! پربھو پتر بنکر جو تمام سنسار کی دیویوں کو پتری کہتا ہے۔ اور جس کے وشواش پر انفات پربھو کے نام کے وشواش کہ یہ مہاتما پربھو کا پتر ہے۔ اُسے پتا پتا کے نام کھلے شبدوں میں پکارتی اور کوئی گھونگٹ پردہ نہیں نکالتی ہے۔ اگر ایسا پربھو پتر راتری کو خواب کے سمے جبکہ اس کے انتہ کرن میں سوریہ کی روشنی ہے۔ نہ چاند کی، نہ لیمپ کی۔ سو تم پربھو کی اپنی سامرتھ کی روشنی ہے۔ اور اُس اوتم روشنی میں ہی پربھو چھپے ہوئے اپنے پتر کے پاس آتے ہیں۔ وہ اپنے کو اکیلا جان کر کسی بھی دیوی پر نظر بد سے، کانٹری آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو

وُہ اپنے پتا کے نام کو کلنک کرتا ہے ۔ اپنے دِویہ اِشٹ کو بٹہ لگاتا ہے ۔ پر بھُو پریتم کی ہتک کرتا ہے ۔ پر بھُو پتر کو آریہ کہتے ہیں ۔ وید میں آریہ شبد ہی پر بھُو پتُر کے لئے آیا ہے ۔ آریہ بننا آریہ کہلانا خوش قسمتی ہے ۔ اس کی حفاظت لازمی ہے ۔

اپدیش ۲۱ - ۵ اپریل - منگلوار

اسُر کو پاپ سے لجّا کیوں نہیں آتی ؟

منُش کی آنکھ گیان اندریوں کو کیوں نہیں دیکھ سکتی ؟

پشُو صرف پاؤں کو دیکھتا ہے

(۱) منش کی آنکھیں اپنے شریر کو گردن سے نیچے سب انگ دیکھتی ہیں پشو اپنی آنکھوں سے اپنے کسی بھی انگ کو سوائے پاؤں کے نہیں دیکھ سکتا ۔ پرماتما کی اتی کرپا ہے ۔ کہ منش اپنے کرم کو اپنی آنکھ سے دیکھے ۔ اور گیان اندریوں کو نہیں دیکھ سکتا ۔ اسلئے کہ وہ اپنے گیان سے اگیانی ہے ۔ ورنہ اسے ابھیمان آجائے ۔ دوسرے ذریعہ سے ارتھات شیشے سے اُسے گیان اندریوں کا علم ہوتا ہے ۔ کہ کیسی ہیں ۔ ایسے ہی اپنے گیان کا دوسرے سامنے کے گیانی سے اُسے اپنی تمیز ہو سکتی ہے ۔ جو ایسا نہیں کرتا ۔ وہ پشو سمان ہے ۔

اسُر پاپ سے لجا کیوں نہیں کرتا ؟ (۲) امیر آدمی کے کپڑے کو

اگرتا کی لگ جائے۔ یا وہ پھٹا ہوا یا میلا کپڑا پہنے۔ تو اسے لجا آتی ہے۔ اسی طرح ادھیاتمک صورت میں جو پربھو بھگت ہے۔ نیکی کا دھنی ہے۔ اسے تھوڑے سے پاپ یا کو واسنا سے بھی لجا آتی ہے۔ مگر جو اسُر ہے۔ پربھو بھگت نہیں۔ وہ نردھن کی طرح لجا نہیں کھاتا۔

۲۵ ھاڑھ ۵۰۰ دس پراتہ۔ سینیچروار

دُو دُو انگوں کا راز

منش کے شریر کی بناوٹ X ایسے ہے۔ دائیں کا بائیں سے، بائیں کا دائیں انگوں سے گھنشٹ سمبندھ ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کے آدھار ہیں۔ دو آنکھ۔ دو کان۔ دو ناک۔ دو جیبھا (واک داک) دو ہاتھ۔ دو ٹانگ۔ دو پچھلی مل اندریاں۔ ایک سنساری دھاری ہے۔ دوسری پرلوک کی ہے۔

لوک پرلوک کا آپس میں X ایسا سمبندھ ہے۔ جو منش اس راز کو سمجھ کر کام کرتا ہے۔ اس کا ہر ایک انگ کرم میں گیان میں، اُپاسنا میں (بدھی چت من ابھنکار) (انتہ کرن) ایک دوسرے کی رکھشا اور سہایتا کرتے ہیں۔ ایسا منش جب وِوہار کرتا ہے۔ تو ایک آنکھ وِوہار میں۔ دوسری پرماتما میں لگ کر دو کو سرشٹیٹ بنا دیتی ہے۔ دو کان ایک کان سنسار میں دوسرا پربھو دربار میں رہ کر اس کی رکھشا کرتا ہے۔ (ایسے لوک میں۔ کمائی میں۔ دان میں) جن لوگوں نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ وہ دونو انگ سنسار میں ہی لپٹ رکھتے ہیں۔ دایاں سنساری ہے۔ بائیاں پربھو کا ہے۔ دایاں میں طاقت زیادہ ہے

اسلئے منش بائیں کی کم پرواہ کرتا ہے۔ بائیاں نہ ہو۔ تو کمزور ایاہج سمجھا جاتا ہے جو لوگ بائیں ہاتھوں سے ادھک کام پراکرتک کرتے ہیں۔ ان میں وششیتا ہوتی ہے۔ اگرچہ لوگ معیوب گنتے ہیں۔ مگر وہ دراصل دل کے بڑے مضبوط ہوتے ہیں۔ بمقابلہ عام دائیں والوں سے۔

٢٦ - ٥ بجے پراتہ - سوموار

ओं अयन्त इध्म आत्मा जातवेदस्तेनेध्यस्व वर्धस्व चेद्ध वर्धय। चास्मान् प्रजया पशुभिर्ब्रह्मवर्चसेनान्नाद्येन समेधय स्वाहा। इदमग्नये जातवेदसे—इदन्न मम ॥

کیسے ہو؟ پانچ کی پراپتی

ہم روزمرہ اس منتر دوارہ پانچ بار آہوتی دیتے ہیں۔ اور پانچ چیزوں کے ملنے کی پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ یگیہ کے دوارہ جو چیز مانگی جاتی ہے وہ اوشیہ ملتی ہے۔ مگر ہم کورے رہ جاتے ہیں۔ کیا یگیہ اشٹ کا م ٹھیک نہیں ہے؟

یگیہ تو اشٹ کام ٹھیک ہے۔ مگر پرماتما بھی کیا کرے۔ کیسے دے؟ کیسے دے؟ کہاں دے؟ بچہ رو رہا ہے۔ یگیہ شیش بانٹا جا رہا ہے۔ بچے بھی ملے۔ روتا ہوا کہتا ہے۔ مجھے بہت دو۔ تھالی بھری دو۔ بانٹنے والے نے کہا۔ لو! بچہ نے ہاتھ کیا۔ اس کو بھر دیا۔ مگر تھالی نہیں دی۔ بچہ روتا ہے۔ ساری دو۔ ہاتھ اسکا ننھا سا ہے۔ وہ تو بھر گیا ہے۔ اب بانٹنے والا کہاں دیوے؟ کیسے دیوے؟ وہ کہتا ہے لو۔ ہاتھ میں سماتی نہیں۔ ایسے ہی پربھو اس منتر میں مانگی ہوئی وستوؤں کا یگیہ شیش دینے کے لئے

تیار ہے ۔ مگر لینے والے کے پاس ستھان نہیں ۔

(۱) پرکاش مانگا ۔ پرکاش کا ستھان ہے انترکش ۔ جو خالی ہو ۔ ہر دیہ انترکش ہے ۔ مگر وہ خالی نہیں ۔ دویش اگنی سے پہلے جل رہا ہے ۔ اب پرکاش کہاں پرگٹ کریں ؟

(۲) پرجا مانگی ۔ پرجا کے لئے استری چاہیئے ۔ اور پھر استری پرش کیسے ہوں ! پر (پراپت کرنے والی) جیا (جنے کو) جے کو پراپت کرنے والی جب سنتان مانگی ۔ تو دونوں استری پرش پوتر ہوں ۔ بلوان ہوں ۔ نیروگ ہوں ۔

(۳) پشو مانگے ۔ پشو کے لئے استھان ہو ۔ اور اس کے لئے خوراک کا سامان ہو ۔ یہ دھن آدمی کا کام ہے ۔ دھن ملیگا پرشارتھ سے ۔ منش آلسی نہ ہو ۔ پرشارتھی ہو ۔ پشو ہیں چوہے سے لیکر ہاتھی تک پشو ہیں ۔ مگر جن پشوؤں سے منش کی آتما کا سمبندھ ہے ۔ ارتھات جن کے سمبندھ سے منش کی آتما پرتین شیل بن سکتی ہے ۔ وہ پشو منش کی درشٹی میں رہتے ہیں ۔

(۴) برہم ورچس مانگا ۔ یہ چیز سب سے کٹھن ہے ۔ یہ ملتی ہے بھگتی سے برہم کی سمیپتا سے ۔ بھگتی بنا برہمچریہ کے نہیں ہو سکتی ۔ برہمچریہ تو پہلوان بھی رکھتا ہے ۔ مگر برہم ورچس اس میں نہیں آتا ۔ وید میں پرارتھنا کی گئی ہے ۔

तेजो ऽसि तेजो मयि धेहि ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱ یجر ۱۹ ۔ منتر ۹

ایک بیج کو پراپت کرنے کے لئے پانچ چیزوں کا سنگرہ پہلے ہی چاہیئے ۔ بیج ملیگا ویریہ سے ۔ ویریہ ملیگا بل سے ۔ بل ملیگا اوج سے ۔ اوج کا ظہور مینو ہے ۔ مینو سے نشکتی سے ویریہ سے آتا ہے ۔ ساتوک آہار سے اوج بنایا جاتا ہے ۔ ۸۰ قطرہ دودھ سے ایک قطرہ گھی ۔ ۸۰ قطرہ گھی سے ایک قطرہ خون ، ۸۰

قطرہ خون سے ایک قطرہ ویریہ اور ۴۰ قطرے ویریہ سے ایک قطرہ اوج بنتا ہے۔ وشہ واسناؤں کا مقابلہ کئے بنا (مینو کے ذریعہ) اوج پیدا نہیں ہوتا۔

اسلئے برہم ورچس کے لئے اتی تپسیا کی ضرورت ہے۔

(۵) انّ مانگا گیا ہے۔ یہ پانچویں چیز ہے۔ یہی بھوگ ہے۔ منش اس بھوگ کے لئے جو سب سے آخری چیز ہے۔ جو ادرشٹ ہے۔ اور پربھو نے ضرور دینا ہے۔ اپنی ساری عمر اسی میں لگا دیتا ہے۔ باقیوں کا خیال نہیں جس سے منش کا چھٹکارہ ہوتا ہے۔

اگر پرکاش نہیں۔ تو سنتان کس کام کی! موہ میں پڑکر آواگون کا چکر ہی کاٹنا پڑیگا۔ یدی پرکاش ہے سنتان نہیں۔ تو پشو کس کیلئے؟ دودھ ماکھن کس کے لئے؟ یدی سنتان پشو ہیں۔ اور برہم ورچس نہیں۔ تو بندھن۔ اگر انّ ہے۔ اور بھگتی نہیں۔ تو پشو سے زیادہ کیا قیمت ہے؟ یہ سب کچھ کیسے ہوں؟ ادم اگنے "ارتھات" میں پرکاش مانگتا ہوں۔ تو اپنے لئے نہیں۔ پربھو کے ارپن۔ سنتان اپنے لئے نہیں پربھو ارپن کے لئے۔ پشو بھگتی انّ سب ادق نہ مم۔ سب بھگوان کی پوجا کے لئے مانگتا ہوں۔ ایسا اُپاسک اگنی ہوتری کہلاتا ہے۔

۲۹-۱-۳۴ ۶½ بجے پراتہ منگلوار

ساتوں پرکار کی اگنی — کرن کے سات رنگ — ساتوں پرکار کا یگیہ

برہمانڈ میں جیسے اگنی اندر سورج کے سات رنگ ہوتے ہیں۔ ایسے

شریر روپی یگیہ شالا میں سات پرکار کی اگنی ہے جس جس میں اگنی ہوتر کیا جاوے اُس اُس کی سپھلتا ہوتی ہے۔ (۱) جھٹر اگنی کے لئے نیت بھوجن۔ شین (سونا) دیا یام آہوتیاں ہیں۔ میری یہ اگنی ٹھیک پرجولت ہو جاوے۔ تو شاریرک وستو کی پراپتی ہوتی ہے۔ (۲) پران اگنی۔ پرانا یام کی آہوتی دی جاتی ہے۔ اس سے پران بل دان ہوگا۔ (۳) سوکھشم پران اگنی ارتھات (اندریہ اگنی) میں ہون کرنے سے ہمیں اچھیا سنیم کا اور شبد آدی وشیوں کا وسو پراپت ہوگا۔

(۴) چت اگنی۔ ورتیوں کی آہوتی سے واسنا شدھی پراپت ہوگی۔

(۵) من اگنی۔ ودھی وت بھجن کرنے سے بہو مولیہ وچاروں کا خزانہ ملیگا۔

(۶) بدھی اگنی کے پوجن سے گیان کا دویہ ایشوریہ ملیگا۔

(۷) آتم اگنی۔ لوگ سنیم میں سب پرکار کے کرموں کا ہون کرنے سے بانا نا پرکار کے یگیہ کرنے سے اُونچے سے اُونچے ادھیاتم ایشوریہ پراپت ہوتے ہیں۔

بدھوار - پراتہ ۵ بجے - ۵ ½ - ۲۹

اَوگن کیسے جاوے؟

(۱) منش میں نقص اس لئے بڑھتے ہیں۔ کہ متر اُسے نقص کی اطلاع نہیں دیتا۔ اور شترو پر وہ اعتبار نہیں کرتا۔ اس کی نہیں سُنتا۔ اُلٹا کرودھ کرتا ہے۔

(۲) نقص کی اصلاح متر ہی کر سکتا ہے۔ یا نقص والا انش نقص نکالنے والے کو اپنی بہتری کے لئے بہتر ہی خواہ سمجھے۔ خواہ وہ متر ہو یا شترو سب سے بڑا مصلح اپنی آتما ہے۔ جن سادھکوں کی آتما اُن کے من کو ہر سمیہ نقائص سے آگاہ کرتی رہتی ہے۔ انکو آتما کے لئے وویک (جسے کانشنس کہتے ہیں) ہی سچا متر ہے

اندھا - اندر دھیا - اندر دھا

(۳) اندھے کی ایکاگرتا جلدی ہو سکتی ہے ۔ آج نیں سنے اِس کا خوب بیان کیا ۔ کہ کیسے اندھے انترک درشٹی سے سب چیزوں کو سچا کھوں کی طرح پکڑ لیتے ہیں ۔ اور کیسے چلتے ہوئے کھڈوں ۔ ٹھوکروں سے ۔ بچتے ہیں ۔ اُن کی ورتی اس کام میں ایکاگر ہوتی ہے ۔ اور اُسی ایکاگرتا کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے ۔ جیسے منش آنکھ سے دیکھ رہا ہو ۔

۱۱½ بجے پرانہ

بسنت پنچمی :- وسو - پنچم سوَر - پنچم تتو

بسنت پنچمی کا تیوہار - اترائن کال کے سب سے پہلے شکل پکش کی پنچمی کو منایا جاتا ہے ۔ سُروں میں پنچم سُر ادھک مدھر والی ہوتی ہے ۔ تتوؤں میں پنچم - پانچواں تت پرتھوی کا ہے ۔ بسنت کا اظہار پرتھوی پر ہوتا ہے ۔ یہ شبد وسو + انت جس کے اندر وسو رہتے ہیں ۔ اسے وسو کہتے ہیں ۔ وسو دھن کو کہتے ہیں ۔ وسو آٹھ ہیں ۔ آکاش - وایو - تیج - جل - پرتھوی - آدتیہ - چندر ماں - نکھشتر - ان سب کا ظہور بسنت میں ہوتا ۔ پرماتما کی سرشٹی میں یہ تیوہار آدیش دیتا ہے ۔ کہ بسنت رتو جو جیت و بھاگیہ میں آنے والی ہوتی ہے ۔ اس کا سواگت کرتا ہے ۔ جیسے کیسی شہنشاہ یا مہاراجہ کی آمد ہو ۔ تو اُس کے سواگت کے لئے کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ۔ وردیاں بنائی جاتی ہیں ۔ نانا پرکار ساز و سامان خوشی کے لئے کئے جاتے ہیں ۔ ایسے ہی بسنت رتو جو سب سے اُتم سرشیٹ رتو ہے ۔ اور جیسے گیتا میں بھگوان کرشن نے وسنت رتو کو ماکر कुसुमाकर کہا ہے ۔ اور سب نپدائیش اس میں ہوتی ہے

پھل پھول بلہتی کے آگاڈھ کی رِتو ہے ۔ کیسری رنگ سے رنگے ہوئے پھولوں کی بہار لوگوں کے انتہ کرنوں میں خوشی اور سرور پھیلاتی ہے ۔ اور بھر بھر کے پرانیوں میں سردی کا جو پاس تھا ۔ اس کو انت سندیش مل گیا ۔ اور غریبوں کو آس بندھ گئی ۔

شوربہ کے سانت رنگوں میں زرد کیسری رنگ سب سے پرتھم رنگ ہے سونے کا رنگ بھی زرد ہوتا ہے ۔ جس سے سنسار کا ووہار ہوتا ہے ۔ برہمچاری کا دستر زرد کیسری ہوتا ہے ۔ کرم کانڈ کا رنگ بھی زرد کیسری ہوتا ہے ۔

پرتھوی اور شوربہ اس سمیہ اپنا کرم اُچھاڈ کا کرتے ہیں ۔ یہ لوگ میں پرویش کرنے والے ایسی لبسنت رِتو میں لوگ سمجھتے ہیں ۔ برہمنوں کا یگیوپویت بھی اس سمیہ میں کرایا جاتا ہے ۔ لبسنت سہاگ گائیتری چھند ہے ۔ جو چھندوں میں سب سے سرشیٹ اور بھگتی پردھان چھند ہے ۔

ہفتہ ۳ ۔ ۲ بجے دوپہر ۔ ویدوار

سیوک سیوک کا بھید

سنسار میں کُلی سے لیکر راجہ پربینت سب سیوک ہیں ۔ سیوا کا شبد چھوٹا ہے ۔ مگر ارتھ میں بڑا ہے ۔ بھنگی چمار سے برہمن تک ۔ پرپوتے سے پرپتا تک ، سب سیوا کرتے ہیں ۔ مگر سیوا سیوا میں فرق ہے ۔

اپنی سیوا (۱) جو سیوا کیسی ویکتی کی تنخواہ کے بدل میں کی جاتی ہے ۔ وہ سیوا مزدوری ہے ۔ یا اپنے ہی پیٹ کی خاطر کی جاتی ہے ۔ وہ روزی ہے ۔ سیوک مزدور یا نوکر یا پیشہ ور کہلاتا ہے ۔ اسے سیلف سروس کا نام دے دیجئے ۔ یہ اجیوکا کے نام سے Labour Livelihood پکاری جاتی ہے ۔

(ii) جن سیوا: جو سیوا Public service تنخواہ لے کر نوکری کی جاتی ہے. مگر وہ سیوا کسی خاص کے لئے نہیں۔ عام کے لئے ہے۔ اور اس سے اُن کا جیون سدھرتا ہے. کاریہ سنورتا ہے. تو وہ سیوا مزدوری کی نہیں۔ بلکہ وُہ سیوا آدر کے یوگیہ ہوتی ہے۔ وُہ سیوک مان پاتا ہے۔ اور بزرگ یا افسر کہلاتا ہے۔ اس سیوا کو پبلک سروس کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہہ جن سیوا ہے۔

(iii) جہاں سیوا اَنشکام رُوپ سے ہوتی ہے۔ وہاں سیوا دار سردار یا سوامی کہلاتا ہے۔ یہ یگیہ کا رُوپ ہے۔ ایک پر کار کی دیش بھگتی ہے۔ یہ سیوا پوجا ہے۔ اور سیوا کرنے والا پوجنیہ۔ پروہت اور پتر کہلاتا ہے۔

سیوا مزدوری کے رُوپ میں۔ سیوا بیوپار کے رُوپ میں ادھم ہے۔ اور زیادہ لابھ دے کر جسمیں بدل لیتے ہیں وہ مدھیم سیوا ہے۔ لینے کا وچار آئے بنا جو سیوا کی جاتی ہے۔ اوتم سیوا کہلاتی ہے۔

۳۱ ۱/۴ ۸۰ ء ۵ پراتہ۔ شکروار

پنڈت ایشور دت جی سنکھیا ساگر جی پربھاکر انبر وکیل کے گھر — کرم گیان اور اُپاسنا کا پھل

پدارتھ کو آنکھ کے شیشے سے دیکھا جاتا ہے۔ دُور کی چیز کو نزدیک دِکھلانا دُوربین شیشہ کا کام ہے۔ نہایت باریک چھوٹی چیز کو بڑا دکھلانا خوردبین شیشہ کا کام ہے۔ ایسے ہی منش کے اندر دو شیشے ہیں۔ بدھی دُوربین ہے من خوردبین ہے۔ یہ دونو ساںچے ہیں۔ ان میں شیشے بدھی میں گیان کا اور من میں اُپاسنا کا شیشہ جڑا ہوا ہے۔ گیان رُوپی دُوربین سے منش بہت دُور سے دُور کی چیز کو اپنے سمیپ بھان کرنے لگ جاتا ہے۔ اور آتم پریم رُوپی

خوردبین سے ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی جان ہیں بڑا پن جانتا اُسے نظر آرہی ہوتی ہے۔ گیان اور اُپاسنا سے کبھان کئے ہوئے اُپیوگی پدارتھ کی پراپتی کرم سے ہوتی ہے۔ منش کو گیان بھگتی اور کرم تینوں کی اونشکتا ہے۔

۵۰ ر ۲۳ ۔ بعد دوپہر

ادینتا اور آیو کا گر

۱۔ ہم ادین کیسے بنیں ؟ شریر رُدگ سے دین بنتا ہے۔ من لوبھ آدی واسناؤں سے دین بنتا ہے۔ آتما اودیا سے دین بنتی ہے ودیا یام، پرانا یام، واسنا یام سے ہم ادین بن سکتے ہیں۔

سادگی، سرلتا ہی ادینتا کا گر ہے۔

۲۔ ہم کیسے سنو برس دیکھیں، جیئیں، سُنیں، بولیں ؟ نت چکھشو بن جادیں۔ اور دیو ہتم بن جادیں۔ شُکر کے مالک ہوں۔ ارتھات ہم اُس پربھو کے چکھشو بن جادیں۔

(الف) ہم سدا کبھان کریں۔ کہ ہم اُس پربھو سرو ویا پک کی چکھشو کی نگرانی میں ہیں۔

(ب) ہم سوئیم اُس پربھو کے امرت پُتر ہو کر اُس کے چکھشو بن جادیں۔ سب سنسار کو جیسے پربھو دیکھتا ہے۔ ہم ویسے دیکھنے لگ جادیں۔

(ج) دیو بن کر ہتکاری سرو سنسار کے ہم ہو جادیں۔ (یا ہم پربھو

کے پیارے دیووں، ودوانو، ماتا پتا، آچاریہ، گوڑ وجن، بزرگ، اتتھی، مہاتما جو دیو سنگ میں آتے ہیں۔ اُن کا ہمت کریں۔ کبھی اُن کا نرادر نہ کریں۔

(ھ) ہم ویدیہ وان ہوں۔ شنکر سے ہمارے شریر میں برتیج اور بل ہو سوریہ کی طرح، آدیتہ کی طرح، ہم آدتیہ برہمچاری ہوں۔

شاریرک، مانسک اور آتمک سوندریہ

(۲۳) خوبصورتی پربھو کی دات عظیم ہے۔

الف۔ شریر کی خوبصورتی پر جمار عاشق ہوتے ہیں۔

ب۔ من کی خوبصورتی پر دیوتا عاشق ہوتے ہیں۔

ج۔ آتما کی خوبصورتی پر پرماتما عاشق ہوتے ہیں۔

شریر کی خوبصورتی چمڑے کی ہوتی ہے۔ من کی خوبصورتی سداچار کی ہوتی ہے۔ آتما کی خوبصورتی بھگوان کی بھگتی (تپ) اور گیان (ودیا) کی ہوتی ہے۔

$\frac{2}{24}$ ا۔ ۴ بجے برہم شنی وار

بے رنج گنج میسر نمے شود

ا۔ وید بھگوان کہتا ہے۔ پرماتما بنا تھکاوٹ کے دوست نہیں بنتے۔ پرماتما کی دوستی میں آنند، راحت ملتی ہے۔ شانتی ملتی ہے۔

شریر بھی تھکتا ہے دیوہار خوب کرنے سے، دماغ تھکتا ہے سوچنے وچارنے سے، ان کو بھی تھکنے پر گہری نیند مل کر راحت ملتی ہے۔ مگر من کبھی دیوہار سے، سنکلپ سے، خیالی پلاؤ سے نہیں تھکتا۔ یہ تھکتا ہے پربھو بھگتی سے۔ جب ایسے پربھو بھگتی میں خوب تھکا دیا جاوے۔ تو اسے خوب آنند آوے گا۔

(۴) منش کے پاس جتنا ستھان ہے۔ جتنی سامرتھ ہے۔ اُتنا ہی آنند اُس میں سما سکتا ہے۔ ادھک نہیں۔ منش الپ ہے۔ تھوڑے ہی آنند سے سیر ہو جاتا ہے۔ تھک جاتا ہے۔

سماپت

اونکار پربھو تیرا نام
گن گاوے سنسار تمام

بھان سروپ پرانوں سے پیارا ... دور دکھوں کے کرنے ہارا
سکھ سروپ سکھوں کے داتا ... انت نہ کوئی تمہارا پاتا
سارے جگ کو پیدا کرتا ... سب سے اتم پاپ کا ہرتا
ہے ایشور ہم تجھے دھیاویں ... پاپ کرم کے پاس نہ جاویں

بدھی کرو ہماری اُجّل
جیون ہو ہمارا نرمل

اوم

پربھو پریم

ہوا دھیان میں ایشور کے جو مگن ۔ اُسے کوئی کلیش لگا نہ رہا
جب گیان کی گنگا میں نہایا ۔ تو من میں میل ذرا نہ رہا
پرماتما کو جب آتما میں ۔ لیا دیکھ گیان کی آنکھوں سے
پرکاش ہوا من میں اُس کے ۔ کوئی اُس سے بھید چھپا نہ رہا
پرُشارتھ سے ہی اِس دُنیا میں ۔ ہر کامنا پوری کرتا ہے
من چاہا سُکھ اُس نے پایا ۔ جو آلسی بن کے پڑا نہ رہا
دُکھدایک ہیں سب شترُو ہیں ۔ یہ وِشے ہیں جتنے دُنیا کے
وُہی پار ہوا بھو ساگر سے ۔ جو جال میں ان کے پھنسا نہ رہا
یہ وید وِرُدھ جب مت پھیلے ۔ پتھر کی پوجا جاری ہی ہوئی!
جب وید کی وِدیا لوپ ہوئی ۔ تو گیان کا پاؤں جما نہ رہا
یہاں بڑے بڑے مہاراج ہوئے
بلوان ہوئے ۔ وِدوان ہوئے
پر موت کے پنجے سے کیول!
کوئی رچنا میں آکے بچا نہ رہا

(اوم شم)

لالہ رام چند منیجر نے امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ ۔ لاہور میں باہتمام
پنڈت دھرم چند بھارگو بی ۔ ایس سی چھپوا کر شائع کیا۔

(اوم)

نویدن

ایشور کے اننیہ بھگت تپسوی شری مہاتما ٹیک چند جی (پربھو آشرت) بھگتی سادھن آشرم رہتک سنگھ والے کی نمن لکھت اتی اپیوگی و نشکھتا دائیک پستکیں ہیں۔ جو اس جگ جیون کے یاتریوں کو ضرور مطالعہ کرنی چاہیئں۔ ان امولیہ پستکوں کا مول بھی جنتا کے لابھ ارتھ نام ماتر رکھا ہے۔ نام ماتر منافع اگر کوئی ہوا بھی تو وہ دھرم پرچار اور یگیہ آدی میں ہی لگایا جاویگا۔ نہ ہی شری پوجیہ مہاتما جی کا اور نہ ہی کسی اننیہ ویکتی کا ان کی قیمت فروخت سے ذاتی سروکار ہوگا۔ اس لیے نمر نویدن ہے۔ کہ ان کو خرید کر خود پڑھیں۔ اور اپنے متروں تک بھی یہ نویدن پہنچا دیویں۔ بلکہ یتھا شکتی ان پستکوں کی کئی کئی کاپیاں خرید کر ستسنگیوں میں تقسیم فرما دیں۔ تاکہ سب کا لابھ ہو۔ اور آپ پنیہ کے بھاگی بنیں۔

I پتھ پرورشک (ہندی) صفحہ ۱۴۶ ارپکات قیمت ۶/ — اس میں وہ پیغام اور سندیش مندرج ہیں۔ جو مہاتما جی کو افریقہ میں بھجن کے سمیہ ان کی سمسیاؤں کو حل کرنے کے بارے میں انتر آتما سے پہنچے

II پیغام رہبر (اردو) صفحہ ۹۲ دوسرا ایڈیشن قیمت ۲۰/

رہے۔ یہ سندیش ہم جیون پتھکوں اور سادھکوں کی رہنمائی کے لیے بہت کارآمد ہیں۔ اور اس میں لکھے پند و نصائح نہایت سودمند ہیں۔

III گایتری رہسیہ مکمل (اردو) صفحہ ۲۹۰ مجلد ارپکات قیمت ۱۰/ گیت گیان گایتری دوسرا ایڈیشن — اس میں بھگت پاوتی ترلوک تارنی کشٹ نوارنی گایتری ماتا کے بارے میں چوبیس اپدیش کتھا روپ سے روچک طور پر وارتالاپ کی صورت میں دیئے ہیں جن میں

IV گایتری رہسیہ حصہ اول (ہندی) بارہواں ایڈیشن صفحہ ۲۰۴ قیمت ۶/

ملنے کا پتہ:- جو دھرم آرم بدھا گورکھ دوارہ گاندھی نگر کرسن نگر لاہور

ارتھ کام موکھش کی پراپتی جناتی ہے۔ اور اس کے جاپ کے مختلف طریق رجاپ کرنے والے سادھک کیلئے ہدایت بتا کر درشایا ہے۔ کہ اس سے کس طرح دھرم ارتھ کام اور موکھش کے ردھی سدھی منش پراپت کر سکتا ہے۔ ادھیاتم مارگ پر چلنے والوں کیلئے تو بہت اپیوگی باتوں کا یتھا ستھان سنگرہ کیا گیا ہے۔ اور منزل بمنزل مارگ کو طے کرنے کے ڈھنگ سے یاتری کو سگم راستہ بتا دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ ان پستکوں کی شری پنڈت دیو شرما جی مہاراج مکھیہ ادھشٹاتا آچاریہ گوروکل کانگڑی نے خود پڑھ کر اور ان دو پستکوں کو شروان کرتے ہوئے تعریف لکھی ہے

V	کرم بھوگ چکر	حصہ اول	(ہندی)	صفحہ	۱۵	قیمت	۱/	اس میں تہ کھنت اور کلیشت آتماؤں کو شانتی و سکھ پراپت کرنے کے بارے میں تپا بیتر کے سمواو کے روپ میں اتی
VI	"	"	(اردو)	صفحہ	۹۶	"	۱/	
VII	"	دوم	"	"	۱۰۴	"	۱/۲	
VIII	"	سوم	"	"	۱۳۶	"	۱/	

انتم ویاکھیان ہیں۔ اور جیون یاتریوں کے کلیان ارتھ وبھنگ پرکار کے کرم اور ان کے پھل بھوگ۔ جاتی آیو کے بارے میں سندروپ سے بڑے کام کی باتیں سمجھائی ہیں۔ موجودہ جنم میں منش کیا کر سکتا ہے۔ اور کیا نہیں کر سکتا۔ جنم مرن۔ کرم وکرم کیا ہیں۔ بندھن کا کارن کونسے کرم ہیں۔ اور موکھش کا کارن کونسے۔ غرضیکہ کرم کی گتھی کو نہایت ہی اتم طریقہ پر سلجھا کر بتایا ہے۔ کہ ہم جیون کیسے سپھل اور کلیان کاری بنا سکتے ہیں۔ جس سے آتما پرکاشت انت اور سگندھت ہو۔ اس کا سوادھیائے سب استری پرشوں بال برددھ سب نر ناریوں کیلئے اتی کلیان کاری ہے۔ عبارت آسان ہے۔ اور سار گربھت ہے۔ آواگون کے چکر سے مکتی پراپت کرنے کے خواہشمندوں کو ان پستکوں کو پڑھ کر ...... شکھشا کا انوکرن کرنا چاہیئے۔

IX گرہستھ آشرم پروٹیکا (ہندی) صفحہ ۱۰۴ ارتقات دوسرا ایڈیشن قیمت ۲۰ر

X ماتا پتا کے اُپدیش (اردو) صفحہ ۳۲ قیمت ۲ر

اس میں کہانیاں کہانیاں اور ان کے سنسکرت شلوکوں کیلئے کام کی چند ابتدائی رہبر کی باتیں بتائی ہیں

گرہستھ آشرم اپدیش و دھرم اور اس کی پراپتی کے سادھن سنکشیپت سے بتلائے ہیں۔ رجسولا اوستھا تتھا گربھ وتی اوستھائیں کن کن باتوں سے سادھان رہنے کی آوشکتا ہے۔ ماتا پتا کی کن کن باتوں سے سادھان رہنے کی آوشکتا ہے۔ ماتا پتا کی کن غلطیوں کا کیا کیا بھاری پربھاو بھیانک روپ میں ان کی سنتان پر پڑتا ہے۔ ماتا کا اپنی پتری کو وواہ کے پشچات وداع کرتے سمیہ اتم سندر اپدیش۔ پتا کا اپنے پتر اور بہو کو شبھ اپدیش۔ اپنی اچھیا انکول سنتان اتپتی۔ استری کے واسنک بھوشن آدی انیک اپیوگی باتیں ہیں۔

XI ڈرو وہ بڑا زبردست ہے (اردو) دوسرا ایڈیشن قیمت ۱ر

اس میں چند ایک سچی کتھائیں قلمبند کی گئی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ اچھی طرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ ایسے شخصوں کا جو دھن بل اور ودیا میں بڑھے ہونے کے کارن ابھیمان وش پرماتما کا ذرا بھی ڈر نہیں رکھتے۔ اُن کا کیسا بھیانک انجام ہوتا ہے۔ اسلئے سب دکھوں۔ پاپوں اور برائیوں سے بچنے کیلئے سدیو پرماتمن دیو سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بڑا زبردست ہے۔

XII منوبل (اردو) دوسرا ایڈیشن صفحہ ۱۰۴ قیمت ۳ر

اس کے سوا دھیائے سے یہ پشٹ ہو جائے گا۔ کہ یہ من جو آتما کا جنم جنمانتر کا پرانا ساتھی۔ متر اور وفادار نوکر ہے۔ کتنا بلوان اور شکتی شالی ہے۔ اس کو کیسے وش میں کیا جا سکتا ہے کس پرکار اس من سے سنسار کے سارے کاریہ دھرم انوسار کامیابی سے کئے جا سکتے ہیں۔ کس پرکار من سے آتما پرماتما کا ساکشات کیا جا سکتا ہے۔

XIII یوگ شکتی حصہ اول (اردو) صفحہ ۹۶ قیمت ۲ر

جس میں سادھکوں کے ہت کیلئے یوگ سادھن کے بارے میں کام کی باتیں سنکشیپت سے ورنن کی گئی ہیں۔

XIII یوگ یکتی حصہ اول اردو صفحہ ۹۶ قیمت ۲۰ر | جس میں سادھکوں کے لیئے یوگ سادھن کے بارے میں کام کی باتیں سنکھیپت سے ورنن کیگئی ہیں

XIV رچنا رہسیہ اردو صفحہ ۹۶ ارتھات قدرت کے چند انوکھے رہسیہ قیمت ۲۰ر | جتنی گہری توجہ سے اس پستک کا مطالعہ کیا جاویگا۔ اتنا ہی ادھک سے ادھک لابھ ہوگا۔ ایک ایک دریا کوزے کوزے میں بند ہے۔ چند چند سطروں میں اتی سندر منوہر اور اپیوگی اپدیش ہیں۔ جو قدرت کے ذرے ذرے انگ انگ سے منش کو پرتیکش اور ساکھشات کرنے چاہئیں۔ اور ان کے مطابق اپنا جیون بنانا چاہیئے۔

XV رچنا چتر اردو صفحہ ۹۰ ارتھات اندر کے جہان کی جھانکی قیمت ۲۰ر | ادھیاتم کے سلسلے میں یہ وچار شیل رشیوں کے ویوہار کیلئے گہرے گمبھیر وچاروں کی جھانکیاں ہیں کے من کی آنکھ ان سے پراپت ہوتی ہے۔ اور من پرکاش و آنند ملتا ہے۔ وچار ہی آچار کے آدھار شلا ہیں۔ آپ پڑھیں وچاریں اور عمل میں لاویں۔

XVI درشٹانت مکتاولی اردو حصہ اول صفحہ قیمت ۲ر | اس میں شکھشاداینک

XVII " " " دوم " | اور لابھ دائیک درشٹانت ہیں جو سب کے لیۓ اپیوگی ہیں۔

XVIII ویدک سندھیا و یوگ تتھا کنیا پاٹھشالہ کا امرت پھل ہندی سمواد روپ میں قیمت ۱۰ر | سندھیا کا یوگ سے تعلق ہے۔ اور دیویوں پتریوں کو کیوں پڑھانی چاہیئے۔ اس کیلئے یہ ٹریکٹ پڑھیں۔

XIX یگیہ رہسیہ اردو حصہ اول ارتھات دیو یگیہ ودھان صفحہ ۲۰۸ قیمت ۱ر | یہ پستک مہاتما جی کی چر کال کی تپسیا کا پھل ہے۔ کتھا روپ میں ہون یگیہ کے متعلق تمام ضروری باتیں بڑے روچک ڈھنگ سے لکھی گئی ہے۔ آچمن منتروں اور ہون منتروں کی اتی سندر اور رہسیہ پورن ویاکھیا کیگئی ہے۔ ہر ایک ویدک دھرمی کے پاس اس پستک کا ہونا لازمی ہے۔ یگیہ سے پارلوکک اور آتمک لابھ۔ یگیہ سے چیچک وغیرہ بیماریوں کا علاج۔ یگیہ اور سائنس آدی انیک وشیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے

XX ۰ ... ۔ رہسیہ کے سلسلہ میں تیسری پستک ہے۔ جس میں رمز کی باتیں درج ہیں۔ قیمت ۶ر صفحہ ۱۰۰

(دوم)

ریویو!

از پوجیہ پاد شری پنڈت دیو شرما جی ابھے ودیا النکار۔ آچاریہ گوروکل کانگڑی

مہاتما ٹیک چند جی کی لکھی ہوئی گائیتری رہسیہ نامک پستک کو پڑھ کر مجھے وشیش پرسنتا ہوئی۔ اس میں بہت روچک ڈھنگ سے گائیتری جاپ کا مہاتم لکھا گیا ہے۔ تتھا ادھیاتم مارگ پر چلنے والوں کے لیئے انیہ بہت ہی اپیوگی باتوں کا یتھا ستھان سنگرہ کیا گیا ہے مہاتما ٹیک چند جی نے گائیتری کی سادھنا بہت کی ہے۔ अत: اتا اُن کی اس پستک میں سُبھاوک تیج ہے۔ آریہ سماج میں ایسی بھگتی کی پستکوں کی نسندیہہ اوشکتا ہے ؛

(دستخط)

(ابھے۔ دیو شرما)

1406

ॐ شری کرشن بھگتوں کو بدھائی ہو وے۔ کہ ॐ

ماہ جنوری ۱۹۴۰ء کے مارتنڈ میں

شری گورانگ دیو چرتر

مکمل شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے

جو کہ پانصد صفحات کا ضخیم گرنتھ ہوگا۔ شری گورانگ چرتر کو پڑھ کر شری کرشن بھگتوں کے ہردیوں میں بھگتی اور پریم کی بارش آ جاوے گی۔ گورانگ چرتر کی ایک کاپی کی قیمت ڈھائی روپے ہوگی۔ مگر جو سجن مارتنڈ کے مستقل خریدار بن جاویں گے۔ ان کو یہ ضخیم کتاب خریداری میں ہی مل جاویگی۔ اس لئے مارتنڈ کا خریدار بن جانے میں سب بھائیوں کو لابھ ہی لابھ ہے۔ کیونکہ آئندہ سال اور ضخیم نمبر بھی شائع ہونگے۔

شری کرشن چیتن مہاپربھو (گورانگ دیو) کا جیون چرتر اردو میں نایاب ہے اب جب کہ بھارت میں شری کرشن بھگتی کی لہر زوروں پر ہے۔ مہاپربھو کا یہ جیون چرتر شری کرشن بھگتوں کی ایک بہت بڑی کمی کو پورا کریگا اور اس مہا گرنتھ سے بلا شبہ انیک شری کرشن بھگتوں کا مارگ صاف ہو جاویگا۔ چونکہ جنگ کی وجہ سے کاغذ بہت مہنگا ہو گیا ہے۔ اس لئے یقینی طور پر اس گرنتھ کی چھپائی میں دوگنا خرچ ہوگا۔ پس جو بھگوت بھگت سجن اس مہان شبھ کاریہ میں ہماری کسی بھی قسم کی امداد کریں گے۔ ان کی وہ امداد ہمارے شکریہ اور بھگوان کی پرسنتا کا موجب ہوگی۔ آشا ہے کہ مارتنڈ کے پریمی سجن ہمارے نویدن پر دھیان دیں گے۔

نویدک پرمارتھی۔ ایڈیٹر مارتنڈ لاہور

پنڈت

شریمان پرمارتھی جی کرت

دھارمک کتابوں کی عالی فہرست

اب کسی بھی تعلیم یافتہ ہندو بھائی کو ان کتابوں کے پاٹھ سے محروم نہ رہنا چاہیئے

۱۔ شریمد بھگوت گیتا المعروف سرل گیتا

مرتبہ شریمان پرمارتھی جی ایڈیٹر مارتنڈ و مترجم مہابھارت اردو زبان

ں اب تک ایسی گیتا نہیں چھپی۔ اس میں پہلے سنسکرت شلوک اس کے بعد وہی شلوک بحل الفاظ ہیں۔ اس کے بعد سلیس اردو ترجمہ۔ اس کے بعد دوہوں میں اردو ترجمہ اور اس کے بعد تشریح۔ غرضیکہ ساری گیتا کا ترجمہ اس ڈھنگ میں کیا گیا ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی اس کی مدد سے گیتا کے اسرار معانی اور رمز کی بات کو سمجھ سکتا ہے۔ اردو زبان میں سب سے اوتم گیتا ہے۔ حجم ۳۶۸ صفحات کلاں قیمت مجلد سنہری جلد دو روپے

۲۔ شری گیانیشوری گیتا

ارتھات بھاوارتھ دیپکا۔ مہاراشٹر کے بال مہاتما سنت یوگی شری گیانیشور مہاراج

کی گیتا کی لاثانی ٹیکا کا نہایت سرل اور سلیس آسان اردو ترجمہ شریمان پرمارتھی جی نے کر کے گیان کا دان کر دیا ہے۔ حجم ۲۶۱ صفحات۔ قیمت دو روپیہ رعایتی عہ

۳۔ شری یوگ واشسٹھ مہارامائن ارتھات موکش شاستر

اس پرسدھ ویدانت شاستر کا ترجمہ اتنا عام فہم اور سلیس کیا گیا ہے کہ سمجھنے میں ذرا بھی وقت پیش نہیں آتی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ یوگ واشسٹھ کا ایسا آسان ترجمہ آپ کو اور کہیں نہیں ملیگا۔ یوگ واشسٹھ کو پڑھ کر آپ ایسا جانیں گے۔ گویا کسی نے آپ کے اوپر امرت چھڑک دیا ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ یوگ واشسٹھ مترجمہ سوامی شریان پرمارتھی ہی منگوایا کریں۔ حجم ہر دو جلد ۵۲ صفحات کلاں قیمت ۸ روپے۔ رعایتی تین روپیہ

۴۔ گیان کرن (ویدانت کی کنجی)

آپ کا جسم کن کن تتوؤں سے بنا ہے اور جسم کا آتما سے کیا سمبندھ ہے

یہ سب باتیں آپ کو اس گرنتھ میں ملیں گی۔ ویدانت کے پریمیوں کو سب سے پہلے اسی کتاب کو پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس ایک کتاب کے سمجھ لینے سے بھی آتم گیان ہو جاتا ہے۔ قیمت صرف چھ آنے۔ رعایتی ۵ر

۵۔ داس بودھ المعروف خزانۂ معرفت

حضرت شری شیواجی مہاراج کے گورو سمرتھ

سوامی رام داس جی کرت پرسدھ گرنتھ کا اردو ترجمہ کر کے پرمارتھی جی نے اردو داں پبلک پر بڑا احسان کیا ہے۔ داس بودھ کو سب شاستروں کا سار ہی سمجھنا چاہیئے اس ایک کتاب کے پڑھ لینے سے ہی انسان بھاری پنڈت ہو جاتا ہے۔ حجم ۲۴۲ صفحات کلاں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ رعایتی عہر

۶۔ اپنشد گیان مالا

ودوانوں کا مت ہے کہ اپنشدوں کے پڑھے بنا نجات نہیں ملتی۔ اس لئے مکتی کے ابھیلاشیوں کو اپنشدوں کا سوادھیائے ضرور کرنا چاہیئے۔ شریان پرمارتھی جی نے اپنشدوں کا اردو میں ترجمہ کر

کے اردو دان اصحاب کی مشکل کو حل کر دیا ہے اور اتنا آسان بنا دیا ہے۔ کہ سمجھنے میں
کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اب تک مندرجہ ذیل اُپنشد چھپ چکے ہیں۔ ایش اُپنشد ۱۲ر
کین اپنشد ۱۲ر۔ کٹھ اپنشد ہر دو حصہ ۲؍۱ر پرشن اپنشد ۶؍ر مانڈوکیہ اپنشد ۳؍ر اور
منڈک اُپنشد ۸؍ر۔ مندرجہ بالا چھ اُپنشد خوبصورت جلد میں قیمت دو روپیہ رعایتی ۱۲؍۱ر

۷۔ تیتریہ اُپنشد مشرح

معہ دھیان اور ستھا میں بھگوان سے پرارتھنا۔ اس میں تیتریہ اُپنشد کا ترجمہ و تشریح
کی دیا گیا ہے۔ یہ اپنشد گیان مالا کی دوسری جلد کا پہلا گرنتھ ہے۔ اور اپنشدوں کے
سلسلے میں ساتواں اُپنشد ہے۔ قیمت دس آنے مجلد ۱۲ ار

۸۔ یوگ شاستر

یہ مہرشی پتنجلی کرت یوگ درشن کا نہایت سلیس مشرح اردو ترجمہ ہے۔ پہلے سنسکرت اور اردو میں اصلی سوتر دے کر
پھر لفظی ترجمہ اور بامحاورہ ترجمہ دیا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک سوتر کی بڑی ہی سندر
ویاکھیا کی گئی ہے۔ ہر ایک بات خوب سمجھا سمجھا کر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر روز
پڑھ لینا بھی بے حد کلیان کاری ہے۔ حجم ۲۵۶ صفحات۔ قیمت مجلد ۱۲ ار رعایتی ۱۰ ار

۹۔ مہابھارت کا شانتی پرب

بال برہمچاری بھیشم پتامہ جی نے تیروں کی سیج پر لیٹے ہوئے ۵۶
دنوں میں جو اُپدیش دھرم راج یدھشٹر کو دیا تھا۔ وہی اس پرب میں درج ہے۔ اس
میں راج نیتی اور موکھش کا مکمل گیان درج ہے۔ یہ شانتی پرب سب دکھوں کی جڑ کو کاٹنے
والا۔ حقیقی شانتی دایک اور انمول موتیوں کی مالا ہے۔ حجم ۶۰۸ صفحات کلاں۔
قیمت مجلد چار روپیہ آٹھ آنہ (۸؍۴) رعایتی للعہ ر

۱۰۔ ادھیاتم رامائن

بڑے ہی سندر ڈھنگ سے لکھی ہوئی بھگوان رام چندر جی کی شانتی دایک کتھا۔ گیان روپی سورج کا پرکاش

کرنے والی آٹھوں کانڈ مکمل برہمانڈ پوران میں سے ترجمہ کی گئی ہے ۔ بھگتی اور گیان کا بے پایاں سمندر ہے ۔ جو پڑھیگا سکھ پاویگا ۔ حجم ۷۰۰ صفحات کلاں قیمت مجلد للعہ رعایتی عہ

۱۱- شری تلسی راماین بال کانڈ

راجاؤں کے محلوں سے لے کر غریبوں کی جھونپڑیوں میں یکساں آدر پانیوالی شری تلسی راماین کا اردو ترجمہ ۔ بال کانڈ تیار ہے ۔ اوپر دوہے چوپائی اور نیچے ترجمہ دیا گیا ہے ۔ حجم ۴۷۴ صفحات کلاں ۔ قیمت مجلد صرف للعہ رعایتی عہ

۱۲- پرانایام کی مہما اور مکمل ودھی

پرانایام پر اردو میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے ۔ اس میں پران کی مہما ۔ پرانایام کے روحانی ترقی کے کئی قسم کے ابھیاس روزگار میں ترقی اور شانتی کے لئے پرانایام ہر ایک ابھیاس خوب ہی سمجھا کر لکھا ہے ۔ قیمت صرف آٹھ آنہ رعایتی ۸ر

۱۳- شری وشنو پوران بالتفسیر

بھگتی اور گیان کی کتھاؤں سے بھرپور یہ پوران سب پورانوں سے افضل ہے ۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا ۔ کہ پورانوں میں کیا کیا رتن بھرے پڑے ہیں ۔ قیمت مکمل ہر دو مجلد عہ رعایتی ۱۲ر

۱۴- شری وشنو سہسر نام سٹیک

اس کا نتیہ پاٹھ کرنے سے سنسار میں سکھ اور پرلوک میں اُتم گتی ملتی ہے ۔ نام جپ کے پریمیوں کے لئے شری میاں پرمارتھی جی نے وشنو سہسر نام کا ترجمہ شنکر بھاشیہ کے مطابق کر دیا ہے ۔ اب اس سے لابھ اٹھانا پریمی سجنوں کا کام ہے ۔ قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

۱۵- اوم سہت گایتری کی مہما اور جپ کی ودھی

اوم اور گایتری کا جپ ہی آپ کا اچھا متر ہے ۔ سنسار ساگر میں بھی آپ کا سب سے بڑا رکھشک ہے ۔ اس کتاب میں اوم اور گایتری کی مہما تفصیل سے سمجھائی گئی ہے ۔ قیمت چودہ آنے رعایتی ۱۲ر مجلد عہ

۱۶- یوگ سندھیا

ہر ایک سناتن دھرمی ہندو کے پاس یہ بےنظیر کتاب ضرور رہنی چاہیئے۔ اس میں پہلے یوگ کے نہایت سرل سادھن بتلائے گئے ہیں۔ اس کے بعد ترکال سندھیا انگ نیاس وغیرہ سہت معہ ترجمہ و تشریح کے دی گئی ہے۔ اس کے بعد اوم اور گایتری کے متعلق وہ وہ بھید کی باتیں دی گئی ہیں جو آپ کو اور کسی جگہ سے نہ مل سکیں گی۔ اس کے علاوہ روزانہ پاٹھ کرنے کے لئے بہت سے ستوتر اور بھجن درج کئے گئے ہیں۔ پرمارتھی جی کو اپنی اس پستک پر بڑا ہی ناز ہے۔ سب سجن منگا کر لابھ اٹھا دیں۔ ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب کی قیمت ۸ رعایتی ۷

۱۷- گایتری اپاسنا

اس میں بھی اوم اور گایتری کے متعلق مفید واقفیت درج ہے۔ قیمت صرف ۵ آنے رعایتی ۴

۱۸- سندھیا اُپاسنا یوگ

اس میں سندھیا کے فوائد۔ سندھیا کا عملی طریقہ اور فوائد درج ہیں۔ ویدک سندھیا پر یہ سب سے اُتم کتاب ہے۔ آریہ سماجی اور سناتن دھرمی دونوں ہی اس سے لابھ اٹھا سکتے ہیں۔ پچاس کے قریب سندر بھگتی پورن بھجن بھی دئے ہیں۔ قیمت صرف ۵ آنے رعایتی ۴

۱۹- شریمد بھاگوت بھگتی پرکاش

اس میں شریمد بھاگوت کے پہلے سات سکندھوں کی بھگتی پورن کتھائیں درج ہیں۔ اور کپل گیتا بھی مکمل درج ہے جس میں بھگوان کپل دیو جی نے اپنی ماتا دیو ہوتی کو گیان کا اپدیش کیا ہے۔ قیمت صرف دس آنے رعایتی ۸

۲۰- شریمد بھاگوت کا دسم سکندھ المعروف پریم ساگر

یہ دسم سکندھ کا لفظی ترجمہ ہے اس لئے اس کے پاٹھ کا بڑا مہاتم ہے۔ اس کے مستند ہونے کی ہم شرط کرتے ہیں۔ اس ساگر کا ہر ایک کرشن پریمی کے پاس ہونا لازمی ہے۔ قیمت ہر دو حصہ مکمل صرف چار کیلئے ۸

۲۱- شری جپ جی صاحب سٹیک باتصویر

شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے پوتر مکھ سے نکلی ہوئی اس

بانی کا پاٹھ ہندو اور سکھ صاحبان روز ہی کرتے ہیں۔ لیکن اس پوتر بانی میں کیا کیا رتن بھرے پڑے ہیں اور کس طرح اس کے پاٹھ سے انسان دینی و دنیوی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ شریمان پرمارتھی جی نے جپ جی کے ہر ایک پد کا الگ الگ ترجمہ معہ سندر تشریح کے کر دیا ہے اور ویدوں۔ شاستروں اور گیتا کے حوالجات دے کر اور بھگتوں کی کتھائیں درج کر کے گرنتھ کو بہت سندر بنا دیا ہے۔ قیمت صرف بارہ آنے مجلد ۱۴ر

۲۲- شری سکھمنی صاحب سٹیک

گورو ارجن دیو کی یہ بانی بھگتی اور گیان کا لازوال خزانہ ہے۔ گورو

صاحب نے اس پوتر بانی کو رچ کر سنسار کا بہت اپکار کیا ہے۔ سکھمنی صاحب کا پاٹھ کرنیوالے سجن سدا سکھی رہا کرتے ہیں ترجمہ و تشریح پڑھ کر آپ بہت پرسن ہوں گے۔ قیمت صرف بارہ آنے رعایتی ۱۰ر مجلد ۱۳ر

۲۳- ویراگ سندیش

مکمل بانی شری گورو تیغ بہادر جی مہاراج معہ ترجمہ و تشریح اور گورو صاحب کے جیون چرتر کے۔ یہ بانی

بہت ہی ویراگ پورن اور دل پر اثر کرنے والی ہے۔ قیمت دس آنے رعایتی ۸ر

۲۴- بھرتری ہری شتک مشرح

مہاتما بھرتری ہری جی کی لاثانی تصنیف بھرتری ہری شتک نیتی اور ویراگ کی لاثانی کتاب ہے۔ شریمان پرمارتھی جی نے بڑی ہی سندر تشریح کی ہے۔ مکمل کتاب ایک روپیہ۔ رعایتی ۱۴ر

ملنے کا پتہ:- مینجر مارتنڈ پستکالیہ جھنگڑ محلہ۔ لاہور

۲۵- میراں بائی کی پریم بانی

آہا! پریم کی متوالی میراں بائی میں کتنا پریم رس بھرا ہوا ہے۔ جو بھگت کو پریم پریم میں مست بنا دیتا ہے۔ اس کتاب میں اس بھگتنی کا جیون چرتر اور ان کے منوہر بھجن درج کئے گئے ہیں۔ جو دل پر اثر کرتے ہیں۔ بھجن بڑے ہی رسیلے ہیں۔ قیمت چھ آنے۔ رعایتی ۵؍

۲۶- شور سدھا سار

مہاتما سورداس جی کے شری کرشن کی استتی میں اور بھگتی بھاؤ کے بڑے منوہر بھجن درج ہیں۔ قیمت ۵ آنے رعایتی ۴؍

۲۷- نیتی سار سنگرہ

اس میں شکر نیتی۔ بدر نیتی۔ پرسیتی نیتی اور چانکیہ وغیرہ کے روزانہ زندگی میں کام آنے والے اپدیش درج ہیں۔ جن کے پڑھنے سے انسان بدھیمان، چالاک، موقع شناس اور دور اندیش بنتا ہے قیمت ۵ رعایتی ۴

۲۸- بھگت رتناولی

اس میں بھگتی کی مہما اور سوروپ بڑی عمدگی سے سمجھایا ہے۔ بھگت کبیر۔ گورو نانک آدی دسوں گورو صاحبان یوگی راج شری چندر۔ مہاتما دادو دیال اور بھگوان شنکر اچاریہ وغیرہ بیس مہاتماؤں کے جیون چرتر معہ ان کی بانیوں کے درج ہیں۔ قیمت صرف چھ آنے۔ رعایتی ۵؍

۲۹- آدرش مہاپرش

اس کتاب میں زمانہ قدیم کے بودھ اور جین مت کے مہاتماؤں کے جیون چرتر دیئے ہیں۔ قیمت ۸ رعایتی ۶؍

۳۰- آدرش پتی برتا

اس میں مہارانی شیویا وغیرہ پچیس سے زیادہ پتی برتا دیویوں کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب کو آپ خود پڑھئے اور گھر کی دیویوں کو سنائیے۔ کلیان ہوگا۔ قیمت ۵؍ رعایتی ۴؍

۳۱- نرسی بھگت

اس کتاب میں نرسی بھگت کا جیون چرتر درج ہے۔ بھگوان کس طرح ہر کام میں بھگت جی کی مدد کیا کرتے تھے۔ اور ہر وقت ان کی رکھشا کرتے تھے یہ بڑی خوبی سے بتلایا ہے قیمت ۵ رعایتی ۴؍

۳۲- پرہلاد بھگت

اس میں پرہلاد کی بھگوت بھگتی - ہرنیہ کشیپ کے مظالم اور بھگوان نرسنگھ کے اوتار دھارن کرنے کی کتھا بڑے ہی منوہر ڈھنگ سے کہی گئی ہے - پڑھ کر آپ بہت خوش ہونگے - قیمت ۵؍ رعایتی ۴؍

۳۳- دیورشی نارد منی

لوگ نارد منی کو صرف مسخرہ ہی خیال کرتے ہیں - مگر ان کا جیون چرتر پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا - کہ نارد جی پرماتما کے سب سے بڑے بھگت ہوئے ہیں - قیمت ۵ آنے - رعایتی ۴؍

۳۴- شری گیانیشور مہاراج

جن بال مہاتما کے پوتر ہردے سے شری گیانیشوری جیسی لاثانی بھگتی اور گیان کی پستک نکلی ہے اور جنہوں نے اپنی یوگ شکتی سے پندرہ سال کی عمر میں ہی کیسے چمتکار کر دکھائے - ان بھگوت سوروپ مہاپرش کا جیون چرتر پڑھنے سے سب کا کلیان ہوگا - قیمت ۵ آنے - رعایتی ۴؍

۳۵- مہاتما رام کرشن پرمہنس

اور ان کے اپدیش - یہ مہاتما زمانہ حال کے سب سے بڑے بھگت ہوئے ہیں سوامی وویکانند جی مہاراج انہیں کے شاگرد تھے - آپ کا ایک ایک اپدیش ہزاروں کتابوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے - آپ کا جیون چرتر بھگتی بھاؤ سے بھرپور ہے - قیمت ۵؍ رعایتی ۴؍

۳۶- بھگوان بدھ دیو

المعروف شانتی کا سوپان - شانتی اور اہنسا کے دیوتا بھگوان بدھ دیو کا جیون چرتر پڑھنے سے چت کو شانتی ملتی اور ملین واسناؤں کا ناش ہوتا ہے قیمت ۶؍ - رعایتی ۵؍

۳۷- سنت سندیش

اس کتاب میں مہاتما داؤد دیال - چرنداس - شری سندر داس - سہجو بائی - دیا بائی وغیرہ سنتوں اور بھگتوں کی بانیاں معہ تشریح کے درج ہیں - قیمت ۵؍ رعایتی ۴؍

ملنے کا پتہ :- مینیجر مارتنڈ پستکالیہ - چینگڑ محلہ لاہور

۳۸ - ایشور پرارتھنا کے چمتکار

اس میں پرارتھنا کے حیرت انگیز فوائد پرارتھنا کے طریقے اور دینی و دنیوی ترقی کے لئے ویدک پرارتھنائیں مع ترجمہ و تشریح کے درج ہیں۔ قیمت صرف ۵ر رعایتی ۴ر

۳۹ - رسالہ حفظ صحت و ورزش

ورزش کے حقیقی طریقہ اور فوائد سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس میں پروفیسر رام مورتی کی ورزشوں کے علاوہ دیگر پہلوانوں اور پراچین رشیوں کی ایجاد کردہ مفید ورزشیں درج ہیں۔ خاصکر طالب علموں کے لئے بہت مفید کتاب ہے۔ قیمت ۵ر رعایتی ۴ر

۴۰ - مارتنڈ کا رام نمبر

بھگوان رام کے بھگتوں کے لئے یہ بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ اس میں رام نام کی مہما بڑے ہی سندر ڈھنگ سے بیان کی گئی ہے دامودر بھگت اور دھنا جاٹ کی کتھائیں بڑی منوہر ہیں ۵ر رعایتی ۴ر

۴۱ - مارتنڈ کے چھ رسالہ طبی نمبر

یہ خانہ داروں کے لئے سچے رفیق کا کام دیتے ہیں۔ ان میں سر سے لے کر پاؤں تک کی سبھی امراض کے ڈیڑھ ہزار سے بھی زائد نہایت آسان اور مجرب نسخہ جات درج ہیں۔ اسکے علاوہ حفظ صحت کے اصول۔ نبض۔ قارورہ دیکھنے سے امراض کی پہچان اور پرہیز کے فوائد پر بہت سے مفید مضامین درج ہیں۔ قیمت ۶ نمبروں کی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

۴۲ - مارتنڈ کے چھ رسالہ کرشن نمبر

اس میں ۱۹۲۱ء سے لیکر ۱۹۲۶ء تک اور ۱۹۲۷ء کا کل ۶ کرشن نمبر درج ہیں جو ہمیشہ پڑھنے کی چیز ہیں۔ ایک ایک کرشن نمبر شری کرشن بھگتی کے مضامین اور بھجنوں کا لازوال خزانہ ہے۔ قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

ملنے کا پتہ:- رام لال ورما منیجر مارتنڈ پستکالیہ چھنگڑا محلہ لاہور

دلچسپ اخلاقی و تواریخی ناول

۴۳۔ شہنشاہ اشوک المعروف
راجکماری پرملا کی کارستانیاں

یہ تواریخی ناول اتنا دلچسپ ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر دل نہیں چاہتا کہ ہاتھ سے رکھ دیں۔ اس میں راجکماری پرملا اور اس کے ساتھیوں نے رحمدل اشوک کو قتل کرنے کے لئے جو جو سازشیں کیں۔ ان کو پڑھ کر آپ تصویر حیرت بن جائینگے صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ حجم ۴۸۰ صفحات۔ قیمت صرف دو روپے۔ رعایتی ۱۲/۱ عہ

۴۴۔ راجکمار چھترسال
المعروف ایک سال میں سو راجیہ

اس نہایت دلچسپ ناول میں بتلایا ہے۔ کہ اورنگ زیب کے عہد میں کس طرح راجکمار چھترسال نے اندرونی و بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرکے ایک ہی سال میں اپنے پیارے وطن کو آزاد کرا لیا تھا۔ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱/ار

۴۵۔ حسد کی آگ
المعروف قسمت کا ہیر پھیر

یہ حد درجہ کا اخلاقی اور جاسوسی ناول ہے۔ اگر آپ سچے پتی کے پریم۔ دوست کی محبت۔ راستی اور ایمانداری کا میٹھا پھل اور سب سے بڑھ کر قسمت کا ہیر پھیر دیکھنا چاہیں۔ تو اس ناول کو منگا کر پڑھیں۔ بڑا ہی دلچسپ ہے قیمت ۱۲/ا رعایتی ۱۰/

۴۶۔ سوبھاگیہ لکشمی
المعروف پاپ کا انجام

یہ بھی ایک نہایت دلچسپ بنگالی ناول کا اردو ترجمہ ہے اس میں ونود کی پتنی بھگتی۔ اپرابنا کی بھائی سے عقیدت۔ اور اس بہار ہیم کے مظالم کی داستان پڑھ کر آپ تصویر حیرت بن جاویں گے۔ آخر کار دھرم کی جے ہوتی ہے۔ قیمت صرف پندرہ آنے۔ رعایتی ۱۳/

۷ہم ۔ ستی کی رکھشا
المعروف دھرم کی ہے

حد درجہ کا دلچسپ اخلاقی اور جاسوسی ناول ہے ۔ ستی کا پرتاپ کیسا ہوتا ہے ۔ ستی کے پرتاپ سے بڑے سے بڑا انسان بھی کس طرح دھرماتما بن سکتا ہے یہ آپ کو اس ناول سے معلوم ہوگا ۔ جاسوسی کے حیرت انگیز کمال ۔ قیمت ۱۲ عہ رعایتی ۱۴ر ا

۸ہم ۔ تسخیر بنگال المعروف
فتوحات راجہ ٹوڈرمل

یہ ناول سرروَمیش چندر دت کمشنر کے بنگ وجیتا ' نامی دلچسپ ناول کا اردو ترجمہ ہے ۔ اس میں اندرناتھ کی لاثانی بہادری اور فتوحات کا بیان ہے ۔ قیمت آٹھ آنے رعایتی ۷ر

چالیس روحانی و اخلاقی گلدستے

(جن کے مطالعہ سے کسی تعلیم یافتہ ہندو بھائی کو محروم نہ رہنا چاہیئے)

ان چالیس گلدستوں کے مطالعہ سے حد درجہ کی شانتی پراپت ہوتی ہے ۔ ان کی مجموعی قیمت گیارہ روپیہ بارہ آنے ہوتی ہے ۔ جو بھائی سب گلدستے یکمشت منگائیں گے انکی خدمت میں رعایتی قیمت صرف سات روپیہ اور محصولڈاک ۱۲ عہ ملاکر کل آٹھ روپیہ آٹھ آنہ کا وی ۔ پی بھیجا جاویگا یا ایسے بھائی ساڑھے آٹھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ۔ بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے والے سجن صرف سات روپیہ ہی بھیجیں

(۲) جو بھائی ان چالیس گلدستوں کی خریداری کے ساتھ رسالہ **مارتنڈ کی خریداری** بھی سویکار کریں گے ان کی خدمت میں ۴ روپئے ۸ سالانہ چندہ ملاکر کل بارہ روپیہ کی بجائے صرف ساڑھے گیارہ روپیہ کا وی پی بھیجا جاویگا یا ایسے سجن ایڈوانس منی آرڈر بھیجکر مشکور کریں ۔ ریلوے پارسل منگانے والے اصحاب کو محصولڈاک بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

نمبر شمار	نام کتب	قیمت	نمبر شمار	نام کتب	قیمت
۱	خوشی اور کامیابی کے بنیادی اصول	۳ر	۲۱	اشٹا دش شلوکی گیتا	۳ر
۲	جیسے چاہو ویسے بن جاؤ	۳ر	۲۲	ادھیاتم یوگ از یوگی آرابندو گھوش جی	۶ر
۳	اچھی عادتیں ڈالنے کی تعلیم	۴ر	۲۳	بھگوان رام کے اپدیش	۲ر
۴	راہ نجات کی ابتدائی منزلیں	۳ر	۲۴	ویراگ سندیش اشبد گورو تیغ بہادر جی	۱۰ر
۵	اپنے خیر خواہ ہو	۳ر	۲۵	بدھ مذہب کی اخلاقی کتھائیں	۵ر
۶	شانتی کی دولت	۴ر	۲۶	شری پانڈو گیتا	۳ر
۷	آئینہ سداچار اور قوت خیال	۳ر	۲۷	سورج بھیدی پرانایام	۳ر
۸	پوتر جیون و جیون مکتی	۶ر	۲۸	گلدستہ ظرافت ہنسی دل لگی کا سامان	۴ر
۹	منش کرتویہ یا فرائض انسانی	۳ر	۲۹	چھوٹے بھائی کا پریم	۴ر
۱۰	اناسکتی یوگ (گیتا) از مہاتما گاندھی جی	۴ر	۳۰	بھجن مالا (ایشور بھگتی کے بھجن)	۴ر
۱۱	اندر شکتی کا وکاس سوال کی ہمزیا حاصل کرنا	۴ر	۳۱	مہاتما بدھ کا جیون چرتر	۶ر
۱۲	برہم چریہ کے سادھن	۲ر	۳۲	بندو کا لڑکا المعروف ماں کا پیار	۶ر
۱۳	رسالہ حفظ صحت اور ورزش	۵ر	۳۳	مہارانی چنتا اور شری وتس	۳ر
۱۴	دھرم کی ویاکھیا (مہابھارت کا اپدیش)	۲ر	۳۴	استری رتن کتھائیں	۸ر
۱۵	نام جپ کی مہما اور ودھی	۵ر	۳۵	ستی بیہولا کی پتی بھگتی	۵ر
۱۶	اوم اور گایتری کی مہما اور جپ ودھی	۴ر	۳۶	مقدمہ بازی کا برا نتیجہ	۵ر
۱۷	گایتری مہا انساد گایتری کی آدم تشریح	۵ر	۳۷	روپ سناتن چرتر	۵ر
۱۸	جیبی گیتا برائے روزانہ پاٹھ	۳ر	۳۸	دودھ چکتسا - دودھ سے امراض کا علاج	۳ر
۱۹	شریمد بھاگوت بھگتی پرکاش	۱۰ر	۳۹	آنکھوں کی امراض اور ان کا علاج	۳ر
۲۰	سندھیا اپاسنا وگیہ	۵ر	۴۰	میراں بائی کی پریم بانی	۶ر

ملنے کا پتہ: مینیجر ہارمنڈ پستکالیہ ... لاہور

اوم

مہرشی وید ویاس کرت مکمل سنسکرت گرنتھ

مہابھارت (اردو)

پورے ایک لاکھ شلوکوں کا اصلی شلوک وار سلیس اردو ترجمہ

مترجمہ:۔ شریمان پرپارتھی جی

پرب وار اور جلد وار قیمت کا نقشہ

نمبر	پرب	ادھیائے	شلوک	صفحات	قیمت	رعایتی
۱	آدی پرب	۲۳۶	۸۷۰۹	۳۴۴	عگار	عیر۸
۲	سبھا پرب	۸۱	۲۷۶۲	۱۲۰	عہر	۱۲ر
۳	بن پرب	۳۱۵	۱۱۸۹۲	۵۷۶	للعہ۴	سے۳
۴	وراٹ پرب	۷۲	۲۱۳۰	۱۱۸	عہر	۱۲ر
۵	اُدیوگ پرب	۱۹۶	۶۵۹۰	۳۴۶	عگار	عیر۸
۶	بھیشم پرب	۱۲۲	۵۸۷۰	۵۴۸	للعہ۴	سے۳
۷	درون پرب	۲۰۲	۹۶۳۵	۴۴۰	سے۳ عہ۸	عگا۲ ۱۰ر
۸	کرن پرب	۱۹۶	۵۰۱۴	۲۲۴	عیر۸	عیر۲
۹	شلیہ پرب	۶۵	۳۷۳۸	۱۳۶	عہر	۱۲ر

منیجر مارتنڈ پستکالیہ۔ [illegible] لاہور

۱۰	سوپتک پرب	۱۸	۸۰۳	دونوں کا	۸ر	۶ر
۱۱	استری پرب	۲۷	۸۲۵	۷۲		
۱۲	شانتی پرب	۳۶۶	۱۳۷۷۵	۶۸۸	للعہ	۳ ۸ر
۱۳	انوشاسن پرب	۱۶۸	۷۷۰۱	۳۰۴	عگار	۸عہ
۱۴	اشومیدھ پرب	۹۲	۳۸۴۸	۱۱۸	عہ ر	۱۲ر
۱۵	آشرم واسک	۳۹	۱۰۶۳	چاروں	۱۲ر	۸ر
۱۶	موسل پرب	۸	۲۸۷	کے ملکر		
۱۷	مہاپرستھانک ،،	۳	۱۲۰	۵۷ صفحات		
۱۸	سورگ آروہن	۶	۳۲۷	کلاں		

مہابھارت کی جلدوار قیمت

جلد اول	اس میں آدی پرب۔ بن پرب۔ سبھا پرب اور وراٹ پرب شامل ہیں حجم ۱۱۵۸ صفحات، کلاں۔ قیمت آٹھ روپے رعایتی چھ روپے
جلد دوم	اس میں ادیوگ پرب و بھیشم پرب شامل ہیں۔ حجم ۸۸۶ صفحات کلاں۔ قیمت چھ روپے۔ رعایتی ساڑھے چار روپیہ
جلد سوم	اس میں دروناٹ پرب۔ کرن پرب۔ شلیہ پرب۔ استری پرب اور سوپتک پرب شامل ہیں۔ حجم ۸۷۲ صفحات۔ قیمت چھ روپے رعایتی للعہ
جلد چہارم	اس میں صد درجہ کا شانتی دا ایک پرب شامل ہے۔ حجم ۶۸۸ صفحات کلاں۔ قیمت ساڑھے چار روپیہ رعایتی۔ للعہ ر
جلد پنجم	اس میں انوشاسن پرب اشومیدھ۔ آشرم واسک موسل۔ پرستھانک اور سورگ آروہن پرب شامل ہیں۔ حجم ۶۰۰ صفحات۔ قیمت رعایتی سے

مکمل مہابھارت ۱۸ پرب پانچ جلدوں میں ۴۰۰ صفحات اٹھارہ روپے

منیجر ماڑنڈ بستر کو لیہ حسن گاہی لاہور

فہرست مضامین وچار کلپدرم اوم ارتھات سنکلپ شکتی نمبر

اوم

نئے سال کی خوشخبری

نئے سال کا پہلا پرچہ شری گورانگ چرتر ہوگا

مارتنڈ کے لئے نئے سال کا پروگرام ہم نے بہت اعلیٰ بھگتی پورن تجویز کیا ہے چنانچہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کا مارتنڈ جو کہ عالیہ ۱۰ ار جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کو شائع ہوگا قریباً پانچسو صفحات کا ضخیم نمبر ہوگا۔ اس میں بھگوان شری کرشن کے لیلا اوتار جگت دکھیا ستہ منتری کرشن چیتن مہا پربھو کے ارتقات مہا پربھو

"شری گورانگ دیو چرتر"

کمل دیا جاویگا۔ جس کے پاٹھ سے کرشن بھگتوں کے چیت باغ باغ ہو جاوینگے۔ گورانگ چرتر کی لکھائی وغیرہ کا کام ابھی سے شروع کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ ضخیم پرچہ ۱۰ ار جنوری سنہ ۱۹۴۰ء تک چھپکر ناظرین کی خدمت میں بھیجدیا جاوے۔ مہا پربھو شری گورانگ چرتر پانچسو سے بھی زیادہ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ کاغذ لکھائی اور چھپائی بھی عمدہ کرائی جائیگی قیمت اڑھائی روپیہ فی جلد ہوگی۔ لیکن جو سجن مارتنڈ کے نئے سال سے خریدار بن جاوینگے ان کو یہ ضخیم گرنتھ خریداری میں ہی مل جاویگا۔ آشا ہے کہ شری کرشن پریمی سجن مارتنڈ کے خریدار بن کر شری کرشن چیتنیہ مہا پربھو المعروف شری گورانگ چرتر کا پاٹھ کرکے اپنے جنم جنمانتر کے پاپوں کو نشٹ کر سکھی ہونگے

ایڈیٹر

مارتنڈ لاہور کے چھ ۶ سالہ طبی نمبر

کے

طبابت پیشہ اصحاب اور دوا خانہ والوں کے سچے رفیق کا کام دیتے ہیں

مارتنڈ کے طبی نمبر دنیا میں ایک لاثانی چیز ہیں۔ ان میں سر سے لیکر پاؤں تک کی امراض کے نہایت آسان اور بارہا تجربہ میں لائے ہوئے ڈیڑھ ہزار سے بھی زیادہ نسخہ جات درج ہیں۔ اس کے علاوہ احتلام۔ جریان۔ نامردی وغیرہ مردانہ امراض کے بھی بہت سے اکسیر تحفہ جات دیئے جاتے ہیں۔ جن کو خود بنا کر اور استعمال کر کے آپ ڈاکٹروں اور حکیموں کی فیسوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں یا اگر آپ ان مجربات کو تیار کر کے ان کی تجارت کرنا چاہیں تو بھی ایک نسخے سے سینکڑوں روپے کما سکتے ہیں۔ مارتنڈ کے کچھ بد قسمت خریداران ان طبی نمبروں میں درج کردہ آتشک وغیرہ کے نسخہ جات تیار کر کے بارو زگار بن گئے ہیں۔

اس کے علاوہ ان طبی نمبروں میں حفظ صحت کے اصول۔ نبض۔ قارورہ دیکھنے سے مرض کی شناخت۔ پرہیز کے فوائد وغیرہ بے شمار مضامین درج ہیں۔ جن سے طبابت پیشہ اصحاب و گرہستی سجن بہت لابھ اٹھا سکتے ہیں۔ ان چھ نمبروں کی قیمت ایک روپیہ چودہ آنہ کی بجائے رعایتی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے لی جاوے گی۔ چونکہ مکمل سٹ تھوڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اس لئے جو سجن جلدی خریدیں گے۔ انہیں کو مل سکینگی آپ بہت جلدی منگوا کر لابھ اٹھاویں۔

ملنے کا پتہ

رام لال ورما۔ مینیجر مارتنڈ پستکالیہ چنگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور

وچار کلپدرم

ارتھات

وچار یا خیال کی طاقت اور اُسے بڑھانے کے سادھن

پہلا باب - وچار یا خیال اور اسکی طاقت

وچار یا خیال کے متعلق لکھتے ہوئے سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وچار کیا چیز ہے؟ کہاں سے پیدا ہوتا ہے اور وچاروں کا کیا پربھاو ہے اور ان میں کتنی شکتی ہے۔ وچار کا کیا سروپ ہے کیا رنگ ہے۔ وچاروں کے بدلنے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

ہمارے وچاروں ارتھات خیالات کا خاص رُوپ اور رنگ ہوتا ہے اسی طرح ان میں جیون شکتی بھی ہوتی ہے۔ اگرچہ بہت سوکھشم (لطیف) ہونے کی وجہ سے نہ دکھائی نہیں دیتے تو بھی خیالات کی پیدائش پرمانوؤں سے

ہی ہوتی ہے۔ اور وہ پرمانو اتنے لطیف اور تیز رفتار ہوتے ہیں، کہ سنسار کی کوئی دوسری چیز ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ بجلی وغیرہ کی طاقت بھی خیالات کی طاقت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ اگرچہ وچار سے بھی بڑھ کر لطیف اور بلوان چیزیں دنیا میں ہیں۔ مگر ان کا علم ہم لوگوں کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیں یہی ماننا چاہیئے۔ کہ اس دنیا میں وچار ہی سب سے زیادہ لطیف اور سب سے بلوان شکتی ہے کہ جس کو بتدریج بڑھا کر ہم دنیا میں بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔

امریکہ اور جرمن وغیرہ ممالک میں علم الخیال کا دن بدن پرچار بڑھتا جاتا ہے اور وہاں کے بڑے بڑے ڈاکٹر اب خیال کی طاقت سے لاعلاج بیماریوں کا بھی علاج کر رہے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے رشی منیوں کی ودیا کی قدر اب مغربی ممالک میں ہو رہی ہے۔ ہم بھارت واسیوں کو بھی اب خواب غفلت سے جاگنا چاہیئے۔ اور اپنی وراثت کو سنبھال کر اسے بڑھانا اور پھیلانا چاہیئے جس سے بھارت کا نام پہلے کی طرح مہر منور ہو کر چمکے۔

وچار بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار ہیں۔ بجلی ایک سکینڈ میں سات بار زمین کے ارد گرد گھوم سکتی ہے۔ مگر خیالات کی رفتار اس سے بھی زیادہ تیز ہے کیونکہ خیالات کے پرمانو بجلی سے بھی زیادہ لطیف اور بلوان ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابھیاس ہو جانے پر خیالات کو اپنے پاس کھینچنے اور دور بھیجنے میں زیادہ محنت نہیں پڑتی۔

جب ہمارے خیالات باہر کی طرف جاتے ہیں۔ تب وہ خالی ہوا میں اڑ نہیں جاتے۔ بلکہ وہ ہماری حالت کو پائیدار کرنے۔ بدلنے۔ دھنوان یا مفلس بنانے ہیں۔ ہمارے کاموں کو کامیاب یا ناکام بنانے کا سب سے بڑا کارن

ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنے خیالات کو ٹھیک راستے پر چلانا جان لیں اور چلا بھی سکیں تو سارے دکھوں سے چھوٹ کر پرم آنند مئے (بے حد راحت بخش) زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ہر ایک وچار جو ہمارے من میں آتا ہے۔ وہ ایک تیر کی مانند ہوتا ہے اس میں جتنی شکتی اور تیزی ہوگی اس کے مطابق ہی وہ سروں کے دل میں جا کر وہ اثر کریگا۔ اور لوٹ کر ہم پر برا یا بھلا اثر ڈالے گا۔ اپنے من میں اعلےٰ خیالات کو جگہ دو۔ تو وہ خیالات بہت جلدی تمہاری بیرونی زندگی کو شاندار بنا دینگے

اپنی خیالی طاقتوں کو اپنے قابو میں رکھو۔ ایسا کرنے سے تم اپنی بیرونی زندگی کو جیسا چاہو ویسا بنا سکو گے۔ مکت جیو اور پاپی میں یہی فرق ہے کہ پہلا اپنی اندریوں کو قابو میں رکھتا ہے اور دوسرا اندریوں کے قابو میں ہو جاتا ہے۔ جو آدمی اپنے من کو بلوان اور آنند مئے بنانا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ فحش گندے اور ناپاک خیالات کو کبھی من میں نہ آنے دے۔ اگر تم کام کرودھ۔ لوبھ موہ اور اہنکار کے خیالات من میں رکھ کر بلوان اور سکھی بننے کی خواہش کرتے ہو۔ تو یہ ناممکن ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ تم خیالات تو ادنےٰ رکھو اور تمہاری صحت ٹھیک رہے۔

یوگیوں کا مت ہے کہ وچار ایک بے حد بلوان شکتی ہے اور خیالات سے جو چاہو سو ہو سکتا ہے۔ خیالات جسم کے سارے اعضاء کو درست اور بلوان بنا کر تندرست رکھ سکتے ہیں

پرماتما نے انسان کو خیال کی لازوال طاقت بخشی ہے۔ سینکڑوں آدمیوں نے خیال کی طاقت سے مشکل سے مشکل کام سر انجام دئے ہیں۔ وچار کی طاقت انسان کو خود ایشور تک بنا سکتی ہے۔ مگر وہ وچار سچا اور مضبوط ہونا چاہیئے۔ جب

خیالات میں اتنی زیادہ طاقت ہے۔ تو اسے بلوان بنا کر اپنی زندگی کو شاندار بنانے کی کوشش ہر ایک انسان کو کرنی چاہیئے

خیالات ایک کے بعد دوسرا۔ دوسرے کے بعد تیسرا اسی طرح اُٹھا کرتے ہیں۔ ان میں سے کئی تو مٹ جاتے ہیں۔ مگر جو بلوان ہوتے ہیں وہ کامیابی حاصل ہونے تک نہیں مٹتے۔ اسی طرح کچھ بُرے وچار بھی بلوان ہوتے ہیں۔ جیسے چور جب چوری کرتا ہے۔ تب وہ کام بھی اس کے وچار کا ہی پھل ہوتا ہے۔ وبھچاری اور قاتل آدمیوں کے وچار بھی بڑے مضبوط ہوتے ہیں۔ مگر یہ تنزل کی طرف جانے والے ہیں۔ اس لئے ایسا خیالات کو من سے نکال دینا چاہیئے۔

بُرے خیالات کا کارن من کی کمزوری ہے

کیونکہ ہے

من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت
پار برمھ کو پایئے من ہی کے پرتیت

اس لئے شُبھ وچاروں کے لئے من کا بلوان ہونا بہت ضروری ہے۔ وچار کی طاقت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وچار سب شستروں (ہتھیاروں) سے بڑا ہے۔ جسے پرماتما نے انسان کے ہاتھ میں دے رکھا ہے۔ جو آدمی ہمیشہ اچھے خیالات کو اپنے من میں لانے کا ابھیاس کرتا ہے۔ وہی زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔ **بُرے خیالات تاریکی کی مانند اور اچھے خیالات روشنی کی مانند ہیں۔** روشنی کرو۔ تو تاریکی خود بخود مٹ جائیگی۔ تم نے اپنے جسم پر پڑنے والے خیالات کے پربھاو کا کبھی وچار نہیں کیا۔ اور اپنے سب بھلے بُرے خیالات کو بلا روک ٹوک من میں گھسنے دیا۔ اس سے وہ اپنی حسب مرضی وہاں داخل ہوکر پھر باہر نکل آتے ہیں۔ اور تمہارے دماغ پر بھلا یا بُرا اثر چھوڑ جاتے ہیں

مگر اس بات پر تم نے کبھی ذرا بھی دھیان نہیں دیا ہے۔ اب اس بات کو اچھی طرح گانٹھ باندھ لو۔ کہ تمہارے خیالات ہی عملی صورت میں بدل جاتے ہیں۔ اور تمہارا بیرونی روپ تمہارے خیالات کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ ایک یوگی کا کہنا ہے۔ کہ جیسے اوپر ویسے نیچے۔ جیسے اندر ویسے باہر۔ تمہارا اندرونی روپ تمہارے خیالات ہی ہیں اور تمہارا بیرونی روپ بھی انہیں کا عکس ہے۔ نیک خیالات سے ہی الوکِک شکتی بڑھتی ہے اس الوکِک شکتی سے تم اپنی تمام کمزوریوں کو دور کر سکتے ہو اور کمزور کرنے والے بیرونی اثرات کی گرفت سے چھوٹ سکتے ہو۔

لکڑی پتھر وغیرہ کے پھینکنے سے ایسی چوٹ نہیں پہنچتی جیسی کہ خیالات کے پھینکنے سے پہنچتی ہے۔ اس لئے کسی کو خیالات کے ذریعے چوٹ پہنچانا بہت نیچ کام ہے۔ پس جب کسی آدمی کے بارے میں من میں وچار کرو۔ تب اس کے لئے دَیا تندرستی اور آنند کے ہی وچار کرو۔ کیونکہ انسان جیسے وچار کرتا ہے۔ وہ خود فوراً ویسا ہی بن جاتا ہے۔ جیسے اگر کسی کو مارنے کا وچار کیا تو مارنے کا عمل پہلے اپنے من میں پیدا ہوگا۔ اگر سدھارنے کا وچار کیا۔ تو سدھارنے کا عمل بھی پہلے اپنے من میں ہی ہوگا۔ اور فوراً ہم ویسے ہی بن بھی جاوینگے۔ اس بارے میں آگے تفصیل سے کہا جاویگا۔

اگر تم آنند۔ ایشوریہ (جاہ و حشمت) اور تندرستی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو خیالات کو شدھ بنانے کا ابھیاس کرو۔ تمہارے خیالات جب پوتر اور نیک بن جاوینگے۔ تب تمہارا تیج۔ بل۔ تندرستی اور ایشوریہ بھی اپنے آپ بڑھنے لگیگا۔ اور تمہارا جسم سپھل ہو جاوے گا۔

وچار کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں ہم پہلے ٹھ دو حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔ پہلے حصے میں وشواس۔ پریم۔ آنند۔ شانتی۔ دھیرج۔ آستا

دیا۔ سنہیہ۔ پوترتا اور دلیری کے خیالات آتے ہیں۔ اگر ہم میں یہ گن ہیں۔ اور ہم انہیں کام میں لاتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ جسم کے بنانے اسے بلوان اور تندرست رکھنے میں یہ ہمارے بڑے مددگار ہوتے ہیں۔ دوسرے حصے میں نفرت۔ دُکھ۔ بے چینی۔ بے صبری۔ غصہ۔ سنگدلی۔ ناپاکی۔ بزدلی اور مایوسی وغیرہ کے خیالات ہیں۔ ان میں سے ایک یا دو عیب ہونے سے بھی انسان کی صحت اور تندرستی برباد ہو کر بے وقت میں بڑھاپا آجاتا ہے۔ غصے کا ہر ایک وار عمر کو گھٹاتا اور روگ کو بڑھاتا ہے اسی طرح دھیرج اور پریم وغیرہ کا ہر ایک وچار عمر کو بڑھاتا اور جسم تندرست بلوان بناتے ہیں اپنے مریض کے دل کو بڑھانے کی کوشش ہر ایک معالج کرتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک بار مریض تندرست ہونے کی آشا چھوڑ دے۔ تو پھر اس کا اچھا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ **اسی طرح سب دوائیوں میں تندرستی کا وچار ہی سب سے بلوان دوائی ہے۔** اور پریم نہ صرف مانسک شانتی کا۔ بلکہ جسمانی روگوں کا بھی سب سے بہترین معالج ہے۔ ایسے ہی وشواس۔ دھیرج اور آنند کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے۔

وچار کی لہریں اگادھ ہوتی ہیں۔ جب تک کسی ایسی مضبوط وچار دھارا کو مضبوطی کے ساتھ من میں نہ ٹھہرایا جائے۔ جس کے کمپن (اثرات) دوسرے ادنےٰ خیالات کے کمپنوں (اثرات) کو دبا دیں۔ اس وقت تک انسان بنا پتوار کی ناؤ کی مانند اِدھر اُدھر ڈولتا رہیگا۔ اور وہ کوئی بھی کام کرنے کے یوگیہ نہ ہوگا اس لئے **ایک کام کو ختم کر کے ہی دوسرے کام کو شروع کرنا چاہیئے** اس سے کامیابی کے ساتھ ساتھ کام بھی بہت ہوتا ہے اگر بیچ میں کوئی دوسرا خیال اُٹھ کھڑا ہو۔ تو اُسے زبردستی من سے نکال دینا چاہیئے۔ **سب سے اچھا** طریقہ یہ ہے۔ کہ اس وچار کو بھلا کر اس کے بدلے میں کوئی اچھا وچار کیا جاوے

اس سے برا وچار خود ہی نشٹ ہو جاوے گا۔ اس لئے ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تم خیال کے بس میں نہ ہو جاؤ۔ بلکہ خیال تمہارے بس میں رہیں۔

سدا چار کی مہما اور وچار کے لوازمات

پیارے مترو۔ اب تم اپنے من سے سبھی چنتا اور مایوسی کے خیالات کو یکبارگی نکال دو۔ چہرے پر مسکراہٹ کے بھاؤں کو دھارن کرو۔ **ہمیشہ پرسن چت** رہو۔ پریم اور ہمدردی کے خیالات اپنے من میں دھارن کرو۔ **ہمیشہ سیدھے چلنے** اور سیدھے **بیٹھنے کا ابھیاس کرو** جس سے تمہاری چھاتی باہر کی طرف نکلی رہے۔ اور پھیپھڑے پورے طور سے ہوا سے بھر سکیں۔ پھر تو سنسار میں کوئی ایسا نہ ہوگا۔ جو تمہیں نیچا دکھا سکے۔ **اس بات کو گانٹھ باندھ لو۔** سنسار میں جتنے مہان پرش ہوئے ہیں۔ سب نے اسی اصول کو اپنایا ہے۔ سب سے بڑی بات جو ہر ایک آدمی میں ہونی چاہیئے۔ وہ **سدا چار ہے۔** سدا چاری آدمی کے لئے کوئی بھی کام دشوار نہیں ہوتا۔ اس بھارت درش میں جو بڑے بڑے مہاتما رشی منی ہو گئے ہیں۔ ان سبھی نے سدا چار سے ہی اعلے پدوی پائی ہے۔ ہر ایک آدمی کے لئے جو اپنی زندگی میں ترقی کرنا چاہتا ہے۔ یہ سیکھنا ضروری ہے کہ کسی ایک مقررہ کام میں اپنے سب وچاروں کو کیسے لگایا جائے؟ یہ بات وچار سے ہی سدھ ہو سکتی ہے۔ مگر کوئی بھی بات صرف سوچنے محض سے پوری نہیں ہو سکتی۔ **بلکہ سوچنے کے ساتھ ہی کام بھی کرنا پڑتا ہے۔** جیسے بین کے پاس بیٹھ کر کوئی یہ وچار کرے۔ کہ میں اس کے بجانے میں ماہر ہو جاؤں۔ تو صرف وچار سے ہی اس کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وچار کے ساتھ ساتھ اس بین کے بجانے کا ابھیاس بھی کرنا چاہیئے۔ جس سے اس کا وچار عملی شکل میں بدل سکے۔ اس لئے

پہلی بات وچار کا پیدا کرنا ہوتا ہے اور دوسری اس وچار کو عملی شکل میں لانا ہوتا ہے۔

وچار میں ایکاگرتا کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ایکاگرتا پورک جس بات کا وچار کرو گے۔ اس میں تم کو کامیابی ضرور ہوگی۔ تمہارے من میں جیسے وچار پیدا ہوتے ہیں۔ ویسے ہی کام بھی تم کرنے لگتے ہو۔ تمہارے سب کاموں کا انحصار تمہارے وچاروں پر ہی ہے۔ وچاروں کے نتائج سے تم کبھی بچ نہیں سکتے۔

دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں ہے جو ایکاگرتا اور شانتی سے کرنے پر کامیابی سے پورا نہ ہو سکے۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں۔ جو آتمک شکتی کو بدھیمانی کے ساتھ کام میں لانے پر حاصل نہ ہو سکے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے من میں اعلےٰ خیالات رکھو۔ تو وہ خیالات بہت جلدی تمہاری بیرونی زندگی کو بھی اچھی حالت میں بدل دینگے۔ یقین کرو۔ کہ ہمیشہ شدھ وچار کرنے سے ہی آتمک شکتی اور سروگیتا پراپت ہوتی ہے۔ تم نے ناپاک اور گندے خیالات کو من میں جگہ دے کر ہی اپنے آپ کو کمزور اور الپگیہ بنا لیا ہے۔ اس لئے اب تم اُتم وچار کرنے کا ہی ابھیاس کرو۔

کوئی آدمی قسمت قسمت چلاتا ہے۔ گویا وہ اس کی طاقت سے باہر ہے۔ مگر درحقیقت انسان اپنی قسمت کا بنانے والا آپ ہی ہے۔ کیونکہ جیسے اس کے خیالات ہونگے۔ ویسے ہی اس کے سب کام بھی ہونگے۔ اگر انسان شدھ وچار کرنا سیکھ لے۔ تو قسمت اس کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن جائے۔ سکھ اور آنند کے سوا دوسرے خیالات کو من میں آنے ہی نہ دو۔ کیونکہ ہمیشہ من میں جیسا سوچتے رہو گے ویسی ہی حالت حاصل ہوگی۔ جس چیز کا سدا دھیان رہتا ہے۔ وہی چیز اپنی طرف کھچی آتی ہے۔ جو آدمی بہت اعلےٰ حالت کو پہنچ جاتا ہے اس کی رذالت کا باعث اس کے خیالات ہی ہوتے ہیں۔ من میں اٹھتے

ہوئے وچار ہی مستقبل کے بنانے والے ہیں۔ دُکھ اور غریبی کے خیالات دکھ اور غریبی کو بڑھاتے ہیں اور سکھ و خوشحالی کے خیالات سکھ اور خوشحالی کو بڑھاتے ہیں۔ بنا سکھ کے خیال من میں مضبوط کیے کوئی سکھی نہیں ہو سکتا۔ من کھیت کی طرح ہے اس میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ خیال پیدا ہوتا ہی رہتا ہے۔ وہی خیال سکھ یا دکھ کا دینے والا ہے۔ اگر اس بات پر دھیان رکھو گے تو تمہاری زندگی سُدھر جائے گی۔

اگر تم دُکھی یا کنگال ہو۔ تو اس میں کسی دوسرے کا دوش نہیں۔ دوش تمہارے اندر کا ہی ہے۔ اسے ڈھونڈ نکالنا تمہارا ہی کام ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے من کو دیکھتے رہو کہ تمہارے من میں ناپاک اور دُکھدائی خیال گھسنے نہ پاویں۔ اسی سے تمہاری ترقی ہوگی۔ اپنی حالت کو دیکھ کر خود آپ ہی تعجب کرنے لگو گے۔

لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایشور اپنے بھگتوں کو کنگال بناتا ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ایشور کسی کو غریب نہیں بناتا۔ اور نہ مُورکھ ہی بناتا ہے نہ بلوان نہ بلوان اور نہ ودوان ہی بناتا ہے۔ ایشور تو پرم دیالو ہے۔ سب کی کامنائیں پُورن کرنے والا ہے۔ جو جیسی خواہش کرتا ہے اور جس کے من میں جیسے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق ایشور اُسے پھل دیتا ہے جو جیسا وچار کرتا ہے وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اس لئے جیسا ہونے کی خواہش ہو۔ ویسا ہی اپنے آپ کو مانو۔ دوا نہ دو مگر وچار ہونا جتنا سچ ہے۔ اتنا ہی یہ اصول بھی سچ ہے۔ دیکھو اور انوبھو کر کے دیکھو۔

حقیقتاً وچار کرنے سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ پُورن (مکمل) پرماتما نامکمل سنسار کو کیسے پیدا کریگا؟ سارا سنسار اور جیو پرماتما کے نیموں کے ماتحت ہیں۔

نیم کے خلاف کام کرنے سے انسان کو انجام میں دکھ ہوتا ہے ۔ ہر ایک مقبول سے جیو کو کشٹ اٹھانا پڑتا ہے ۔ اسے نیم کی خلاف ورزی کرنے کی سزا ملتی ہے مگر وہ اپنے دکھ کا آپ ہی کارن ہے ۔ مطلب یہ کہ انسان پورن ہونے کے لیے ہی بنایا ہے وہ خود اپنی غلطی سے دکھی گنہگار بنتا ہے ۔ جسم کے ناش ہو جانے پر خیالات کا ناش نہیں ہوتا ۔ اس لئے مرنے پر جب پھر دوسرا جنم ملتا ہے ۔ تب پہلے جنم کے کئے ہوئے پہلے برے وچار ہی اسے دکھ دیتے ہیں ۔ جو خیال بار بار پختہ کیا گیا ہو ۔ اسے اگر عملی شکل میں پرگٹ ہونے کا موقع نہ ملے تو بعد میں جب اسے موقع ملیگا ۔ تب وہ خیال پھر من میں پیدا ہو کر اپنی حسب کا ہی کام کریگا ۔ جس کام کے نہ کرنے کی خواہش ہو اسے بھی لاچار ہو کر کرنا پڑتا ہے ۔ جیسے کسی نے بہت دنوں تک چوری کے خیال کئے ہیں ۔ مگر اسے چوری کرنے کا موقعہ نہیں ملا ۔ اور بعد میں کسی ست سنگ میں جا کر وہ اپنا چال چلن سدھارنے کے لئے بہت محتاط رہنے لگا ۔ اور پہلے کئے ہوئے چوری کے خیالات پر پشیمان ہو کر وہ یہ ارادہ بھی کرے ۔ کہ اب کبھی میں چوری نہ کرونگا ۔ تو بھی وقت پا کر پہلے کئے ہوئے چوری کے خیالات سے چوری کرنے کو اس کا من للچاتا ہے ۔ اور خواہش نہ ہونے پر نیز چوری نہ کرنے کا پورا عزم کرنے پر بھی اس سے چوری ہو ہی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس کے یہ چوری کے خیالات مرے نہیں ۔ اس لئے جب ان کے سہایک وچار ملتے ہیں ۔ تب وہ زبردستی سے چوری کرا دیتے ہیں ۔ اسی طرح پہلے جنم میں کئے ہوئے وچاروں سے دوسرے جنم میں بھی لاچار ہو کر انسان وہی کام کرتا ہے ۔ اتنی بڑی شکتی خیالات میں ہے

خیالات کو پختہ کرنے کا سادھن

یہ ہے ۔ کہ جیسے ایک ہی راستے پر لگاتار گاڑیاں دوڑا کریں ۔ تو راستے

ہیں گاڑی کے پہیوں کے نشان بن جاتے ہیں۔ اور کنوئیں پر رسّی کی رگڑ سے
پتھر پر نشان بن جاتے ہیں اسی طرح اگر ایک ہی خیال بار بار مضبوطی کے
ساتھ کیا جائے۔ تو دماغ میں اسی طرح کے پرمانو مضبوط ہو جاتے ہیں اور
گیان تنتوؤں کو اس وچار کے مطابق چلنے کا سوبھاؤ پڑ جاتا ہے۔ اس سے
سب کام آپ ہی آپ ہوا کرتے ہیں۔ جب ایک بار ایک قسم کے وچار پیدا کیا کرتا
کرنا آجاتا ہے۔ تب اس کا وہ وچار پشٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے پھر دوسرے
وچار کرنا سہج ہو جاتا ہے۔ جیسے روزانہ کسرت کرنے سے جسم مضبوط ہوتا ہے۔
ویسے ہی نت وچار کرنے سے وچار شکتی بڑھتی ہے۔ اس وچار شکتی کو پشٹ کرنا ہو۔
تو ایک ہی قسم کے وچار مضبوطی کے ساتھ بار بار کرنے چاہئیں اس
طرح برے وچاروں کا ناش کرنا آجائے۔ تو ہم بہت ہی آسانی سے ترقی کر سکتے
ہیں۔ کیونکہ برے وچار ہی ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں پھنساتے ہیں۔ اور انہی سے
ہم آگے بڑھنے نہیں پاتے۔ جیسے بدبودار جگہ کو شدھ کرنے کے لئے خوشبودار
چیز پھیلانی چاہیئے۔ اور سردی کو مٹانے کے لئے گرم دوائی کا استعمال کرنا چاہیئے
ویسے ہی برے خیالات کو نشٹ کرنے کے لئے اچھے خیالات مضبوطی سے کرنے
چاہئیں۔ جیسے غصے کے خیالات کو مٹانے کے لئے شانتی کے وچار یکسوئی سے
کرنے چاہئیں اور لوبھ کے خیالات کو مٹانے کے لئے سنتوش اور کشادہ دلی کے
خیالات من میں لانے چاہئیں۔ دویش کے خیالات کو مٹانے کے لئے پریم کے
خیالات اور اہنکار کو مٹانے کے لئے حلیمی کے خیالات اور خوف کے خیالات
کو مٹانے کے لئے بے خوفی کے خیالات۔ ایسے ہی باقی خیالات کا وچار کر
لینا چاہیئے۔

برے خیالات کو من میں جگہ مت دو

اگر اپنے من میں آئے ہوئے برے خیالات کو نشٹ کرنا ہو۔ تو ایسے خیالات کو من میں گھسنے نہ دینا چاہیئے اور اگر آ جائیں۔ تو فوراً نکال دینا چاہیئے۔ جیسے پانی کے بنا درخت تھوڑے ہی وقت میں سوکھ جاتا ہے ویسے ہی جو برے خیالات کو دیگر برے خیالات کی مدد نہ ملنے پر وہ تھوڑے ہی وقت میں خود بخود سوکھ جائیں گے اس سے برے خیالات کو اُٹھنے ہی نہ دینا اور ان کے خلاف اچھے خیالات کو من میں جگہ دینے سے بہت ہی جلد برے خیالات نشٹ ہو جائیں گے۔ انسان برے خیال زیادہ کرتا ہے اور اچھے خیال بہت کم کرتا ہے اسی سے دُکھ بیچ روگ اور مایوسی وغیرہ کئی طرح کی امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ سب دُکھ برے خیالات سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اچھا وچار کرنے میں جتنی محنت پڑتی ہے۔ اتنی ہی محنت برا وچار کرنے میں بھی پڑتی ہے مگر صرف ابھیاس کی ہی کمی رہتی ہے

اچھے وچار کرنا بہت آسان کام ہے

تو بھی ہم اچھے وچار نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں برے خیال کرنے کی جو عادت پڑ گئی ہے۔ وہی اچھے وچار کرنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے جیسے جس کھیت میں نکمی گھاس جمی ہے۔ اس میں اچھے پودے نمو نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہوشیار کسان اس نکمی گھاس کو جڑ سے کھود کر نکال دیتا ہے ویسے ہی ہمارے من روپی کھیت میں برے وچار روپی گھاس گہری جڑ پکڑ گئی ہے۔ اس لئے ہم بآسانی اچھے وچار نہیں کر سکتے۔ اس لئے برے خیالات کی جڑ

اس کو اکھاڑ کر اچھے خیالات کے پودے لگانے چاہئیں۔ کیونکہ اچھے درختوں کی جڑ بہت گہری ہوتی ہے۔ اور نکمی گھاس کی جڑ اوپر ہی اوپر رہتی ہے برے خیالات بھی نکمی گھاس کی مانند ہوتے ہیں۔ اور اچھے خیالات آم وغیرہ اچھے درختوں کی مانند۔

شری کرشن جی نے گیتا میں کہا ہے کہ پاپ لکڑی کی مانند ہے اور گیان آگ کی مانند ہے۔ اگر لکڑی زیادہ ہو اور آگ تھوڑی ہو۔ تو بھی وہ آہستہ آہستہ سب لکڑیوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ ویسے ہی تھوڑے سے اُتم وچار بھی تو بھی وہ بہت دنوں کے برے وچاروں کو نشٹ کر دیتے ہیں۔ اسی لیے پنچ اکشری (اوم نمہ شوائے) شٹ اکشری (اوم وشنوے نمہ) اشٹ اکشری (اوم نارائنائے نمہ) دوادش اکشری (اوم نمو بھگوتے واسودیوائے) ان منتروں کے جپنے سے ہی انسان بڑے بڑے پاپوں سے تر گئے ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی انسان نے زندگی بھر برے وچار کئے ہوں گے جب شردھا پورک وہ اچھے وچار کرے اور دھیان کرے تو تب بھی اس کا کلیان ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس بات سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کہ زندگی بھر برے وچار کئے تو اب تھوڑے سے اچھے وچاروں سے کیا ہوگا اپنے وچاروں کو من بچن اور کرم سے پوتر اور بڑے ہی پریم سے کرنا چاہئے۔ اس وقت برے وچاروں کو رتی بھر بھی جگہ نہ دینا چاہئے مگر آج کل اکثر عام لوگ کس طرح وچار کرتے ہیں۔ اسے بھی جان لینا ضروری ہے۔ اس بارے میں ماہر ودوان لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایک طرف تو وہ دھن پانے کی خواہش کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ مانتے ہیں کہ دھن ملنا تو پراربدھ کے ادھین ہے۔ اس لیے دھن کی خواہش ہونے پر بھی وہ دھن پانے کے

زیادہ وچار نہیں کرتے۔ اسلئے غریبی کے وچار ہی زیادہ کرتے ہیں ارتھات دھن جاتا رہیگا۔ نوکری چھوٹ جائے گی۔ تو ہم کیا کریں گے؟ ایسی بہت طرح کی چنتاؤں میں پڑے رہنے سے غریبی اور چنتا کے وچار بڑھ جاتے ہیں اور دھن پراپتی کے وچار دب جاتے ہیں۔ قدرت کا اصول ہے کہ غریبی کے خیالات سے من کو غریب بنا کر کوئی امیر نہیں ہو سکتا بڑا تعجب ہے کہ ہم دولتمند بننا چاہتے ہیں۔ مگر غریبی کے خیالات میں مستغرق رہتے ہیں۔ جیسے فلاں آدمی کا دھن چلا گیا۔ وہ اس سے بہت دکھی ہے ویسے ہی اگر ہمارا بھی دھن چلا جائے گا تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ فلاں آدمی بڑا امیر تھا۔ مگر بیوپار میں گھاٹا ہونے سے وہ دو کوڑی کا ہو گیا ہے۔ فلاں بڑا عہدیدار تھا۔ اب نوکری چھوٹ جانے سے اسے کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ ویسا ہی ہمارا حال ہو جائے گا۔ تو ہم کیا کرینگے؟ لڑکے کا بیاہ کرنا ہے۔ اس میں برادری کے مطابق خرچ کرنے کے لئے قرض لینا ہوگا۔ گھر بھی خراب ہو گیا ہے اسے بھی پھر سے بنوانا پڑے گا۔ استری کے گہنے کپڑے کی بات آتی ہے۔ تو سنی ان سنی کر دیتے ہیں یا پہلے سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم غریب ہیں۔ دوستوں سے کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم غریب ہیں۔ اس طرح ہمیشہ ہی وہ غریبی کے خیالات میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اس پر پھر امیر ہونا چاہتے ہیں۔ تب یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے اگر امیر ہونا ہے تو ہمیشہ امارت کے خیال ہی کرنے چاہئیں دھنوان پرشوں کے جیون چرتر پڑھنا اور دھنوانوں کے من میں جیسی اُدارتا رہتی ہے۔ ویسی ہی اُدارتا اپنے من میں لانی چاہیئے۔ ساتھ ہی دھنوانوں نے پہلے کتنی مشقت جھیلی ہے اور دھن پانے میں انہوں نے کیسے کیسے کلیش پائے ہیں۔ ان کلیشوں اور ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے تیار رہنا اور دھن پانے

کے ڈھنگ سیکھنا چاہیئے اور غریبی کے خیال کسی وقت بھی من میں نہ آنے دینا۔ یہی دھن پراپتی کا سرل سادھن ہے۔

وچاروں کی طاقت سے ہی روگ دور ہوتے اور بڑھتے بھی ہیں۔ مندرجہ بالا طریقے سے جیسے غریبی دور کی جاتی ہے۔ ویسے ہی بہت طرح کے روگ بھی وچاروں سے دور کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے روگ مٹانے کا اُپائے بھی جاننا چاہیئے۔ کیونکہ سنسار میں عموماً سبھی لوگ روگوں کا شکار ہو رہے ہیں اسی میں کوئی روگ تو معمولی دوائی سے اور کوئی خود ہی چھوٹ جاتے ہیں اس لئے روگ پیدا کرنا اور نشٹ کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ ایشور کی خواہش ہے۔ کہ سب جیو تندرست اور سکھی رہیں۔ مگر روگ انسان کی بھول سے ہوتا ہے اس لئے پہلے بھول کو سدھارنا چاہیئے اور اس کا علاج صرف تندرستی کے خیالات ہی ہیں۔ جب گھر میں لڑکے بیمار پڑتے ہیں تب استریاں روگ اور بچنے کے وچار زیادہ کرتی ہیں۔ اور ان وچاروں سے کتنے ہی لڑکے مر جاتے ہیں۔ عورتیں لڑکوں کو روگ سے بچانے کے لئے جتنی کوشش کرتی ہیں۔ اتنے ہی جلدی لڑکے مر جاتے ہیں۔ اس کا کارن صرف اُن کے وچار ہی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسا وچار کرتی ہیں۔ کہ فلاں عورت کے چار لڑکے دو سال میں مر گئے۔ اب پانچواں ہوا ہے۔ اس کی بھی بڑی خبرداری رکھتی ہے تو بھی وہ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ زندگی کی امید نہیں۔ ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے۔ یہاں وچار کرنے کی بات ہے کہ وہ لڑکا بھی ساتویں دن مر گیا۔ اگر یہ وچاروں کا ہی پربھاؤ ہے تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایسی دلیل بازی کرنے والے لوگ بہت ہیں۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیئے سب ماتائیں چاہتی ہیں کہ ہمارے لڑکے جیتے رہیں۔ اس خیال کی جتنی طاقت

ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ طاقت بے حد سنہیہ کرنے والی اگیانی ماتاؤں پر دوسرے بڑے خیالات کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے لڑکے کے لئے اپنے من میں سدا ڈرتی رہتی ہیں۔ کہ اسے چراغ کی لو نہ لگ جائے کہیں گر نہ پڑے اسے کوئی اٹھا نہ لے جائے۔ محلے میں کھیلتا ہے۔ کہیں کتا کاٹ نہ کھائے یہ بیمار ہے اس کا روگ مٹیگا یا نہیں؟ کسی کی نظر نہ لگ جائے اگر یہ مر گیا تو میں کیا کرونگی۔ ایسے ڈر کے خیال ہی سدا اُن کی آنکھوں کے آگے ناچا کرتے ہیں ان خیالات سے بہت سی ماتائیں لڑکوں کو بیمار کر ڈالتی ہیں۔ روگ کے لئے بیرونی علاج تو کرتی ہیں۔ مگر دل بگڑا ہونے سے بیرونی علاج سے ذرا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ لڑکوں کو اچھا کرنے کے لئے جتنے وچار وہ کرتی ہیں۔ اس سے زیادہ وہ بیمار پڑتے ہیں۔ یاد رہے کہ جہاں باہم متضاد خیالات کا سامنا ہوتا ہے۔ وہاں دونو کا بل گھٹ جاتا ہے اور پھر ان میں جو بلوان ہوتا ہے۔ اسی کی جے ہوتی ہے۔ جیسے بہت سے دودھ میں تھوڑی کھٹائی پڑنے سے دودھ پھٹ جاتا ہے۔ ویسے ہی اچھے خیالات کو تھوڑے سے بڑے خیالات بھی بگاڑ دیتے ہیں اور اچھے خیالات کا بل گھٹ جاتا ہے۔ اس لئے ماتا کے اچھے وچار کم ہونے سے وہ کمزور ہوتے اور بُرے وچار زیادہ اور بلوان ہونے سے وہ بیمار پڑتے اور مر جاتے ہیں۔ اس لئے اگر لڑکوں کو تندرست اور پہ بنجیو رکھنا ہو۔ تو ہمیشہ شبھ وچار کرنے چاہئیں۔

مریض پر خیالات کا اثر

جو لوگ مریض کی خبر لینے جاتے ہیں۔ وہ مریض کو دوسروں کی بیماری

کی باتیں سنا سنا کر اس کے روگ کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ ایسے ہی جب ہمیں کوئی بیماری ہوتی ہے۔ تب ہم اس بیماری کے ہی بارے میں سوچا کرتے ہیں اگر ہماری آنکھیں دکھتی ہیں۔ تو اپنے اشٹ متروں میں جن جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کی باتیں کرتے ہیں اور من میں ڈرا کرتے ہیں۔ کہ جیسے ہمارے فلاں رشتہ دار یا دوست کی آنکھیں اب تک اچھی نہیں ہوئیں اور ہمارے پڑوسی کی آنکھیں چلی گئیں۔ اگر ویسی ہی ہماری بھی حالت ہو گئی۔ تو ہم کیا کریں گے؟ جب ہماری آنکھیں دکھتی ہیں۔ تب کتنے لوگوں کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس کا وچار وہ نہیں کرتے۔ مگر جن کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔ انہیں کا حساب لگایا کرتے ہیں اور جو بیماری میں حال پوچھنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ بھی الٹا کچھ خوف کے وچار ہی من میں بھر جاتے ہیں۔ ویسے ہی آج کل استریاں بھی روگ پھیلانے کا کام کرتی ہیں۔ جو آدمی بیمار ہے۔ اس کے پاس جا کر پڑوسن سنیہہ سے کہتی ہیں او ہو! تمہیں اتنے زور کا بخار ہے۔ ایسا ہی بخار میرے پتا جی کو آیا تھا۔ جس سے وہ تین ہی دن میں جاتے رہے ہمارے پڑوس میں ایک بنیا ہے۔ اسے بھی ایسا ہی بخار آتا ہے۔ ڈاکٹر کہہ گیا ہے کہ آسرا نہیں۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ آج کل بخار بڑا زہریلا آتا ہے ایسے ایسے کئی شکوک وہ مریض کے دل میں وہ بیج روپ سے جما دیتی ہیں۔ اسی طرح مردوں میں سے ایک کہتا ہے۔ کہ اس بخار میں کھانسی نہ ہو تو اچھا۔ دوسرا کہتا ہے کہ اس بخار میں کھانسی ہوئے بنا تو رہتی ہی نہیں میرے بھائی کو بھی ایسا ہی بخار آیا اور فوراً کھانسی ہو گئی۔ تیسرا کہتا ہے کہ کھانسی تو ٹھیک مگر چھاتی کی سنبھال رکھنی چاہیئے۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ ایسے بخار میں پھیپھڑا سوج جاتا ہے۔ چوتھا کہتا ہے کہ یہ ڈاکٹر قابل نہیں ہے

اس سے کتنی روگی دھوکہ کھا چکے ہیں۔ اس لئے بڑی فیس والا ڈاکٹر بلانا چاہیئے۔" ایسی ایسی باتیں مریض کے پاس آ کر کہتے ہیں مگر ان کا کیا نتیجہ ہوگا اس کا وہ ذرا بھی وچار نہیں کرتے اور نہ یہ سوچتے ہیں کہ ان باتوں کا مریض پر کیسا زہریلا اثر ہوگا۔ جلدی اچھا ہونے کے بدلے اس کا روگ اور بڑھ جائے گا۔ کیونکہ بیمار کے کمزور ہونے کی وجہ سے اس کا دماغ بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے روگی خود کچھ وچار نہیں کر سکتا۔ جو کچھ سنتا ہے۔ اسے جلدی پکڑ لیتا ہے جس کا انجام بہت ہی برا ہوتا ہے۔ اس لئے اپنا یا دوسرے کا روگ گھٹانا ہو تو اس کے پاس بیماری اور بیماریوں کی باتیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں۔ بلکہ اسے دھیرج دینا اور جلدی اچھا ہونے کی باتیں سنانا ہی بے حد مفید ہو سکتا ہے۔

ہمارے جسم میں کسی طرح کا روگ اپنے من سے نہیں آتا۔ بلکہ جب ہم اُسے بلاتے ہیں۔ تب وہ ڈرتے ڈرتے آتا ہے۔ چونکہ ہم روگ کا وچار ہی زیادہ کرتے ہیں۔ ارتھات روگ کی خواہش کر کے ہی روگ بلاتے ہیں اس لئے روگ آتا ہے۔ اسی لئے پراچین رشیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ پرم کرپالو پرماتما نے ہمارے جسم کی بناوٹ ایسی بنائی ہے۔ کہ جس میں کسی طرح کے روگ ہماری خواہش کے بغیر آ ہی نہیں سکتے۔ ہمارے جسم میں جو روگ آتا ہے اُسے ہماری سانس باہر نکال دیتی ہے۔ اسی طرح کتنے ہی روگ پسینے کے ذریعے نکل جاتے ہیں۔ تو کتنے ہی مل موتر کے ذریعے نکل جاتے ہیں کتنوں کو جٹھراگنی (حرارت غریزی) بھسم کر دیتی ہے۔ اور کتنے ہی من اور بدھی کے بل سے نشٹ ہو جاتے ہیں اور کتنے ہی شدھ دوران خون سے نشٹ ہوتے ہیں۔

ایشور کی ایسی مرضی ہے کہ انسان ہمیشہ تندرست اور تندرست رہے۔ اور جب تک پورن گیان کو پراپت نہ ہو۔ تب تک اس کی ترقی ہوتی رہتی ہے

اس سے ہمارے جسم میں کوئی روگ اپنے آپ نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہمارے جسم میں آنے پر اس کا ستکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اُلٹا اسے لڑائی کرنی پڑتی ہے کڑوی دوا پینی پڑتی ہے۔ اس سے اگر ہم چاہیں۔ تو مرض کو بآسانی دُور کر سکتے ہیں۔

بیماری کو دُور کرنا جسم کا سوبھاک دھرم ہے

اس میں قدرت رخنہ انداز نہیں ہوتی۔ اس لئے اپنے گیان اور آتم بل سے ہم بھاری روگ کو بھی بہت آسانی سے مٹا سکتے ہیں۔ ایسا ہونے پر بھی اگر ہم روگی رہیں۔ تو اس میں کس کا قصور؟ ہمارا ہی قصور ہے۔ دنیا میں جتنے روگ ہیں۔ وہ سب انسان کی غلطیوں اور بدپرہیزیوں کا ہی پھل ہیں۔ اگر ہم ان غلطیوں کو سُدھار لیں۔ تو کتنے ہی روگوں کو دور کر سکتے ہیں۔ اسی لئے مہاتما لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا سُدھار تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم چاہو۔ تو روگ وغیرہ سب دُکھوں سے چھوٹ سکتے ہو

بُرے وچار کرنے سے صرف اپنی ہی ہانی نہیں ہوتی۔ بلکہ دوسروں کی بھی ہانی ہوتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ بہت بُرا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی معمولی قصور کے لئے اپنے بیٹے پر غصہ کیا۔ وہ غصے کا وچار وہاں سے نکل کر آگے بڑھا۔ راستے میں دوسروں کے غصے کے وچار سے مل کر وہ زیادہ بلوان ہو گیا۔ اس کے بعد وہ وچار پھرتے پھرتے کسی دوسرے دیش میں کسی آدمی کے دماغ میں جا گھسا۔ جو اپنی استری سے لڑ رہا تھا۔ تو اس نے اس غصے کی رَو میں اپنی استری کو بُری طرح پیٹا۔ مگر جب اس کا غصہ شانت ہوا۔ تو اُسے بڑا پچھتاپ اور تعجب ہوا۔ کہ معمولی سے قصور پر ہم نے استری کو کیوں پیٹا۔ دھال میں ذرا سا نمک کم ہونے پر یا کسی خاص کام میں دیر ہونے پر اتنی بڑی سزا کیوں دی؟

بات یہ ہے کہ جب اُسے غصہ آیا تھا۔ تو اس کی یہ خواہش تھی۔ کہ استری کو ذرا دبا دے۔ وہ نا چاہتے ہیں کہ پھر اس سے ایسی بھول نہ ہو۔ مگر ڈانٹ کے بدلے اتنی مارپیٹ کرنے کا کارن وہ کبھی نہیں جانتا تھا۔ دوسرے آدمی کے غصہ کے وچاروں سے اس کے غصہ کے وچار مل گئے۔ اسی سے اس کے غصہ کا بل بڑھا۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک خیال اپنے جیسے خیال کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس لئے جو غصہ کے وچار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسروں کے کئے ہوئے غصے کے وچار بھی آ ملتے ہیں اور جہاں لوبھ کے وچار ہوتے ہیں۔ وہاں دوسروں کے لوبھ کے وچار آ ملتے ہیں۔ ایسے ہی وِشے واسنا وغیرہ کے بارے میں بھی جاننا چاہیئے۔ اسی طرح جہاں پرمارتھ ارتھات بھلائی۔ دیا۔ ستیہ۔ پریم اور گیان کے وچار ہوتے ہیں۔ ان میں اسی قسم کے وچار آ ملتے ہیں۔ اس سے پہلے کے جب لے وچار بلوان ہو کر اپنی اپنی قسم کے وچاروں کو کھینچتے ہیں۔ اس بات کو ہر ایک آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ جو لوگ وچار شکتی کی مہما کو نہیں جانتے۔ ان کے من میں یہ بات نہیں آسکیگی۔ تو بھی ہمیشہ نیک خواہشات ارتھات شبھ وچاروں کا ابھیاس کرتے رہنے سے وقت پاکر یہ بات خود بخود سمجھ میں آنے لگیگی۔

یہ دنیا سنکلپ سے ہی پیدا ہوئی ہے

اور سنکلپ سے ہی قائم ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سنکلپ سب کچھ کر سکتا ہے۔ پہلے جو اکھنڈ آنند سوروپ تھا۔ وہ اپنے سنکلپ ہی سے دب کر اپنی لامحدودیت کو بھول گیا۔ اور اپنے کو محدود ماننے لگا۔

شبھ سنکلپ ہی ترقی کا مارگ ہے۔ یہ راز جس کو معلوم ہو گیا۔ وہ بہت جلد ترقی کے بام پر پہنچ جاتا ہے راستے میں مشکلات بہت حائل ہوتی ہیں مگر یہ مشکلات اس کے قدم کو آگے ہی بڑھاتی ہیں اور اس کے لئے لوگ دیر لوگ دو تو سکھدائی ہو جاتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ جتنے سکھ دکھ ہیں۔ وہ ہمارے ہی سنکلپوں کے پھل ہیں۔ تو وہ جن سنکلپوں سے دکھ ہوتا ہے۔ ان کو ترک کر کے ان کے مخالف سنکلپ کرنے لگ جاتا ہے جس سے اس کا دکھ بھاگ جاتا ہے۔ **یہی دھرم شاستر کی بنیاد ہے** اسی اصول کی بنیاد پر سارے دھرم کرم اور کئی طرح کی اپاسنائیں وضع کی گئی ہیں۔ ان میں صرف یہی ایک اصول کام کرتا ہے۔ کہ اپنے مطابق ارتھاپت سکھدائی خیالات کو پیدا کر کے مخالف ارتھات دکھدائی خیالات کو تیاگ دینا چاہیئے۔

کرم اپاسنا کا رہسیہ

اگر دیکھا جاوے۔ تو یہی ہے۔ کہ سکھ میں رکاوٹ ڈالنے والے کرم جیو سے غلطی سے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے مخالف سنکلپ مضبوطی سے کرنے چاہئیں۔ **جپ سے یہی کام ہوتا ہے** ارتھات جپ سے سکھ کا **سنکلپ** بلوان ہوتا ہے

ہمارے سب دکھوں کا کارن اگیان ہے۔ اس لئے شاستروں میں دکھ نورتی کا اپائے صرف گیان پراپتی ہی بتلایا گیا ہے۔ اس گیان پراپتی کا مطلب درڑھ سنکلپ ہی ہے۔ گایتری جپ سے ہی کامیابی ہوتی ہے اور اس میں دو جاتی کھشتری۔ براہمن اور ویش ماتر کا ادھکار ہے۔ اس لئے اپنے ادھیکار کے مطابق گورو مکھ سے دیگر منتروں کا بھی اپدیش لیکر جپ کرنے سے درڑھ سنکلپ (عزم راسخ) کی تکمیل ہو سکتی ہے اور پرش گیان کا ادھکاری ہو سکتا ہے۔ اس

میں ذرا بھی شک نہیں کہ سنکلپ میں اتنا مہان بل ہے۔ کہ جو شبھ سنکلپ یا شبھ وچاروں کو ہمیشہ اپنے من میں جگہ دینگے۔ وہ ضرور اپنے ہر کام میں کامیاب ہونگے۔

وچار اچھا ہو یا بُرا۔ اپنا پربھاو دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ جیسے چھوٹے سے بڑ کے بیج سے بہت بڑا درخت ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی چھوٹے سے وچار کا مہان پھل ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو ہم اپنی زندگی کا سدھار کبھی نہیں کر سکتے۔ اور موکش بھی پراپت نہیں کر سکتے۔ مگر دیالو پرماتما کی کرپا ہے کہ ہمارے کسی وچار کو وہ عبث نہیں جانے دیتا۔ بلکہ سود در سود بڑھاتا ہے۔ جیسے پانی کی ایک چھوٹی سی دھارا سے آگے چلکر ایک بڑا دریا بن جاتا ہے ویسے ہی ایک چھوٹے سے وچار سے آگے چلکر بھاونائیں بن جاتی ہیں۔ اور ان بھاوناؤں کے بل سے انسان نر سے نارائن ہو سکتا ہے۔ اس لئے سدا شبھ وچار کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اور کسی طرح کلیش نہ کھو۔ مایوسی اور روگ وغیرہ کے خیالات من میں نہیں لانے چاہئیں۔

مایوسی کے خیالات کا بُرا نتیجہ

ایک آدمی ہمیشہ مایوسی کے خیالات کیا کرتا تھا۔ کسی کام کے کرنے کے لیے گیہ ہونے پر بھی وہ مان لیتا تھا۔ کہ اس کا کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ کہیں باہر جانے لائق ہونے پر بھی وہ اپنے من میں یہی سوچتا تھا۔ کہ میں وہاں نہیں جا سکوں گا۔ اس کے دوست اگرچہ بہت اچھے تھے۔ مگر بول چال ہو جانے سے وہ انہیں خراب سمجھتا تھا اور یہ مان لیتا تھا۔ کہ ضرورت ہونے پر وہ کچھ بھی مدد نہ کریں گے۔ وہ دھن کمانے میں یہ وچار کرتا۔ کہ اس کام میں کچھ بھی نہیں ملیگا یہ دوسرا کام اچھا معلوم ہوتا ہے

مگر اس میں نقصان ہوئے بنا نہیں رہے گا۔ اس طرح ہر ایک بات میں وہ ہمیشہ مایوسی کے ہی وچار کیا کرتا تھا۔ اس لئے کتنے ہی سکھ کے سامان ہونے پر بھی وہ دکھی رہتا تھا۔ اس کی دھرم بھاونا بھی ادھوری تھی۔ اسے اپنے ذریعے کسی کام کی تکمیل یا کامیابی کا وشواس نہیں ہوتا تھا۔ اس کے من میں مایوسی کا وچار بہت مضبوط ہو گیا۔ اس کا وچار وہاں سے نکل کر پھیلتے پھیلتے ایک ودیارتھی کے دماغ میں جا گھسا۔ اس کا امتحان ہونے والا تھا۔ مگر اس وقت وہ بیمار پڑ گیا تھا۔ اس لئے اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس سال میں نے ٹھیک نہیں پڑھا۔ اس لئے پاس نہ ہو سکونگا۔ اس لئے اس سال مجھے امتحان نہیں دینا چاہیئے۔ اتنے میں اس کے من میں نراشا وادی کے خیالات آ گھسے۔ اس سے وہ ہمت ہار گیا۔ اور ویسے ہی خیال کرنے لگا کہ اب میں پاس نہ ہوؤں گا۔ اچھا بدھیمان ودیارتھی اپنے من کی کمزوری سے فیل ہو گیا۔ یہ صرف مایوسی کی وجہ سے ہوا۔ پھر اس مضر وچار نے وہاں سے چل کر اور بہتوں کو نقصان پہنچایا۔

پیارے مترو! ایک ادنےٰ سے بُرے وچار سے آخر میں ایسا بُرا نتیجہ نکلتا ہے کہ جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اس بات پہ ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ من میں بُرے وچار نہ آنے پاویں۔

یاد رکھو۔ کہ وچار کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اس کے برابر دنیا میں کوئی بلوان نہیں ہے۔ پرماتما نے ہم پر بڑی کرپا کی ہے۔ کہ اتنا بڑا بل ہمیں دیا ہے بس ہمیں اپنے خیالات کو شدھ کر کے اپنے قابو میں کرنا اور انہیں اپنی حسب مرضی کام میں لانا چاہیئے۔ اگر ہمیں ایسا کرنا آ جائے۔ تو ہم اپنی زندگی کے کتنے ہی دکھوں کو ہٹا سکیں گے۔ اور بھات اپنے دکھوں کو ہٹانے کے لئے شدھ

خیالات کے بل کو بڑھانا چاہیئے ۔ یہی اُپائے روحانی ترقی اور سرب شکتیمان ایشور کے پریم کی پراپتی کا ہے ۔ خیالات کا ایسا اثر ہے ۔ کہ ہم جس قسم کے خیالات زیادہ کریں گے ۔ وہ ویسے ہی بن جائیں گے ۔ اگر دکھ کے خیالات زیادہ کئے تو زیادہ دکھ ہوتا ہے ۔ اگر ہم خوف کے خیال زیادہ کریں ۔ تو خوف ہی چاروں اطراف میں دکھائی دیتا ہے ۔ ایسے ہی اگر ہم بیماری یا موت کے خیالات زیادہ کرتے ہیں ۔ تو روگ اور موت بھی جلدی آجاتے ہیں ۔ کیونکہ وچار کا پربھاو کبھی عبث نہیں جاتا ۔ اس لئے بُرے وچار ہرگز ہرگز نہیں کرنے چاہئیں ۔ ہمیشہ دیا ۔ سکھ اور شانتی وغیرہ کے وچار کرنے چاہئیں ۔

وچار کرنے کی ودھی } بڑی سرل ہے ۔ اگر تمہیں دھن کی چاہ ہے تو ہمیشہ سنسار کو دھن سے بھرا ہوا دیکھو ۔ تندرستی چاہتے ہو ۔ تو اپنے کو ہمیشہ تندرست مانتے رہو ۔ پریم چاہتے ہو ۔ تو اپنے من میں پریم کے وچار کرو ۔ جس چیز کی کامنا ہو ۔ اسی پر اپنا وچار گڑا دو مگر یہ یاد رکھو ۔ کہ آج دھن کے اور کل غریبی کے وچار کرنے سے دونو ہی اپنا اپنا پھل دیتے ہیں ۔ اور یہ بھی یاد رکھو ۔ کہ بنا کوشش کئے خزانۂ قدرت سے کچھ بھی نہیں مل سکتا ۔

دوسرا باب وچار کہاں سے پیدا ہوتے ہیں

وچار دماغ سے پیدا ہوتے ہیں ۔ دیگر اعضائے جسمانی کی نسبت

دماغ زیادہ طاقتور اور پورن ہے۔ دماغ میں بے انداز بل ہے۔ دماغ دو نیم دائروں سے بنا ہے۔ ان دونوں کے بیچ میں ایک بڑی گہری دراز ہے۔ بڑے دماغ میں سفید رنگ کا مادہ بھرا ہے اور متجا کے چاروں اطراف دھوسر رنگ کا ایک ستر ہے۔ اس میں گانٹھیں بنی ہوتی ہیں۔ یہ سب خون بہانے والی ناڑیوں کی بنائی ہوئی ایک جھلی سے ڈھکا ہے۔ اسی کو دماغ کہتے ہیں۔ ودوانوں کا کہنا ہے۔ کہ دماغ کا ایک حصہ گردن سے ریڑھ کی ہڈی کے اندر کمر تک چلا گیا ہے۔ جسم کا یہ حصہ انوبھو۔ اچھا۔ بدھی وغیرہ کا مقام ہے۔ دماغ کے اس حصے کو ہانی پہنچنے سے دماغی کام کرنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ دماغ کی نچلی سطح سے ناڑیوں کے ۱۲ جوڑے نکلتے ہیں۔ ان میں ایک جوڑے کو کپال کی ناڑی کہتے ہیں۔ ہر ایک جوڑا جسم میں اندریوں کو گیان دیتا ہے۔ ان میں ایک جوڑا گندھ کا گیان۔ دوسرا بینائی کا۔ تیسرا جوڑا آنکھ کی پتلی کو ہلاتا ہے اور چوتھے پانچویں کا تعلق منہ کے جبڑے اور زبان سے ہوتا ہے اور چھٹے کا تعلق ان پٹھوں سے ہے جو آنکھ کی پتلی کو ہلاتے ہیں۔ ساتواں چہرے کے پٹھوں کو ہلاتا ہے۔ آٹھواں کانوں میں لگا ہے۔ نواں زبان سے سواد لینے میں مدد دیتا ہے۔ دسواں گیارھواں گلے ہردے معدے اور پشت آسنے کو ہلاتا ہے اور بارھواں زبان سے بولنے میں مدد گار ہوتا ہے۔

دماغ کی شکتی

انسان سنساری چیزوں کا گیان پانچ گیان اندریوں سے کرتا ہے

ان کی سوکھشم ناڑیاں دماغ سے ملی ہیں۔ جن کا انوبھو پانچوں اندریاں کرتی ہیں۔ ان کی اطلاع فوراً دماغ کو ہوتی ہے۔ یہ اندریاں اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔ اور سنساری سکھ کا بھوگ سادھن ہیں اس لئے ہمارے لئے ان پانچوں اندریوں کو تندرست اور بلوان رکھنا ضروری ہے۔ ایک اندریہ کا کام دوسری اندریہ نہیں کر سکتی۔ جیسے آنکھ سن نہیں سکتی۔ کان دیکھ نہیں سکتے۔ حد سے زیادہ کام لینے پر اندریوں پر چوٹ پہنچتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے۔ تو دماغ کو خبر پہنچتے دیر نہیں لگتی۔ کیونکہ دماغ سے ناڑیوں کا جال سا نکلکر سارے جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اوپر کی جلد۔ بال اور ناخن وغیرہ کو چھوڑ کر جسم کا کوئی حصہ ناڑیوں سے خالی نہیں ہے۔ جبتک دماغ تک کسی بات کی خبر نہ پہنچے تب تک ہم انہوں کو اس بات کا گیان نہیں ہوتا۔ جسم کے کسی حصے پر مصیبت آپڑے تو دماغ سے ہی مدد ملتی ہے اگر اندھیرے میں پاؤں کے تلے رسی وغیرہ پڑ جائے۔ تو یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں سانپ نہ ہو۔ اس وقت دماغ میں بڑی ہلچل مچ جاتی ہے۔ اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے کتنے ہی اعضاء کو ایک ساتھ حکم ملتا ہے سب سے پہلے آنکھوں کو حکم ہوتا ہے کہ اندھیرے میں جلدی دیکھنے کی کوشش کرو۔ پاؤں کو حکم ملتا ہے کہ جلدی پرے ہٹ جاؤ۔ دل کو حکم ہوتا ہے۔ تو وہ جلدی جلدی دھڑکنے لگتا ہے ہاتھوں کو چھڑی وغیرہ لے کر سادھان ہو نے کا آگیا ملتی ہے اور زبان کو پکارنے یا چلانے کا حکم ہوتا ہے۔ اس طرح جب دماغ سے حکم ہوتا ہے۔ تب سب اعضاء اپنے اپنے کام میں مستعد ہو جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دماغ سب اعضائے جسم کا سرتاج ہے اگر دماغ کی مدد نہ ہو۔ تو موت کا ہونا لازمی ہے

دماغ کو بلوان بنانے والی خوراک

دماغ بننے کے لیئے شدھ خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو چیز انسان کھاتا ہے۔ وہ پیٹ میں پیٹ اگنی سے پکتی ہے۔ اس کا ستھول (موٹا) حصہ پاخانہ بن کر باہر نکل جاتا ہے اور لطیف حصہ خون بن کر جسم کی پرورش کرتا ہوا مانس بنتا ہے۔ پھر مانس سے میدا۔ میدا سے ہڈی اور ہڈی سے مجا۔ پھر اس کے بھی سوکھشم بھاگ سے ویریہ بنتا ہے۔ اس لیئے سوکھشم بھاگ بنانے والے ساتوک پدارتھ زیادہ کھانے چاہئیں۔ جس سے شدھ خون زیادہ بنے۔ کیونکہ دماغ کی تکان یا دماغی محنت سے خون کی طاقت گھٹتی ہے اور خون دل سے دماغ کی طرف متحرک ہوتا ہے۔ بڑے بڑے مہاتما اور بدھیمان لوگ ویریہ کی رکھشا کرتے ہوئے بھی کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو دماغ سے زیادہ کام لینا پڑتا ہے جس سے خون وغیرہ جسم کے پرورش کرنے والے اجزا و چار شکتی کے ساتھ زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ رات دن پڑھائی کی محنت سے ودیارتھی کا جسمانی بل بھی گھٹ جاتا ہے۔ کیونکہ چنتا خوف وغیرہ وجوہات سے خون کی کمی ہو جاتی ہے اور جب خون کی کمی ہوتی تو بل کہاں سے بڑھے؟ پس اگر دماغ سے زیادہ کام لیا جاویگا۔ تو اس سے بھی کمزوری بڑھے گی۔

ستوگنی خوراک کے کھانے سے دماغ کا بل بڑھتا ہے۔ رجوگنی خوراک جسم میں ایک طرح کا جوش تو پیدا کرتی ہے۔ مگر دماغی طاقت کو بہت جلدی خرچ کر دیتی ہے۔ اسی طرح تموگنی چیزیں صرف میدہ (چربی) بڑھا کر جسم کو موٹا کرتی ہیں اور جسم کو موٹا کرنے والے پدارتھ دماغ کا بل کبھی نہیں بڑھا سکتے۔

سلئے ہمیشہ ستوگنی چیزوں کا استعمال ہی زیادہ کرنا چاہیئے۔ جیسے دودھ گھی۔ چاول۔ جو۔ گیہوں وغیرہ اور کیلا انگور۔ سیب وغیرہ کئی قسم کے پھل نیز بنسپتی وغیرہ ہلکے بھوجن کرنا زیادہ مفید ہے۔

دماغی کمزوری کے بواعث

راجسی اور تامسی بھوجن گندی آب و ہوا میں رہنا۔ میلے کپڑے پہننا۔ اور جسم کو میلا رکھنا اور زیادہ وچار کرنا۔ ان وجوہات سے اور منشی اشیاء کا استعمال۔ تنگ کپڑے۔ تنگ جوتا پہننے سے دماغ پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ زیادہ ورزش کرنا یا بالکل ورزش نہ کرنا۔ اس سے بھی دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ بہت شور و غل میں پڑھنے اور بیٹھ جھکا کر پڑھنے سے۔ تھوڑی روشنی میں پڑھنے سے دماغ کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ ویسے ہی بھوک لگنے پر ورزش کرنے سے اور بھوجن کرنے کے بعد فوراً پڑھنے یا خاص وچار کرنے سے بھی معدہ اور دماغ کو ہانی پہنچتی ہے۔ کیونکہ بھوجن پچانے کے لئے معدہ۔ خون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور دماغی کام کرنے کے لئے دماغ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس لئے بھوجن کر کے فوراً کوئی کام کرنا اچھا نہیں۔ ویسے ہی مالش کھٹائی۔ مرچ۔ خشک اناج اور سڑا گلا و باسی اناج اور دیر ہضم بھوجن نیز افیم۔ گانجہ۔ بھانگ۔ تاڑی۔ تمباکو۔ سرکہ وغیرہ نیز بہت استری سنگ۔ بہت میتھن۔ کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ اہنکار وغیرہ کام دماغ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

زیادہ لکھنے۔ پڑھنے سے نیز رات کو زیادہ جاگنے اور نیم کے خلاف کام کرنے سے مانسک روگوں سے۔ صحت پر دھیان نہ دینے اور دماغی

کام زیادہ کرنے سے پاگل پن کا روگ پیدا ہوتا ہے - سر درد - حافظہ کا گھٹ جانا - سر میں چکر آنا - ارروچی - سندا گنی - خواب میں ویریہ کا گر جانا وغیرہ لکشن پہلی اوستھا کے ہیں - کچھ دنوں بعد روگی کا سوبھاؤ بھی بدل جاتا ہے - غصہ اور چڑچڑا پن بڑھ جاتا ہے - چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے اور ہر ایک کام میں آلس سے قدرت خبردار کرتی ہے - کہ اب تم کو سنبھلنا چاہیئے - اگر مریض اتنے پر بھی نہ سنبھلے - تو روگ بڑھ جاتا ہے - آنکھوں میں کمزوری آ جاتی ہے - اور جریان - نامردی - لقوہ ادھرنگ قبض - بدہضمی - جسم کا پیلا پن وغیرہ خوفناک روگ ہو کر زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں - اس سے پہلی حالت میں ہی اس کا علاج کرنا چاہیئے -

دماغی کمزوری کا علاج

دماغی کمزوری سے سب کام ادھورے ہوتے ہیں - اس لئے دماغ کو بلوان بنانے کے لئے مجرب نسخہ جات نیچے دئے جاتے ہیں - اس میں پہلے جسمانی صحت کی ضرورت ہے اور صحت ٹھیک رکھنے کے لئے باقاعدہ آہار وہار رہنا جہاں تک ہو سکے - سب کام نیم پورنک کرنے چاہئیں - جیسے براہم مہورت میں اٹھنا شوچ - سنان - ورزش - بھوجن - ہوا خوری - سونا وغیرہ کام باقاعدگی سے اپنے اپنے وقت پر کرنے سے دماغ پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے دماغی طاقت کو گھٹانے والی تموگنی اور رجوگنی چیزوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے نشی اشیاء خاصکر عقل اور دماغ کو بگاڑنے والی ہوتی ہیں - کام کرودھ لوبھ وغیرہ کو تیاگ کر شانتی دھارن کرنا اور سندھیا بندن پرانایام کرنا دیا دھرم پرادپکار وغیرہ گنوں کو دھارن کرنا بہت مفید ہے اسی طرح مندرجہ ذیل عمل بھی اس میں بہت مددگار ثابت ہوئے ہیں

پہلا طریقہ } سیدھے کھڑے ہو کر سر کو جہاں تک ہو سکے پیچھے کو جھکاؤ اس سے چھاتی اور پیٹ کا حصہ اوپر ابھرا ہوگا اور سر پیچھے ہوگا۔

دوسرا طریقہ } گردن اوپر کو کرو۔ جس سے چھاتی اوپر کی طرف ہوگی۔ کچھ وقت اسی طرح سے رہو

تیسرا طریقہ } اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر دیوار کے سہارے نیچے سر اوپر پاؤں کر کے کھڑے ہو جایئے۔ اس عمل کو اپنی طاقت بھر کرو۔ تھکنے تک یا زیادہ دیر تک کرنے سے نقصان ہوتا ہے اس عمل کو یوگ شاستر میں بہت کہی ہے کہتے ہیں ان سادھنوں سے دماغ۔ چھاتی۔ دل۔ گردن۔ بازو۔ ریڑھ کی ہڈی وغیرہ سب اعضاء کا بل بڑھتا ہے۔ اور وہ مضبوط ہوتے ہیں۔ ایسے ہی سب جسم بلوان ہوتا ہے۔ کیونکہ ان اعضاء میں نہایت ضروری ناڑیاں ہیں جو عجیب کام کرتی ہیں۔ جیسے پیٹھ کی ریڑھ کی ہڈی کمزور ہونے سے دماغ بھی کمزور رہتا ہے۔ کیونکہ اس میں دماغ کے نیچے کی وہ نسیں ہیں جو دماغ کو بلوان بناتی ہیں اور ساتھ ہی ہاضمہ کی طاقت کو بڑھا کر دیگر اعضاء کو بھی طاقتور بنانے میں مددگار ہوتی ہیں۔

گلے کے درمیانی حصے میں ایک ایسی گانٹھ ہے۔ جس پر دباؤ پڑنے سے پرانوں کا نرودھ ہوتا ہے اور ریڑھ کی ہڈی اور دماغ کے کئی حصوں کو تقویت ملتی ہے۔

مندرجہ بالا ادویات بھی دماغ کو بلوان بنانے اور حافظہ بڑھانے میں مددگار ثابت ہوئی ہیں۔ اس لئے ناظرین کے فائدے کے لئے لکھی جاتی ہیں (۱) کشتہ مونگا۔ سارسوت گھرت۔ براہمی ارشٹ۔ براہمی تیل سارسوت

چورن ۔ سارسوت ارشٹ ۔ مال کنگنی کا تیل اور بادام وغیرہ پھلوں کا بدرجہ مناسب استعمال کرنا چاہیئے ۔ ناظرین کے فائدہ کے لئے ایک بہت ہی مجرب نسخہ بھی یہاں درج کر دیا جاتا ہے ۔ کمزور دماغ والے اس سے لابھ اُٹھا سکتے ہیں مندرجہ بالا ادویات آپ مارتنڈ اوشدھالیہ سے طلب کر سکتے ہیں ۔ گھرت ، ارشٹ اور تیل کے لئے ایک ہفتہ

دماغی کمزوری کو مٹانے کا مجرب نسخہ

براہمی ایک تولہ ۔ بچ چھ ماشہ میٹھا کوٹ ۶ ماشہ ۔ مال کنگنی ایک تولہ ۔ بنسلوچن ایک تولہ ۔ چھوٹی الائچی کے دانے ایک تولہ ۔ کدو کے بیج ۲ تولہ ۔ استخودوس ۶ ماشہ ۔ بنفشہ ۹ ماشہ ۔ دھنیا ۹ ماشہ ۔ گورکھ منڈی ۹ ماشہ ۔ گلاب کے پھول ایک تولہ ۔ بادام کی گری ۱۰ دانہ ۔ مصری ۸ تولہ سب کو پیس کر کپڑچھان کر رکھیں ۔ پھر ۹ ماشہ چورن اور ایک ورق چاندی یا سونے کا ۔ ملائی یا مکھن ۲ تولہ میں ملا کر کھائیں ۔ تو دماغی کمزوری ضرور دور ہو جاوے گی ۔

نوٹ :۔ یہ نسخہ ہمارا مجرب ہے ۔ جو سجن خود نہ بنا سکیں ۔ وہ کارخانہ مارتنڈ اوشدھ پرانچہ سے بنوا یا منگوا سکتے ہیں ۔

دماغی طاقت بڑھانے کے گر یا سادھن

تم آپ ہی اپنے چلن کے بنانے والے ہو ۔ سنکلپ شکتی ہی انسان کے چلن کو بناتی ہے ۔ دماغ میں لازوال طاقت بھری ہوئی ہے ۔ دماغ ہی سب کامیابیوں کا کارخانہ ہے ۔ دُکھ سہنے کے لئے اگر سنکلپ شکتی مضبوط ہے تو دماغ کو

جیسا چاہے ویسا ڈھال سکتے ہو۔ بار بار ابھیاس کرنے سے ہی اچھا شکتی بڑھتی ہے۔ جیسے من کی حکومت سارے جسم پر ہے۔ ویسے ہی اچھا شکتی کی حکومت بھی من پر ہوتی ہے۔ انسان کا کام یہ ہے کہ اس اچھا شکتی کو اپنے قابو میں رکھے اور مناسب مواقعات پر اس کا استعمال کرے۔

سنکلپ سے انسان اور انسان سے سنکلپ ہوتا ہے۔ انسان کی اچھا شکتی ہی بھاگیہ کو بناتی ہے اور وہی جیتنے والی شکتی ہے۔ ایکانت میں بیٹھ کر من کو شانت کرو۔ اور بڑے اُتساہ اور آنند کے ساتھ مندرجہ ذیل بھاونا کرو۔

میں کامیابی مجسم ہوں۔ ضرور کامیابی حاصل کروں گا۔ میں نے کامیابی کو حاصل کر لیا ہے۔ مانسک (دماغی) آزادی انسان کی سب سے بڑی جیت ہے۔ ہمیشہ یہ دھیان کرنا چاہیئے۔ کہ میں نے دکھوں کو نشٹ کر دیا ہے دُور کر دیا ہے۔ میں آزاد آتما ہوں۔

پراتہ کال ایکانت ستھان میں جسم کو ساکن اور من کو شانت کر کے مندرجہ بالا بھاونا کو بار بار من میں دھارن کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ وچار اور نشچے کرو۔ کہ مقناطیس کی طرح اچھا شکتی کو سادھنے کے لئے میں نے سنکلپ کر لیا ہے۔ اس ابھیاس کو خواہ جس وقت بھی کر سکتے ہو جو کچھ ہو رہا ہے اس کی پرواہ نہ کر کے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ گہرے سانس لیتے رہو اور اپنے اندر مہان شکتی کی بھاونا کرو۔

"**میں شکتیمان ہوں۔ جو کچھ بھی کام ہاتھ میں لوں گا اُسے ضرور پورا کروں گا۔**" اس منتر کا پورن شانتی اور خود ضبطی کے ساتھ دن میں کئی بار جپ کرو۔ اگر سچے دل سے اس اُپدیش کو مان کر ابھیاس کرو گے

تو آپ کی اچھا شکتی آکرشن شکتی - مانسک شکتی اور بیوہار یوگیتا بڑھ جائیگی آپ اپنا اور دوسروں کا بھی کلیان کر سکو گے - کرنا نہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے ۔

جو اچھا کری ہِردے من ماہیں — رام کرپا کچھ دُرلبھ ناہیں ٭

اس کے لئے کوشش کرو - اس پر وچار کرو - مستعد رہو - اعتبار رکھو تمہاری خواہش جلدی پورن ہوگی - جتنی جلدی اور لگن سے من اس میں لگیگا - اتنی ہی جلدی کامیابی ہوگی - اس میں شک نہیں کرکے دیکھو جو آتم وشواس کرتا ہے - اس کو سب چیزیں مل جاتی ہیں - محنتی آدمی کو موقع کی کمی نہیں ہوتی ۔

خیالات کے پیدا ہونے کا مقام

منی پور چکر ہے - جہاں سے پرانا ہی پیدا ہوتی ہے - وہیں سے بھلا برا وچار پیدا ہو کر سوکھشم ناڑیوں کے ذریعے جب دماغ میں پہنچتا ہے - تب اس کا صاف گیان ہوتا ہے - ایسے ہی اچھا شکتی - گیان شکتی - کریا شکتی وغیرہ کا مرکز بھی یہی منی پور چکر ہے - بجلی کی طاقت کو کھینچنے کے لئے انجن وغیرہ بڑے بڑے اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے - مگر وچار شکتی کے پہنچانے کے لئے کسی اوزار کی ضرورت نہیں ہے - جب کسی آدمی کے دماغ سے پریم - مخالفت تعریف یا مذمت کی لہر اٹھتی ہے - تب وہ دوسرے کے دماغ پر اپنا پرچھاواں ڈالتی ہے - تب پہلے دماغ کے پربھاو سے دوسرے دماغ میں بھی پریم یا دشمنی پیدا ہو جاتی ہے - **اگر تم کسی سے پریم کرو گے - تو وہ** بھی تم سے پریم کریگا - اور دشمنی کرو گے تو دشمنی کرے گا - اکثر دیکھا گیا ہے کہ جیسے وچار تمہارے دماغ میں کسی کے لئے پیدا ہوتے ٹھیک

ویسے ہی وچار اس کے من میں بھی اُٹھتے ہیں۔

من کا تعلق دماغ سے ہے اور دماغ کے اندر جو آکاش کا حصہ ہے اس میں پہلے وچار پیدا ہوتا ہے۔ دماغ کا آکاش مہا آکاش کا ایک جزو ہے۔ اس لئے جب وچار یا خواہش اس دماغ کے آکاش میں پھیلتی ہے تو اگر وہ کمزور ہوتی ہے۔ تو وہیں آکاش میں ادھر ادھر پھیل کر بکھر جاتی ہے اور اگر بلوان ہوتی ہے تو دُور تک آکاش میں مار کرتی ہے۔

انسان کے من میں ہمیشہ نئے وچار پیدا ہوا کرتے ہیں۔ انسان جو سانس لیتا ہے اس ہر ایک سانس میں تین تین نئے وچار پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ایک منٹ میں ۸۴ یا ۵۴ تک نئے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ مگر جیسے بندوق میں چھرا بھر کر چھوڑنے سے وہ چاروں طرف پھیل کر کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ مگر انہیں چھروں کی ایک گولی بنا کر مارنے سے اس کا خوفناک انجام ہوتا ہے ہوا۔ پانی۔ بجلی۔ آگ وغیرہ کے پرمانو جب تک الگ الگ بکھرے ہوئے رہتے ہیں۔ تب تک ان میں کچھ بھی شکتی نہیں دکھائی دیتی۔ مگر اُن کو اکٹھا کرنے سے ان میں بہت بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ ویسے ہی خیالات کی طاقت بھی لامحدود ہے۔ مگر جب تک وہ ایک وشیوں میں پھیلے رہتے ہیں تب تک ان کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن اگر ان کو دھیان کے ذریعے روکا جائے اور ان خیالات کے پرواہ کو روک کر ایک ہی چیز پر قائم کیا جائے تو اس میں عجیب طاقت پیدا ہو کر سادھک جس چیز کی کامنا کرتا ہے۔ وہ اس کے سنکلپ ماتر سے ہی اُسے پراپت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ چھاندوگیہ میں کہا ہے کہ ایکاگر چت سے انسان جس وستو کی کامنا کرتا ہے۔ وہ چیز کلپنا ماتر (خیال محض) سے

ہی اُسے پراپت ہو جاتی ہے۔

دھیان سے الگ الگ وشیوں کے وچار کی من کی چنچلتا مٹ کر اسے خواہ جس وشے پر استھر کرنے کا درڑھ ابھیاس ہو جاتا ہے۔ جہاں من استھر ہوا کہ وچاروں کا سنیم آپ ہی آپ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ من سے ہی وچار کئے جاتے ہیں اور وچاروں کے سنیم (ضبط) سے من مرکز میں کٹھیر کردہ وچار جس چیز پر گرتے ہیں۔ اُسے کھینچ لیتے ہیں۔ اگر باریک نظری سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا۔ کہ وچاروں میں جو طاقت ہے وہ پران کی طاقت ہی ہے۔ ارتھات پران شکتی سے ہی وچاروں میں طاقت آتی ہے، جسم جڑ ہے۔ تو بھی اس میں پھیلی ہوئی پران شکتی کے پرمانو سدا متحرک رہتے ہیں۔ ان کا دھیان سے وچار سنیم کے ذریعہ نرودھ کر کے انسان ناممکن کام کو بھی ممکن کر سکتا ہے۔ اور الوکک سدھیاں پراپت کر سکتا ہے۔ دھیان سے رُکی ہوئی پران شکتی کا وچار روپ سے ہونے والا سوکھشم سے سوکھشم سپھرن (پھاوٹ) بھی ہمالیہ پہاڑ کو ہلا سکتا ہے بحر عظیم کو بھاپ کا محل بنا سکتا ہے۔ پرتھوی کے ذرہ ذرہ کو الگ کر کے اُسے ہوا میں اڑا سکتا ہے۔ دھیان کے ذریعے خیالات کا سنیم جتنا زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ پران شکتی حرکت کر سپھرن شکتی پیدا ہوگی۔ من ہی وچار ہے اور وچار ہی من ہے اور سانس لینا وچار کرنا ہے اور وچار کرنا ہی سانس لینا ہے۔ بنا وچار کے انسان سانس نہیں لے سکتا۔ اور بنا سانس کے وچار نہیں کر سکتا۔ ارتھات من وچار اور سانس کا ایسا گہرا سمبندھ ہے کہ ان میں سے ایک کے سنیم سے تینوں کا سنیم ہو کر پران شکتی کا خود بخود سنیم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے ہی پران شکتی کی کھیرنا

پرتیت ہوتی ہے۔ ارتھات یہ تینوں اویکت دھنی اشکتی کے ہی ویکت (پرگٹ) روپ ہیں۔ مگر پرانایام سے سانس کو روکنے کا ابھیاس کے لئے شروع سے ہی دھرنا دھیان کے ذریعے من کا یا وچاروں کا سینم کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

جو لوگ من کو سستھر کرنا (شانت کرنا) جانتے ہیں۔ وہ ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں کی باتیں بتا سکتے ہیں۔ اس لئے تم شانت رہنا سیکھو۔ دن بھر شانت رہنے کا ابھیاس کرو۔ تو سب سدھیاں حاصل ہونگی۔

اوجس کی مہما اور اس کے بڑھانے کے سادھن

ایک ودوان کا کہنا ہے۔ کہ دماغ میں ہی اوجس بھی ہے۔ یہ پورن شکتی کا بھنڈار ہے۔ دماغ پر جہاں چوٹی کا ستھان ہے۔ وہیں پر سب ناڑیوں کا مرکز ہے۔ اوجس پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ سب ناڑیاں اسی اوجس میں یترا کرتی ہیں۔ اوجس بھی ایک طرح کی دھاتو ہے۔ جو آدمی پوری طرح برہمچریہ کا پالن کرتا ہے۔ اس میں اوجس شکتی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ تیجسوی بلوان اور پرشارتھی ہوتا ہے۔ اس کا چہرہ تیج سے چمکتا رہتا ہے۔ اس کی بانی منوہر اور رسیلی ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں خاص طرح کا تیج ہوتا ہے۔ اگر کسی درندے کو وہ اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھ لے۔ تو اس درندے کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس کے سوا اوجسوی پرش کے چاروں طرف ایک طرح کا پرکاش پھیلا رہتا ہے۔

دماغ ہی اوجس کے رہنے کی جگہ ہے۔ اسی دماغ میں ناڑیوں کا ایک سموہ ہے۔ جسے برہمرندھر کہتے ہیں۔ جو اس برہمرندھر میں دھیان کرتا ہے

وہ جنم مرن سے چھوٹ جاتا ہے۔ اس دماغ کو قدرت نے سب طرف سے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس لئے ہم کو اوجس پیدا کر کے اس کی رکھشا کرنی چاہیئے۔ جو کامی۔ کرودھی اور وشئی ہوتا ہے۔ اس میں اوجس اور پراکرم نہیں ہوتا۔ اس کا دماغ نربل ہوتا ہے۔

خوراک سے خون اور خون سے گیان تنتو بنتے ہیں۔ گیان تنتوؤں سے وچار پیدا ہوتے ہیں اس لئے ہمیشہ ساتوک بھوجن کرنا چاہیئے۔ اور صرف زندگی کو قائم رکھنے کے لئے کرنا چاہیئے۔ سواد کے لئے نہیں۔ بھاری چٹ پٹا۔ کھٹا اور خشک بھوجن نہیں کرنا چاہیئے۔ آہار (غذا) کی کمی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے اور کثرت سے اس میں جڑتا آ جاتی ہے۔ اس لئے ہت اور مت آہار کرنا چاہیئے ورزش اپنی طاقت کے مطابق ضرور کرنی چاہیئے۔ زیادہ کام کرودھ لوبھ موہ دماغ کو کمزور کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ بنا سوچے سمجھے منہ سے بات نہ نکالو۔ اچھی طرح سن اور سمجھ کر بولنے کی کوشش کرو۔ مگر جہاں تک ہو سکے۔ بولنا کم اور کام زیادہ کرنا چاہیئے سدا اندر باہر سے پوتر رہو۔ اپنے وچار شدھ اور پوتر رکھو۔ پوتر اور شانتی کے وچاروں سے دماغ میں اوجس پیدا ہوتا ہے

دماغ کا بڑا حصہ بدھی سمبندھی کام کرتا ہے اور چھوٹا دماغ جو میرو ڈنڈ (ریڑھ کی ہڈی) کا کنارہ ہے۔ وہ خواہش کرنے والے پٹھوں کو متحرک کرتا ہے۔ نامناسب خیالات کو دماغ میں گھسنے نہ دو مضبوطی سے من ہی من کہو۔ کہ ہے گندے وچارو تمہارے لئے یہاں جگہ نہیں ہے اس لئے جاؤ چلے جاؤ۔ تو وہ فوراً چلے جائیں گے۔ گم ہو جائیں گے

شام کے وقت یا رات کے وقت ایکانت میں آنکھیں موند کر اپنے اندر دیکھو

اور جو جو کمیاں تم میں ہوں، ان کو نکالنے کی کوشش کرو۔ اور جو بات تم چاہتے ہو۔ اس کی من میں کلپنا کرو۔ بار بار ایسا چنتن کرنے سے دماغ میں اُن کا دھیان جم جائے گا۔ اور زندگی میں اندر ہی اندر تبدیلی ہونے لگیگی۔

ہر روز اچھے اچھے وچار کے فقرے۔ دوہے یا منتر ہوشیاری سے چنو اور اُنہیں یاد کر لو۔ پھر سادھن کرتے وقت انہیں یاد کرو۔ اور دیکھو۔ کہ یاد ہوئے ہیں یا نہیں۔ جب وہ دماغ میں جم جاویں تب اور نئے نئے اچھے بھاوؤں کا ذخیرہ کرو۔ جن لوگوں نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ تمہاری نندا کی ہے یا جو تمہارے دشمن ہیں۔ ان کے سلوک کو بالکل بھول جاؤ۔ ان کا بُرا چنتن دماغ میں مت کرو بلکہ ان کے لئے دیا اور کھشما کے وچار من میں رکھو۔ کبھی کسی کی برائی نہ کرو۔ ورنہ اس کا بُرا پھل تم پر پڑے بنا نہ رہے گا۔

ایکانت میں بیٹھ کر دس منٹ تک آنکھیں بند کر کے دماغ میں پیلے رنگ کا دھیان کرو۔ اس سے تمہارے دماغ میں اوجس کی بڑھتی ہوگی اور دماغ بلوان ہوگا۔ آنکھوں کے سامنے پیلے رنگ کی جیوتی کا دھیان کرو۔ تو تمہارے جسم کا آلس دُور کر بدھی تیز ہوگی۔ کام کرودھ۔ چنتا۔ مایوسی بھے موہ بے چینی وغیرہ خیالات سے پران کی گتی تیز ہو جاتی ہے۔ اس سے جیون شکتی گھٹ کر موت تک ہو جاتی ہے۔ اس لئے سب بُرے وچاروں اور بھاوؤں کو تیاگ کر سدا اونچے اور پوتر وچار ہی من میں رکھنے چاہئیں۔

تیسرا باب۔ خیالات کی شکلیں اور رنگ

جس طرح دنیا کی دوسری چیزوں کا روپ اور رنگ ہوتا ہے۔ ویسا ہی خیالات

کا بھی رُوپ اور رنگ ہوتا ہے۔ مگر خیالات چونکہ بہت ہی لطیف ہوتے ہیں اس لئے ان کی شکلیں اور رنگ مادی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔ جن کی اندر کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ انہیں کو دکھائی دیتے ہیں۔ جب ہم وچار کرتے ہیں تب ہوا میں ان کی شکلیں اور رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ پیرس کے ڈاکٹر وبش ڈوک نے خیالات سے ہوا میں جو شکلیں بنتی ہیں۔ ان کے فوٹو لئے ہیں۔

ایک لڑکی اپنے پالتو پرندے کی موت پر رو رہی تھی۔ اس وقت اس کی تصویر لی گئی۔ تو مُردہ پرندے کا فوٹو پنجرے سمیت پلیٹ پر آگیا۔ ایک عورت اپنے بچے کے شوک میں محو ہوئی بیٹھی تھی اسکا فوٹو لیا گیا تو مُردہ بچے کی تصویر پلیٹ پر اُتر آئی۔ ایک سپاہی اپنے من میں گِدھ پرندے کا چنتن کر رہا تھا۔ اس کا فوٹو لیا گیا۔ تو پلیٹ پر خوبصورت پرندے کی شکل بن گئی۔

اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس طرح بجلی کے ذریعے بے تار کے تار سے خبر دی جاتی ہے۔ ویسے ہی ہم اپنے دوست کو اپنے مانسک سندیش بنا کسی اوزار کے بھیج سکتے ہیں خواہ وہ ہم سے کتنی ہی دُور ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ وچار شکتی بھی مقناطیس کی طرح پر بھاؤ شالی ہے۔

خیالات کا اثر صرف فوٹو کے پلیٹ پر تصویریں بنانا ہی نہیں ہے۔ بلکہ ودوانوں کو یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے۔ کہ وچار کے وقت دماغ میں بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا اثر بھی مقناطیسی سوئی کے ذریعے ناپا گیا ہے۔ جہاں بجلی ہوتی ہے وہاں آکاش کے پرمانوؤں میں کمپن ہوتا ہے۔ اس لئے سنکلپ کے ذریعے ہر ایک آدمی آکاش کے پرمانوؤں کو متحرک کرتا ہے۔ پرمانوؤں کی گتی چلنے سے آکاش میں شکلیں بنتی ہیں۔ جن کو سنکلپ رُوپ یا خیالات کی شکلیں کہتے ہیں۔ جیسا سنکلپ ہوتا ہے

اس کا ویسا ہی رُوپ ہوتا ہے ۔ اور اسی کے مطابق اس کا رنگ بھی ہوتا ہے ۔ آکاش میں سنکلپ کے ذریعے بہت طرح کے رُوپ بنتے ہیں سنکلپ جتنے تیز ہونگے ۔ اتنے ہی ان کے رُوپ صاف ہونگے ۔ کمزور سنکلپوں کی شکلیں بھی دھندلی بنتی ہیں ۔

پریم کے خیالات سے پیدا ہوئے سنکلپوں سے خوبصورت پھولوں کی شکلیں بنتی ہیں ۔ اور بھگتی بھاؤ نیز ایشور آرادھنا سے گنبد کی مانند مکمل جیسے رُوپ بنتے ہیں ۔ غصہ اور ہنسا کے سنکلپ سے چُھرے اور برچھی کی شکلیں بنتی ہیں اور آکاش کا پرواہ ان شکلوں کو دھارن کئے ہوئے پُرش (جس پرش کے لئے وہ پریم ، بھگتی یا غصہ وغیرہ کے سنکلپ کئے گئے ہیں ۔ اس پرش) کی طرف جاتا اور اس کی مانسک شکتی پر اپنا اثر ڈالتا ہے سنکلپ کی بہت طرح کی صورتیں اس کے نورانی آکاش میں بنتی ہیں جو کہ ہر ایک انسان کے چاروں اطراف دو دو فٹ تک پھیلی رہتی ہیں ۔ ان خیالات کی پختگی یا کچائی کے مطابق رنگ اور شکلیں بھی پکی کچی اور ادھوری ہوتی ہیں اور کم و بیش وقت تک ٹھہرتی ہیں ۔ مطلب یہ کہ اگر وچار پختہ اور بار بار ہوتا ہے تو اس کی شکل بھی بہت اچھی اور پوری ہوتی ہے اور رنگ بھی پکا ہوتا ہے ۔ اس سے وہ خیال بھی بہت دنوں تک رہتا ہے ۔ مگر جو خیال اوپر ہی اوپر کیا ہوتا ہے اور تھوڑا عرصہ کیا ہوتا ہے ۔ اس کا رنگ کچا ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ تھوڑے ہی عرصے تک رہتا ہے پھر مٹ جاتا ہے

جیسے بھگتی سمبندھی وچاروں کا رنگ آسمانی ہوتا ہے ۔ اس کی شکل بہت طرح کے پھولوں اور سُندر بیلوں کی سی ہوتی ہے ۔ جس طرح کی بھگتی ہو اسی طرح کے پھولوں کی سی شکل ہوتی ہے جیسے کنول کا پھول بیلا کا پھول چمبیلی یا دھتورے

کے سے پھول کی سی شکل بھگتی کے وچاروں کی بھی ہوتی ہے ۔ ایسے ہی اگر کام کو بڑھانے والا وچار پیدا ہو ۔ تو اس کی شکل میں لال رنگ زیادہ ہوگا ۔ کیونکہ کام یا شہوت کے بھڑک اٹھنے سے سارے جسم کا خون جوش میں آکر ایک طرح کی سنسنی جسم میں چھا جاتی ہے ۔ اس لئے ان خیالات کا رنگ بھی لال ہونا ضروری ہے ۔

پریم اور بھگتی بھرے وچار ہونے پر اس کا رنگ گلابی سا ہوگا ۔ اگر خیالات میں خود غرضی زیادہ ہوگی ۔ تو اس میں ہرا رنگ زیادہ ہوتا ہے ۔ اگر خیال غصے سے بھرا ہو ۔ تو اس کا رنگ لال اور کالا ملا ہوتا ہے ۔ وہ غصہ ور آدمی کے تیج سے نکلکر آکاش مارگ سے اس آدمی کی طرف جاتا ہے ۔ جس پر غصہ کیا جاتا ہے ۔ اس سے اُسے نقصان پہنچتا ہے ۔ اسی طرح خیالات میں جیسی بھاونا ہوتی ہے ۔ ویسا ہی رنگ ان کے رُوپ میں آجاتا ہے شاستروں میں جو جپ پاٹھ اپاسنا وغیرہ کی مریادا باندھی گئی ہے ۔ وہ بھی اسی نیم کے انوسار ہے ۔ منتر شاستر میں دیوتاؤں کا رُوپ رنگ چھند ۔ رشی وغیرہ الگ الگ بیان کئے گئے ہیں ۔ اور ان کے سدھانت کے مطابق منتر سدھی کے لئے منتروں کے چھند ۔ رشی ۔ دیوتا ۔ ورن اور رُوپ کا دھیان اور ونیوگ بھی جپ سے پہلے کرنا بہت ضروری ہے مگر ہم لوگ اپنی مورکھتا کی وجہ سے ان دھیان وغیرہ کو گورکھ دھندا اور متھیا کلپنا کہہ دیا کرتے ہیں ۔

جو سنکلپ ایک بار من میں آکر چلا جاتا ہے ۔ اس کا رُوپ بہت جلدی نشٹ ہو جاتا ہے ۔ مگر پائیدار خیال من میں بہت عرصہ تک بنا رہتا ہے اور بار بار چنتن کرنے سے اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے ۔ یہ سب باتیں کوری

ملہ اس کے لئے ہماری کتاب یوگ سندھیا کا سوادھیائے کرنا چاہئے ۔ قیمت ۸

کلپنا ماتر یا من گھڑنت نہیں ہیں۔ بلکہ تجربہ شدہ ہیں۔ ٹھیک خیالات کے رنگ بہت ہی سندر اور نورانی ہوتے ہیں۔ جیسے ریڈیم کا ہر ایک پرمانو ہمیشہ نورانی رہتا ہے۔ اور اس میں سے ہمیشہ تیج نکلا کرتا ہے ویسے ہی وچار کے ہر ایک پرمانو کے چاروں طرف ایک طرح کا قدرتی تیج اور رنگ ہوتا ہے اس طرح کے بہت سے پرمانو مل کر بہت نورانی اور سندر معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اپنے پرکاش کے مطابق ہم پر اثر کرتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی نیا خیال من میں آتا ہے تب ہمارے دل میں ایک طرح کا اجالا سا ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کی گرمی ہمارے دماغ میں پہنچتی ہے اور جیسے بجلی سے جسم میں سنسناہٹ آ جاتی ہے۔ ویسے ہی نئے خیال کی روشنی سے ہم میں نئی جستی آ جاتی ہے۔ یہ سب خیالات کے پرکاش سے ہی ہوتا ہے۔ خیالات کے پرمانو نورانی ہیں۔ اس لئے یوگی اور مانسک شکتی رکھنے والے لوگ خیالات کو اصلی رنگ روپ کے ساتھ دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں

چوتھا باب۔ اچھے خیالات اور برے خیالات

اچھے خیالات اچھے خیالات کو اور برے خیالات برے خیالات کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ کیونکہ ہم جنس ہم جنس کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہوا ہے۔ اچھے وچار برے وچاروں میں نہیں مل سکتے۔ اور برے وچار اچھے وچاروں میں نہیں مل سکتے۔ جیسے پتی برتا اور ویشیا میں باہم دوستی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پتی برتا کو ویشیا نہیں بھاتی اور ویشیا کو پتی برتا بری لگتی

ہے۔ ویسے ہی اچھے خیالات اور بُرے خیالات کا میل نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے دُور دُور رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم اچھے خیالات من میں کرینگے۔ تو ہمارے پاس چاروں طرف سے اچھے خیالات ہی آوینگے۔ اور بُرے خیالات کرنے سے بُرے خیالات ہی آوینگے۔

ہمارے من میں خیالات کو کھینچنے کی قدرتی طاقت ہے۔ جیسے زمین میں سب چیزوں کو کھینچنے کی قدرتی کشش ہے۔ اس میں زمین کو کچھ خاص کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ ویسے ہی من کو بھی خیالات کے کھینچنے میں زیادہ محنت نہیں پڑتی۔ جیسے مقناطیس کے پاس لوہا اپنے آپ کھنچا آتا ہے۔ ویسے ہی شدھ انتہ کرن میں اچھے خیالات اور میلے انتہ کرن (چِت) میں بُرے خیالات آپ سے آپ کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ انتہ کرن کا سوبھاو ہے۔ اس میں ہم کو کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی۔

پس جیسے ہمارے خیالات ہوتے ہیں۔ ویسے ہی خیالات کو ہم اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور دونو ایک جیسے وچار والے کے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا باہم پریم ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے سب جگت ہی نہیں سورگ تک کے وچار بھی ہمارے پاس آسکتے ہیں۔ تب اپنے خیالات دوسرے کو دینا کون سا مشکل کام ہے۔ ہم تو سورگ میں رہنے والے دیوتاؤں کے من میں بھی اپنے خیالات پہنچا سکتے ہیں۔ اس طرح خیالات کو کھینچنے کی جو من میں انمول شکتی ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش ہمیں ضرور کرنی چاہئے۔

ہمارے من میں بہت دُور کے خیالات کو کشش کرنے کی طاقت ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں۔ بلکہ دُوربین کی طرح بہت دُور کی چیز

دیکھنے کی طاقت بھی ہمارے من میں ہے۔ اس شکتی کے بل سے کتنے
ہی مہاتما اپنی کٹی میں بیٹھے بیٹھے سنسار کی جاننے لایق باتوں کو جان سکتے
اور اپنے خیالات کو باہر بھیج سکتے ہیں۔ وہی شکتی ہم سب کے اندر ہے۔ مگر من
کے ملین ہونے کی وجہ سے بڑھنے نہیں پاتی۔ اس لئے جیسے بھی ہو۔ من کو شدھ
کر کے ان طاقتوں کو بڑھانا چاہیئے۔ جیسے فونوگراف باہر کی آواز کو گرہن کر
لیتا ہے اور باہر نکال بھی سکتا ہے۔ ویسے ہی من میں بھی دوسروں
کے خیالات گرہن کرنے یا باہر نکالنے کی قدرتی طاقت ہے مگر اس
میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ بے تار کا تار بھیجنے میں آمنے سامنے اونچی جگہ
پر دو کل ایک ہی طرح کے لگانے پڑتے ہیں۔ ایک کل جہاں سے تار بھیجنا ہے
وہاں ہوتی ہے اور دوسری جہاں تار لینا ہے وہاں ہوتی ہے۔ یہ دونو کلیں ایک
ہی طرح کی ہوتی ہیں۔ ان میں ذرا بھی فرق نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک کل میں جو
عمل ہوتا ہے۔ وہی دوسرے میں بھی ہوتا ہے۔ اس سے محض اشارہ سے کی
علامات سے ہی پیغام سمجھ سکتے ہیں۔ ایسے ہی جس کے وچار جاننا ہو۔ یا
جس کے پاس وچار بھیجنا ہو۔ ان دونو کا من شدھ ہو اور ان میں زبردست
اچھا شکتی ہو۔ تو بہت جلدی اور آسانی سے ایک دوسرے کے وچار جان
سکتے ہیں اور بنا کسی دوسرے آدمی یا اوزار کی مدد کے بہت دور تک وچار
بھیج سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے من کو کچھ خاص محنت نہیں کرنی پڑتی۔ یہ تو
اس کا سوبھاوک دھرم ہے۔ اگیان۔ خود غرضی یا قدرتی نیموں کو نہ سمجھنے کی
وجہ سے سب طاقتوں کو ہم نے کھو دیا ہے۔ اور سب باتوں کو پوری طرح سے
سمجھنے بوجھنے کے بعد اپنے من کو پوتر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا مول کارن
شبھ اچھا دینگ خواہش ہی ہے اس سے ہمیشہ ہی شبھ اچھا اور شدھ وچار کرنے چاہئیں

دوسروں کے من وچار جاننے

اور اپنے وچار

دوسروں کے من میں بھیجنے کے نیم

(۱) سب سے پہلے ہمیں شُدھ کامنا کر کے اپنے من کو شُدھ پوتر کرنا چاہیئے من میں اُٹھنے والے سنکلپ وکلپوں کو روک کر من کو شانت کرنے پر ہی باہر کے اچھے وچار آ سکتے ہیں۔ جیسے ٹھہرے ہوئے پانی میں جو عکس پڑتا ہے وہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ہلتے ہوئے پانی میں عکس صاف نہیں دکھائی دیتا۔ ویسے ہی ہماری چت ورتی شانت اور من ایکاگر ہو۔ تبھی دوسروں کے وچار ہم لے سکتے ہیں۔ اور سامنے کے آدمی کا من ایکاگر ہو۔ تبھی ہمارے وچار اُس میں پہنچ سکتے ہیں۔ ایسے ہی برہمانڈ کے شُبھ وچاروں کو اگر اپنے اندر کھینچنا ہو۔ یا اپنے شُبھ وچار دوسروں کے پاس پہنچانا ہو۔ تو پہلے اپنے من کو ایکاگر کرنا سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ چنچل من میں باہر کے شُدھ وچار نہیں آ سکتے جیسے سمندر میں لہریں اُٹھتی ہیں۔ ویسے ہی من میں بھی سنکلپ وکلپ کی لہریں اُٹھتی ہیں۔ ان کے روکنے کا نام ایکاگرتا ہے۔ جس جس وشئے میں من جائے۔ اس سے اس کو لوٹا کر ایک دھیان اور دیش میں لگانا چاہیئے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ من سے پیدا ہوا ہر ایک خیال اپنے سوبھاؤ کے مطابق اپنی جگہ ڈھونڈھتا ہے اور وہاں پہنچ کر پھر اپنی پیدائش گاہ پر واپس آجاتا ہے ۔ جملہ ذی روحوں کے من ایک ہی رشتے میں پروئے ہوئے ہیں ۔ اور باہم ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں ۔ خود غرضی اور بھدے وچار جہاں جلتے ہیں ۔ وہاں برا اثر پھیلاتے ہیں اور پوتر وچار دکھی دلوں میں شانتی اور آنند کے بڑھانے والے ہوتے ہیں ۔ پس اگر تم اچھے وچار کروگے تو سنسار میں سب طرف سے اچھے وچار اپنے آپ تمہارے پاس آنے لگیں گے ۔ اس لئے سب سے پہلے اپنے من کو قابو میں کرلو ۔ تب تم جیسا بننا چاہوگے ۔ ویسے ہو جاؤ گے ۔ اپنے من کو بس میں کئے بنا پورن شکتی اور پورن شانتی حاصل کرنے کا دوسرا اپائے نہیں ہے

نیک خیالات لطیف ذرات سے بنے ہونے کی وجہ سے اوپر رہتے ہیں ۔ اس لئے ان کو کھینچنے میں محنت پڑتی ہے اور برے وچار بوجھل (کثیف) ہوتے ہیں ۔ اس لئے نیچے رہتے ہیں اور جلدی مل جاتے ہیں جیسے امراض بڑھانے والی گندی ہوا نیچے رہتی ہے اور تندرستی کے بڑھانے والی شدھ ہوا اوپر آکاش میں رہتی ہے ۔ اس لئے جو برے وچار کرتا ہے ۔ ان کو برے وچاروں سے فوراً مدد مل جاتی ہے ۔ پس اگر ہم برے وچار کرینگے ۔ تو برے خیال بنا محنت بن بلائے آپ ہی آپ دوڑے آوینگے ۔ اس لئے جتنے زیادہ برے وچار ہم کرینگے ۔ اتنا ہی زیادہ ہمیں نقصان پہنچیگا ۔ پس ہر وقت یہ دھیان رکھنا چاہیئے کہ ایک بھی برا خیال من میں پیدا نہ ہونے پاوے ۔ آکاش

میں پھیلے ہوئے دوسروں کے بھلے بُرے وچار اپنی طرف کھینچنے کی ودھی یہ ہے کہ ہم بھلے وچار کرینگے۔ تو بھلے وچار ہمارے پاس آوینگے اور بُرے وچار کرینگے۔ تو بُرے وچار بہت جلدی آوینگے۔ اس لئے ہمیشہ اچھے وچار کرنے چاہئیں۔ نیکی نیکی کی طرف اور پاپ پاپ کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر اعلیٰ درجہ کے سوکشم وچاروں کو اپنی طرف کھینچنا ہو۔ تو پہلے اپنے من کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ جیسے بے تار کی تار بھیجنے کی کلا ایک جگہ پر ہو اور دوسری جگہ پر ویسی ہی دوسری کلا رکھی ہو۔ تو وہ ایک دوسرے کا اثر سہج میں گرہن کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر ایک طرف کی کلا بگڑی ہو۔ تو وہ دوسری جگہ سے آیا ہوا سندیش نہیں لے سکتی ہے۔ اسی طرح آکاش میں مخفی طور سے بے شمار بھلے وچار بھرے ہوئے ہیں ان کی مشین تو صاف ہے۔ مگر ہماری من رُوپی مشین ویسی صاف نہیں ہوتی۔ اس لئے اوپر کی کل (مشین) سے آیا ہوا سندیش رُوپی تار اندر نہیں لے سکتی۔ پس من رُوپی کلا کو ہمیں سب سے پہلے صاف رکھنا چاہیئے۔ اس کے لئے ہمیں ساتوک آہار پوترتا۔ شدھ آچرن اور ستیہ کا ابھیاس کرنا چاہیئے۔

جیسے ہمارے وچار ہوتے ہیں۔ ویسے ہی دوسروں کے وچار ہم اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں اور دونو ایک جیسے وچار والے (ہمخیال) ہو جاتے ہیں۔ اس سے ان کا باہمی پریم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمخیال والوں میں ہی پریم ہو سکتا ہے۔ جب ہم من کو ایکاگر کر کے پرسنتا۔ سکھ اور آنند کے وچاروں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ تب ہم دوسروں کی ویسی ہی وچاروں کی لہروں کو کھینچتے ہیں۔ اس سے تھوڑے ہی وقت میں ہمیں وچاروں

اطراف سے خوشی کے وچار ہی آتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے ہی اگر ہم
اداسی یا مایوسی کے خیالات کو اپنے من میں رہنے دینگے تو ویسے ہی
وچار سب طرف سے ہمارے من میں آوینگے۔ اس طرح پریم کے وچار
دوسروں کے پریم کے وچاروں کو کھینچ کر پریم کو بڑھاتے ہیں۔ اور اس کے
مطابق کام کرنے پر ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی برے وچار برائی
پر مائل کرتے ہیں۔ مگر جو سوچنا کے نیموں پر قادر ہوگا۔ وہ ان کے پربھاو
سے بچ سکتا ہے۔ جیسے اگر وہ کسی وچار کو پسند نہیں کرتا ہے، تو وہ حکم دیگا
کہ فلاں وچار چلا جائے یا بھسم ہو جائے۔ تو وہ وچار ضرور دور ہو جاویگا۔
پس اگر تم سدگن (نیک صفات) کو اپنے اندر لانا چاہو تو من کو ایکاگر کر کے
اس میں دوسروں کے وچاروں کے پربھاوؤں کو سوچنا کے ذریعے گرہن یا تیاگ کرو
جب من کسی مقصد میں لگا رہتا ہے۔ تب اس کی ساری طاقت اسی مقصد
کی تکمیل کی طرف لگی رہتی ہے۔ مانسک کام کا زیادہ حصہ گپت من میں رہتا
ہے۔ اس لئے جس کام کی تکمیل کی خواہش ہو۔ اس کام یا چیز کو ہمیشہ اپنے
پاس ہی ہونے کا خیال من میں دھارن کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ حاصل
نہ ہو جائے۔ ایک ودوان کہتا ہے۔ کہ جو آدمی اپنے زور بازو سے کسی کام
کو کرنے کے لئے پورے وشواس سے لگتا ہے۔ وہ ضرور اس کام کو پورا کر
لیتا ہے۔ کیونکہ پورا وشواس کرنا کامیابی کے برابر ہی ہے۔ ایک دوسرا ودوان
کہتا ہے۔ کہ زبردست خواہش یا عزم بالجزم ناممکن کو بھی ممکن کر دکھاتا ہے
اُتساہ اور حوصلہ اس بات کی پیشین گوئی ہے۔ کہ وہ آدمی کہاں تک کام کر سکتا
ہے۔ اس لئے یہ سمجھو! ہمت اور دھیرج سے سب کام پورے ہو سکتے
ہیں۔ اس لئے پرشارتھ کرو۔ تو بہت جلدی کامیابی حاصل ہوگی کر کے دیکھو

پانچواں باب - وچار شکتی (خیالات کی طاقت)

پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ خیالات میں کتنی طاقت ہے۔ خوف کے خیالات سے ایک ہی رات میں بال سفید ہو جاتے ہیں۔ کسی مجرم کو موت کی سزا دی گئی تھی۔ اس سے ڈاکٹر نے کہا کہ ہم یہ پریکھشا کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کے جسم میں کتنا خون نکل جانے پر بھی وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھیری کوٹھڑی میں اس پر تجربہ کیا گیا اگرچہ اس کے جسم سے بہت تھوڑا خون نکالا گیا تھا۔ مگر ڈاکٹر نے اُسے ایسا سمجھایا۔ کہ جسم سے بہت سا خون نکل گیا ہے۔ اسی خوف کی وجہ سے صحیح ہوتے ہوئے وہ مر گیا۔ ان دونوں مثالوں سے خیال کی طاقت سمجھ میں آسکتی ہے

وچار شکتی کی پریکھشا کرنے کے لئے ڈاکٹر ولیش ڈک نے ایک آلہ تیار کیا ہے۔ ایک شیشے کے برتن میں سوئی کی مانند ایک مہین تار لٹکایا ہے اور من کو ایکاگر کر کے تھوڑی دیر تک وچار شکتی کا پربھاؤ اس پر ڈالنے سے سوئی ہلنے لگتی ہے۔ اگر اچھا شکتی کمزور ہو۔ تو اس میں کچھ بھی ہلچل نہیں ہوتی خیال کی طاقت کی رفتار بجلی سے بھی زیادہ تیز ہے۔ زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ۱/۲ سیکنڈ میں بارہ ہزار میل تک وچار جا سکتا ہے خیالات میں آتم شکتی بھری ہوئی ہے۔ ہر ایک خیال جو تمہارے من میں آتا ہے۔ بجلی کی مانند زبردست شکتی والا ہے۔ تم خواہ کیسی بھی بُری حالت میں ہو۔ تو بھی خیالات کے ذریعے اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کامیاب اور شاندار بنا سکتے ہو

(۱) جب تمہارے بھوجن کا وقت ہو اور تمہیں بھوک نہ لگی ہو۔ تو یہ کھانا نہ

کرو۔ کہ سارے دن فاقہ کیا ہے۔ اس لئے ہم کو بڑے زور سے بھوک لگی ہے اور اس کی سچی کلپنا کرنے سے تمہیں بڑے زور کی بھوک لگ آویگی۔ اور بھوجن کرتے وقت یہ بھاونا کرو۔ کہ ہم بہت ہی لذیذ بھوجن کر رہے ہیں۔ تو اس بھاونا سے اس وقت انہضام میں جن رسوں کی ضرورت ہوگی۔ وہ رس کر بھوجن کو جلدی ہضم کر دینگے

خیال کرو۔ کہ تم میں بے حد بدھی اور حافظہ کی طاقت ہے تو دھارن شکتی کے ذریعے تم بدھیمان بن جاؤ گے اور تمہاری حافظہ کی طاقت بھی بڑھ جائیگی تجربہ کرکے دیکھو۔ وچار شکتی سے ہی ہم لوگ گرتے۔ اُٹھتے۔ کھڑے ہوتے اور چلتے ہیں۔ اسی وچار کی تیز شکتی سے ہی سب کام ہوتے ہیں۔ جو اپنے خیالات پر قابو پا لیتا ہے۔ وہ اپنے من کے جذبات پر بھی حکومت کر سکتا ہے انسان جیسے وچار من میں کرتا ہے۔ ویسا ہی اس کا پھل ہوتا ہے۔

میں سب کچھ کر سکتا ہوں

یہ وشواس سدا من میں رکھنے سے جسم کے سب ذی رُوح ذرات تمہیں ویسا ہی بنا دینگے۔ لیکن اگر تمہیں اپنی کامیابی میں شک ہوگا۔ کہ اب ہم بوڑھے ہو گئے۔ اس لئے اب کمزور ہو جائیں گے۔ تو ایسے خیالات کو بہت دنوں تک کرتے رہنے سے بڑھاپا اور کمزوری ضرور آجائیگی۔ من کی جتنی ناپسندیدہ حالتیں ہیں۔ وہ سب بڑھاپا پیدا کرنے والی اور طاقت کو نشٹ کرنیوالی ہیں۔ اس لئے ایسی حالتوں کو من میں کبھی پیدا نہ ہونے دینا چاہیئے۔ ہم ہر ایک آدمی کو دیکھ کر اس کے خیالات کو جان سکتے ہیں۔ اُداس یا پرسن (خوش) چہرہ دیکھنے سے ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اس لئے جیسے ہم دوسروں کے خیالات کو سمجھ لیتے ہیں۔ ویسے ہی اپنے خیالات کو بھی سمجھنے کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ اگر ہمارے من میں خوف اور چنتا بنی رہتی ہے تو ہم ضرور گرتے ہی چلے جاوینگے۔ ہماری زندگی اوسے تم اسے ادنے تر بنتی چلی جاوے گی۔ ایسی حالت میں ان خیالات کو بدل دینا چاہیئے اور جن خیالات سے ہماری زندگی سکھ شانتی سے ترقی کی شاہراہ پہ گامزن رہے۔ انہیں خیالات کو ہمیشہ اپنے من میں جگہ دینا چاہیئے۔ یاد رکھو کہ ہمارے ہر ایک خیال کا اچھا یا برا اثر پڑتا ہے۔ اگر ہم کسی سے نفرت کرتے ہیں۔ تو ہم اپنے جسم سے ایک طرح کا زہر نکالتے ہیں۔ جو ہمارے چاروں طرف پھیل جاتا ہے اور ہمیں اور ہمارے نزدیکی جانداروں کو نقصان پہنچاتا ہے ایسے ہی جب ہم کسی سے پریم کرتے ہیں۔ تو اُن پریم کے خیالات کے چاروں اطراف پھیلنے سے اُسے اور ہم کو بھی شانتی ملتی ہے۔

یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹر یہ ثابت کرتے جاتے ہیں کہ وچار شکتی دوائی کی نسبت زیادہ بلوان ہے۔ جن روگوں میں بڑے بڑے ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں۔ ان میں وچار شکتی جادو کا اثر دکھاتی ہے اور مریض کو موت کے منہ سے بچاکر حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ بڑے سے بڑے روگوں کو بھی من بہت جلدی اچھا کر دیتا ہے۔ اس لئے آپ من سے کہو کہ ہمارا یہ روگ جلدی دور ہو جائے۔ اگر وشواس پورک کہوگے تو ضرور دور ہو جائیگا۔ اگرچہ اس کا پربھاو ضرور پڑتا ہے۔ مگر بہت آہستہ آہستہ پڑتا ہے۔ پس اس سے لابھ اٹھانے میں دیر لگیگی۔ مگر مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ نت سوتے۔ بیٹھے۔ اُٹھتے جاگتے یہی بھاونا کرو کہ ہمارا روگ دور ہو جائے۔ یہ بھاونا یا اچھا ہی روگ کو مٹا دیگی۔

انسان کے خیالات کے مطابق ہی اس کی ترقی یا تنزلی ہوتی ہے اور

انسان کو اس بات کا بھی حق حاصل ہے۔ کہ وہ چاہے جس قسم کے خیالات
رکھے۔ انسان ستھول سرشٹی (مادی دنیا) میں پرادھین ہونے پر بھی اندرونی
دنیا میں بالکل آزاد ہے۔ من ہمارا غلام ہے۔ اس لئے اسے ہمارے ہی تابع
ہو کر برتنا چاہیئے۔ اگر وہ ہمارے بس میں نہ ہو۔ تو اسے بس میں لانا چاہیئے
اس کا اپائے یہ ہے کہ پہلے من کا سوبھاو کیسا ہے اور وہ کیسے کام کرتا ہے
یہ وچارنا چاہیئے۔ من کو جیسی بات سکھائی جائیگی۔ ویسی ہی وہ سیکھ جائیگا
جلد یا بدیر ضرور سیکھ جائیگا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ ایک بار ابھیاس
میں لگنے پر اس نے جیسا سیکھا ہے۔ ویسا ہی وہ کرتا ہے۔ اسے بس
میں کرنے میں اگر پہلے پہل کامیابی نہ ہو تو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔
وقت پا کر وہ تمہارے سمجھ کے مطابق کام کرنے لگیگا۔ جیسے وچار تم کرنا
چاہوگے۔ من ویسے ہی وچار کرنے لگیگا۔ مگر برے خیالات سے جب من کو
ہٹانا ہو۔ تو برے خیالات کو کسی طرح سے بھی من میں نہ آنے دو۔ جس وقت
کوئی برا خیال آوے۔ تو فوراً کسی اچھے خیال کی طرف یا کسی پوجنیہ مہاتما کی
طرف یا ایشور چنتن میں من کو لگا دینا چاہیئے۔ اس طرح سے برے خیالات کو
رکا جا سکتا ہے۔

ہر کام میں کامیابی کے لئے دو باتوں پر خاص دھیان دینا چاہیئے۔ ان
میں سے ایک ہے معراج پر دھیان رکھنا اور اپنے آدرش کے خلاف کام
نہ کرنا — فانی سکھوں کی ترغیب میں آکر اپنے آدرش کے خلاف کام کبھی نہیں
کرنا چاہیئے۔ **سوبھاو کو بدلنا سہج کام نہیں ہے**۔ اس میں وقت کی ضرورت
ہے۔ جیسے جیسے ابھیاس بڑھتا جائے گا۔ ویسے ویسے طاقت بھی بڑھتی
جائیگی۔ ابھیاس سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مشکل سے مشکل کام بھی لگاتار

ابھیاس سے ضرور پورے ہو جاتے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کرنا چاہیئے۔

خیالات میں طاقت ایکاگرتا یا یکسوئی سے آتی ہے۔ ہر ایک انسان کے پاس آکاش میں بھلے بُرے وچار منڈلاتے رہتے ہیں۔ جن کا من تربیت یافتہ نہیں ہے وہ بُرے خیالات کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ جن کا انجام خوف۔ چنتا اور بےچینی وغیرہ ہوتے ہیں۔ درحقیقت من کو کھلا چھوڑ دینے سے انسان کا جتنا نقصان ہوتا ہے اتنا اور کسی طرح سے بھی نہیں ہوتا۔

بازار میں جا کر دیکھو۔ تو انسانوں کے چہروں پر ان کے من کی حالت نمایاں دیکھنے میں آویگی۔ کسی کا من چنتا سے ملین ہے۔ تو کسی کا خوف سے بےچین اور کسی کا شوک سے اُداس معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب انسان کے خیالات کی وجہ سے ہی ہے۔ خیالات کی طاقت سمجھ لینے سے انسان خواہ جیسی بھی ترقی کر سکتا ہے انسان میں بھلی بُری حالت اور دوستی دشمنی کا کارن اور کچھ نہیں۔ صرف اس کے اپنے خیالات ہی ہیں۔ اچھے خیالات سکھ اور اور بُرے خیالات دکھ دینے والے ہوتے ہیں

بھلائی کرنے کی خواہش میں ہی ان شکتی بھری ہوئی ہے

وہ شکتی گپت روپ سے اپنا کام کرتی ہے۔ اس لیئے اس کو مہان شکتی بھی کہتے ہیں۔

خیالات کو کبھی عبث مت سمجھو۔ سبھی خیالات کچھ نہ کچھ پھل ضرور دیتے ہیں۔ اس لیئے اپنے خیالات کو ہمیشہ خبرداری سے دیکھتے رہنا۔ کہ وہ اُتم اور سرب اُتم پھل پیدا کرنے والے ہیں۔ اس سے بڑھ کر آنند کا سادھن

دوسرا نہیں ہے۔ ہم جو کچھ وچار کرتے ہیں۔ اس کا ہمیں ہمیشہ دھیان رکھنا چاہیئے۔ ہم ہوا کو دیکھ نہیں سکتے۔ مگر جانتے ہیں کہ ہوا ہے۔ سورج کی کرنیں پانی کو بھاپ کی شکل میں آکاش کی طرف لے جاتی ہیں۔ ہم اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے ہی وچار بھی ایک وستو ہے۔ جیسے ہم مادی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ ہوا اور پانی کی لہروں کی طرح وچاروں کی بھی لہریں ہوتی ہیں۔ جیسے ہمارے خیالات ہونگے۔ ویسے ہی خیالات کو ہم اپنی طرف کشش کرینگے۔ اگر ہم مادی آنکھوں سے دیکھ سکتے۔ تو ہمیں ایک انسان سے دوسرے انسان کی طرف جاتی ہوئی بے شمار وچاروں کی لہریں دکھائی دیتیں اور یہ بھی معلوم ہوتا کہ ایک پراوپکاری مہاتما کی وچار کی لہریں دوسرے کسی ایسے ہی مہاتما کی لہروں سے بالکل ملتی جلتی ہیں ایسے ہی غصہ ور اور مایوس انسانوں کی وچاروں کی لہریں بھی بالکل یکساں ہوتی ہیں۔ کرۂ ہوائی میں جا کر یکساں لہریں باہم مل جاتی ہیں۔ اس سے جس کے جسم میں جیسی وچار شکتی کی لہریں اُٹھتی ہیں ویسی ہی لہروں کی مدد اس کو پہنچتی ہے اور بلوان بنا دیتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ وچار کرنے کی طاقت سب انسانوں میں ہوتی ہے۔ مگر سب موقعوں پر اور سب جگہوں میں سب لوگ اس شکتی کو کام میں نہیں لاتے یا نہیں لا سکتے۔ وچاروان ہونے کے لئے اس شکتی کو جگانے کی ضرورت ہے۔ جتنا زیادہ وچار کرنے کا ابھیاس ہوگا۔ اتنی ہی وچار شکتی زیادہ بیدار ہوگی انسان کو بنا کر پرماتما نے وچار شکتی کے روپ میں اپنا انش ڈال دیا ہے۔ اگر انسان اس کا جائز استعمال کرے۔ تو جو چاہے سو پراپت کر سکتا ہے۔ اس کے پاس وشو بھنڈار کی کنجی ہے۔ اگر اس کا جائز استعمال کرے۔ تو جیسے سونے چاندی کو گلا کر سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔ ویسے ہی اس سرب شکتی کے انش سے

پورا پورا لابھا اٹھانے کے لئے اُسے اپنے خیالات کو اعلیٰ اور مضبوط بنانا چاہئے جیسے خیالات ہونگے ویسا ہی اس طاقت کا استعمال اور پھل ہوگا۔

کسی چیز کی پیدائش یا بننے سے پہلے اس کا خیالی نقشہ ہستی میں آتا ہے ہوائی جہاز۔ موٹر۔ ریل گاڑی وغیرہ چیزیں یکایک نہیں بن گئیں۔ پہلے سائنسدانوں نے اس کا وچار کیا تھا اور مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرنے پر وہ اپنے خیالات کو عملی شکل میں لا سکے تھے۔ مضبوط خیال کا مطلب یہ ہے کہ خیال اور اسی کو عملی شکل میں لانے کی خواہش اور کوشش۔ جو خیالات کمزور ہوتے ہیں۔ جن میں زور دار اچھا شکتی نہیں ہوتی۔ وہ وچار نہیں بلکہ کلپنا محض (خیالی پلاؤ) ہیں۔

اگر ہم اپنے روزانہ ہونے والے کاموں پر لحہ بھر وچار کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ہم ہر ایک کام کرنے سے پہلے اس کا وچار کرتے ہیں۔ جو کام ہم اچانک کر بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی اچانک نہیں کرتے۔ بلکہ اس کا بھی وچار دماغ میں پہلے اٹھتا ہے تب ہم اسی لحہ اس کام کو کر ڈالتے ہیں۔ دماغ میں وچار اٹھے بنا کوئی آدمی کام نہیں کر سکتا۔ کئی آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کی بدھی پاپ سے نہیں ہٹتی۔ وہ بھچار وغیرہ برے کام چھوڑنے کی پرتگیا کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی پوری خواہش بھی اُن میں ہوتی ہے۔ مگر وہ پھر بھی ان پاپوں میں کبھی کبھی پھنس جاتے ہیں۔ ایسے انسانوں کو سب لوگ اکثر یہی سمجھتے ہیں کہ وہ پراربدھ یا سوبھاوَ وش یہ پاپ کرتے ہیں۔ مگر ایسا سمجھنا بھاری بھول ہے اگر وہ شانتی پوروک وچاریں تو معلوم ہوگا۔ کہ وچاروں کی وجہ سے ہی ان کی گراوٹ ہوتی ہے۔ پرتگیا کرنے پر بھی ان کے دماغ میں ایسے ہی وچار آیا کرتے ہیں اور اس وقت اپنے آپ کو وہ ایسا کر بھلا دیتے ہیں۔ کہ ان

وچاروں سے کیا ہوتا ہے ؟ ہم نے تو پرتگیا کی ہے کہ اب ہم بُرے کرم نہیں کرینگے مگر حقیقت میں بُرے خیالات کے اثر سے ہی وہ پاپ کرتے ہیں ۔ کیونکہ وہ خیال مخفی من میں منقش ہو جاتے ہیں اور وقت پاکر پھوٹ نکلتے ہیں ۔ اس لئے کسی بھی بُرے کام سے بچنے کے لئے اس بُرے کام کے خیالات کو من میں نہ آنے دینا چاہیے

بُری صحبت کے بُرے اثرات سے بچنے کا طریقہ

صحبت کا اثر خواہ بات چیت ہو یا نہ ہو ۔ ضرور ہوتا ہے ۔ خیالات کا اثر پاس بیٹھے آدمی پر ایسا ہوتا ہے کہ عام طور پر اُسے جاننا کٹھن ہے بُرے سنگ سے ہمیشہ بچنا چاہیئے ۔ مگر بالکل بچنا تو بہت مشکل ہے ۔ جیسے سفر یا بیوہار میں ۔ اس لئے بُرے سنگ سے بچنے کے لئے اپنے پرانوں کی گتی کو سُدھارنا چاہیئے ۔

پہلے پورک کرتے وقت یہ بھاونا کرو ۔ کہ میں شُدھ بُدھ مُکت ہوں ۔ اور ریچک کرتے وقت ایسی بھاونا کرو ۔ کہ میرے دل سے پریم اور بھگتی کی بھری ہوئی دھاریں نکلکر میرے جسم کے ارد گرد تیج کا گول آورن (پردہ) بنا رہی ہیں ۔ ایسی درڑھ بھاونا کے ساتھ سات بار ریچک پورک کرنے سے ایسا پختہ آورن بن جائیگا ۔ کہ اس پر دوسروں کے اشُدھ بھاووں کا ذرا بھی اثر نہ پڑ سکیگا ۔ اسی طرح سوتے وقت بھی اگر آورن بنایا جائے تو بُرے خوابوں سے کبھی کلیش نہ ہوگا اور نیند بھی اچھی آویگی ۔

تم اسی وقت تک کمزور اور بُری حالت میں رہوگے ۔ جب تک کہ تم اپنے

اور ناچیز خیالات کے تابع رہو گے۔ تم کو اپنے من میں اعلیٰ خیالات کو اور اعلیٰ معراج کو جگہ دینی چاہیئے۔ تمہیں واسناؤں سے مغلوب نہ ہونا چاہیئے اور نہ ان کا غلام ہی بننا چاہیئے بلکہ اعلیٰ خیالات سے انہیں دبا کر اپنے بس میں کرنا اور اپنا داس بنانا چاہیئے

اگر تم اپنی اندریوں کو اپنے بس میں کر لوگے۔ اور ان کے پوری طرح سے مالک بن جاؤ گے۔ تو وہ اندریاں تمہاری داس ہو کر رہیں گی اور تمہاری سیوا کرینگی۔ انسان میں ایک طرح کی حیوانی شکتی ہوتی ہے۔ جو وقت وقت پر بدلتی رہتی ہے۔ غصے کے جوش میں انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ انسانیت کو بھول کر خود داری کو بھی تلانجلی دے دیتا ہے۔ اگر انسان اس حیوانی طاقت پر غلبہ پالے۔ اور اُسے اپنے بس میں کر کے مناسب طریقے سے کام میں لاوے تو پرماتم شکتی کو بہت جلدی حاصل کر سکتا ہے

بُرے خیالات کی طاقت

بُرے خیالات کی طاقت بھی بڑی زبردست ہوتی ہے۔ بُرے خیالات کی وجہ سے مایوس ہو کر انسان اپنی عزیز جان قربان کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات خودکشی کر لیتا ہے۔ بُرے خیالات کی وجہ سے لاکھوں آدمی پاگل ہو جاتے ہیں۔ جو اگرچہ مرتے نہیں مگر مُردہ کے سمان ہی ہیں۔ بہتوں کو بُرے خیالات سے پیدا ہوئی مایوسی رُوپی راکششی کی وجہ سے سارا سنسار ہی سنسان دکھائی دیتا ہے۔ انہیں چنتا کی وجہ سے نہ رات کو نیند آتی ہے نہ دن کو چین ملتا ہے۔ ایشور کرے کہ مایوسی کا چھوٹا سا پرسنگ (موقعہ) بھی کسی پر نہ آوے۔ ہر ایک آدمی کو آتمک شکتی کی پوری پہچان ہو جائے۔ **آشا کامیابی کی کنجی ہے اور نراشا تباہی کی** اس لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ پرشارتھ کر کے آشا کو بڑھاوے۔ اور نراشا کو نشٹ کر دے۔ اور ہمیشہ سرب شکتیمان ایشور پر وشواس رکھے۔ جیسا کہ بھگوان گیتا میں کہتے ہیں۔

بھگوان کہتے ہیں - جو ہم کو اننیہ بھاو سے بھجتا ہے - اس کے یوگ کھشیم کی رکھشا ہم خود کرتے ہیں - آشا کو بڑھانے اور نراشا سے چھوٹنے کے لیے بھگوان کے اس بچن پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے - تمہاری ایشور میں شردھا نہیں ہے - اس وجہ سے تم مایوسی کے گڑھے سے نہیں نکل سکتے - پیارے سجنو! بھگوان نے گیتا میں جو بچن دیا ہے - وہ صرف پڑھ لینے کے لئے نہیں دیا - بلکہ ہر ایک آدمی کو بچن پورا کرنے کی شکتی بھی دی ہے - اس لئے اُٹھو - اور عزم بالجزم کے ساتھ پرشارتھ کر کے کامیابی کے بام پر چڑھ جاؤ

بُری جگہ - بُرا انّ - بُری (فحش) کتاب بُرے مناظر - بُری بات اور بُرا سنگ ان سب سے ہمیشہ بچیو جیسا من ہوتا ہے - ویسی ہی نگاہ ہوتی ہے جیسی نگاہ ہوں ہے ویسا ہی ورشیہ دکھائی دیتا ہے - سچے سادھو کو سب سادھو ہی نظر آتے ہیں - چور کو چور اور کامی کو سب کامی ہی دکھائی دیتے ہیں - ایسے ہی لوبھی کو سب لوبھی ہی دکھائی دیتے ہیں - بُری صحبت میں رہتے رہتے انسان کا سوبھاو بُرا ہو جاتا ہے - پھر اس میں بُرے سنکلپ ہی اُٹھنے لگتے ہیں - جس کے چت میں بُرے سنکلپ اُٹھتے ہیں - اس سے بڑا اپرادھی اور کون ہو گا؟ کیونکہ بُرے سنکلپوں کو پھیلا کر دوسروں کو بھی بُرا بناتا ہے چت میں ہمیشہ ستیہ سنکلپ رہنا چاہیئے - اس کیلئے ست سنگ سدگرنتھوں کا پاٹھ - ست کرم - سدگورو سیوا وغیرہ کی ضرورت ہے جس کا چت سنکلپ سے بھرا پڑا ہے - وہی سکھی اور پراوپکاری ہے - کیونکہ وہی اپنے ستیہ سنکلپ سے دوسروں کو راہ راست میں لگا سکتا ہے - یہ نشچے کر دو - کہ میرے چت میں کبھی بُری کلپنا نہیں آسکتی - میں پوتر ہوں - بھگوان کی کرپا سے میرا ہردہ شدھ ہو گیا ہے -

بھگوان کا ابھے ہاتھ ہمیشہ میرے سر پہ ہے۔ اس کی چھترچھایا
میں پاپ تاپ میرے پاس نہیں آسکتے۔

کچھ وقت ہر روز ایکانت میں گذارو۔ مون رہو۔ ایکانت واس
اور باقی کا مون دونو بڑے لابھ کاری ہیں۔ یہ دونو بھگوت دھیان
اور نام سمرن میں بڑے مددگار ہیں۔ اس لئے باقی کو قابو میں رکھو۔ غیر ضروری
باتیں کبھی مت کرو۔ اور کسی کی نندا اور چغلی بھی نہ کرو۔ نہ تعریف ہی کرو۔
کڑوی بات مت کہو۔ جھوٹ مت بولو۔ من میں اشانتی۔ بےچینی
اور رنج کو کبھی مت آنے دو۔ بھگوان کی دیا اور آتما کی پوترتا اور
ابدیت پر وشواس کر کے سدا شانت نربھے اور پرسن رہنے کی کوشش
کرو۔ نامناسب باتوں سے ہمیشہ بچے رہو۔ دھیرج کبھی نہ چھوڑو۔
کسی کا انادر نہ کرو۔ اور کسی سے نفرت بھی نہ کرو۔ کسی کا دل
نہ دکھاؤ۔ خود دکھ سہہ لو۔ کسی اچھے کام میں ہمیشہ لگے رہو۔
کسی کا دل نہ توڑو۔ اسے ہمت بندھاتے رہو اور حتے المکان
اس کے اچھے کاموں میں مدد کرو۔ غریب۔ دین دکھی۔ روگی
وغیرہ میں بھگوان کے وشیش روپ کو دیکھ کر سیوا کرو۔ اور
بڑے آدر اور پریم پورک ان سے ملو۔ حتے المکان ان کے
دکھ دور کرنے میں مدد کرو۔ اور پربھو کے بھجن میں جہاں تک
ہو سکے۔ اپنا وقت گذارو۔

سرل بھاؤ رکھو۔ چھل کپٹ کو من میں کبھی مت آنے دو۔ آج کل عموماً
لوگوں کو سہاونی باتیں کرنا زیادہ آتا ہے۔ مگر من میں چھل کپٹ بھرا رہتا
ہے۔ پہلے زمانہ کے لوگ خواہ بولنا نہ جانتے ہوں۔ مگر ان کا دل سرل تھا۔

وہ اپنا عیب چھپانا نہیں جانتے تھے۔ اس لئے سکھی جیون بسر کرتے تھے
کیتی انسان جتنا دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس سے زیادہ وہ اپنی ہانی
کرتا ہے۔ **اپنے پاپوں کو مت چھپاؤ اور نیکیوں کو پرگٹ نہ کرو۔**
چھپانے سے پاپ بڑھیں گے اور پرگٹ کرنے سے گھٹیں گے۔ ویسے
ہی پرگٹ کرنے سے پنیہ گھٹیں گے اور چھپانے سے بڑھیں گے **پنیہ کو کافور**
کی مانند سمجھو۔ اگر بوتل کا منہ کھول کر رکھو گے۔ تو وہ اڑ جائے گا۔ اور پاپ گندی
دستو کی مانند ہے۔ اس لئے اگر پاپ کو چھپا کر رکھو گے تو اندر ہی اندر زہر پیدا کر کے ہردے
کے سب پوتر بھاؤں کو نشٹ کر دیگا۔ زندگی کے ایک لمحہ کو بھی بیش قیمت جانو
اور بڑی ساودھانی کے ساتھ ہر ایک لمحہ کو بھگوت چنتن کرتے ہوئے پر اوپکار
میں لگاؤ۔ برائی صرف بانی اور جسم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ من سے بھی ہوتی
ہے۔ اگر تمہارے من میں برا وچار آیا تو جان لو کہ تم اپنا اور پرایا برا کرنے
والے ہو گئے۔ اس لئے برا وچار کبھی من میں نہ آنے دو۔ اگر پہلے سنسکاروں
کی وجہ سے آجائے۔ تو فوراً اسے باہر نکال دو۔ **برے وچار کو لمحہ بھر**
بھی من میں نہ ٹھیرنے دو۔

کچھ ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو روگی کہنے میں
اور اپنے دکھ کو دوسروں کو بتلانے میں اور بڑھا کر بتلانے میں سکھ محسوس
کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کچھ وقت تک تو معلوم نہیں ہوتا۔ مگر بار بار روگی ہونے
کی بات کرتے کرتے اپنی بھاونا انوسار وہ روگی ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ
عبث ہی اپنی زندگی کو ادھر ادھر کی باتوں میں گذار دیتے ہیں۔ جب کہ وہ اپنی
زندگی کو آنند پورن بنا سکتے تھے۔ اس لئے بھلے آدمی کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ
سجنوں کی پیروی کرے۔ جن کے وچار سدا پوتر رہتے ہوں اور جو سدا پوتر وچار رکھتے

ہوں۔ یاد رکھو کہ من ہی مارتا ہے اور من ہی جلاتا ہے۔ اور من ہی میں روگوں کی جڑ ہے۔ اگر من اشدھ ہو۔ تو روگ آ دباتے ہیں غصہ سے انسان کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ دل میں جلن پیدا ہوتی ہے خون اُبلنے لگتا ہے۔ بڑے سے انسان کی موت تک ہو جاتی ہے۔ چنتا چتا کی طرح انسان کو جلا کر مار ڈالتی ہے۔ بری خبر سنتے ہی بھوک اڑ جاتی ہے اور بے چینی اور گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے۔

جو شکتی کا وچار کرتے ہیں۔ وہ شکتی کو پاتے ہیں۔ جو دلیری اور ہمت کا وچار کرتے ہیں۔ وہ دلیری پاتے ہیں اور جو سوچتے ہیں۔ کہ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں وہ سب کاموں میں سپھل ہوتے ہیں۔ مگر جو وچارتے ہیں۔ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ کسی کام کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔ یہ اصول ہے۔ جس کے وچار سدا آنند سے بھرپور اور ایشور کی طرف لگے رہتے ہیں۔ وہ سدا ترقی کرتا جاتا ہے اور جو سدا رنجیدہ اور ایشور سے بیمکھ رہتا ہے اس کی تباہی میں شک نہیں۔ اس سرب ویاپک پرماتما میں سب وچار جوڑ دینے سے ہی سب طرح کا سکھ اور سب طرح کی ترقی ہوتی ہے اور سب دکھوں کا ناش ہو جاتا ہے

ایشور پر وشواس کرنا

دکھوں سے چھوٹ اور تم سکھی ہو جاؤ گے۔ کا یہی پھل آپ پائے ہے۔ جب تک ایشور پر وشواس کی کمی ہے۔ تب تک انسان کے دل میں بھے۔ چنتا شوک اور نراشا وغیرہ دکھ رہتے ہیں۔ ان سب دکھوں کا کارن خود غرضی ہے۔ یہی ناستکتا ہے۔ یہی آتما کو گرانے والی سب دکھوں کی جڑ ہے۔ یاد رکھو ڈرنا اور چنتا کرنا پاپ ہے۔ جسے ایشور پر وشواس نہیں ہے۔ وہی ڈرتا اور چنتا کرتا ہے۔ بھے اور چنتا کرنے والے کو ایشور کی ہستی میں شک

ہوتا ہے۔ اور یہی سب طرح کی کمزوری اور مایوسی کی جڑ ہے

ہم جو اچھا یا بُرا وچار کرتے ہیں۔ اس کا اثر فوراً پڑتا ہے۔ مگر فوراً پرگٹ نہیں ہوتا۔ اس کا کارن یہ ہے۔ کہ جیسے ایک کیاری میں تلسی کا بیج بویا اور اس میں کھاد ڈالا اور سینچا۔ مگر اسی لمحہ اس کا انکر نہیں نکلتا۔ بلکہ اس کا انکر نکلنے میں کئی دن لگتے ہیں۔ جب اُس کا وقت آتا ہے تبھی انکر نکلتا ہے۔ دراصل بس دقت بیج بویا جاتا ہے۔ اسی وقت سے اس میں کیمیاوی تبدیلی شروع ہونے لگتی ہے۔ مگر اُسے دیکھنے کی شکتی ہم میں نہیں ہے۔ اس لئے انکر نکلنے پر ہی وہ صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ وچار کی مہما جتنی گائی جائے اتنی تھوڑی ہے ہر ایک وچار اس درخت کے بیج کی مانند ہے۔ جس میں مہان درخت کے پیدا کرنے کی طاقت بھری ہوتی ہے۔ انسان کے جیسے وچار ہوتے ہیں ویسا ہی اس کو پھل ملتا ہے اگر کسی کو خود کشی جیسا مذموم فعل کرنے کی خواہش ہوتی ہے تو اُسے جاننا چاہیئے کہ یہ اسی کے ہی بُرے وچاروں کا پھل ہے اس لئے سنسار میں جو کچھ سنائی یا دکھائی دیتا ہے وہ سب وچار کا ہی پھل ہے وچاروں میں اتنی طاقت بھری ہوئی ہے کہ اس سے دُنیا کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے یہ جو اچھے اچھے محل باغ بغیچے۔ کلیں۔ ریل۔ تار۔ بجلی وغیرہ کئی طرح کی عجیب وغریب چیزیں دیکھتے ہو۔ وہ سب وچار کے ہی تو پھل ہیں۔ اگر انسان اس وچار شکتی کا اچھی طرح استعمال کرے۔ تو وہ دُنیا کا ہرتا کرتا تک ہو سکتا ہے مگر ابھی تک انسان نے اپنی اس لازوال شکتی سے کام لینا نہیں سیکھا ہے۔

سجنو! اگر تم نے ابھی تک سوچا ہے۔ کہ سنسار میں دُکھ کے سوا سکھ ہے ہی نہیں اور ہم کو سدا ایسی دکھ بھری حالت میں ہی رہنا ہے تو آج سے ہی تم اپنے من سے یہ بُرے خیالات نکال دو۔ اب تک جو ہوا سو ہوا۔ مگر آگے کے لئے ایسا وچار کرو۔ کہ یہ سنسار سکھ سے ہے میری دن بدن ترقی ہو رہی ہے

میں جو چاہوں سو کر سکتا ہوں۔ مجھ میں پرماتما کا انش ہے۔ ایسے مضبوط وچار من میں کرو اور برے خیالات کو ایک سیکنڈ بھی من میں نہ رہنے دو۔ اس سے اسی وقت تم میں بنا بل۔ نیا اُتساہ۔ نئی طاقت اور آدم بھاؤ پیدا ہونگے۔ خیالات تمہارے ماتحت ہیں۔ تمہارے ادنےٰ سیوک ہیں۔ جو تم آگیا دوگے۔ انہیں ضرور کرنا پڑے گا۔ شاستروں میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اس سنسار میں جتنے جیو ہیں وہ سب پرماتما کے انش ہیں۔ کیونکہ وہ اسی درخت کا بیج ہیں۔ جس کا پہلا بیج ایشور ہے۔ اس لئے اس میں وہ سب گن موجود ہیں۔ جو اس پربرکھ پرماتما میں ہیں۔

زندگی رُوپی کھیت میں وچار ایک بیج کی مانند ہے۔ اگر ببول کا بیج بویا جائیگا تو اس میں گلاب کے پھول کیسے پیدا ہونگے؟ ایسے ہی جیسا وچار ہوگا ویسا ہی اس کا پھل ہوگا۔ اس لئے ہم گلاب کا ہی بیج کیوں نہ بوویں؟ اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ہمیشہ شُبھ وچار ہی کریں۔ تو اس کے لئے تمہیں تھوڑا دھیرج دھارن کرنا چاہیئے۔ تمہاری موجودہ حالت تمہارے اب تک کے کرم اور وچاروں کا پھل ہے۔ تم نے اب تک جو کیا یا وچارا ہے اس کا پھل تو ضرور بھوگنا پڑیگا۔ لیکن اگر آج سے نئے جیون میں داخل ہونا چاہتے ہو۔ تو اپنے پہلے خیالات کو چھوڑ دو۔ اس کا اُپائے یہ ہے۔ کہ ان پر جتنا کم دھیان دوگے اتنی ہی کم دیر تک وہ ٹھیرینگے۔ کسی وچار کے پربھاؤ (اثر) کو بڑھانے کے لئے صرف اسی وچار کو بار بار من میں لانا چاہیئے۔ ایسے ہی جس وچار کو دُور کرنا ہو۔ اس کا سچا اُپائے یہ ہے کہ اس خیال کو پھر من میں اُٹھنے ہی نہ دو۔ بلکہ بار بار اس کے ناش کرنے کا اشارہ من ہی من دیتے رہو کہ یہ خیال چلے جائیں۔ یا بھسم ہو جائیں۔ تو وہ فوراً مٹ جائیں گے۔ ایک بار تجربہ کر کے دیکھ لو

اپنے خیالات کے بنانے والے۔ پالنے والے اور مٹانے والے تمہیں ہو۔ تم جس وچار کو پرگٹ کرنا چاہو۔ اسے پرگٹ کر سکتے ہو۔ اور جسے چاہو بڑھا کر مضبوط بنا سکتے ہو۔ اور جسے چاہو ناش بھی کر سکتے ہو۔ اس لئے ہے سجنو! اس مہان ستیہ پر غور کرو۔ اور اسے عملی شکل میں لا کر اپنا جیون سپھل کرو۔ بہت سال پہلے وچار کرنے والوں کی وچار لہروں سے سنسار بھرا ہوا ہے اور اب بھی اس میں اتنی شکتی ہے کہ جن آدمیوں کا من ان وچاروں کو لینے کو تیار ہو۔ ان پر وہ اپنا اثر ڈال لیتے ہیں۔ ایسے ہی ہم سب اپنے خیالات کے مطابق آکاش سے وچار کی لہروں کو کشش کرتے ہیں۔ ہر ایک وچار جو من میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنا پربھاو پرمانوؤں پر ڈالتا ہے۔ پانی کی تیز دھار کی مانند تیزی سے دوڑتا ہے۔ اگر ہم ایک وچار روگ پیدا کرنے والا اور دوسرا تندرستی کرنے والا کریں تو دونو کا پھل الگ الگ ضرور ہوگا۔

نیک خیالات سے لابھ اور برے خیالات سے ہانی ہوتی ہے۔ یہ بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ کیونکہ اگر سب لوگ نیک وچار کرنے لگ جاویں۔ تو سنسار سکھ کا بھنڈار بن جاوے۔ وچار کے بیج بونے میں ہمیشہ خبردار رہو اور پختہ یقین رکھو کہ سورج خواہ روشنی کرنا بند کر دے۔ مگر خیالات کا نتیجہ کبھی عبث نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی سادھن میں لگو۔ تب بار بار سدھی (کامیابی) میں شک کر کے من کو چنچل مت کرو۔ اگر سب باتیں تمہارے خلاف ہوں۔ تو بھی سداچار اور آتم وشواس سے مت گرو۔ اگر سب باتیں تمہارے برخلاف ہوں۔ تو بھی سداچار اور آتم وشواس سے مت گرو۔ من کو دھیرج کے ساتھ سادھن میں لگائے رہو۔ آخرکار فتح تمہاری ہے۔

بیرونی اروپ رنگ دیکھ کر انسان کے سوبھاو کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو

آدمی سدا چاری ہے۔ اور جس کے وچار اُتم ہیں۔ اس کا منہ دیکھنے میں ہی سندر نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ اس کے چاروں طرف تیج کا پُنج بھی دکھائی دیگا۔ جس آدمی کو دِرڑھ وشواس ہوتا ہے۔ وہ دکھوں کے آنے پر ذرا بھی خوفزدہ نہیں ہوتا۔ خواہ جتنی مصیبتیں آویں۔ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اس لئے جو قدرت کے نیموں کو سمجھنا چاہتا ہے اور مکتی کے آنند کو بھوگنا چاہتا ہے اُسے یہ جان لینا چاہیئے۔ کہ میری زندگی میں درحقیقت کوئی وِکار نہیں ہے صرف اگیان کی وجہ سے سب وِکار دکھائی ہوتے ہیں۔ انسان اپنا دشمن آپ ہی ہے۔ جو کام سے کرودھ سے نفرت سے۔ لوبھ سے۔ دویش سے پچھڑے پن سے اور بھوگ ولاس سے اپنا ناش آپ کرتا ہے۔ اس میں سنسار کا کوئی دوش نہیں ہے۔ دوش تو خود اسی کا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان اپنے خیالات کے بل سے چاہے جتنی ترقی کر سکتا ہے۔ **خیال کی طاقت ایک بار انسان کی سمجھ میں آجانی چاہیئے۔** جو کوئی دوسروں کو ہانی پہنچا کر خود سکھ چاہتا ہے۔ وہ اپنے ہی لئے دکھوں کا بیج بوتا ہے۔

چھٹا باب۔ جسم پر خیالات کا اثر

اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جسم پر خیالات کا اثر کیا پڑتا ہے۔ وِچار من سے باہر ہوتے ہی چت پر اپنا سنسکار روپ نقش چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے کئی نقش من میں رہتے ہیں اور وقت وقت پر اپنا پھل دیتے ہیں۔ اچھے وچار دھن۔ جوانی۔ زندگی اور تندرستی کو بڑھاتے ہیں۔ اور بُرے بیماری اور

کا ناش کرتے ہیں۔ بُرے خیالات سے خون میں ایک طرح کا زہر پیدا ہوتا ہے۔ وہ زہر جب جسم سے نکلتا ہے۔ تو اُسے ہی روگ کہتے ہیں۔ غصے سے ایک طرح کا ایسا زہر پیدا ہوتا ہے۔ کہ غصہ کرنے والا آدمی اگر کسی کو کاٹ لے۔ تو وہ آدمی فوراً مر جاتا ہے۔ غصے والی ماں کا دودھ پینے سے بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ نفرت اور خودغرضی کے خیالات سے ہردے روگ (دل کی امراض) پیدا ہوتے ہیں۔ خوف اور غریبی کے خیالات سے منداگنی یا بدہضمی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بُرے خیالات سے انیک روگ پیدا ہوتے ہیں برخلاف اس کے اچھے خیالات سے امراض کا ناش ہوتا ہے۔ پریم پروپکار۔ رحم۔ سخاوت اور ایشور بھگتی کے وچاروں سے جسم میں نئی زندگی آجاتی ہے۔ اس لئے ایسے خیالات ہی من میں پیدا کرنے چاہئیں۔ جسم کی رکھشا اور تندرستی کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ اپنے من کو شدھ اور پوتر وچاروں سے بھر دو۔ ہر وقت شہوت کے خیالات من میں رہنے سے جو پرش استری پر سنگ زیادہ کرتا ہے۔ اسے لقوہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وسٹینل کا مت ہے کہ لقوہ کا روگ عموماً زیادہ استری سنگ سے ہی ہوتا ہے۔ مایوسی اور چنتا کے وچاروں سے آنتوں کا روگ ہوتا ہے۔ نفرت۔ بدلہ لینے کی خواہش اور سبھی بھٹکتا ہے من ہمیشہ ایک ہی وشے پر لگا رہنے سے دماغ کو بہت ہانی پہنچتی ہے۔ شوک یا رنج گھن کی طرح ہے۔ جیسے گھن چنے کو اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیتا ہے۔ ویسے ہی شوک بھی جسمانی طاقت کو نشٹ کر کے جسم کا ڈھانچہ ماتر رہنے دیتا ہے

اس طرح بُرے خیالات سے کئی روگ پیدا ہوتے ہیں۔ تندرستی کے خواہشمندوں کو ہمیشہ ایسے خیالات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تندرستی کا خیال

تندرستی کو اور روگوں کا خیال روگوں کو بڑھاتا ہے۔ دھن کے خیالات دھن کو اور غریبی کے خیالات غریبی کو بڑھاتے ہیں۔ طاقت۔ دلیری اور مردانگی کے خیالات طاقت۔ دلیری اور مردانگی کو بڑھاتے ہیں۔ اور کمزوری اور چنتا کے وچار کمزوری اور چنتا کو بڑھاتے ہیں۔ اس لئے میں روگی ہوں۔ غریب ہوں۔ دکھی ہوں۔ کمزور ہوں۔ میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ میں مر جاؤنگا۔ میں بوڑھا ہو جاؤنگا۔" ایسے ہی من کو گرانے والے خیالات کو کبھی من میں آنے نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ جن کا من گر جاتا ہے وہ زندگی کے کسی مرحلے میں بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے ایسی من کی گری حالت اور برے خیالات کو کبھی اپنے من میں نہ آنے دینا چاہیئے۔

با امید اور خوش دل تندرستی کے حصول میں جتنی مدد کرتا ہے۔ اتنی مدد دوائیاں وغیرہ نہیں کر سکتیں۔ من کی خوشی سے بھوک اچھی لگتی ہے مل موتر صاف ہوتے ہیں۔ جسم بلوان اور سندر ہوتا ہے۔ ایسے ہی ناخوشی سے کمزوری وغیرہ روگ پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر زندگی کو سکھ مئے اور راحت مجسم بنانا چاہو۔ تو جسم کے ساتھ من کو بھی سدھارنے کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

پیٹ۔ دماغ اور دل کا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے وہ دماغی خیال کے مطابق کام کرنے لگتے ہیں۔ ایک خیال سے گالوں پر پیلاپن چھا جاتا ہے اور دوسرے خیال سے گالوں پہ سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اس لئے اپنے خیالات پر ہمیشہ کڑی نگرانی رکھنی چاہیئے اگر کبھی حصہ جسم میں روگ ہو۔ تو اسے روگ رہت کرنے کی کلپنا کرو۔ ایسا کرنے سے اس کی صحت میں بڑی مدد ملیگی۔ اس روگی انگ سے ایسے ہی بات کرو۔ جیسے تم کسی انسان سے کرتے ہو۔ خیالات میں روگ

کے دُور کرنے کی بڑی بھاری طاقت ہے۔ ایک بار پریکشا کر کے دیکھو۔ تو تمہارے تعجب کی حد نہ رہیگی۔ جہاں تم نے کسی روگی حصہ کی یا صحت روپ میں کلپنا کی۔ کہ وہ حصہ جسم اتنی تیزی سے روگ رہت ہونے لگیگا۔ جتنا اور کسی دوائی سے نہیں ہو سکتا۔

تمہارے بھلے برے وچاروں کا پربھاو جیسا من پر ہوتا ہے ویسا ہی سارے جسم پر بھی ہوتا ہے۔ بہت سے بوڑھوں کو ہم پہلوان اور طویل عمر پاتے ہیں۔ یہ طاقت ان میں کہاں سے آئی؟ صرف اچھے خیالات سے؟ بہت لوگ ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ جو دوسروں کا برا چنتن کرتے ہیں اور خود دوسروں سے جلتے ہیں۔ ان کی صحت دن بدن گرتی چلی جاتی ہے۔ پھر جب ان کی بیماری کا مکھیہ کارن ان کو بتلایا جاتا ہے۔ اور جب وہ اُسے سمجھ کر اپنے برے وچاروں کو جوں جوں من سے نکالتے جاتے ہیں۔ توں توں ان کی صحت بنا دوائی کے سدھرتی جاتی ہے۔ کیونکہ جن برے خیالات کے من میں آنے سے وہ بہت دکھی رہتے تھے۔ ان کے نکل جانے سے من خوش رہنے کے باعث بہت جلدی صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ من کی خوشی لاکھ دوائی کی ایک دوائی ہے۔ کبھی کبھی برے خیالات سے بڑے مہلک روگ ہو جاتے ہیں۔ من میں غصے اور نفرت کا ویگ جتنا تیز ہوتا ہے۔ اتنا ہی جسم کا خون زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور آخر کسی خوفناک روگ میں مبتلا ہو کر موت بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے سب لوگوں کو برے خیالات سے سدا بچنا چاہیئے۔ شانتی کے وقت تو سبھی لوگ اپنے کام کو ٹھیک طرح سے کرتے ہیں۔ مگر انسانیت اسی کا نام ہے۔ جو دکھ یا اشانتی میں بھی من میں گھبراہٹ نہ آنے دے اور اپنے من کو اپنے قابو میں رکھے۔ وہی مہاتما اور مہاپرش

کہلاتے ہیں۔ جو دُکھ میں دھیرج کو نہیں چھوڑتے۔ سارا جگت ان کے خلاف ہو۔ تو بھی وہ کسی کو بھلا بُرا نہیں کہتے اور اپنے راہ راست سے متزلزل نہیں ہوتے۔

جیسا تم اپنے کو مانو گے۔ ویسے ہی بن جاؤ گے۔ اگر اپنے کو تندرست سُندر پرسن نوجوان اور بلوان مانو گے۔ تو ویسے ہی بن جاؤ گے۔ حقیقت میں یہ بات سچ ہے۔ بڑے بڑے ودوانوں نے اس کی پریکشا کر لی ہے۔

یہ نیم ہے۔ کہ جو بات بار بار من میں پیدا ہو۔ وہ وشواس کی صورت میں بدل جاتی ہے۔ اور جیسا جس کا وشواس ہوتا ہے۔ ویسا ہی وہ پرش بھی ہو جاتا ہے اور جیسا وہ پرش ہے۔ ویسا ہی سامان اس کو قدرت سے ملتا ہے۔ کیونکہ جس من سے انسان وچار کرتا ہے۔ وہ پرکرتی سے لبالب بھرا ہوا ہے سرب ویاپک ہے۔ وچار کے مطابق کام بنانا ہی اس کا کام ہے۔ اس لئے اگر من سے اچھے وچار کئے جاتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ سکھ صحت اور شانتی وغیرہ ہوتا ہے۔ جیسا بیج ہوتا ہے۔ ویسا ہی درخت ہوتا ہے۔ بڑے بڑے روگوں کو بھی من جلدی ہی اچھا کر دیتا ہے۔ اس لئے من سے کہو کہ ہمارا فلاں روگ جلدی اچھا کرو۔ وشواس پورک کہو گے۔ تو ضرور ویسا ہی ہو جائے گا۔ اگر کچھ دیر لگ جائے۔ تو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ سدا سوتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے یہ بھاونا کرو۔ کہ ہمارا روگ اچھا ہو۔ بس یہ بھاونا یا اچھا ہی روگ کو مٹا دے گی

اگر جسم میں کوئی روگ ہے تو اس کے مٹانے کے لئے شُدھ اور اُتم وچاروں کے سادھن کے ساتھ ساتھ یہ بھی کرنا چاہیئے۔ کہ جسم کے جس انگ میں بیماری یا درد ہو۔ اس پر اپنا ہاتھ رکھو۔ اور منہ سے سانس نکال کر اس کے اچھے ہونے کا وچار کرو۔ ارتھات اپنے من کو بیماری کی جگہ پر ٹھیرا کر یہ

وچار کرو۔ کہ ہمارا روگ بلاشبہ اس گندی سانس کے ذریعے باہر نکل رہا ہے اس طرح ایک بار کر کے دیکھو کہ من کی آگیا کا کیسا اثر ہوتا ہے۔

اگر تم اپنے جسم میں تندرستی۔ نئی زندگی اور بل چاہتے ہو۔ تو اپنے من میں ہمیشہ خوشی۔ آنند۔ شانتی۔ سنتوش۔ پریم۔ دیا اور آتم وشواس وغیرہ گنوں کو دھارن کرو۔ پھر دیکھو۔ کہ تھوڑے وقت میں ہی تمہارے جسم میں شکتی۔ چرائی۔ سندرتا۔ اتساہ۔ بل اور پھرتی کا سنچار ہونے لگیگا۔ اور تمہیں اس بات کا یقین ہو جاویگا۔ کہ من ہی انسانوں کے بندھن اور موکھش کا کارن ہے۔

ساتواں باب صحت پر خیالات کا اثر

جب جسم بیمار ہوتا ہے۔ تب من بھی بے چین اور اشانت رہتا ہے۔ کسی جسمانی تکلیف کے پیدا ہوتے ہی مانسک کشٹ بھی ساتھ ہی پیدا ہو جاتا ہے یہ بات سب کو معلوم ہے۔ جس طرح بیرونی جسمانی حالت کا اثر من پر ہوتا ہے۔ ویسے ہی من کا اثر جسم اور صحت پر بھی ہوتا ہے۔ اس بات کو بہت تھوڑے لوگ جانتے اور سمجھتے ہیں۔

جسمانی امراض مٹانے کے لئے بہت سی ویدک۔ یونانی اور ڈاکٹری اکسیر ادویات موجود ہیں۔ مگر باوجود اس کے روگ مٹنے میں نہیں آتے۔ بلکہ دن بدن بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ روگوں کا استھان من ہے اور من میں ہی روگ دور کرنے کی طاقت بھی ہے۔ سب روگوں کے دور کرنے کا لاثانی سادھن ہر ایک آدمی کے پاس ہی ہے۔ تو بھی لوگ روگوں

سے دکھی ہوتے ہیں۔ صحت پر خیالات کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس بات کا خیال کوئی ودلا ہی پرش کرتا ہے۔ بدھیمان لوگ صحت اور آنند کو بڑھانے کے لئے وچار شکتی کو کام میں لانے کی صلاح دیتے ہیں۔ اگر تمہارا دوست دکھی یا بیمار ہو۔ تو تم اپنے من سے اس کی شبھ کامنا کرو۔ ایکانت میں بیٹھ کر طاقت اور خوشی کی لہریں اس کے جسم اور آتما میں بھیجو۔ دوسروں کے لئے اپنے من میں شبھ کامنا کرنے سے اپنی صحت اور آنند بھی بڑھتا ہے۔

انسان کے جسم پر خیالات کی لہروں کا ضرور اثر پڑتا ہے۔ اس لئے اگر تم اپنی صحت کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہو۔ تو اپنے خیالات کو شدھ رکھو۔ تمہارا جسم ایک رتھ کی مانند ہے جس میں اندریہ روپی بہت ہی چنچل گھوڑے جتے ہیں۔ من روپی لگام کو بدھی روپی سارتھی کے ذریعے اگر اسے ٹھیک (اچھے) راستے پر چلایا جائے۔ تو ضرور صحت اور سکھ روپی منزل مقصود کی پراپتی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم من روپی لگام کو ذرا بھی ڈھیلا چھوڑ دینگے۔ تو اندریہ روپی گھوڑے جسم روپی رتھ کو برے مارگ میں گھسیٹ لے جائینگے جس سے ہماری صحت۔ طاقت اور گیان ضرور نشٹ بھرشٹ ہو جائیں گے۔

جسم من اور آتما تینوں باصحت حالت میں ہوں۔ تب انسان سکھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ تینوں من کو بس میں کرنے سے باصحت بنائے جا سکتے ہیں۔ امراض کی جڑ جسم میں نہیں۔ بلکہ من اور خیالات میں ہے۔ جب تک ان دونو کو شدھ نہ کیا جاویگا۔ تب تک روگ ہرگز نشٹ نہیں ہوگا۔ روگ کا سب سے بڑا کارن روگوں کی چرچا کرنا اور سننا ہے۔ اس سے امراض کے خیال من میں پشٹ ہوتے رہتے ہیں۔ اور جسم یہ آہستہ آہستہ اثر ہو کر وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ تندرستی کی چرچا کرو۔ تندرستی کی باتیں سنو اور

تندرست آدمیوں کی سنگت کرو اور تندرستی کی باتیں سوچو۔

"دنیا میں کوئی بھی چیز دکھدائی نہیں ہے"

اس فقرے کا سدا جپ کرتے رہو۔ جب تک کہ اس کا پربھاو تمہارے من پر جم نہ جاوے۔ تندرستی کے لئے بیرونی سادھنوں کی ضرورت نہیں اپنی اگیانتا اور برے وچاروں سے ہی ہم کلیش اٹھاتے اور دکھی ہوتے ہیں نیز دوسروں کو بھی دکھی کرتے ہیں۔ مہاماری (پلیگ یا ہیضہ) کے روگ سے جتنے آدمی مرتے ہیں۔ اس سے زیادہ مہاماری کے خوف سے مر جاتے ہیں اس لئے ہے سجنو! برے خیالات سے بھاری نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے برا خیال ہرگز ہرگز من میں نہ آنے دو۔ اس بات کا ہمیشہ پورا پورا دھیان رکھو جو ہمیشہ برے وچار کرتے ہیں۔ وہ کبھی آنند یا سکھ نہیں پا سکتے۔ ودوان لوگ کہتے ہیں۔ کہ جسم کے سب دکھوں کا کارن من ہی ہے۔ سکھ دکھ کا انوبھو کرنا۔ وچار کرنا اور کام کرنا۔ یہ تینوں کام من ہی کرتا ہے۔ جسم تو ایک بے جان ناشوان اور آتما کا گھر ہے۔ آتما کے ہونے سے ہی کام کر سکتا ہے۔ نہیں تو مٹی کا ڈھیر ہے۔ اگر تم تندرستی چاہتے ہو تو وہ ادویات کی بوتلوں میں نہیں مل سکتی۔ وہ تمہارے من میں ہے۔ غصہ کرنے سے بھوک ماری جاتی ہے۔ خون بگڑ جاتا ہے۔ سارے جسم میں وکار پھوٹ نکلتا ہے۔ شوک اور چنتا سے جسم کا ناش ہو جاتا ہے۔ مدھو میہ (ذیابیطس) کا روگ خاص کر غصہ اور چنتا سے ہی ہوتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ وچار شکتی کے ڈھیلے پن سے ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں وچار شکتی کو بلوان بنانا چاہیئے۔ اگر تم غصہ۔ مان۔ مایا لوبھ

حسد یا کسی دوسری واسنا کے تابع رہتے ہو۔ اور اُتم صحت کی خواہش بھی کرتے ہو تو یہ ناممکن ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ تم اوٹے یا بُرے وچار بھی کرو۔ اور تمہاری صحت بھی اچھی رہے۔

حصول تندرستی کے سرل سادھن (آسان وسائل)

(۱) ہمیشہ خوش رہو۔ اپنے دل سے آنند کو چاروں طرف پھیلنے دو۔ جس سے تمہارے ساتھ رہنے والے بھی آنند کے رنگ میں رنگے جاویں۔ چڑچڑے پن اور اداسی سے منہ کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے صحت اور تندرستی کا ناش ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہنسنے کی کوشش کرو۔ ہنسی سے عمر بڑھتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ آنند میں مگن رہا کرو۔

(۲) دویش درشٹی نیز اہنکار کو تیاگ دو۔ گنوں کے گرہن کرنے والے ہو۔ اور ہر ایک چیز میں شبھ دیکھنا سیکھو۔

(۳) سب طرح کی کامیابی کا انحصار آتم وشواس (خود اعتمادی) پر ہے ہمیشہ اپنے من کو پوتر بناؤ۔ دوسروں کے بُرے وچاروں کو کبھی گرہن نہ کرو مستقل مزاجی۔ پاکیزگی اور خوشی کے خیالات سے جسم اور من کا بل بڑھتا ہے

(۴) مون دھارن کرو۔ عبث بکواس مت کرو۔ آتم پرشنسا (خود ستائی) ترک کر دو۔ شانتی ہی مہان پرشوں کا اُتم لکشن ہے۔ ہر ایک کام شانتی سے کرو۔ اپنی خواہشات کو اپنے آدھین کرو۔ کبھی جوش میں مت آؤ اس سے وچار شکتی گھٹ جاتی ہے۔ جو شانت اور ایکاگر چت ہو کر اپنے روزانہ کاموں کو کرتا ہے۔ وہ انہیں تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت سے پورا کر لیتا ہے۔ اور اس کا سارا دن آنند سے گذرتا ہے۔ ذرا سی بات

ہیں پھر ٹک اُٹھنے سے شانتی بھنگ ہو کر جسم کو بڑی ہانی پہنچتی ہے، اور کم عمری میں ہی موت ہو جاتی ہے۔

(۵) سب سے پریم پورک برتاؤ کرو ایشور سب پرانیوں میں یکساں طور سے براجمان ہیں۔ اس بات پر سٹر دھار رکھو۔ میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اس بات پر وشواس رکھو۔ ایسے خیالات سے تمہارے جسم میں بل کی بڑھتی ہوگی۔ کیونکہ تم جیسی بھاونا سدا کرو گے۔ ویسے ہی بن جاؤ گے۔ جو بات بار بار من میں پیدا ہو۔ وہ وشواس بن جاتی ہے

(۶) راستی ہی خوشی اور آنند کی ماتا ہے۔ سچائی سے کبھی دکھ نہیں ہوتا راستی موجب رضائے خدا ست۔ کس نہ دیدم کہ گم شد از راہ راست۔ دِل وچ سچ تے وہڑے وچ کھلو کے نچ۔ سانچ کو آنچ نہیں حق کہہ مت ڈر

(۷) جب تمہارے بھوجن کا وقت ہو اور تمہیں بھوک نہ لگی ہو۔ تب یہ بھاونا کرو۔ کہ میں سارا دن اُپواس (فاقہ) کرنے سے بڑے زور کی بھوک لگتی ہے اگر سچی کلپنا کرو گے تو تمہیں ضرور ہی زور کی بھوک لگیگی۔ یہ کلپنا دس منٹ تک کرنی چاہیئے۔ مگر بھوک کے بنا دوسرا و چار من میں نہ آنے پاوے کر کے دیکھو۔ خود قائل ہو جاؤ گے۔

(۸) کھانا کھانے کے وقت یہ بھاونا کرو۔ کہ ہم بہت ہی لذیذ اور دلپسند بھوجن کر رہے ہیں۔ اس بھاونا سے اسی وقت ہاضمہ کے عمل میں جن رسوں کی ضرورت ہوگی۔ وہ رس ان کو جلدی ہضم کر دینگے۔

(۹) ورزش کرتے وقت جس عضو کی ورزش کرو۔ اس کی طاقت بڑھنے کی کلپنا کرو۔ تو اس عضو میں بڑے زور سے خون دوڑنے لگیگا۔ اور وہ عضو بلوان ہو جائیگا۔ اگر سارے جسم کی ورزش کرو۔ تو اسی کلپنا سے سارے جسم

ہیں بجلی کی طرح بڑے زور سے طاقت کا سنچار ہونے لگیگا۔

(۱۰) اپنے ہاتھوں کو آہستہ آہستہ جسم کے اوپر کی طرف لے جاؤ۔ اور ساتھ ہی یہ کلپنا کرو۔ کہ کوئی بھاری چیز اوپر کو اٹھا رہے ہیں۔ پھر اسی بھاؤنا سے ہاتھوں کو نیچے کی طرف لے آؤ۔ پانچ دس منٹ تک یہ بھاونا کرو۔ اس سے بازوؤں کا بل بڑھیگا۔ اور تمہیں کلپنا شکتی کا حیرت انگیز پربھاو معلوم ہو جائیگا کیونکر جو جیسی بھاونا کرتا ہے وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اگر تم یہ کلپنا کرو۔ کہ ہم ہیں بدھی۔ سمرن شکتی اور دھارن شکتی بے حد تیز ہے تو ایسا ابھیاس کرنے سے کچھ ہی عرصہ میں تم ضرور بدھیمان وغیرہ ہو جاؤ گے مگر اس کا ابھیاس متواتر اپنے وقت پر لمبے عرصہ تک شردھا پوروک کرنا چاہئیے دو چار دن میں کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

(۱۱) اگر تم چت کو پرسن رکھو۔ اور ہمیشہ مسکراتے رہو۔ تو اس سے تمہاری صحت پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ ہنسو ہنسو اور خوب ہنسو۔ کھل کھلا کر ہنسو کم از کم دن میں دو بار ضرور ہنسو۔ ہنسنے سے دوران خون بڑھتا ہے۔ انہضام کی طاقت بڑھتی ہے اور دماغ ہلکا ہوتا ہے۔ اور جسم کے انگ انگ میں بجلی دوڑ جاتی ہے۔ قہقہہ مارنے سے معدہ اور تلی پر زور پڑنے سے ان کی طاقت بڑھتی ہے۔ اس لئے یقینی طور پر ہنسی میں جیون شکتی موجود ہے

(۱۲)۔ ہنسنا جسمانی اور دماغی ترقی میں بے حد مددگار ہے۔ انسان بہت ہی چھوٹی عمر میں ہنسنے لگتا ہے۔ بچہ اکیس دن کے بعد مسکرانے لگتا ہے اور تین ماہ بعد ہنسنے لگتا ہے۔ ہنسی سے پہلے رونے کا وکاس ہوتا ہے رونے سے بچے کے روگ کا خیال ہوتا ہے۔ روگ کے بعد بچے کی ہنسی سے تندرستی

کا اُدیان ہوتا ہے۔ خاص تجربہ کی بات یہ ہے کہ بُڈھو یا پودے سے بچوں کی نسبت بدھیان بچے زیادہ مسکراتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہنسی سے زیادہ لابھ دایک (اکسیر) دوائی ملنا اگر ممکن نہیں تو مشکل تو ضرور ہے۔

ہر روز صبح اور شام کبھی ایسی جگہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جہاں سہج میں ہی چیت پرسن ہو سکتا ہو۔ پھر من ہی من تھوڑا مسکراؤ۔ پھر اس مسکراہٹ کو ہنسی کے روپ میں بدل دو۔ پھر زور سے ہنسو۔ خوب ہنسو۔ یہاں تک ہنسو۔ کہ لوٹ پوٹ ہو جاؤ۔ زیادہ نہیں صرف پانچ منٹ کے لئے یہ ورزش کرو۔ جس وقت تمہارا من اُداس ہو۔ اسی وقت اس دوائی کا استعمال کرو۔ اس سے فوراً بجلی کا سا اثر معلوم ہوگا۔ اس دوائی کا اثر استعمال سے ہی معلوم ہوگا۔ صرف پڑھنے محض سے نہیں۔ مندرجہ ذیل دو مثالوں سے تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ ہنسی میں بجلی کا سا اثر ہوتا ہے۔

پادری کلین صاحب کہتے ہیں۔ کہ پرماتما نے ہنسی جیسی لازوال نعمت صرف انسان کو ہی دی ہے۔ دوسرے جیو اس نعمت سے محروم ہیں۔

روگ مٹانے کے لئے ہنسی اچوک دوا ہے۔ یہ دل کو بڑھاتی ہے۔ پھیپھڑوں کو پھیلاتی ہے اور اس کے اندرونی پردوں کو مضبوط کرتی ہے ان پادری صاحب کا تجربہ ہے۔ کہ ایک آدمی جسے ہنسنے کی عادت تھی وہ ہمیشہ ہنستا ہی رہتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے جگر کا امتحان کیا گیا تو اس کا جگر اتنا سخت پایا گیا۔ کہ سوٹے کی چوٹ سے بھی نہ پھٹا۔ اس سے ناظرین کو وچار کرنا چاہیے۔ کہ ہنسی کتنی مفید اور ضروری چیز ہے

دوسری مثال

ایک آدمی کو اچانک بخار آ گیا۔ ڈاکٹر نے اُسے دوائی پینے کو دی۔ بیمار کا نوکر دوائی گلاس میں ڈال کر کسی کام کو

چلا گیا۔ اسی وقت اس کا ایک پالتو بندر آ کر اُسے سونگھنے لگا اور سونگھتے سونگھتے اُٹھا کر پی گیا۔ پیتے ہی اس کے منہ کا سواد بگڑ گیا اور لگا ہاتھ پاؤں پٹکنے۔ اس بندر نے اس گلاس کو زمین پر دے مارا۔ اور اپنے مالک کی طرف غصہ بھری نگاہ سے دیکھنے لگا۔ گویا اس کے مالک نے اُسے پلایا ہو۔ بندر کی اس جہالت پر اس کے مالک کو اتنی ہنسی آئی۔ کہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ گھر والوں نے ہنسنے کا کارن پوچھا۔ مگر جب وہ اُسے کہنے لگتا۔ تو فوراً اُسے ہنسی آ جاتی۔ اس طرح آدھ گھنٹے تک وہ ہنستا رہا۔ اُسے تعجب ہوا کہ اسی وقت اس کا بخار اُتر گیا۔ یہ ہنسی کی ہی برکت تھی۔

اس لئے ہنسو ہنسو خوب ہنسو۔ اس سے صحت میں بڑی بھاری مدد ملیگی اور ہر کام میں کامیابی ہوگی۔ ہمیشہ محرّمی صورت بنائے رکھنے سے کامیابی نہیں ملتی۔ اس سے اپنے کو اور دوسروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے اس **ہنسی دلگی کے علاج کا گھر گھر میں پرچار کرو** اور بناوٹی کے تندرست بنو۔ مگر یہ ہنسی ہمیشہ بے عیب اور سادگی ہونی چاہیئے۔ نندا۔ حسد۔ بغض اور بُرے خیالات کا اس میں شمول نہ ہونا چاہیئے۔

ہمیشہ خوش رہنے کی عادت ڈال لینے سے جیون شکتی اتنی بڑھ جاتی ہے۔ کہ بیماری پاس بھی نہیں پھٹک سکتی۔ ہمیشہ خوش رہنے والے کے انگ انگ سے جلال ٹپکتا ہے۔ چہرہ سندر بنتا ہے۔ چال شاہانی ہوتی ہے۔ جسم میں خون باقاعدگی کے ساتھ دورہ کرتا ہے۔ صحت بڑھ کر روگوں کے بیجوں کا ناش ہوتا ہے۔

مسکراہٹ بھی بے شمار روگوں کی دوائی ہے۔ یہ ڈاکٹر اینڈرسن کی رائے ہے۔ مسکراہٹ خوشی کا پھل ہے اور ہر وقت ابھرتا ہے۔ مسکراہٹ کا

سوبھاؤ رکھنے سے ہی سوبھاؤ پڑ جاتا ہے اور وہ سوبھاؤ ملنے والوں کو بھی مسکرانے لگتا ہے۔ اس لئے مسکراتے رہو۔ سارا سنسار تمہارے ساتھ مسکرائیگا۔ پس تم جہاں رہو مسکراتے رہو۔ ہنستے ہی رہو بھی تمہیں اپنے من کو شکشا دینی چاہیئے۔

اگر کھاتے ہوئے مسکراؤ۔ تو بھوجن زیادہ گُن کاری اور بل وردھک ہو جاویگا۔ سانس لیتے ہوئے مسکرانے سے وہ سانس تمہارے پرانوں کو زیادہ طاقت دیگا۔ کسرت کرتے ہوئے مسکرانے سے وہ کسرت زیادہ بل کے بڑھانے والی ہو جائیگی۔ ہر ایک کام کرتے ہوئے مسکراتے رہو۔ تو وہ کام بہت اچھا بنے گا۔ یہ آنند کی اُنتی کا سرل مارگ ہے اور جسمانی اور دماغی طاقت کا اٹوٹ بھنڈار ہے۔ صبح نیند سے پرسنتا سے ہوئے اٹھو۔ اور چہرے پر پرسنتا لاؤ۔ جو ملے اس سے مسکراتے ہوئے بولو۔ جس سے ملنے والے کا بھی سُکھ بڑھے۔

ذرا خوش اور پرسن رہ کر دیکھو تو سہی۔ کہ کیسا پھل ہوتا ہے۔ آنند میں رہنے سے کیا تم کسی کا کچھ چرا لیتے ہو؟ یا تمہارے اُداس رہنے سے کسی کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟ اگر تم اداس رہو گے۔ تو سب تم سے دور بھاگیں گے اور پرسن رہنے سے سب تم سے متر تا کرنے کی خواہش کریں گے۔ ہنسو ہنسو۔ تمہارے ساتھ سارا جگت ہنسنے لگیگا۔ لیکن اگر روؤ گے تو تمہیں اکیلے ہی رونا پڑیگا۔ کیونکہ سنسار میں سب کو آنند اور سکھ کی ضرورت ہے اگر تم خوش رہنا چاہتے۔ تم اپنے سے نیچے درجے کے لوگوں کو دیکھو کہ تم اُن سے کتنی اچھی حالت میں ہو۔ اس کا دھنیاواد کرکے پرماتما کو دھنیاواد دو۔ کہ اس نے تمہیں کتنی اچھی حالت میں رکھا ہے۔ ہنستے رہو۔ اور تم دن بدن ترقی کرتے

جاؤ گے۔ اُداسی اور ناخوشی سے بچنے کا دوسرا اُپائے یہی ہے۔ کہ تم کسی کو ناخوش مت کرو۔ اگر کسی سے جھگڑا ہو جائے۔ اور وہ تم سے بات نہ کرے تو تم اسے دیکھ کر منہ نہ موڑو۔ بلکہ جب وہ کہیں راستے میں مل جائے تو ہنس کر اُسے گلے لگا لو۔ یا اس سے معافی مانگ لو۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ وہ ہیں ڈرپوک جانے گا۔ کیونکہ مورکھ ہی ایسا سمجھتے ہیں۔ تمہارے ایسے سلوک سے اس کا دل پریم سے گدگد ہو جائے گا۔ اور زندگی بھر کے لئے وہ تمہارا سچا مِتر بن جاوے گا۔

اٹھواں باب۔ خیالات کو بدلنا

جیون سدھار کے لئے شانتی سے ایکانت میں بیٹھ کر وِچار کرو۔ کہ ہم میں کون کون سا دوش ہے۔ جن سے ہمارا جیون اشانت ہو رہا ہے۔ اور ہر روز تنزل ہوتا جا رہا ہے۔ ایسا وِچار کرنے پر جو جو دوش دکھائی دیں ان کو ایک کاغذ پر لکھ لو۔ اور اسی کے سامنے ان کے مخالف سدگنوں کو لکھو۔ اس کے بعد جہاں تک ہو سکے ان مخالف خیالات کو اپنے من سے باہر نکال دو۔ اور ان کی جگہ پر اچھے وچاروں کو جنہیں تم دھارن کرنا چاہتے ہو۔ قائم کرنے کا ابھیاس کرو۔ ارتھات استیہ کی جگہ ستیہ۔ اشانتی کی جگہ شانتی۔ بھے کی جگہ نربھیتا۔ مایوسی کی جگہ آشا۔ اُداسی کی جگہ پرسنتا۔ کم ہمتی کی جگہ اُتساہ۔ روگ کی جگہ تندرستی کو قائم کرو۔ خیالات کے بدلنے اور سدگنوں کے اختیار کرنے کا یہی سب سے اُتم مارگ ہے۔ لمبے عرصے تک متواتر ابھیاس کرنے سے اوستے خیالات و جذبات کی قید و بند سے چھوٹ کر تم وجئے پراپت کر لو گے۔

اور اپنے آپ میں سدا کے لئے خوشی۔ اُتساہ و پریم وغیرہ سدگنوں کو بھر سکو گے۔ شوک۔ چنتا وغیرہ خیالات کو بالکل بھول جاؤ گے۔ اور سدگنوں سے تمہارا تیج بڑھ جائے گا۔

اگر انسان اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے۔ کہ کسی بھی کرم یا خیال کا ناش نہیں ہوتا۔ تو کوئی بھی بُرا کام کرنے سے پہلے دس بار اس پر وچار ضرور کریگا پیدائش سے لیکر موت تک ہمارے جسم خیالات کے مطابق بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ ہمارے جسم بے شمار شکشموں (زندہ جرمز) سے بنے ہیں۔ اور وہ کوشٹھ خیالات کے تابع ہیں۔ اس لئے سدا بدلتے رہتے ہیں۔ ایک بار کسی خیال کے آنے سے جسم میں ظاہرا کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دیتی۔ مگر بار بار لگاتار ایک ہی وچار کرنے سے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا وچار کہ کیا جاتا ہے۔ خیالات کا یہ سوبھاو ہے۔ کہ اُن کا آدر کرنے سے وہ پشٹ ہوتے ہیں۔ اور اگر انہیں دُرکار دو۔ تو وہ چلے جاتے ہیں۔ جیسے درخت کو پانی اور کھاد ملتی رہے تو وہ پشٹ ہوتا ہے اور پھل دیتا ہے۔ لیکن اگر پانی اور کھاد نہیں ملتا۔ تو وہ مُرجھا کر نشٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے تم جس خیال کو اپنے لئے سکھدائی سمجھو۔ اسی کا بار بار چنتن کرو۔ اور جسے دکھدائی جانو۔ اُسے بھول جانے کی کوشش کرو۔ تو وہ نشٹ ہو جاویگا۔ جن خیالات کو تم مضبوط اور امر آدرش بنانا چاہو۔ ان کو صبح شام پندرہ بار یاد کرو۔ ان کا جپ کرو۔

چنتا کو مٹا لینے کے لئے چنتا کے خیالات کو دور کرکے ان کے مخالف اچھے خیالات کو جگہ دو۔ جس سے من ہمیشہ خوش رہے گا۔ اور آتم بل بڑھیگا دوران جیون میں ایسے لکھیئے ملیں کہ دکھ سندر کا ہمارا من کوئی دیتا ہے نہ پرار بدھ اور نہ حالات ہی۔ بلکہ بہت بھی اس کا [illegible]

ناخوشی یا اُداسی

کی حالت کو دُور کرنا ہو تو خیالات کو پلٹ دو۔ انسان کارِیہ (معلول) کو نہیں پلٹ سکتا۔ مگر کارن کو پلٹ سکتا ہے۔ **خیالات کے پلٹ دینے سے سوبھاو پلٹ جاتا ہے** اور سوبھاو کے پلٹنے سے خوشی پراپت ہوتی ہے۔ جیسے ایک آدمی دھنوان ہے۔ اُسے چوروں کا ہمیشہ خوف بنا رہتا ہے۔ وہ چوکی پہرے کا پورا انتظام کرتا ہے تبھی وہ رات کو چونک اُٹھتا ہے۔ اُسے اچھی نیند نہیں آتی۔ دوسرا بھی دھنوان ہے۔ جو سنسار کو اپنا متر مانتا ہے سب سے پریم کرتا ہے۔ کسی سے ابھیمان نہیں کرتا۔ سدا دوسروں کی مدد کرتا رہتا ہے۔ دان دھرم میں سدا دھن خرچ کرتا ہے۔ وہ اپنی رکھشا کا بوجھ ایشور کو سونپ کر بے خوف سوتا ہے۔ کسی سے بھے نہیں کرتا

ان دونوں کے پاس دھن ہونے پر بھی ایک سکھی اور دوسرا دکھی کیوں ہے؟ صرف اپنے خیالات کی وجہ سے؟ ایک تنگ خیال اور خود غرض ہے دوسرا اُدار چیت والا پرمارتھی ہے۔ پراُپکاری ہے۔ اس طرح خیالات کے پربھاو سے ایک مہا دکھی اور دوسرا مہا سکھی ہے۔ یہ جگت خیالات کا ہی استھول روپ ہے۔ **انسان سنسار کو اپنی مرضی کے مطابق نہیں بنا سکتا ہاں اپنے آپ کو سنسار کے مطابق بنا سکتا ہے۔** وہ اپنی حالت کو زبردستی توڑ نہیں سکتا۔ بلکہ دھیرج سے شانتی کے ساتھ اس سے اپنا مارگ کھوج سکتا ہے۔ تم اپنے خیالات کو بدل دو۔ تو تمہاری بُری حالت اپنے آپ بدل جائیگی۔ جب تک من چنچل رہتا ہے۔ تب تک اس میں اچھے خیالات نہیں آنے پاتے۔ اور ان کے مطابق کام بھی نہیں ہوتے۔ وشواس رکھو کہ **من بے شمار طاقتوں کا بھنڈار ہے۔** دوسروں سے ناراض رہنا

خوفزدہ رہنا۔ دویش کرنا وغیرہ سب من کے روگ ہیں۔ کوئی مہاتما اپنے شِشیوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ جب کے من میں یہ خیالات اُٹھتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی نے مجھے دُکھ دیا یا فلاں نے میرا اپمان کیا۔ تو سمجھ لو۔ کہ ابھی اس نے ستیہ کو نہیں جانا۔

سنسار کی کوئی بھی چیز بھلی بری نہیں ہے۔ صرف تمہارے خیالات کے مطابق وہ بھلی یا بری معلوم ہوتی ہے۔ آئینے میں اپنے ہی منہ کا عکس پڑتا ہے انسان اپنے خیالات کے مطابق ہی سنسار کو دیکھتا ہے۔ دُکھی آدمی کو سنسار دُکھ روپ اور سکھی کو سکھ روپ پرتیت ہوتا ہے۔ بہت لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر مجھے آزادی ہوتی اور میرے پیچھے بال بچوں کا جھگڑا نہ ہوتا۔ تو میں بہت کام کر سکتا۔ مگر یہ ان کی کمزوری ہے۔ کیونکہ بڑا کام کرنے میں بال بچے یا غریبی یا ماتحتی سے کوئی روکاوٹ نہیں آسکتی۔ اگر ان کے خیالات شدھ ہوں۔ تو جنہیں وہ روکاوٹ مانتے ہیں۔ وہ ہی مددگار معلوم ہونے لگینگے۔ کئی مہاتماؤں نے تو جیل میں اعلیٰ گرنتھ ہی تیار کئے ہیں۔ اور یہ بھی انہوں خود کہا ہے۔ کہ اگر انہیں جیل نہ ملی ہوتی۔ تو اتنی فرصت اور ایکانت کبھی نہیں مل سکتی تھی۔ کہ ہم ایسے گرنتھ جیل سے باہر رہ کر لکھ سکتے۔ اس لئے سچی سمجھ کے ساتھ زندگی کے ہر ایک دن کو بیش قیمت جان کر اپنے من کو اونچی حالت میں لے جانے کی کوشش کرو۔ اور اگر ادنےٰ لوگوں (ادنےٰ حالت) میں ہی تم سکھی ہو اور اسی حالت میں رہنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ ہمارا کام تو چیتاونی دینا ہے۔

اچھے خیالات کو من میں لانے سے اچھے کام ہوتے ہیں۔ اور اچھا جیون بنتا ہے۔ نیز آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ اپنے خیالات کو بدل دو تو تمہاری حالت بھی بدل جاویگی۔

چنتا اور بھے کو مٹانے کا اُپائے

امریکہ کے ایک ڈاکٹر کا قول ہے۔ کہ وشواس کے ذریعے ہمارے من اور جسم سے جو کام ہوتا ہے۔ اس میں جتنی طاقت خرچ ہوتی ہے۔ اس سے تگنی طاقت من میں بھے اور چنتا پیدا ہونے سے خرچ ہوتی ہے۔ اور ہماری مانسک اور شاریرک شکتی نشٹ بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ چنتا اور بھے مانسک وکار ہیں۔ جن کا من چنتا میں مبتلا رہتا ہے۔ ان کو رات کو شانتی کی نیند نہیں آتی۔ اور دن کی نسبت رات کو طاقت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ جب انہیں نیند آتی ہے۔ تب ان کے دماغ میں چنتا بنی رہتی ہے۔ جس سے طاقت ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے صبح اُٹھنے پر ان کا من پرسن نہیں دکھائی دیتا۔ **چنتا کو دور کرنے کا پہلا سادھن یہ ہے** کہ تم وشواس کرلو۔ کہ تمہاری مانسک شکتی بے حد ہے۔ اور اس کا استعمال تم اپنی حسب مرضی کر سکتے ہو۔

اپنی چنتاؤں کو بڑھنے نہ دو۔ اور نہ اُن کا چنتن ہی کرو۔

(۲) دوسرا اُپائے لمبے سانس کا عمل اور ورزش ہے۔ ان سے چنتاؤں کے دور کرنے میں خاص مدد ملتی ہے۔ اگر تم گھر میں ہی رہتے اور کام کاج کرتے ہو۔ تو کچھ میل تک روز ہواخوری کے لئے جایا کرو۔ اس بات پر تمہیں خاص دھیان دینا چاہیئے۔ اگر پرانی چنتائیں تمہیں دکھی کرنے لگیں تو لمبے سانس لینے لگو۔ اور اپنے من میں اِچھا کرو۔ اور دردھ وشواس بھی کرو۔ کہ جو کام تم کر رہے ہو۔ تمہارا دھیان اسی میں لگا ہے۔

زیادہ سوچ وچار نہ کرو۔ بلکہ جس کام کو کر رہے ہو۔ اسی میں اپنے وچاروں کو لگادو۔ تو تم اپنی سب چنتاؤں کو بھول جاؤ گے۔ اپنے نتیہ کرم میں اپنی ساری وچار شکتی لگادو۔ جب تم اسی طرح کام کرنے لگو گے تب تمہارے وچار بدلنے لگیں گے

من کی دکھی حالت کا دور کرنا

من کی دکھی حالت من کو مار ڈالتی ہے۔ اس سے دماغ بھی بگڑ جاتا ہے اس لئے اس سوبھاؤ کو اسی طرح چھوڑ دینا چاہیئے۔ جس طرح ناک سے کف کو باہر پھینکتے ہیں۔ اس کا اُپائے یہ ہے۔ کہ بُرے وچاروں کو من میں آنے ہی نہ دو۔ ہمیشہ شدھ ستیہ اور سنتوش کے خیالات کا ہی سیون کرو۔ دکھ سے دکھی مت ہوؤ۔ اپنے من کو بس میں رکھو۔ اس سے وہ دکھ سدا کے لئے بھاگ جائے گا۔ کسی کو اپنی دلی بتھا سے دکھی مت کرو اور نہ کسی سے نفرت کرو۔ منگل مئے پرماتما جو تمہارے اندر سدا براجمان ہے۔ اس میں چیت کو ایکاگر کرو۔ اپنے سچدانند سکھ سروپ کا مضبوطی اور ایکاگرتا سے سمرن کرو۔ تو تمہاری سب اداسی لمحہ بھر میں دور ہو جائیگی۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تمہارا سمبندھ جو تامسک شکتی کے ساتھ ہو رہا ہے وہ ٹوٹ جاویگا۔

دوسرا اُپائے یہ ہے۔ کہ جب اُداسی آوے تو اپنے متر یا پریمی کا یا کسی آنند دایک وستو کا وچار کریں۔ تو اس سے اداسی اپنے آپ دور ہو جائیگی اگر تمہاری وچار شکتی مضبوط ہو۔ اور اس سے تم اپنے تابع کر سکو۔ تو دنیا میں

ایسا کوئی کام نہیں۔ جسے تم پورا نہ کر سکو۔ تم جو چاہو سو کر سکتے ہو اور جو چاہو بن سکتے ہو۔ ہر ایک آدمی میں سوبھاؤ سے ہی ایک وچتر دیوی شکتی ہے۔ اُسے نہ جاننے سے ہی دُردشا ہوتی ہے۔ بیکاری اور مایوسی کا سب سے بڑا باعث اُداسی ہی ہے۔

سب پاپ اور دُکھوں کی جڑ اگیانتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی میں جو وچار شکتی ہے۔ وہ اس اگیان اور اس کے پھل پاپ رُوپی دُکھ کو دور کر سکتی ہے۔ پاپ کرنے سے جو دکھ ہوتا ہے۔ وہ ایک طرح کی سزا ہے۔ اور جس چیز کے لئے دُکھ ہوتا ہے۔ اس کا وچار کرنے سے اپنی جہالت کا پتہ لگتا ہے۔ جب شوک ہوتا ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ ہماری وچار شکتی میں کچھ گڑبڑی پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے وچار شکتی کو کام میں لا کر اپنے من کو آنند دایک ورتیوں پر ایکاگر کرو۔

خیالات کی تبدیلی سے امراض کا دفعیہ

جب تم پوتر اور آروگیہ دایک وچاروں کو سوچنے لگو گے۔ تو تمہیں اپنے جسم پر اُن کا اثر پڑتا ہوا معلوم ہوگا۔ کلیش اور دکھ مٹنے لگیں گے۔ اور تمہارا جسم نئے خیالات کے مطابق بن جاوے گا۔ کیونکہ ہمارا جسم من کا پورا پورا عکس ہے اور من پر پڑنے والا ہر ایک اثر کسی نہ کسی رُوپ میں اس کے بیرونی جسم پر پڑے بنا نہیں رہ سکتا۔ من ہی جسم مانس اور خون میں تبدیل ہوا ہوا ہے اس سے جانا جا سکتا ہے۔ کہ اپنے خیالات کو اپنے بس میں کرنا کتنا ضروری ہے۔ خیالات کے سواگت کے لئے من کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ مگر اس کا دیرپا ہونا نہ ہونا

تم پر منحصر ہے ۔ جب تمہیں یہ انو بھو ہو جائیگا کہ برے خیالات سے ہی روگ پیدا ہوتے ہیں ۔ اور اچھے خیالات سے تندرستی بڑھتی ہے ۔ تو تم کبھی برے ۔ اپوتر اور نامنصفانہ گندے خیالات کے نکالنے میں پس وپیش نہ کروگے ۔ وہ تمہارے من میں اتنی ہی دیر تک رہ سکیں گے ۔ جتنی دیر ان کو نکالنے میں لگیگی ۔

صرف شدھ خیالات سے ہی تم برے خیالات کو نکال کر دور بھگا سکتے ہو ۔ اس لئے ہمیشہ جسمانی صحت کا ہی وچار کرو ۔ ہر ایک آدمی جسمانی بیماریوں سے بچنا چاہتا ہے اور پورے طور سے تندرست رہنا چاہتا ہے ۔ تندرستی پر سب کا پیدائیشی حق ہے ۔ اس لئے اگر تم کو تندرست رہنا ہے ۔ تو اپنے خیالات کو تندرستی کی طرف لگاؤ ۔ اور اپنی رگ رگ میں تندرستی کی بھاونا کرو ۔ پورن تندرستی کی من میں کلپنا کرو ۔ صحت اور شبھ سنکلپوں سے من کو بھر دو ۔ تو تم کو معلوم ہوگا ۔ کہ ہمارے جسم میں نوجیون آرہا ہے ۔ ہماری رگوں میں خون خوب زور سے چکر لگا رہا ہے ۔ اس سے نیا اتساہ بھی پیدا ہو رہا ہے ۔ اگر جسم میں کوئی روگ ہو تو وہاں تندرستی اور صحت کے خیالات پہنچاؤ ۔ اور اگر جسم کے کسی حصے میں درد ہو ۔ تو اس عضو پر اپنا ہاتھ رکھو ۔ اور منہ سے سانس چھوڑو ۔ اور ساتھ ہی اس کے اچھے ہونے کا وچار کرو ۔ ارتھات اپنے من کو بیماری کی جگہ پر قائم کرکے کہو کہ ہمارا روگ بلا شبہ ہمارے گندے خیالات کے ذریعے باہر نکل رہا ہے ۔ مثلاً تمہاری پسلی میں درد ہے ۔ تو اس وقت اپنے من کو پسلی میں ہی لگاؤ ۔ اور کہیں نہ جانے دو ۔ ایسا کرنے سے پسلی تمہارے خیالات کا مکھیہ ستھان بن جاویگی ۔ اس لئے تم اس جگہ پر زیادہ منوبل لگا کر اسے اچھا کر سکتے ہو ایسا ایک بار کرکے دیکھو ۔ کہ من کی اگیا کا کیسا اچھا اثر پڑتا ہے ۔

پس اگر تم تندرست رہنا چاہتے ہو، تو اپنے من کو تندرستی پر لگاؤ۔ اپنے کو تندرست دیکھو اور دوسروں سے سویکار کراؤ۔ کہ تم تندرست اور بلوان ہو۔ اپنے من میں ہمیشہ روگ اور کمزوری رہت اپنا چتر دس پندرہ منٹ تک دیکھتے رہو۔ اور بھاونا کرو۔ ایسا کرنے سے اسی چتر کے مطابق تمہارا جسم ہو جاویگا اگرچہ اس کام میں کامیابی بہت جلدی نہ ہوگی۔ مگر تم ابھیاس کرتے رہو۔ اگرچہ جلدی کامیابی نہ ہو۔ تو مایوس مت ہوؤ۔ پھل ضرور ہوگا اور جلدی ہوگا۔ پندرہ دن یا ایک مہینہ ہر روز دس پندرہ منٹ کرنے سے ضرور لابھ ہوگا۔ روگ کی لمبی بیشی کی حالت اور نیا پرانا جیسا ہوگا اسکے مطابق ہی کم و بیش وقت بھی لگیگا۔ یہ مجرب نسخہ ہے آزما کر دیکھو۔ ایک بار تجربہ ہونے پر سدا کے لئے پورا یقین ہو جائے گا۔

برے خیالات کو مٹانے کا اپائے

ساتوک بھوجن۔ برہم چریہ۔ یتھا شکتی پرانا یام لمبے سانس لینا اور تندرستی کا باریک بینی سے وچار۔ ان سادھنوں سے خیالات ضرور پوتر بنجاتے ہیں لیکن پر بھی اگر برے خیالات من میں آویں۔ تو بھی مایوس مت ہوؤ۔ بلکہ ان خیالات کو بھول کر اپنے چت کو نوبتی۔ اتساہ۔ آنند اور پریم وغیرہ سدگنوں پر لگاؤ۔ جیسا اپنے آپ کو بنانا چاہو۔ ویسے خیالات من میں لاؤ۔ اور جو کام تم نہیں کرنا چاہتے ان کو پیدا کرنے والے خیالات کو لحظہ بھر کیلئے بھی من میں نہ رہنے دو۔ بلکہ ان کو دل ہی دل میں حکم دو۔ کہ وہ خیالات نکل جاویں بھسم ہو جائیں۔ تو وہ خیالات تمہاری آگیا کے مطابق ضرور بھسم ہو جاویں گے۔ جس چیز کو حاصل کرنے کی خواہش ہو۔ اسے جا پہنچے پاس سمجھتا اور اس کی ہستی کا انوبھو کرتا ہے۔ وہ اس

وستو کو ضرور پراپت کر لیتا ہے۔

حقیقی ترقی کا راز

کسی طرح کے بندھن سے چھوٹنے کے لئے من سے کلپنا کرو۔ کہ ہم بندھن سے مکت ہیں۔ تو اسی لمحہ تم بندھن سے مکت ہو جاؤ گے۔ من سے بندھن کے چھوٹنے کی بھاونا ہوتے ہی باہر کے بندھن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اُن کا بل گھٹ جاتا ہے۔ اس لئے ان بندھنوں کو توڑنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ دھرم شاستر پکار پکار کر کہتا ہے کہ **من ہی بندھ اور موکھش کا کارن ہے**۔

من بہت چنچل ہے۔ شانتی کا اُپائے کرنے پر بھی موقعہ پاتے ہی نکل جاتا ہے۔ اس لئے اگر اُسے اچھے خیالات میں لگا دو۔ تو بھی بُرے خیالات میں دوڑ جاتا ہے۔ کیونکہ ہمیں بہت مدت سے بُرے خیالات کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اس لئے . . . .

بُرے خیالات کے سنسکار اس میں بہت ہیں۔ ہمارا من سدا نیچ خیالات ہی کرتا ہے۔ اور ہمارے آس پاس کے کرۂ ہوائی میں جو ادنےٰ وچار رہتے ہیں، وہ من کو اعلےٰ خیالات سے خالی دیکھ کر اس میں گھس آتے ہیں۔ اس لئے اگر اپنا مستقبل سُدھارنا چاہو تو پہلے شبھ سنکلپ کرنا سیکھو۔

اگر اپنے من کو سُدھارنا ہے اور بُرے خیالات کو روکنا ہے تو پہلے ست سنگ کرنا اور اچھی کتابوں کو پڑھنا چاہیئے۔ بار بار اچھی کتابوں کو سننے کا نام شرون ہے۔ اس سے من جاگنے لگتا ہے۔ پھر سُنتے ہوئے وچار اندر سے اُبھرنے لگتے ہیں اور آلسی من کو جگاتے ہیں۔ اس سے سنے اور پڑھے ہوئے اعلےٰ خیالات من میں جم کر من انہیں میں رم جاتا ہے۔ اس سے ویسے ہی

خواب دیکھتا ہے۔ اور ویسی ہی باتیں کرتا ہے۔ اس حالت کو منن کہتے ہیں۔ جب اچھے خیالات کا منن کرنا آجاتا ہے۔ تب بُرے وچار من میں بہت نہیں آسکتے۔ اس سے آہستہ آہستہ من بس میں ہونے لگتا ہے۔ پھر جیسے وچار بار بار سُنے ہوں اور جن کا پریم پُورک منن کیا ہے۔ اسی کے مطابق کرم کرنے کا نام ندِدھیاسن ہے۔ ندِدھیاسن جب سدّھ ہو جاتا ہے۔ تبھی من۔ بانی اور کرم کی ایکتا ہو جاتی ہے۔ اس سے حقیقی ترقی ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلے شرون کرنے سے اچھے وچار من میں آتے ہیں۔ اس سے من شُدھ ہونے لگتا ہے پھر سُنے ہوئے وِشے کا جوں کا توں منن بڑھتا ہے۔ اس طرح بُرے وچار دُور کئے جا سکتے ہیں۔ تب من شانت ہونے لگتا ہے اور اچھے وچار من میں رما کرتے ہیں۔ اس وقت بانی سے پریم کے بچن نکلنے لگتے ہیں جن سے سُننے والے خوش ہوتے ہیں۔

شرون سے من شُدھ ہوتا ہے۔ منن سے بانی سدھرتی ہے۔ اور ندِدھیاسن سے کرم شُدھ ہوتا ہے۔ تب انسان کی ترقی ہوتی ہے۔ یہ سب کام ہردے کی شُبھ اِچھا یا شُبھ وچار۔ اچھے چال چلن اور اچھی سنگتی سے ہوتے ہیں۔ مگر سب کا مول شُبھ اِچھا اور شُبھ وچار ہی ہے۔

یوگی لوگ اپنے ششیوں کو مانسک مورتی کی کلپنا کرنے پر خاص زور دیتے ہیں۔ اس سے ششیہ اسی کے مطابق مانسک مورتی بنا کر سنکلپ کے مطابق بیرونی جگت میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ مگر صرف پرادیکار یا اپنی آتمک اُنتی میں ہی اس کا استعمال کرنا چاہیئے جو اپنے زندگی کو پورے طور سے پراپت کرنا چاہتا ہے اور جو چیزوں کو حقیقی روپ میں دیکھنا چاہتا ہے اور زندگی کے مقصد کو سمجھتا ہے۔ اسے اپنے ہردے یا من کی واسناؤں کو تیاگ دینا اور بھلائی

کے ابھیاس میں سدا مستعد رہنا چاہئے۔

جس طرح کے دکھ من ہی کی بُری بھاؤناؤں سے پیدا ہوتے ہیں جہاں من کی شُدھ بھاؤنا رہتی ہے۔ وہاں سکھ رہتا ہے۔ مانسک شانتی کا نام ہی سکھ ہے۔ اور مانسک اشانتی کا نام ہی دُکھ ہے۔ عادت سُدھارنے کے لئے سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ سُدھارنے والی بات بار بار دوہرائی جائے۔ اگر انسان سنکلپ کر لے۔ کہ فلاں کام ضرور ہونا چاہیئے۔ تو لگاتار بُری عادتوں کو چھوڑنے کی کوشش کرنے سے اچھا شکتی بڑھ کر ضرور کامیابی ہوگی مگر سمرن شکتی کو بلوان بنانے کے لئے سنکلپ اور اچھا شکتی کی خاص ضرورت ہے فرض کرو۔ کہ کوئی آدمی بھئے یا ڈر ۔۔۔۔ کی عادت کو ہٹانا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے۔ کہ من سے بھئے کو ہٹا کر ویرتا کی بھاؤنا پر چت کو ایکاگر کرے جیوں جیوں ویرتا کا بھاؤ بڑھتا جائے گا۔ توں توں بھئے کا لوپ ہوتا جائیگا۔

خیالات سے سب کاموں میں کامیابی

درڑھ سنکلپ (عزم راسخ) ہی سب کامیابی کی کنجی ہے۔ ہم لوگوں کو خاص کر نوجوانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اپنی زندگی کے کرتا دھرتا ہم ہی ہیں قسمت کوئی چیز نہیں۔ مستقل مزاج والے آدمیوں کے بس میں قسمت بھی ہوجاتی ہے۔ اگر کسی کوشش میں ایک بار ناکامی ہوئی۔ تو دوسری بار اور تیسری بار بھی کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔ جب تک کہ کام پورا نہ ہو جائے۔ بار بار وگھن آنے پر مہاتما لوگ شروع کئے ہوئے کام کے پورا ہونے تک کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اپنی موجودہ حالت کا حتی المکان ٹھیک استعمال کرو۔ اور اپنے مزاج کو مقرر کر کے خواہ

کام ناممکن ہی کیوں نہ ہو۔ تو بھی پورا یقین رکھو۔ کہ اس تک پہنچنے کی ہم میں طاقت ہے یہ کامیابی کا موّل منتر ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ معراج تک پہنچنے کیلئے چھوٹے بڑے کام کرنے پڑینگے اس میں فوراً ہاتھ لگانا چاہیئے مگر یہ سوچنے بیٹھنا۔ کہ اتنی تھوڑی سی کوشش سے کیا کامیابی ہوگی چھوٹا کام کرنے سے ہی بڑے کام پورے ہوتے ہیں۔ یہ چیونٹی چلتے چلتے کوسوں چلی جاتی ہے مگر پرندوں کا راجہ گرڑ اگر سوچتا بیٹھا رہے کہ ہم پل بھر میں پہنچ جائینگے تب تو بیٹھا رہنے سے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ کامیابی حاصل کرنے کیلئے یہ دوسرا منتر ہے پہلے تمہیں اپنے چاروں طرف کامیابی کا کرۂ ہوائی پیدا کر لینا چاہیئے۔ اپنے دل کو کامیابی کے خیالات سے پورے طور پر بھر دینا چاہیئے اور یہ مان لینا چاہیئے۔ کہ کامیابی کوئی ہم سے الگ چیز نہیں ہے بلکہ ہمارے اندر ہی ہے۔ پورے طور پر ہم موجود ہے۔ یہ تیسرا منتر ہے کامیابی حاصل کرنا ہمارا پیدائشی حق ہے اس لئے پختہ یقین کرو۔ کہ کامیابی ضرور ہوگی خوف مفلسی اور ناکامی کے خیالات کو دل سے بالکل نکال دو اور اسکی جگہ کامیابی اور امارت کے خیالات پختہ کرو ہمارا سچا جیون اندر ہے اس لئے اندر سے ہی تبدیلی ہونی چاہیئے۔ زندگی۔ بل۔ طاقت سکھ شانتی اور آنند ہمیں اندر سے ہی پراپت ہوگا۔ جو اندر ہے وہی وقت پا کر باہر آتا ہے جو من میں ہوتا ہے وہی بانی سے پرگٹ ہوتا ہے جو وچار میں ہوتا ہے وہی کام میں بدل جاتا ہے۔ ان تینوں کو ذہن نشین کر لو اور اپنی اندرونی ہستی پر قائم ہو جاؤ۔

جس آدمی یا جس چیز کا پربھاو مدھر ہو۔ سندر اور ہتکاری ہو۔ اسکی طرف دل کے کواڑ کھول دو اور نت نت بار بار اس کا چنتن کرو۔ یہی ہردے کے کواڑ کھولنا ہے۔ اسی طرح ہردے کے کواڑ بند کرنے کا یہ مطلب ہے کہ بری چیز یا برے وچار کو من میں آنے ہی نہ دو۔ اور اگر آ جائے تو فوراً اسے نکال دو۔ بدی پاپ۔ یا بھول کی طرف سے اپنے دل رُوپی کواڑ کو بند رکھتا ہے اور ایشور اور ستیہ کی طرف کے دروازے کو کھلا رکھتا ہے وہ گھور اندھکار سے نکلکر کھلے پرکاش میں آ جاتا ہے اور پھر اس کے لئے پاپ اور بھول نہیں رہتے۔ پربھو کے راجیہ میں داخل ہوتے ہی پاپ اور بھول سدا کے لئے مٹ جاتے ہیں وہ نش پرماتما کی گود میں وشرام لینے لگتا ہے اس میں نیا جیون آ جاتا ہے اور وہ جیون مکت ہو جاتا ہے

اگر تم کسی بُرے وچار یا واسنا سے پنڈ چھڑانا چاہتے ہو تو اس بات کو پورے طور سے سمجھ لو۔ کہ وہ خیال یا واسنا تم میں ہے ہی نہیں اس پر دھیان ہی مت دو تو وہ وچار یا واسنا من سے دور ہٹ جاویگی۔ ایسے ہی اچھے وچار یا اوچیہ بھاو ناپیدا کرنے کے لئے بار بار ایسا چنتن کرو کہ وہ پہلے سے ہی ہمیں پراپت ہے تو وہ چیز ضرور اور جلدی پراپت ہوگی یہ مانس شاستر کا مجرب نسخہ ہے آزما کر دیکھو کلیان ہوگا۔

کسی کام میں اُوتاولی یا جلدی مت دکھاؤ۔ بلکہ سب کام دھیرج سے کرو کبھی کبھی جس چیز کی خواہش ہو اس کا چنتن کرتے رہو۔ تو وہ وقت سے پہلے ہی مل جاتی ہے اور کبھی کبھی کچھ وقت لگتا ہے اس لئے چنتا مت کرو۔ تم نے جو مانگا ہے اور جسے حاصل کرنے کیلئے لمبے عرصے تک چنتن کیا ہے وہ تمہیں ضرور ملیگا۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے

جس کام کیلئے من گواہی نہ دے وہ کام کبھی مت کرو۔ لوگوں کی نندا یا استتی پر مت دھیان دو۔ موٹر چلانے والا موٹر کو جکڑ نہ سے پیچھے ہٹا کر تب آگے چلاتا ہے۔ ویسے ہی پہلی بھولوں کو دوشوں کو اور کمزوریوں کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ جن بھولوں غلطیوں اور پاپوں کو پیچھے چھوڑ آئے ہو اُن کی یاد مت کرو۔ گذشتہ باتوں کو بھلا دو گڑے مُردے اکھاڑے سے کچھ لابھ نہیں۔

دیکھو! لڑکی سے بیاہ کے وقت دو منٹ میں کر دیا جاتا ہے کہ یہ تیرا پتی ہے اس کا کبھی نام نہ لینا اور اپنے جیون کو اس کے جیون میں ملا دینا۔ تو وہ زندگی بھر ایسا ہی کرتی ہے اور سُکھی رہتی ہے اسی طرح جب شاستر بار بار کہتے ہیں۔ کہ پرمیشور تمہارا سوامی ہے تم اس کا نام کبھی نہ بھولو اور اپنی خواہش کو بھی اس کی خواہش میں ملا دو۔ تب کیا تم اس آگیا کی تعمیل کرتے ہو؟

تم کو اپنی کامیابی کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہیئے اور نہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہماری یوگیتا اتنی ہی ہے۔ ہمیں جو کامیابی ملتی ہے وہ بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ ہم اپنے خیالات کو اچھی طرح پھیلنے نہیں دیتے۔ بلکہ جو کچھ تھوڑا بہت ملتا ہے۔ اسی میں سنتوش کر لیتے ہیں۔ ہم لوگ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ زندگی کے پورن آنند کا انوبھو کریں اور کام میں آنے والی چیزوں کا ہمارے پاس ڈھیر لگا ہے ہم لوگ صرف غریب۔ اور دکھی رہ کر زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوتے ہیں

کوئی کسی کا نہیں ہے

اس سنسار میں اگر بغور دیکھا جاوے۔ تو کوئی بھی کسی کا نہیں ہے۔ اس سنسار کے سارے تعلقات جھوٹے فضول اور ناکارہ ہیں۔ ساری عمر ان کے بندھن میں پھنسا ہوا جیو میرا میرا کرتا ہوا پریشان رہتا ہے۔ آتے وقت کچھ ساتھ نہیں لایا تھا۔ اور جاتے وقت کچھ ساتھ نہیں لے جاتا ہے۔ اکیلا آتا ہے اور اکیلا ہی جاتا ہے۔ پھر بھی اس مورکھ جیو کا میرا تیرا پنا نہیں چھوٹتا۔ اور خواہ مخواہ سنسار کو اپنا کہہ کر دکھی ہوتا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تم سنسار کو چھوڑ دو۔ اور گھر سے الگ تھلگ ہو کر جنگلوں میں جا کر ڈیرہ لگا لو۔ ہم تو صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ کہ تم اپنے اور اس سنسار کے روپ کو سمجھو۔ اور پھر تم اس میں بے تعلقی کا جیون بسر کرتے ہوئے رات کی شبنم کی طرح باغ میں آؤ۔ اور صبح ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں پر سوار ہو کر اوپر ہی کو چلے جاؤ۔ رات سے مطلب یہ سنسار ہے۔ اور اس کا اندھیرا اگیان ہے۔ شبنم کی بوندیں جیو ہیں۔ صبح صادق گیان کا پرکاش ہے اور سورج اس پرکاش کا بھنڈار ہے۔ کیوں اگیان کی کوٹھڑی میں بند ہونا پسند کرتے ہو؟ اگر سنسار میں آئے ہو۔ تو اس میں مقررہ وقت تک رہو۔ سب کے ساتھ مل جل کر چلو۔ ہنسو۔ کھیلو۔ کام کاج کرو۔ مگر کسی میں پھنسو نہیں۔ کنول کا بند پانی میں رہتا ہوا بھی نہیں بھیگتا تم بھی اسی طرح سنسار میں رہو۔ مگر اپنے

آتم سوروپ کو کبھی مت بُھولو۔ جب چلنے کا وقت آوے۔ دونو ہاتھ جھاڑ کر لوگوں کو دکھاتے ہوئے خوشی سے چلے جاؤ۔ جانا تو برحق ہے اس سے گریز نہیں۔ اس بات کو ہم بھی جانتے ہیں اور تم بھی جانتے ہو۔ پھر جان بوجھ کر کیوں موہ کی زنجیر گلے میں باندھ کر دکھی ہوتے ہو؟

اگیانی جیو کہتا ہے۔ یہ گھر میرا ہے۔ حالانکہ جس گھر کا دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ اس کے مالک کیڑے مکوڑے۔ مچھر۔ مکھی۔ چیونٹی۔ چوہے سبھی ہیں یہ تمہارا کیسے ہے؟ ذرا ان سب کو گھر سے نکال کر تو دیکھو۔ کیسے نکالتے ہو؟ میرا میرا کرتے مر گئے۔ مکان ساتھ نہیں گیا۔ پھر یہ تمہارا کیسے ہوا؟ ہوش کی بات کرو۔

کنکو چُن چُن محل بنایا۔ مورکھ کہے گھر میرا
نہ گھر میرا نہ گھر تیرا۔ چڑیاں رین بسیرا

(۲)

نادان (اگیانی) سمجھتے ہیں۔ یہ بال بچے عزیز رشتہ دار میرے ہیں ارے بھائی! اگر تمہارے ہیں۔ تو ان کو مرنے مت دو۔ اور تم مرنے لگو تو ان کو بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ دیکھیں تو سہی۔ تم ان کو کیسے اپنے ساتھ لے جاتے ہو؟ کیا فضول میرا تیرا لگا رکھا ہے۔ بھائی! یہاں کون کس کا ہوا ہے؟ گیان کی آنکھیں کھولو۔ کب تک خواب غفلت میں پڑے پڑے میرا میرا کرتے رہو گے؟

سُت دارا سمپتی پربوارا لوگ کہیں سب میرے
چلتے سمے ساتھ نہیں دیویں جیت اچیت اسویرے

بیٹا۔ استری۔ دھن۔ اور کنبہ کو لوگ اپنا مان کر بھولے نہیں سماتے

مگر چلتے وقت یہ ساتھ نہیں دینگے۔ ہے اگیانی! ابھی وقت ہے۔ اگیان کی نیند سے بیدار ہو۔

(۳)

باولے کہتے ہیں۔ یہ جسم میرا ہے۔ آنکھ۔ ناک۔ کان اور اندریاں سب میری ہیں۔ یہ لو۔ دانت ٹوٹ گئے۔ کان بہرے ہوگئے۔ آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ ہاتھ پاؤں ناکارہ ہوگئے۔ بتلاؤ۔ کیا یہ تمہارے تھے؟ تمہارے ہوتے تو تم سے جدا کیوں ہوتے؟ اپنی چیز پر تو اپنا ہی قبضہ ہوتا ہے۔ ان کو جانے سے روک رکھو۔ تم کہتے ہو۔ جسم میرا ہے اگر تمہارا ہے تو چلتے وقت ساتھ کیوں نہیں لے جاتے؟ دیکھتے ہیں اور پھر بھی نہیں سمجھتے؟ یہی بڑے تعجب کی بات ہے۔ جسم چھینا جاتا ہے۔ پران بھی چھینے جاتے ہیں۔ مگر اگیانی کا میرا اپنا نہیں چھوٹتا ؎

آنکھ ناک اندریہ اور دیہی کوئی نہیں نہ تیرا
تیرے ہوتے سنگ یہ جاتے پھر کیوں میرا میرا؟

کیا کہا جائے۔ دھوکے یا بھرم کی لہریں دنیا بہی جا رہی ہے۔ بھنور میں لوگ غوطے کھاتے ہیں۔ ابھرتے ہیں۔ کبھی تیرتے ہیں کبھی ڈوبتے ہیں مگر نکلنے کی تدبیر نہیں سوچتے ؎

گئی جوانی آیا بڑھاپا مرنے پیچھے ہوا سیاپا
سمجھ بوجھ اب بھی نہیں آئی برتھا مانش جنم گنوائی
موہ تورہ باندھا سنسار کیسے چھوٹے ہووے پار؟
چھل چترائی مان بڑائی بھرم بھول میں عمر گنوائی
گاڑھی رسی سب کوئی بندھا سوجھے نہ برے سکل جگ اندھا

اندھا اندھے کو بھرماوے اندھ کوپ میں جائے گراوے
نام نین سکھ آنکھ کے اندھے گل وچ پڑے کال کے پھندے
رووین پٹیں اور چلاویں اپنے کیئے کا پھل سب پاویں
پھر بھی سمجھ بوجھ نہیں آئی مایا نے بدھی بھرمائی

سچ بات تو یہی ہے۔ کہ اس سنسار میں کوئی کسی کا نہیں۔ مگر کون اننتا سنے۔ دیکھئے۔ گورو تیغ بہادر صاحب کی امربانی کیا کہتی ہے؟

(۱)

جیوت کو بیوہار جگت میں جیوت کو بیوہار
مات پتا بھائی سُت بندھو ار پنچ گھر کی نار
تن سے پران ہوت جب نیارے ٹرت پریت پکار
آدھ گھڑی کو او نہیں راکھے گھر سے دیت نکار
مرگ ترشنا۔ یہ جگ رچنا۔ دیکھو رہیئے وچار
جن نانک یہ مت سنتن کو بھا کھیو تو ہی پکار

(۲)

جھوٹی دیکھی پریت جگت میں جھوٹی دیکھی پریت
اپنے سکھ کو سب کوئی رووے کیا دارا کیا میت
میرو میرو سبھی کہت ہیں ہت سے باندھیو چیت
انت کال کوئی سنگ نہ جائے یہ اچرج کی ریت
نانک بھوجل پار پرو جب گاؤ گورو کے گیت

اور یہ لفظ بلفظ سچ ہے۔ اس کے سچ ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اپنی آنکھوں دیکھو۔ کہی سنی مت مانو۔ روز روز دیکھتے ہو دنیوی مصیبت

ہیں بھی کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ جہاں بُرے دن آئے۔ عزیز۔ رشتہ دار اور یار غار اس طرح غائب ہو گئے۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ جب دُنیا میں یہ حال ہے۔ تو پھر آخری وقت میں یہ کیا ساتھ دینگے مگر میرا تیرا پھر بھی نہیں چھوٹتا؎

مور تور کی جیوڑی بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے جا کے نام آدھار

نیبو کے فائدے

نیبو کی کئی قسمیں ہوتی ہیں سنترہ۔ نارنگی۔ میٹھا نیبو۔ کاغذی نیبو۔ جمبیری نیبو بجورا۔ چکوترا۔ سلٹ وغیرہ سب نیبو کی قسمیں ہی ہیں۔ ان میں سنترہ۔ میٹھا نیبو کاغذی نیبو اور بجورا۔ یہ گنوں میں بہت اچھے ہیں۔ ذیل میں اچھے پکے ہوئے کاغذی نیبو کے گن ہی لکھے جاتے ہیں۔

پکے ہوئے کاغذی نیبو کا رس تیز کھٹا۔ ہاضم۔ رُچی کارک۔ اگنی کو تیز کرنے والا۔ ہلکا اور بدمزہ ناشک ہے۔ اس کے استعمال سے بدہضمی۔ اجیرن۔ قبض۔ پیٹ کی خرابی۔ شول۔ ہیضہ۔ دست۔ قے۔ اُردھی اور وائیو گولا روگ دُور ہو جاتے ہیں۔ برسات کے گندے اور میلے پانی کے پینے سے پیدا ہونے والی خرابیوں کو مٹانے کے لئے یہ ایک بہت اچھی دوائی ہے یہ بگڑے ہوئے پت کو شانت کرتا اور پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے۔

(۱) عام طور پر نیبو کے اڑھائی تولہ یا ۵ تولہ رس میں حسب ضرورت تھوڑی سی چینی یا سیندھا نمک ڈال کر صبح اور شام دو دو وقت پینے سے جٹھر اگنی تیز ہوتی ہے۔ اجیرن دُور ہوتا اور بھوجن اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ اجیرن کے ہونے پر جو کھٹی ڈکاریں آتی اور چھاتی میں جلن ہوتی ہے۔ وہ اس طرح سے مٹ جاتی ہے

(۲) جہاں کہیں ایک جگہ بہت سے آدمی اکٹھے رہتے ہوں۔ اگر اُن میں سے کسی کو کھجلی کا روگ ہو جاوے۔ تو جو بھلے چنگے لوگ ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ لوگ نیبو کے رس میں تھوڑی سی چینی یا نمک ملا کر ہر روز پئیں۔ ایسا کرنے سے وہ کھجلی کھاج کا روگ نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ لابھ اس سے یہ ہوتا ہے کہ برسات کے گندے پانی سے ہونے والے وکار نہیں ہوتے اگر کسی جگہ پر تالاب ندی وغیرہ کا میلا پانی پینا ہی پڑے۔ تو اس پانی میں نیبو کا رس نچوڑ کر پینے سے کوئی دوش ہونے کا ڈر نہیں رہتا۔ کیونکہ نیبو کا رس اپنی تیزی سے سب دوشوں کو کاٹ دیتا ہے

(۳) ساگ۔ سبزی اور دال میں نیبو کا رس ڈال کر کھانا چاہیئے۔ اس کے سوائے ادرک پودینہ اور ہری مرچ کی چٹنی میں نیبو کا رس ملا کر کھانا بہت مفید ہے۔ نیبو کے دو بڑے ٹکڑے بیچ میں کر کے ان میں سیندھا نمک اور کالی مرچ پیس کر بھر دیں۔ اور آگ پر گرم کر کے کھاویں۔ اس سے اجیرن۔ پیٹ درد اور اروچی وغیرہ روگ دُور ہوتے ہیں۔

(۴) قے۔ جی مچلانا۔ دست۔ پیاس اور بخار۔ ان وکاروں کی شانتی کے لئے نیبو کا شربت بنا کر روگی کو دینا چاہیئے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے اچھے پکے ہوئے تازہ نیبو کا رس ایک حصہ۔ پانی ۴ حصہ۔ کھانڈ دو حصہ

اور کالی مرچ کا سفوف بہت تھوڑا (رغبت کے مطابق) ملا کر پلا دیں۔ جی مچلانا۔ اُلٹی ہونا اور دستوں کی حالت میں اس نسخے کو گھنٹے گھنٹے یا دو دو گھنٹے بعد دینے سے بڑا لابھ ہوتا ہے۔

(۴) آج کل کے موسمی بخاروں میں جب کہ بخار بہت تیز ہو جاوے اور روگی بہت گھبرائے۔ تب چرائتے کے ۲ تولہ کاڑھا میں اتنا ہی نیبو کا رس ملا کر پلانا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے بخار اتر جاتا اور گھبراہٹ مٹ جاتی ہے۔

جس بخار میں جسم زیادہ گرم ہو۔ پسینہ نہ آتا ہو۔ پیاس زیادہ لگتی ہو۔ اس میں یہ علاج کرنا چاہیئے۔ کہ تین چار نیبو چھیل کر ان کے چھلکے دُور کریں اور اُن کے تر چھے پتلے پتلے کترے کر لیں۔ پھر ان کتروں کو کسی پتھر یا چینی کے ڈھکن دار برتن میں رکھ کر اوپر سے پاؤ ڈیڑھ پاؤ خوب اُبلتا ہوا پانی ڈال دیں دس پندرہ منٹ بعد چھان کر مصری یا چینی ڈال کر روگی کو پلا دیں۔ اس سے بخار کی تیزی اور پیاس کم ہو کر بیمار کو آرام ملتا ہے۔

(۵) منہ کے اندر کی کھجلی یا مسوڑوں کے پھولنے پر نیبو کا رس ایک چھٹانک اور پانی ڈیڑھ پاؤ ملا کر کلی کرنی چاہیئے۔ اس طرح کلی کرنے سے گلے۔ منہ اور دانتوں کے بہت سے روگوں سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیبو کے رس میں کیڑوں کو مارنے کی ادبھت شکتی ہے جو کیڑے گلے۔ منہ اور دانتوں میں پہنچ کر روگ پیدا کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کلی کرنے سے مر جاتے ہیں اور روگ ناش ہو جاتا ہے۔

اگر قبض اور بدہضمی کا زیادہ زور ہو اور ان وجوہات سے بھوک کھل کر نہ لگتی ہو۔ بدہضمی کی وجہ سے پیٹ میں میٹھا میٹھا درد رہتا ہو یا بدہضمی سے پتلے دست آتے ہوں تب ایسی حالت میں نیبو اولہیہ کے استعمال سے

بڑا لابھ ہوتا ہے۔ ناظرین کے فائدے کے لئے اس کا نسخہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ سب بھائی خود بنا کر کام میں لاویں اور لابھ اٹھاویں۔

نیبو اولہیہ نیبو کا رس آدھ سیر۔ املتاس کا گودا آدھ پاؤ۔ سیندھا نمک آدھ پاؤ دیسی مصری یا کھانڈ ایک چھٹانک۔ دال چینی۔ لونگ۔ چھوٹی الائچی کے بیج۔ چھوٹی پیپل۔ سونٹھ۔ کالی مرچ۔ زیرہ سفید بھنا ہوا۔ ہینگ بھنی ہوئی ہر ایک چھ چھ ماشہ

بنانے کی ترکیب اس کو تیار کرنے کیلئے پہلے کسی چینی یا مٹی یا کانچ کے چوڑے منہ کے برتن میں نیبو کا رس بھر دو۔ پھر اس میں املتاس کا گودا آدھ پاؤ ڈال دو۔ اور برتن کا منہ ڈھک کر ۱۲ گھنٹے تک رکھا رہنے دو۔ اب سیندھا نمک سے لیکر ہینگ تک سب دوائوں کو باریک کوٹ چھان کر تیار کر لیں۔ بارہ گھنٹے بعد نیبو کے رس کو ہاتھ سے خوب متھ کر صاف باریک کپڑے میں چھان لیں۔ چھاننے پر جو پھوگ بچے۔ اسے پھینک دیں۔ چھنے ہوئے رس کو صاف ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا کر گاڑھا کریں۔ پکتے پکتے جب رس معمولی گاڑھا ہو جاوے تب ہانڈی کو چولہے پر سے نیچے اتار کر ان دس ادویات کے پسے چھنے ہوئے سفوف کو اس میں ڈال کر قلعی کئے ہوئے چمچے سے خوب اچھی طرح سے ملا دیں۔ بس یہ نیبو کی چٹنی تیار ہو گئی۔ اس کو صاف چوڑے منہ کی کانچ کی شیشی میں بھر کر رکھ دیں

یہ چٹنی بیمار تندرست۔ بچے بوڑھے استری پرش سبھی کے لئے لابھدایک ہے اس میں سے ایک تولہ اولہیہ (چٹنی) صبح اور ایک تولہ شام کھانا چاہئے۔ اگر ذائقہ کے لئے کھانا کھانے کے ساتھ یا بعد میں اس میں سے کھائی جائے تو بھی کچھ ہرج نہیں۔ یہ بہت ہی لذیذ۔ روچک۔ پاچک۔ اور اگنی وردھک ہے۔ ہر ایک گرہستی کو اسے بنا کر اپنے گھر میں رکھنی چاہئے۔ بچے اسے بڑی خوشی سے کھاتے ہیں۔ ناظرین کو چاہئے کہ اسے بنا کر اس کے گنوں کی آزمائش کریں (دھنونتری)

اوم

ملک الشعراء کالیداس جی کرت پرستدھ گرنتھ رگھو بنس کا سلیس اردو ترجمہ

(سلسلہ کے دیکھو مارتنڈ ماہ فروری ۱۹۲۹ء)

بارھواں ۱۲ سرگ

کا

بن باس اور راون مارا جانا

مہاراج دشرتھ کی حالت صبح کے دیپک (چراغ سحری) کی ٹمٹماہٹ کو پہنچ گئی۔ ساری رات جلنے پر جب چراغ میں تیل نہیں رہ جاتا۔ سارے کا سارا جل جاتا ہے۔ بتی بھی جل چکتی ہے۔ تب وہ ٹمٹمانے لگتا ہے۔ اس وقت اس کے بجھنے میں ذرا ہی دیر رہ جاتی ہے۔ دو ہی چار منٹ میں وہ بجھ جاتا ہے۔ دشرتھ کی حالت بھی ایسے ہی چراغ کی مانند ہو گئی۔ ان کی سورگ یاترا کا وقت قریب آ گیا۔ یہ دیکھ کر بڑھاپے نے دشرتھ کے کان کے پاس جاکر سفید بالوں کی زبان سے کہا۔ مہاراج! اب تمہیں رام کو راج سونپ دینا چاہیئے۔ رام چندر سب کے پیارے تھے۔ اس لئے ان کی تاجپوشی کی خوشخبری نے سارے شہر والوں کو ایک ایک کر کے اس طرح خوش کر دیا جس طرح کہ پانی کی بہتی ہوئی نالی باغ کے ہر ایک پودے کو شگفتہ کر دیتی ہے شہر والوں کو بےحد خوشی ہوئی۔

تاجپوشی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سامان سب اکٹھا کر لیا گیا۔ اتنے میں ایک وگھن پیدا ہو گیا۔ سنگدل کیکئی نے راجہ دشرتھ کو دکھی کر کے ان کے گرم گرم آنسوؤں سے اس سارے ساز و سامان کو بگاڑ دیا۔ کیکئی سا کھشات چنڈی کا اوتار تھی مگر تھی وہ راجہ کی بڑی لاڈلی۔ اس لئے راجہ نے سمجھا بجھا کر اور پریم بھری باتیں کر کے اسے شانت کرنے کی کوشش کی۔ مگر نتیجہ بالکل الٹا ہوا۔ اندر کی بھگوئی ہوئی زمین جس طرح بل کے اندر بیٹھے ہوئے دو زہریلے سانپوں کو باہر نکال دے۔ اسی طرح کیکئی نے راجہ کی پرتگیا کئے ہوئے دو وردان منہ سے اگل دئے۔ ایک سے تو اس نے رام کو چودہ برس کے لئے بنباسی بنایا اور دوسرے سے اپنے بیٹے کے لئے راجیہ مانگا۔ اس پچھلے ور کا اور کچھ پھل تو اس کے ہاتھ نہیں لگا۔ رنڈاپا ضرور اسے بھوگنا پڑا۔

اس واقعہ سے پہلے جس وقت پتا نے رام چندر جی کو آگیا دی تھی۔ کہ بیٹا! اب تم اس پرتھوی کا راجیہ کرو۔ تو اس وقت رام نے رو کر پتا کی آگیا سمجھ کر راجیہ کو سویکار کیا تھا۔ مگر بعد میں جب پتا نے آگیا دی۔ کہ بیٹا! تم چودہ برس بن میں جا کر واس کرو۔ تب رام چندر جی نے اس آگیا کو رو کر نہیں بلکہ بہت خوش ہو کر مانا۔ پتا کے رہتے راجہ بننا رام چندر جی کو اچھا نہیں لگا۔ اس لئے پہلے انہیں رونا آیا۔ مگر بن جانے کی آگیا سن کر انہیں اس لئے آنند ہوا کہ میرے پتا بڑے ستیہ وادی ہیں اور میں ان کی آگیا مان کر اُن کے ستیہ برت کو پورا کرنے میں سہایک ہو رہا ہوں منگل کاری بیش قیمت ریشمی کپڑے پہنتے وقت ایودھیا واسیوں نے رامچندر جی کے چہرے کو جس طرح کھلا ہوا (شگفتہ) دیکھا تھا۔ درختوں کی چھال کا ایک کپڑا پہننے اور ایک اوڑھنے پر بھی۔ ان کو ویسے ہی پرسن مکھ دیکھ کر ان کے تعجب کی حد نہ رہی۔ سکھ اور دکھ۔ خوشحالی اور غمی دونو کو رام جی

نے یکساں سمجھا۔ انہوں نے سکھ میں خوشی کا اظہار کیا اور نہ دکھ
میں شوک ہی پرگٹ کیا۔ پتا کے ستیہ کی رکھشا کرنے کے لئے سیتا اور لچھمن
کو ساتھ لے کر رام چندر جی ڈنڈک بن میں ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک رست پرش کے
من میں بھی داخل ہو گئے۔ رام چندر کی پتری بھگتی دیکھ کر سبھی بہت پرسن
ہوتے۔ رام چندر جی نے سبھی کے من کو موہ لیا۔

رام چندر جی کے چلے جانے پر دشرتھ جی کو ان کی جدائی ناقابل برداشت
ہو گئی۔ ان کی بیکلی بے طرح بڑھ گئی۔ انہوں نے سوچا۔ رام چندر کے بغیر شریر
رکھنا ٹھیک نہیں۔ یہ سوچ کر انہوں نے شریر تیاگ دیا۔

دشمن ہمیشہ موقعہ کی تاک میں رہتا ہے۔ جب ایودھیا راجیہ کے دشمنوں
نے دیکھا۔ کہ راجکمار تو بن کو چلے گئے۔ اور راجہ پرلوک کو۔ تب ان کی بن آئی۔
موقعہ دیکھ کر انہوں نے راجیہ کا ایک ایک حصہ ہڑپ کرنا شروع کیا۔ بھرت
اور شترگھن بھی اس وقت ایودھیا میں نہ تھے۔ اپنے ماما کے ہاں گئے ہوئے
تھے۔ پھر بھلا دشمن کیوں نہ اودھم مچاتے۔ بغاوت پھیلی دیکھ کر بیچارے منتریوں
نے بھرت کو بلانے کے لئے دوت بھیجے۔ مگر پتا کی مرتیو کی بات وہاں بھرت سے
کہنی انہوں نے مناسب نہ سمجھی۔ اس لئے کسی طرح آنسو روکے ہوئے وہ وہاں
گئے اور بھرت کو ساتھ لے آئے۔

ایودھیا کو لوٹ آنے پر بھرت کو پتا کی موت کا حال اور سارا کا سارا
معلوم ہوا۔ اس لئے وہ دکھ اور شوک سے بیاکل ہو اٹھے۔ انہوں نے اپنی
ماتا کیکئی سے ہی نہیں۔ بلکہ راجیہ لکشمی سے بھی منہ موڑ لیا۔ فوج سمیت وہ اپنے
بھائی کے پیچھے گئے۔ تاکہ رام جی کو لوٹا لادیں۔ راستے میں جن درختوں کے
نیچے رام چندر جی نے آرام کیا تھا۔ انہیں جب آشرم باسی منیوں نے بھرت کو

دکھایا۔ تب بھرت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ چترکوٹ پہنچنے پر رام لکشمن سے بھرت کی ملاقات ہوئی۔ بھرت جی نے پہلے تو پتا کے سورگ دھام سدھارنے کا حال رام چندر جی کو سنایا۔ پھر انہوں نے اُن سے ایودھیا لوٹ چلنے کی پرارتھنا کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابھی تک آپ کی راجیہ لکشمی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ چلئے اور کرپا پوروک ہماری رکھشا کیجئے۔ بڑے بھائی کی شادی ہونے سے پہلے اگر چھوٹا بھائی شادی کر لے تو وہ پرتت ہو جاتا ہے اسی سے بھرت نے سوچا کہ بڑے بھائی کی راجیہ لکشمی کو اگر میں گرہن کروں گا۔ تو پرتت ہو جاؤں گا۔ اس لئے انہوں نے رام چندر جی سے بہت اصرار کیا کہ ایودھیا لوٹ چلئے۔ اور راجیہ کیجئے۔ مگر رام چندر جی نے سورگباشی پتا کی آگیا کی خلاف ورزی کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا

اب بھرت نے دیکھا۔ کہ رام چندر جی کو لوٹا لے جانا کسی طرح ممکن نہیں۔ تب انہوں نے ان سے ان کی کھڑاؤں مانگیں۔ وہ بولے۔ اگر آپ میری پرارتھنا سویکار نہیں کرتے۔ تو اپنی کھڑاویں ہی مجھے دیدیویں۔ آپ کی عدم موجودگی میں میں انہیں کو آپ کے راجیہ کا دیوتا بناؤں گا۔ آپ کے سنگھاسن پر انہیں رکھ کر میں آپ کے سیوک کی طرح آپ کا راج کاج کرونگا۔ رام چندر جی نے بھرت جی کی یہ بات مان لی۔ اور کھڑاویں دے دیں۔ انہیں لے کر بھرت جی ایودھیا لوٹ آئے۔ مگر شہر میں نہ گئے۔ نندی گرام نامی مقام میں رہنے لگے۔ اور ایودھیا کا راج اپنے بڑے بھائی رام چندر جی کی امانت سمجھ کر اس کی رکھشا کرنے لگے۔ بڑے بھائی کا اس طرح سچا بھگت بنے رہنا اور سلطنت کے لوبھ میں نہ پڑنا بھرت کے آتم گیان کا بہت ہی اعلےٰ نمونہ ہے۔ ایسا آتم تیاگ کر کے انہوں نے گویا اپنی ماتا کیکئی کے پاپوں کا پرایشچت کر ڈالا۔

ادھر رام چندر جی سیتا اور چھوٹے بھائی لکشمن کے ساتھ کند مول پھل وغیرہ کھاتے ہوئے بڑے شانت بھاو سے بن میں گھومنے لگے۔ اکشواکو کل کے راجہ بوڑھے ہونے پر جس بن کو دھارن کرتے تھے۔ اُسے رام چندر جی نے عین عالم جوانی میں ہی دھارن کر لیا۔

ایک دن کی بات ہے۔ رامچندر گھومتے پھرتے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ انہیں بیٹھا دیکھ کر اس درخت کا سایہ وہیں تھم گیا۔ رام چندر جی اس وقت تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے سیتا جی کی گود میں سر رکھ کر وہ سو گئے۔ اس وقت اندر کا بیٹا جینت کوے کا روپ دھر کر وہاں آیا۔ اس نے اپنے ناخن سے سیتا جی کی چھاتی پر اتنی گہری چوٹ کی کہ خون نکل آیا۔ اس پر سیتا جی نے رام چندر جی کو جگایا۔ تب انہوں نے سینک کا ایک ایسا بان مارا۔ کہ کوے کو اس سے چھٹکارہ ملنا مشکل ہو گیا۔ آخر کو اپنی ایک آنکھ دے کر کسی طرح اس نے اس بان سے اپنی جان بچائی۔

اس واقعہ کے بعد رام چندر جی نے سوچا۔ کہ چترکوٹ ایودھیا سے زیادہ دور نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بھرت پھر چترکوٹ میں آجاویں۔ اس لئے کہیں دور جا کر رہنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ وہاں سے چل کر پوتر رشیوں کی مہمانی سویکار کرتے ہوئے دکن کی طرف چلے۔ ان کے پیچھے چلنے والی جنک نندنی سیتا اس وقت لکشمی کی طرح شوبھا پاتی تھیں۔ کیکئی نے اگرچہ راجیہ لکشمی رام چندر جی کے پاس نہیں آنے دی۔ تو بھی لکشمی تو گن کی گراہک ہے۔ وہ کسی روک ٹوک کی پرواہ نہیں کرتی۔ صرف گن کی پرواہ کرتی ہے۔ جہاں گن دیکھتی ہے وہیں پہنچ جاتی ہے۔ پس رام چندر جی کے انیک گنوں کو دیکھ کر سیتا جی کے بہانے وہ ان کے ساتھ چلی آئیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ رہیں

راستے میں مہرشی اتری جی کے آشرم میں آنسوئیا جی نے سیتا جی کو ایک ایسا اُوبٹن دیا کہ جس کی پوتر سگندھ سے سارا باغ مہک اٹھا۔ آگے چل کر رام جی نے ورادھ نامی راکشس کو مارا۔ اس دشٹ راکشس نے ان کے مارگ کو روک لیا تھا۔ بلکہ رام اور لکشمن کے درمیان سے سیتا جی کو بھی ہرنے کی کوشش کی تھی۔ رام لکشمن نے اپنے زور بازو سے اُسے...... زمین میں گاڑ دیا۔ کیونکہ اس کی لاش کو ویسے ہی پڑا رہنے دینے سے رشیوں کے آشرم میں درگندھ پھیلنے کا ڈر تھا۔

مہرشی اگستیہ جی نے رام چندر جی کو صلاح دی کہ اب آپ پنچ وٹی میں جا کر کچھ دن رہیں۔ رام چندر جی اُن کی آگیا کو بسر و چشم مان کر پنچ وٹی کی طرف چلے۔ وہاں جا کر وہ لوگ اور ویدک مریادا کا پالن کرتے ہوئے رہنے لگے۔ وہاں ایک عجیب واقع ہوا۔ راون کی چھوٹی بہن شوُرپ نکھا رام چندر کی موہنی صورت دیکھ کر اُن پر موہت ہو گئی۔ وہ اپنی کام اگنی کو شانت کرنے کے لئے رام چندر جی کے پاس دنڈک آئی۔ جس وقت وہ آئی اس وقت سیتا جی رام جی کے پاس موجود تھیں مگر شورپ نکھا نے ان کے سامنے ہی رام چندر سے کہا کہ ہا کر کے آپ مجھ سے شادی کر لیجئے۔ بات یہ ہے کہ کام واسنا بڑھ جانے پر استریوں کو وقت بے وقت کا گیان نہیں رہتا۔ ان کی عقل ماری جاتی ہے۔

رام چندر جی نے اُس لشاچری سے کہا۔ بالے! میرا تو بواہ ہو چکا ہے۔ اب میں دوسری استری کے ساتھ کیسے بواہ کروں؟ تو میرے چھوٹے بھائی لکشمن کے پاس جا اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کر۔ اس پر وہ لکشمن کے پاس گئی اور اُن سے شادی کرنے کی پرارتھنا کی۔ لکشمن جی بولے۔ میں چھوٹا ہوں۔ رام چندر جی بڑے ہیں۔ تو چونکہ پہلے میرے بڑے بھائی کے پاس گئی ہے۔ اس لئے اب تو میرے کام کی نہیں رہی ہے اب۔ تجھے اپنی استری

نہیں بنا سکتا۔" یہ سنتے ہی وہ پھر رام چندر جی کے پاس گئی۔ اس طرح کبھی لکشمن اور کبھی رام چندر کے پاس جانے والی اس نشاچری کی حالت دو نو کناروں کو چھوڑ کر بڑھنے والی ندی کی مانند ہوگئی۔ اصل میں تو وہ بہت بدصورت تھی مگر رام چندر جی کو اپنے اوپر گرویدہ کرنے کے لئے مایا کے پربھاو سے سندری بنی ہوئی تھی۔ یہ بات سیتا جی کو معلوم نہ تھی۔ اس لئے اسے کبھی رام چندر اور کبھی لکشمن کے پاس جاتے دیکھ کر انہیں ہنسی آگئی۔ سیتا جی کی ہنسی نے جلے پر تیل کا کام کیا۔ شُورپ نکھا بھڑک اُٹھی۔ وہ بولی۔ ہاں تم مجھ پر ہنستی ہے۔ اس ہنسنے کا پھل تجھے جلدی ملیگا۔ اچھا ٹھیر۔

ایسی دھمکی سُن کر سیتا جی ڈر گئیں۔ اُنہوں نے اپنا منہ پتی کی گود میں چھپا لیا ادھر شُورپ نکھا نے اپنا بناوٹی رُوپ بدل کر اپنا خوفناک رُوپ دکھایا۔ لکشمن جی سمجھ گئے۔ کہ یہ مایاوی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ پہلے تو اس نے کوئل کی طرح میٹھی بانی سے باتیں کیں۔ اور اب یہ گیدڑی کی طرح گھور ناد کر رہی ہے۔ اس کی بولی ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کپٹ کرنے والی کوئی نشاچری ہے۔ پھر کیا تھا فوراً ہی ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر وہ کٹیا میں گھس گئے۔ اور اس کی ناک اور کان کاٹ کر اسے دوگنا بدصورت بنا دیا۔ تب وہ آکاش میں اُڑ گئی۔ اور وہاں بڑے ناخنوں اور بانس کی طرح کٹھور پوروں والی اپنی ترچھی انگلی نچا نچا کر رام لکشمن کو دھمکانے لگی۔

جن ستھان نامی راکھشسوں کی بستی میں جا کر اس نے کھر دوشن وغیرہ کو اپنی کٹی ہوئی ناک اور کٹے ہوئے کان دکھائے اور کہا۔ رام چندر کی اس کرتوت کو دیکھو۔ کہ آج اس نے میری کیا حالت کر دی ہے۔ راکھشسوں نے ناک کان کٹی اس راکھشسی کو آگے کر کے فوراً ہی رام چندر پر چڑھائی کر دی۔

انھوں نے یہ نہ سوچا کہ اس ٹکٹی کا فوج کے آگے چلنا اچھا نہیں۔ اگرچہ انھوں نے شگون اور بدشگونی کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ مگر اس بدشگونی کا برا اثر اُن پر ضرور ہوا۔ رام چندر جی نے سیتا کو لکشمن کو سونپ کر اپنا دھنش اٹھا لیا۔ اس میں کچھ بھی تعجب کی بات نہیں کہ رام جی اکیلے تھے۔ اور راکھشس ہزاروں۔ مگر تعجب کی بات تو یہ ہوئی کہ یدھ شروع ہونے پر جتنے راکھشس تھے۔ اتنے ہی رام چندر بھی انہیں دکھائی دئے۔

رام چندر جی نے سداچار کی رکھشا کے لئے دھنش اُٹھا کر کھر۔ دوشن اور ترشرا کے اوپر بتدریج اتنی پھرتی سے بان چلائے۔ کہ ان کے دھنش سے آگے پیچھے چھوٹنے پر بھی وہ ایک ساتھ چھوٹے ہوئے سے معلوم ہوئے۔ رام چندر جی کے تیز بان ان تینوں راکھشسوں کے جسموں کو چھید کر پار نکل گئے ان راکھشسوں کے پران تو رام چندر کے ان بانوں نے پی لئے رہا خون۔ وہ مانس خور پرندوں نے پی لیا۔ رام چندر کے بانوں نے راکھشسوں کی اس اتنی بڑی فوج کے سر ایک دم سے اڑا دئے۔ سب جگہ رُنڈ ہی رُنڈ دکھائی دینے لگے۔ رام چندر جی سے لڑ کر راکھشسوں کی وہ فوج آسمان میں اڑتے ہوئے گیدوں کے پروں کی چھایا میں سدا کے لئے سو گئی۔ الغرض ساری کی ساری ماری گئی صرف ایک شُورپ نکھا بچی۔ جس نے جا کر راکھشسوں کی درگت کی ساری کتھا راون کو سنائی بہن کے ناک کان کاٹے اور بھائی بندوں کے مارے جانے کی خبر پا کر کوبیر کے بھائی راون کو ایسا معلوم ہوا۔ جیسے رام چندر نے اس کے دسوں سروں پر لات ماردی ہو۔ وہ بے حد غضبناک ہو اُٹھا۔ ہرن روپ دھاری ماریچ نامی راکھشس کی مدد سے رام چندر کو دھوکہ دیکر وہ سیتا کو ہر لے گیا۔ پکشی راج جٹایو نے اس کے اس کام میں کچھ دیر تک تو بگھن ضرور ڈالا۔ مگر وہ راون کے پنجہ سے سیتا کو چھڑا نہ سکا۔

آشرم میں سیتا کو نہ پا کر رام چندر اور لکشمن انہیں ڈھونڈھتے ہوئے بن بن میں گھومنے لگے۔ راستے میں جٹایو سے کھینٹ ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جٹایو کے پر کٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کے پران لبوں تک آپہنچے ہیں۔ جب رام جی کو یہ معلوم ہوا۔ کہ سیتا جی کو چھڑانے کے لئے اس گیدھ نے اپنے متر دشرتھ کا رن چکانے کی جی جان سے کوشش کی۔ پران دے کر بھی ودستی کا حق ادا کیا تو رام لکشمن اس کے بڑے مشکور ہوئے۔ جٹایو نے سیتا جی کے ہرے جانے کا سارا حال رام چندر جی سے کہہ دیا۔ مگر جس بہادری اور جانفشانی سے انہوں نے سیتا جی کو چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ اس کا ذکر کرنے کی انہوں نے ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ وہ تو ان کے جسم پہ لگے ہوئے گھاؤ اور کٹے ہوئے پنکھ ہی بتلا رہے تھے۔ سیتا جی کا حال کہہ کر جٹایو نے پران چھوڑ دئے۔ اس کی موت سے رام لکشمن کا اپنے پتا کی موت کا شوک تازہ ہو گیا۔ پھر انہوں نے اسے پتا سمجھ کر ہی ان کا اگنی سنسکار ودھی پورک کیا۔

راستے میں رام چندر کو کبندھ نامی راکشس ملا۔ ان کے ہاتھ سے مر نے پر اس کا سراپ چھوٹ گیا۔ اس کی صلاح سے رام چندر نے سگریو نامی بانر راج سے مترتا کی۔ سگریو بھی اسی دکھ سے دکھی تھا جس سے رام چندر دکھی تھے اس کے بھائی نے اس کی استری بھی ہری تھی اور اس کا راجیہ بھی۔ بہادر رام چندر نے بالی کو مار کر سگریو کو اس کی جگہ پر بٹھا دیا۔ اسی طرح رام چندر کی بدولت سگریو پھر راجہ ہو گئے۔

پتنی کے وِیوگ میں رام چندر جی کو بڑا دکھ ہوا۔ اس لئے سگریو نے اپنے سیوک ہزاروں بانروں کو سیتا جی کی کھوج میں بھیجا۔ وہ لوگ رام چندر جی کے منور تھوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے اور سیتا جی کا پتہ لگانے لگے خوش قسمتی

سے جٹایو کے بھائی سمپاتی سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ اس لیے انہیں سیتا جی کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے سُنا کہ سیتا جی کو راون اپنی راجدھانی لنکا میں لے گیا ہے اور وہاں اس نے اشوک باٹکا میں اُنہیں رکھا ہے۔ یہ سن کر پون پُتر ہنومان سمندر کو اس طرح پار کر گئے۔ جس طرح ممتا کو چھوڑا ہوا منش سنسار ساگر کو پار کر جاتا ہے۔ لنکا میں ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے انہیں سیتا جی مل گئیں انہوں نے دیکھا۔ کہ زہریلی بیلوں سے گھری ہوئی سنجیونی بوٹی کی طرح سیتا جی راکھشسیوں سے گھری ہوئی بیٹھی ہیں۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ ہنومان جی کے منہ سے رام چندر جی کا سندیش سن کر سیتا جی کو بہت کچھ دھیرج ہوا۔

لنکا میں ہنومان نے راون کے بیٹے اکھشے کمار کو مار ڈالا۔ جس سے ان کی ہمت بڑھ گئی۔ اور انہوں نے لنکا پوری کو جلا کر خاک کر دیا۔ میگھ ناد نے انہیں کچھ دیر تک برہم استر سے باندھ کر ضرور رکھا۔ مگر جیت انہیں کی رہی۔

لنکا سے لوٹ کر خوش قسمت ہنومان جی نے جانکی جی کی نشانی چوڑامنی رام چندر جی کو دی۔ اسے پا کر رام چندر جی کو پرم آنند ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یہ جانکی جی کی چوڑامنی نہیں ہے۔ یہ تو ان کا ساکھشات ہردہ ہے۔ جو چوڑامنی کے روپ میں میرے پاس آ گیا ہے۔ اسے انہوں نے اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اس کے سپرش سے انہیں ایسا آنند ہوا۔ گویا جانکی جی کا ہی آلنگن کر رہے ہیں۔ پیاری جانکی جی کی خبر پا کر رام چندر جی کی ان کو ملنے کی کامنا اتنی بلوان ہو گئی کہ لنکا کے چاروں طرف بھرے بحر عظیم کو انہوں نے ایک معمولی کھائی ہی سمجھا۔

بانروں کی بیشمار سپاہ لے کر رام چندر جی نے فوراً لنکا پر چڑھائی کر دی۔

انہوں نے پرن کیا کہ دشمنوں کو نشٹ کیے بنا اب واپس نہ لوٹوں گا۔ سمندر کے کنارے پر رام چندر جی نے ڈیرے ڈال دیئے۔ وہاں پر راون کا بھائی وبھیشن ان سے آکر ملا۔ وہ کیا آیا۔ گویا راکشسوں کی لکشمی اس کے ہردے میں بیٹھ کر مارے سنہیہ کے اسے رام چندر کے پاس لے آئی۔ وہ ڈری۔ کہ راکھشسوں کا مول ہی نشٹ نہ ہو جائے۔ اس لئے اس نے وبھیشن کی بدھی پھیر دی۔ اور اسے رامچندر کے پاس لے گئی۔ اس نے سوچا۔ رام چندر جی کی کرپا سے اگر یہ جیتا رہے گا تو اس کے آسرے میں بھی بنی رہونگی۔

وبھیشن کی بھگتی سے خوش ہو کر رام چندر نے اسے راکھشسوں کا راجیہ دینے کی پرتگیا کی۔ یہ انہوں نے بڑا ہی نیتی کا کام کیا۔ پھر رام چندر جی نے بندروں سے کھاری سمندر پر پل بندھوا دیا۔ اسی پل پر سے گذر کر رام چندر جی نے پیلے پیلے بانروں سے لنکا کو گھیر لیا۔ لنکا کے چاروں طرف سونے کی فصیل تھی۔ بندروں کا گھیرا سونے کی دوسری فصیل بن گئی۔ وہاں بندروں اور راکشسوں کا بڑا ہی گھور یدھ ہوا۔ بانروں کے ملہ سے نکلے ہوئے رام چندر جی کے اور راکشسوں کے منہ سے نکلے راون کے جے جے کار سے اطراف گونج اٹھیں۔ جنگ کیا تھا۔ قیامت کا منظر تھا۔ بندروں نے درختوں کی مار سے راکھشسوں کے ہتھیار توڑ ڈالے۔ پتھروں کی چوٹ سے لوہے کے مگدر چور چور ہو گئے۔ ناخنوں نے ہتھیاروں کی نسبت گہری چوٹیں پہنچائیں۔ دشمنوں کے جسم انہوں نے چیر پھاڑ ڈالے۔ بڑے بڑے پہاڑوں کے ٹیلے پھینک پھینک کر ہاتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

تب راکھشسوں کو مایا رچنے کی سوجھی۔ ودیت جہوا نامی راکشس نے رام چندر جی کا کٹا ہوا سر سیتا جی کے سامنے رکھ دیا۔ اسے دیکھ کر سیتا جی بے سدھ ہو

گئیں۔ اس پر ترجٹا نامی راکشسی نے سیتا جی سے کہا۔ کہ یہ صرف مایا ہے۔ رام چندر جی کا بال بھی بانکا نہیں ہوا ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں" یہ سنکر سیتا جی کو دھیرج ہوا۔ ان کا شک دور ہو گیا۔ مگر یہ سوچ کو انہیں شرم سی آئی کہ پتی کی موت کو پہلے سچ مان کر بھی میں جیتی رہی۔

میگھ ناد نے رام لکشمن کو ناگ پاش سے باندھ لیا۔ مگر یہ حالت دیر تک نہیں رہی۔ گرڑ کے آتے ہی ناگ پاش ڈھیلا پڑ گیا اور رام لکشمن کو اس سے چھٹکارہ مل گیا۔ اس وقت وہ گویا خواب سے جاگ پڑے۔ اس کے بعد راون نے لکشمن کی چھاتی میں اپنی شکتی ماری۔ جس سے لکشمن بے سدھ ہو گئے۔ بھائی کو زخمی دیکھ کر رام چندر جی شوک سے بیاکل ہو گئے۔ تب ہنومان جی سنجیون نامی بوٹی لے آئے۔ اس کے پربھاو سے لکشمن کی ساری مورچھا دور ہو گئی۔ وہ پھر خوفناک یُدھ کرنے لگے۔ انھوں نے اپنے تیز بانوں سے اتنے راکشس مار گرائے کہ لنکا کی استریوں میں ہاہا کار مچ گیا۔ وہ بہت ہی دردناک ولاپ کرنے لگیں۔ اپنے بانوں کی مدد سے راکشسیوں کو ولاپ کرنا سکھلا کر لکشمن جی ولاپ آچاریہ کی پدوی کو پہنچ گئے۔ پھر لکشمن جی نے میگھ ناد کے دھنش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خود اُسے بھی مار کر سدا کے لئے چپ کرا دیا۔ میگھ ناد کے مارے جانے پر کنبھ کرن لڑائی کے میدان میں آیا۔ سگریو نے اس کی ناک کان کاٹ کر اس کی وہی حالت کر دی۔ جو حالت اس کی بہن شورپ نکھا کی ہوئی تھی۔ ناک کان کٹ جانے پر بھی کنبھ کرن نے بڑا پراکرم دکھایا اس نے رام چندر جی کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ تب رام چندر کے بانوں نے گویا اس سے کہا "آپ تو نندرا گو ہیں۔ یہ وقت آپ کے سونے کا تھا۔ یُدھ کرنے کا نہیں۔ آپ کے بھائی نے آپ کو بے وقت جگا کر عبث ہی اتنا کشٹ دیا"

معلوم ہوتا ہے۔ یہی سوچ کر انہوں نے کمبھ کرن کے لئے لمبی نیند سُلا دی اور تھا
اسے انہوں نے (رام چندر جی کے بانوں نے) ہمیشہ کے لئے سُلا دیا۔

کروڑوں بانروں کی سپاہ میں اور بھی نہ معلوم کتنے راکشس گھر کر نشٹ ہو گئے کٹے ہوئے راکھشسوں کے خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ راکھشسوں کی اتنی ہتیا ہو چکنے پر راون پھر یدھ کرنے کے لئے گھر سے نکلا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ آج یا تو راون ہی اس سنسار سے سدا کے لئے کوچ کر جائے گا یا رام ہی۔ اس وقت دیوتاؤں نے دیکھا۔ کہ رام چندر تو پیدل کھڑے ہیں۔ مگر راون رتھ پر سوار ہے۔ یہ بات انہیں کھٹکی۔ اس لئے اندر نے پیلے رنگ کے گھوڑے جُتا ہوا اپنا رتھ اُن کی سواری کے لئے بھیج دیا۔ ایک لمحہ میں وہ دیبتی رتھ رام چندر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اندر کے سارتھی ماتلی کے سہارے رام چندر جی اس پر سوار ہو گئے۔ رتھ کے ساتھ اندر کا کوچ بھی ماتلی لایا تھا۔ اسے اس نے رام چندر جی کو پہنا دیا۔ اس کوچ کو پہن کر رام چندر جی راون سے یدھ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

رام چندر اور راون دونو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے رام نے راون کو دیکھا اور راون نے رام کو۔ اپنا اپنا پراکرم دکھانے کا موقعہ بہت دنوں کے بعد آنے سے رام راون کا یدھ سپھل سا ہو گیا ارتھات دو میں سے ایک کی ہار ہونے سے اس کا انجام معلوم ہونے کا موقعہ آگیا۔ راون کے بیٹے بھائی بند اور فوجی افسر وغیرہ سب مر چکے تھے۔ پس اگرچہ وہ اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ اس کے پاس شریر رکھشک بھی نہ تھے۔ تو بھی اپنے ہاتھوں اور سروں کی کثرت سے وہ اپنی راکشسی ماتا کے بنس کے انیک راکھشسوں سے گھرا ہوا سا معلوم ہوا۔

کوبیر کے چھوٹے بھائی راون کو دیکھ کر رام چندر جی نے من میں کہا یہ تو تینوں لوکوں کا جیتنے والا ہے۔ اپنے سر کاٹ کاٹ کر اس نے پھول کی طرح مہادیو جی پر

چڑھائے ہیں ۔ کیلاش پربت تک کو ایک بار اس نے اٹھا لیا تھا ۔ یہ سچ مچ ہی بڑا شبہ زور ہے ۔ اس طرح من میں سوچ کر وہ بڑے خوش ہوئے انہوں نے کہا ۔ ایسے بلوان دشمن کو سامنے پا کر مجھے اب اپنا پراکرم دکھلانے کا اچھا موقع ملا ہے ۔

جنگ چھڑ گیا ۔ پہلا وار راون نے کیا ۔ پھڑک کر سیتا کے ملنے کی خبر دینے والی رام چندر کی داہنی بھجا پر اس نے بڑے غصے میں بھر کر ایک بان مارا ۔ وہ نشانے پر لگ کر اندر گھس گیا ۔ رام چندر نے راون سے اس کا بدلہ فوراً ہی لے لیا ۔ انہوں نے بھی ایک تیز بان چھوڑ کر راون کی چھاتی پھاڑ کر زمین میں دھنس گیا ۔ وہ اتنے زور سے چھوٹا تھا کہ راون کی چھاتی پھاڑ کر زمین پھاڑتا ہوا پاتال تک جا پہنچا ۔ اور ناگوں کو رام چندر جی کی فتح کی خوشخبری جا سنائی ۔ راون نے پاتال نواسی ناگوں کی بھی بہو بیٹیاں ہر لی تھیں ۔ اس لئے راون کی چھاتی پھاڑے جانے کی خبر واقعی ان کیلئے دلخوش کن تھی ۔ اس طرح رام چندر اور راون نے باہم ایکدوسرے پر وار کر کے فتح پانے کی جی جان سے کوشش شروع کر دی ۔ آہستہ آہستہ ان کا کرودھ بہت ہی بڑھ گیا ۔ کبھی راون پراکرم میں بڑھ جاتا اور کبھی رام ۔ باہم لڑنے والے دو متوالے ہاتھیوں کے درمیان دیوار کی طرح وجے لکشمی کبھی تو راون کی طرف جھکتی اور کبھی رام کی طرف ۔ دونو کے درمیان وہ جھولے کی طرح جھولنے لگی ۔ جب راون رام پر چوٹ کرتا تو راکشس اس پر پھولوں کی بارش کرتے اور اسی طرح جب رام راون پر وار کرتے ۔ تو دیوتا ان پر پھول برساتے ۔ مگر ان دونو یودھاؤں کی بان برشا سے ہونے والی وہ پشپ ورشا برداشت نہ کی گئی ۔ اس لئے انہوں نے اس پشپ ورشا کو بیچ ہی میں روک دیا ۔ مطلب یہ کہ رام اور راون کے بانوں نے باہم مل کر ایسا چھت سا بنا دیا ۔ کہ وہ پھول نیچے گرنے ہی نہ پائے ۔

کچھ دیر بعد راون نے رام چندر پر لوہے کی کیلوں سے جڑی ہوئی شت گھنی نامی گدا لاٹھی کی طرح چلائی۔ دیوتوں کو اس استر سے بڑی بڑی آشائیں تھیں مگر رتھ تک پہنچنے کے پہلے ہی رام چندر نے اسے اپنے نیم ہلالی بانوں سے کیلے کی طرح بآسانی کاٹ گرایا۔ پھر انہوں نے راون پر چھوڑنے کے لئے کبھی عبث نہ جانے والا برہم استر اپنے دھنش پر رکھا۔ دھنردویا میں رام چندر جی سچ مچ ہی لاثانی تھے۔ دھنش سے چھوٹنے پر آکاش میں اس چمچماتے ہوئے استر کا منہ دس حصوں میں بٹ گیا۔ منتر پڑھ کر چھوڑے گئے اس برہم استر نے پلک مارتے مارتے راون کے دسوں سر کاٹ کر زمین پر گرا دئے۔ اس لئے یہ کام اتنی پھرتی سے کر دکھایا کہ راون کو سر کٹ جانے کا کشٹ تک نہ اٹھانا پڑا۔ اس کو معلوم ہی نہ ہوا۔ کہ کب اس کے سر کٹ کر زمین پر گر پڑے۔

راون کے کٹے ہوئے سر زمین پر پڑے ہوئے دیکھ کر دیوتاؤں کو اس کے مارے کا پورا پورا یقین نہیں ہوا۔ وہ ڈرے کہ ایسا نہ ہو۔ یہ سر پھر جڑ جاویں۔ آہستہ آہستہ دیوتاؤں کا شک دور ہو گیا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ راون اب جیتا نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے رام چندر جی پر سگندھت پھولوں کی برشا کی۔ ان منوہاری مہا سگندھت پھولوں کی بارش کو دیکھ کر بھنوروں نے دگپالوں کے ہاتھیوں کی کنپٹیاں چھوڑ دیں۔ اپنے پنکھوں کو مد چپکائے ہوئے وہ پھولوں کے پیچھے پیچھے دوڑے۔ اند سگندھی کے ساتھ رام چندر جی کے سر پر آ پہنچے۔

دیوتاؤں کا کام ہو چکا دیکھ کر رام چندر نے دھنش سے فوراً ہی پرتنچہ اتار لیا۔ تب اندر کا سارتھی ماتلی ان کے سامنے حاضر ہوا۔ اس نے پرارتھنا کی۔ دیو۔ آگیا ہو تو میں اپنے سوامی کا رتھ لے جاؤں۔ رام چندر نے اسے رتھ

واپس جانے کی آگیا دے دی۔ تب وہ ہزار گھوڑے جتے ہوئے اس رتھ کو لے کر آپ آکاش کی طرف روانہ ہوگیا۔

ادھر سیتا جی نے اگنی پریکھشا سے اپنی شدھتا پرگٹ کر دی۔ اس لئے رام چندر جی نے اپنی پیاری پتنی کو سویکار کر لیا۔ پھر اپنے پیارے متر وبھیشن کو لنکا کا راجیہ دے کر اور سیتا لکشمن اور سگریو کو ساتھ لے کر اپنے زور بازو سے جیتے ہوئے سب سے سریشٹ وِمان پر سوار ہو کر انہوں نے ایودھیا کی طرف مراجعت کی۔

مقدمہ ہندو جاتی بنام سری کرشن

میں

نویدن از بھنڈاری

پیارے ناظرین! آپ نے رسالہ مارتنڈ ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۹ء میں نظر ثانی مقدمہ کے بعد نویدن ایڈیٹر جی مطالعہ کیا ہوگا۔ اور میری طرح آپ اسی نتیجہ پر پہنچے ہونگے کہ ایڈیٹر صاحب نے نہایت کڑوے مگر پریم بھرے شبدوں میں نویدن کیا ہے۔ جو شاید اپنے آپ کو ہندو جاتی سے باہر سمجھتے ہیں یا اُچیہ کوٹی کے بھگتوں میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو مقدمہ کی روئداد بھول گئی ہے کہ کیوں اور کس لئے یہ پرپنچ رچا گیا۔ جو صاف طور پر پمفلٹ کے شروع میں

لکھا گیا ہے کہ ہندو جاتی سے گورو (فخر) کو پُنر جیونت کرنا ہی اس کا منتہائے مقصود ہے اور وہ دلچسپ پیرایہ میں کیونکہ ہندو جاتی میں رسومات **شادی غمی میں نمود و شہرت** تو عرصہ دراز سے گھر کر چکی تھی۔ اب **دان** اور **بھگتی میں بھی** اس نامراد مرض نمود و شہرت کے جراثیم داخل ہو چکے ہیں اور بھگتی صرف ڈھونگ رچانے یا لمبی تقریر کرنے میں سمجھی جانے لگی ہے اور اس مرض کا علاج اس مفرح دوائی سے کرنا پسند کیا گیا ہے۔ جس کو اڈیٹر صاحب نے بھی دلپذیر سمجھا۔ کیونکہ بھگتی جیسے خشک مارگ پر چلنے کو ہر ایک آسانی سے تیار نہیں ہوتا۔

اور اڈیٹر جی کو **درس تدریس** سے واسطہ نہیں پڑا۔ ان کو یہ خیال ہی نہیں کہ مبتدی کو تعلیم دینے کا طریق اول ہوتا ہے یعنی ابجد سے مرکب الفاظ۔ پھر جملے اور پھر مسلسل عبارت وغیرہ مدارج طے کرانے ہوتے ہیں۔ اور جب جگیاسو مڈل یا ہائی درجہ تک پہنچ جاتا ہے تب مشکل کتب اور مضمون اس کو سکھائے جاتے ہیں یعنی سبق دینے کے لئے آج کل مبتدیوں کے لئے نئے نئے طریق ایجاد ہو رہے ہیں۔ مگر ہمارے اڈیٹر جی اپنے تمام خریداروں کو اور دوسرے ناظرین رسالہ کو بھگتی **مارگ** کے گرو یجاپت خیال کر کے شروع ہی میں نارد۔ پرہلاد وغیرہ اور جیسے کوٹی کے بھگت بنانے کا خیال کرتے ہیں جو محال ہے۔ جس طرح پہلے مبتدی کو دلچسپ کہانیوں سے بہلا کر مائل تحصیل علم کیا جاتا ہے۔ ویسے ہی ہندو جاتی کے افراد کو بھولے ہوئے سبق کو دہرانے کی خاطر طریق اختیار کیا گیا۔ چونکہ میں تو بھگتی مارگ میں ابھی مبتدی بھی کہلانے کے یوگیہ نہیں ہوں۔ ہاں میرے مہربان لالہ خوشی رام جی عرائض نویس اور مسٹر اے۔ آر۔ کندرا۔ ایل۔ ایل۔ بی ترنتارن بڈاخ کہہ چکے ہیں۔ انہوں نے اس کو سرانجام دینا قبول کیا اور اپنا اپنا فرض نہایت عمدگی سے سرانجام دیا۔ جس کو کمال مہربانی سے اڈیٹر صاحب نے اپنے رسالہ میں شائع کر کے ہندو جاتی پہ احسان کیا۔ پہلے یہ غرضی دعوے ۱۹۳۵ یا ۱۹۳۳ء میں شریمان

خوشی رام جی نے جنم اشٹمی کے موقعہ پر پڑھ کر سنایا۔ جس کو عام جنتا نے پسند کیا اور چھپوانے کے لئے زور دیا۔ مگر کئی وجوہات سے وہ چھپوا نہ سکے۔ میں نے جولائی ۱۹۳۸ء میں ان سے وہ لکھ کر اگست ۱۹۳۸ء کے کرشن نمبر میں شائع کرایا۔ مگر جب میں اپنے گھر جنم اشٹمی پر آیا۔ تو افسوس میں بھگوان کی لیلا پر کچھ کہنے کی تیاری کی خاطر مارتنڈ کرشن نمبر کی فائل اٹھائی۔ تو ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء کے مارتنڈ میں صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳ پر اچانک عنوان نظر آیا (مقدمہ ہندو جاتی بنام شری کرشن مقدمہ ع۱ بعدالت شری وشنو بھگوان ماخوذ از سپورٹسمین) میں حیران رہ گیا۔ کہ مضمون عرضی دعوے تھوڑے سے تغیر سے قریباً ایک ہی تھا۔ اب خیال آیا۔ کہ ہمارے ہندو جاتی کے ہیتیشی سٹریان پرمارتھی جی نے بھگوان پر دعوے دائر کر کے پاکرا کے پھر کیوں چھوڑ دیا یا تو پھر سپورٹسمین کا پرچہ نہیں ملا۔ جس میں اس مقدمہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہوگا۔ یا وہ خود پرستار تھے ہی ہو کر رہ گئے۔ مگر میرے مہربانوں نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہندو جاتی کو خبردار کرنا منظور تھا۔ کیونکہ وہ **سچے ہیتیشی اور بھگت ہیں نہ کہ نقلی اور ڈھونگی** بھگت اور سچا دوست یا خیر اندیش وہ ہوتا ہے جو دوست کے نقص اور کمزوریاں اس پر ظاہر کرے۔ اس لئے سٹریان اے۔ آر۔ جی نے جہاں تک ہو سکا۔ ہندو جاتی کی کمزوریاں بھگوان کی طرف سے وکالت کر کے عیاں کیں۔ اسی کے اثر سے متاثر ہو کر نظر ثانی میں ہندو جاتی کی طرف سے اعتراف کیا گیا تھا۔ جس پر آخری مرحلہ پر ایڈیٹر جی کو ہندو جاتی پر ناواجب ریمارک کرنے کی سوجھی۔ جن کو ہندو جاتی ان کو واپس دیکر نویدن کرتی ہے کہ پشچاتاپ کرنا بہادروں کا ہی کام ہے اور بھگوان کے سچے انیائی ہی کر سکتے ہیں اور یہی مارگ بھگوان پراپتی کا ہے۔ جس پر دوسرے نمبر میں مفصل لکھا جائیگا اور سچے اور ڈھونگی بھگتوں تپیشروں سنیاسی۔ ویراگی کی پہچان اور اوصاف

اور اُشدھ آچار (چلن) پر لکھ کر مقدمہ کا ڈراپ سین ہوگا۔ امید ہے کہ ناظرین ان کو پڑھ کر محظوظ ہونگے۔ اور ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر پھر پرہلاد۔ دھروو نرسی جی کے جیون چرتروں کا مطالعہ کر کے بھگتی مارگ پر قدم رکھیں گے اور بھگوان کے سچے پتر کہلانے کے یوگیہ ہونگے۔ جب پتا پتر پر پرسن ہوگیا تو پھر بھگت کا درجہ ملنا مشکل نہیں ہوتا۔ ناظرین شوق سے انتظار فرماویں۔

سب کا چرن سیوک
"بھنڈاری"

انگور

پھلوں میں انگور کا نام مشہور ہے۔ یہ بھارت میں پیدا ہوتا ہو۔ مگر دوسرے دیشوں سے بھی زیادہ آتا ہے۔ بدیشوں سے جتنے بھی پھل آتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ انگور ہی آتا ہے۔ بھارت کی مختلف زبانوں میں انگور کے الگ الگ نام ہیں۔ مگر صرف ہندی میں بھی اس کے کئی نام ہیں یا یوں کہیں۔ کہ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ کشمش۔ منقےٰ۔ انگور۔ بدانہ وغیرہ

انگور کشمیر۔ پنجاب۔ بلوچستان میں کوئٹہ وغیرہ میں بہت پیدا ہوتا ہے۔ انگور کی پیداوار اونچے مقاموں میں ہی ہوتی ہے۔ مگر کشمیر کا انگور سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ انگور دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو دانہ دار اور دوسرا بنا دانے کے بنا دانے کے انگور سوکھ کر کشمش بن جاتا ہے اور دانے دار انگور سوکھ کر داکھ ہو جاتا ہے۔ اس طرح کشمش داکھ۔ منقےٰ اور انگور ہیں عموماً ایک

ہی گن ہوتا ہے۔ انگور تازہ کھانے میں بڑا ہی لذیذ اور رُچی کارک ہوتا ہے۔ اس کا رس میٹھا اور لابھ کاری ہوتا ہے۔

عام لوگوں کا وشواس ہے کہ انگور کھانے سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے۔ مگر یہ وشواس غلط ہے۔ انگور سے جسم میں طاقت نہیں بڑھتی۔ بلکہ اس کے رس سے جگر شدھ ہوتا ہے۔ اور اس سے جسم کی تندرستی میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے انگور کے ذریعے بھوک بڑھتی ہے۔ انگور کے کھانے سے جسم میں خون بڑھتا ہے۔ خون شدھ ہو کر باقاعدگی سے دورہ کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے کسی کو نقصان نہیں ہوتا۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک سبھی بڑی رغبت کے ساتھ انگور کھاتے ہیں۔ اس سے صحت بڑھتی ہے۔ جسم سندر بنتا ہے۔

انگور سے کھانے کی کئی چیزیں بنتی ہیں۔ اس کا مربہ بنتا ہے۔ جو بڑا لذیذ اور طاقتور ہوتا ہے۔ کھانے میں ہاضم ہوتا ہے۔ انگوروں کا شربت بنایا جاتا ہے۔ یہ شربت ٹھنڈا اور خون بڑھانے والا ہوتا ہے۔ جسم کی جلن کو مٹاتا ہے۔ بدن پر ہر وقت پھرتی رہتی ہے۔ چہرہ ہر وقت ہنستا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ انگوروں سے شراب تیار کی جاتی ہے۔ یہ سب شرابوں سے اچھی ہوتی ہے۔ انگوروں کی چٹنی بھی بنائی جاتی ہے۔ یہ بڑی ذائقہ دار اور لذیذ ہوتی ہے۔ اس کیساتھ کھانے سے دیگر خوردنی اشیا بھی لذیذ بن جاتی ہیں۔ کھانا ہضم ہو کر پھر جلد ہی بھوک لگتی ہے۔

جسم کے پالنے میں انگور سے بڑھ کر اور کوئی پھل نہیں ہے۔ جہاں پر یہ پیدا ہوتا ہے۔ وہاں پر گویا انسانی زندگی کیلئے امرت پیدا ہوتا ہے۔ بنا موسم کے جو انگور ملتا ہے وہ بھاو میں بہت تیز ہوتا ہے۔ مگر فصل پر انگور سب جگہ قریب سستا ہو جاتا ہے۔

فوائد - پکا ہوا انگور کچھ دستاور ہوتا ہے - یہ ٹھنڈا اور آنکھوں کے لئے ہتکاری ہوتا ہے - اس سے آواز صاف ہوتی ہے - اس کا سواد میٹھا منوہر اور رُچی کارک ہوتا ہے - اس کے کھانے سے مل موتر صاف ہوتا ہے ویریہ بڑھتا ہے - ذرا کف پیدا کرتا ہے - جسم کو طاقت دیتا ہے پیاس اور بخار کو شانت کرتا ہے - مُوتر کرچھر - رکت پت کو مٹاتا ہے - مدہ اور داہ کو مٹاتا ہے -

کچا انگور بھاری اور کھٹا ہوتا ہے - رکت پت پیدا کرتا ہے - کڑا اور کچھ کچھ گرم ہوتا ہے - رُچی کارک ہوتا اور اگنی کو بڑھاتا ہے -

انگور کھانے میں میٹھا کچھ کھٹائی لئے ہوتا ہے - پیاس اور رکت پت کو مٹاتا ہے - تکان کو دور کرتا ہے - کھانے سے سیری ہوتی ہے - جسم پشٹ ہوتا ہے -

انگور دھات کو بڑھاتا ہے - شوش (سوکھے) کو مٹاتا ہے - پیاس کو ہرتا ہے - وات کو دُور کرتا ہے - قے کو شانت کرتا ہے - ویریہ کو پیدا کرتا ہے - بخار اور کف کو دُور کرتا ہے - مل کو شدھ کرتا ہے -

کچھ جگہوں کا انگور میٹھا اور کچھ کا کھٹا ہوتا ہے - کسی کھشار کے ساتھ کھانے سے پت وات اور کف کو مٹاتا ہے - خون سے پیدا ہوئے روگوں کی جلن اور شوش کو مٹاتا ہے - دمہ اور کھانسی کو مفید ہے - ہردے (دل) کے لئے ہتکاری ہے - انگور کے کھانے سے ویریہ بڑھتا ہے - آتما کو شانتی ملتی ہے - تکان اور جلن مٹتی ہے -

کشمش کھانے میں مدھر اور شیتل ہوتا ہے - ویریہ کو بڑھاتی ہے - رُچی پیدا کرتی ہے - ذرا کھٹی ہوتی ہے - دمہ کھانسی - بخار اور ہردے کی پیڑا

میں فائدہ کرتی ہے

پیاس روکنے کے لئے بخار میں جب پیاس زیادہ ہوتی ہے اور پانی پینے سے شانتی نہیں ہوتی۔ تو کالی مرچ اور نمک کے ساتھ منقےٰ دینے سے پیاس رُک جاتی ہے۔

قبض میں جب کسی مریض یا کمزور آدمی کو قبض کی شکایت ہو۔ اور اُسے دست نہ آتا ہو۔ اس حالت میں اس کی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے اس کو کوئی جلاب نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے منقےٰ کھلا کر اوپر سے دودھ پلا دیا جاتا ہے یا دودھ میں منقےٰ کو کچھ دیر تک پکا کر وہ دودھ پلا دیا جاتا ہے۔ اس سے پیٹ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور دست بھی صاف ہو جاتا ہے۔

انگور کا مُربّہ دُھلے ہوئے انگوروں کو بانس کی بہت پتلی تیلیوں سے چھید ڈالتے ہیں اور اس کے بعد شکر کی چاشنی میں ان انگوروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انگور کا مربہ بناتے وقت اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے کہ انگور گل نہ جاویں۔

انگور کی چٹنی اس کی چٹنی بڑی سندر اور لذیذ ہوتی ہے۔ اس کے بنانے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ انگور کو پیس کر اس میں زیرہ کالی مرچ۔ پودینہ اور نمک ملا دیا جاتا ہے

سنت سماگم

سنت نامدیو جی

نام مہما

تت گہن کو نام ہے بھج لیجئے سوئی
لیلا سندھ اگادھ ہے گتی لکھے نہ کوئی (۱)

کنچن میرو سمیرو۔ ہئے گج دیجے دانا
کوٹی گئو جو دان دے ناہیں نام سمانا (۲)

جوگ جگ تے کما سرے۔ تیرتھ برت دانا
او سئے پیاس نہ بھاگی ہے۔ بھجیئے بھگوانا (۳)

پوجا کر سادھو جن ہیں۔ ہری گو برن دھاری
ان تے گوبند پائیے وہ پراو پکاری (۴)

ایک من ایکے دسیا۔ ایکے برت دھر لیے
نامدیو نام جہاز ہے۔ بھو ساگر تر لیے (۵)

ترجمہ۔ تت ارتھات تتو (اصلیت) کو پانے کے لئے نام جپ ہی سب سے اُتم ساوہن ہے اسی کو بھجنا چاہیئے۔ ورنہ بھگوان کی لیلا (یہ سرشٹی) تو بحر ناپیدا کنار ہے۔ اس کی گتی بھلا کون جان سکتا ہے؟ مطلب یہ کہ سنسار اور سنساری وستو

میں بھٹکنے سے گتی نہیں ہوگی ۔ گتی جب ہوگی ۔ تب نام جپ سے ہی ہوگی (۱) میرو سمیرو پہاڑ جتنا سونا اور گھوڑے ہاتھی دان میں دیجئے ۔ کروڑوں گئووں کا دان کیجئے ۔ مگر یہ سب مل کر بھی نام جپ کے برابر نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ دان سے مکتی نہیں ملتی ۔ مگر نام جپ سے مکتی مل جاتی ہے (۲) یوگ یگیہ تیرتھ برت اور دان سے کیا بنتا ہے ؟ کہیں شبنم سے بھی پیاس بجھی ہے ؟ اس لئے ہے بھائیو! ان چھوٹے سادھنوں کو چھوڑ کر بھگوان کا بھجن کرو ۔ (۳) سادھو مہاتماؤں کی پوجا کرو جو ہری کے پرن دھاری ہیں ۔ ارتھات جنہوں نے ہری نام کا پرن لیا ہوا ہے ۔ اُن سے گوبند کو پاؤ گے ۔ وہ سادھو مہاتما بڑے پراوپکاری ہوتے ہیں (۵) ایک ہی من ہے ۔ اسے ایک ہی سمت اور ایک ہی برت میں لگانا چاہیئے ۔ نامدیو جی کہتے ہیں ۔ کہ نام رُوپی جہاز ہے ۔ اس میں بیٹھ کر بھو ساگر کو پار کرنا چاہیئے ۔ یہی سہل ترین سادھن ہے

بھجن ۲ ۔ بھگت نامدیو جی

ایک انیک ویاپک پُورن ۔ جت دیکھوں تت سوئی
مایا چِتر وچِتر وموہت ۔ برلا بُوجھے کوئی (۱)
سب گوبند ہے سب گوبند ہے گوبند بن نہیں کوئی
سُوت ایک منی ست سہس جیس ۔ اوت پوت پربھ سوئی
جل ترنگ اُرو فین بُدبُدا ۔ جل تیں بھِن نہ ہوئی

ہے پرپنچ پرمیشور کی لیلا۔ وچترت ان ستھ ہوئی (۳)
متھیا بھرم ارو شوپن منورتھ۔ ستیہ پدارتھ جانا
شکھیت منسا گورو اپدیشی۔ جاگت ہی من مانا (۴)
گھٹ تام دیوہری کی رچنا۔ دیکھ ہردے وچاری
گھٹ گھٹ انتر سرب نرنتر۔ کیول ایک مراری (۵)

بڑا اچھا سندر بھجن ہے۔ مطلب بھی صاف ہے۔ پھر بھی ترجمہ کئے دیتے ہیں۔ پرمیشور ایک ہی انیک ہو کر سب میں بھرپور ہو رہا ہے۔ وحدت ہی کثرت میں کھیل رہی ہے۔ اس لئے جدھر دیکھتا ہوں۔ ادھر وہی نظر آتا ہے۔ یہ جو رنگ برنگ لیا ہے۔ وہی موہ میں ڈالی کہ سب دیا کہ پربھو کو بھلا دیتی ہے۔ اس بات کا گیان نشا دونا ہی کسی کو ہوتا ہے اور کسی کو ہو جاتا ہے۔ وہ پربھو ہی ہو جاتا ہے۔ ناسنسار میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے۔ میں انکار کرتا ہوں کہ سب گوبند ہے۔ سرو کھلو ادم برہم۔ یہ شرتی ہے۔ گوبند کے بنا کچھ بھی نہیں ہے۔ جیسے ایک ہی دھاگا ہوتا ہے اور اس میں سات سو موتی پروئے رہتے ہیں۔ ویسے ہی وہ پربھو ہی سرو تر بھرپور ہے (۲) پانی کی لہر۔ جھاگ اور بلبلے وغیرہ پانی سے الگ نہیں ہوتے۔ پانی ہی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی یہ پرپنچ (سنسار) پربھو کی لیلا ہے کوئی دوسرا نہیں وچر رہا ہے جب پرمیشور کے سوا دوسری کوئی ہستی ہی نہیں ہے۔ تب جگت روپ میں بھی برہم ہی وچر رہا ہے۔ یہی ماننا چاہیئے۔ (۳) ستیہ پدارتھ ارتھات پربھو کو جب جان لیا تب سارے بھرم جھوٹے ہو گئے اور سارے منورتھ مانند خواب (متھیا) ہو گئے۔ (۴) شدھ من۔ گورو کے اپدیش سے جب جاگا۔ تو مان گیا کہ برہم ہی ستیہ ہے

اور جگت پربھا ستا ہے۔ سو ستیا ہے (۴) نام دیو جی کہتے ہیں۔ کہ ہری کی رچنا کو ذرا ہردے میں وچار کر دیکھو۔ گھٹ گھٹ میں اور سب میں متواتر ایک ہی مراری (پرماتما) ہی دیا پک ہو رہا ہے۔

سنت کبیر صاحب کا ایک ریختہ

سکھ سندھ کی سیر کا سواد تب پایئے۔ چاہ کا چوترا بھول جاوے
بیج کے ماہیں جیوں پرچھو وستار۔ یوں چاہ کے ماہیں سب روگ آوے
در ڑھ ویراگ میں ہوئے آرودھ من۔ چاہ کے چوترے آگ دیجے
کہیں کبیر یوں ہوئے نرواسنا تتا سے رہتا ہوئے کاج کیجے

۱ آسنا　　　　۲ درخت

پربھو کی کرپالتا

(سنت دولن داس جی)

جب گج ارودھ نام گوہرایو　　　۱ پکارا
جب لگ آوے دوسرا چھر (۱) تب لگ آپ ہی دھایو
پائیں پیادے بھجے کرونا مئے　　　گرڑ آسن بسرایو
دھائے گجند گود پربھو لینو (۲) اپنی بھگتی درڑھایو
میراں کو وش امرت کینو　　　دل شوبھا جگ چھایو

نامد ہو بہت کارن پہ پُھو تم (۲) مرتک گاتے جیبا پہ (۳)

بھگت ہت تم جگ جگ جنمیو تم ہیں سدا یہ بھایو

پل پل ڈولن داس نام کی (۴) نام ہیں تے چت لایو (۴)

ترجمہ

جب گجیندر نے (ہر) آدھے نام سے ہی پکارا ۔ جب تک دوسرا حرف (ی) زبان پہ آوے ۔ تب تک تو آپ دوڑ کر پہنچ بھی گئے (۱) دیا ساگر بھگوان پیادے پاؤں ہی دوڑے ۔ گرڑ کی سواری بھی بھول گئے ۔ پربھو نے دوڑ کر گجیندر کو گود میں لے لیا اور گراہ سے اس کی رکھشا کر کے اپنی بھگتی میں پختہ کیا ۔ (۲) میراں کے زہر کو پربھو نے امرت کر دیا ۔ جس کا بہت ہی نرمل سندر یش چھپا رہا ہے نہ چھپے ہی ہے پربھو! نام دیو کے لئے آپ نے مردہ گائے میں جان ڈال دی (۳) ہے پربھو! بھگتوں کے لئے تم نے یگ یگ میں اوتار لیا ۔ بھگتوں کی رکھشا کا کام تو تمہیں سدا ہی بھاتا ہے ۔ ڈولن داس بھی آپ کے نام پہ بار بار بلہاری (قربان) جاتا ہے ۔ اس لئے آپ کے نام میں ہی چت لگایا ہے ۔ اس کو بھی بیڑا پار ہو جائے ۔

اوم

گیان، دھیان، دھرم کرم، فلسفہ اور اخلاق کا بے نظیر گنجینہ
آنکھ جب کھلتی نہیں غفلت سے پھر کیا فائدہ! دیکھیو کب چلیگی پھر تو روزہ کا احسان کا!

مہرسی شیو برت لال جی ورمن ایم۔ اے مرحوم کی تازہ تصنیف!!

نیر اعظم

(منظوم)

یہ تصنیف مہرشی موصوف کی تصانیف کا نچوڑ ہے۔ گیان، دھیان، دھرم کرم، فلسفہ اور اخلاق کا بے نظیر گنجینہ ہے۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو جسم، دل اور روح کی حقیقت کو خوبصورتی کے ساتھ بیان کرتی ہوئی اصلیت تک پہنچانے کا اہتمام کرتی ہے۔ نظم اور نثر نہایت خوبصورتی سے باری باری چلتی ہیں۔ مصنف کے دکھوں سے پریشان جیو بلا شبہ اس میں دلی تسکین اور راحت (شانتی) کا سامان دیکھ پائیں گے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ علاوہ ازیں بلاک کی تصاویر۔ حجم ۳۳۲ صفحات۔ قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک۔

مہرسی شیو برت لال صاحب ورمن ایم۔ اے مرحوم کی دوسری تصنیف

تانا شاہ

(ناول)

قیمت صرف ۸ آنے

یہ عجیب و غریب ناول بابو شیو برت لال جی نے اپنے انتقال سے چند ماہ پہلے تحریر کیا تھا۔ اس ناول میں نقلی گورو ڈم کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔ ہر ایک حق پسند کو یہ ناول پڑھنا چاہیئے۔ جو پڑھینگے خوش ہونگے اور نقلی گورو ڈم سے بچیں گے۔ قیمت صرف آٹھ آنے

ملنے کا پتہ: رام لال ورما منیجر بار تند لمیٹڈ، اچھرہ، لاہور

حیرت انگیز انعامی اعلان

(۱) مہابھارت مکمل پانچوں جلد بالکل مفت یا زندگی بھر مارتنڈ مفت
جو سجن مارتنڈ کے پچیس گراہک بنائینگے پچیس گراہکوں کا چندہ وصول ہو جانے پر ہم ان کی سیوا
میں مہرشی ویدویاس کرت مکمل سنسکرت گرنتھ مہابھارت کا اردو ترجمہ جو کہ ہم نے آٹھ سال
کی سخت محنت اور عرق ریزی سے پانچ جلدوں (۱۰۰۰ صفحات کلاں) میں مکمل کیا ہے
اور جسکی قیمت رعایتی ؏ہے بالکل مفت نذر کرینگے (۲) یا ایسے سجن اگر مہابھارت نہ
لینا چاہیں تو ان سجنوں کے نام زندگی بھر کے لئے مارتنڈ مفت بھیجا جاویگا۔

(۲) چالیس روحانی و اخلاقی ٹریکٹ بالکل مفت۔ جو سجن مارتنڈ کے بارہ نئے
خریدار مہیا کرینگے ان کی خدمت میں چالیس روحانی و اخلاقی ٹریکٹ جن کا اشتہار مارتنڈ میں
چھپتا ہے قیمتی ایک روپیہ بارہ آنہ بالکل مفت نذر ہونگے۔ محصول ڈاک وغیرہ بھی ہم اپنی گرہ سے لگا دینگے یا
ایسے سجن کے نام دو سال کے لئے مارتنڈ بالکل مفت جاری کیا جاویگا

(۳) سال بھر کے لئے مارتنڈ مفت۔ جو سجن مارتنڈ کے چھ خریدار مہیا کرینگے۔ ان کی
خدمت میں سال بھر کے لئے مارتنڈ مفت بھیجا جاویگا۔ ایسے ہی تین خریدار بنانے والے
سجنوں کے نام مارتنڈ چھ ماہ کے لئے مفت جاری کیا جاویگا۔

(۴) پانچ روپیہ کی کتابیں بالکل مفت۔ جو سجن مارتنڈ کے پانچ خریدار بنائیں گے ان
کی خدمت میں مارتنڈ پستکالیہ کی پانچ روپیہ کی کتابیں جو وہ پسند فرمائیں گے۔ صرف محصول ڈاک ادا
کرنے پر مفت بھیجی جائینگی۔ چار خریدار بنا دینے پر محصول ڈاک بھی نہ لیا جاویگا

(۵) مارتنڈ کے چھ سالہ [illegible] نمبر یا چھ سالہ کرشن نمبر مفت۔ جو سجن مارتنڈ کے تین
نئے خریدار مہیا کریں گے۔ ان کی خدمت میں مارتنڈ کے گذشتہ چھ سالہ [illegible] نمبر یا چھ سالہ کرشن نمبر

ان میں سے جو لینا چاہیں بالکل مفت لینے کے حقدار ہوں گے۔ محصول ڈاک بھی ہم اپنی گرہ سے دینگے۔ اگر ایسے سجن چھ سالہ ٹلی نمبر یا چھ سالہ کرشن نمبر دونو لینا چاہیں تو ایک کی آدھی قیمت چارج کی جاویگی۔

(۶) ہارتنڈ ۱۹۲۴ء و ۱۹۲۵ء کی فائلیں مفت۔ جو سجن ہارتنڈ کا ایک خریدار مہیا کرینگے ان کی سیوا میں فائل ہارتنڈ ۱۹۲۵ء جنوری پرچہ بالکل مفت بھیجی جاویگی۔ محصول ڈاک ہم اپنی گرہ سے دینگے لیکن خریدار کو فیس رجسٹری کے ۳ روپیہ دینے ہونگے ورنہ ان رجسٹرڈ پیکٹ بھیجا جاویگا۔ اسی طرح دو خریدار بنانے والوں کو ۱۹۲۴ء و ۱۹۲۵ء کی دونو فائلیں مفت دی جاوینگی۔

(۷) نقد انعام۔ جو سجن کتابوں کی صورت میں انعام نہ لینا چاہیں۔ وہ فی خریدار آٹھ آنہ کے حساب سے نقد انعام لے سکتے ہیں۔ پانچ خریدار بنانے پر تین روپیہ۔ دس خریدار بنانے پر ساڑھے چھ روپیہ اور بیس خریدار بنانے پر ساڑھے تیرہ روپیہ انعام دیا جاویگا۔ اس میں میعاد کی کوئی قید نہیں۔ جس وقت چاہو۔ خریداران کی مقررہ میعاد پوری کر کے انعام لے لو۔

انعام کے متعلق نہایت ضروری نوٹ

مندرجہ بالا انعام شرائط پہلے پوری کر دینے پر جس وقت چاہیں۔ انعامی کتب طلب کر لیں (۱) پہلے انعام از قسم مہابھارت مکمل کے مفت لینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے ہمیں بذریعہ خط مطلع کریں کہ آپ ایک مقررہ میعاد کے اندر پچیس خریدار بنا دیں گے۔ آپ کا خط آنے پر ہم آپکے اقرار نامہ کی تکمیل خود بھیج دینگے کہ آپ کی طرف سے پچیس خریداروں کا چندہ وصول ہو جانے پر مکمل مہابھارت بالکل مفت بھیج دی جاویگی۔ (۲) انعام کے حقدار صرف خریدار بنانے والے سجن ہونگے خریدار بننے والوں کو کوئی انعام نہیں ملیگا۔ وہ آگے نئے خریدار مہیا کر کے انعام لے سکتے ہیں۔ اس طرح انعام کا سلسلہ آگے چلتا جانا چاہیئے۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر ہارتنڈ پستکالیہ چمگڑھ محلہ انارکلی لاہور

بڑھادی ہے۔ مگر ہم نے اپنے ناظرین کے فائدہ کے لئے وہی قیمت رکھی ہوئی ہے

جو گذشتہ سالوں میں تھی

قیمت چندراودے مکردھوج

قیمت چندراودے مکردھوج ایک ماہ کی خوراک درجہ اول ۲۴/	درجہ دوم	۱۴/
" " " دو ماہ " " " ۴۶/	"	۲۷/
" " " تین ماہ " " " ۶۸/	"	۴۰/

قیمت شری مدنانند مودک

قیمت شری مدنانند مودک ایک ماہ کی خوراک	صرف دو روپے
" " " دو ماہ	تین روپے آٹھ آنے
" " " تین ماہ	پانچ روپے (۵ روپے)

نوٹ:۔ چندراودے مکردھوج درجہ اول میں سونے اور کستوری کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ بس یہی درجہ اول اور درجہ دوم میں فرق ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ درجہ اول زیادہ مفید ہے اور امیروں کے لئے ہے مگر درجہ دوم بھی کچھ کم مفید نہیں ہے۔ اس لئے عام طور پر درجہ دوم ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اس لئے سرب سادھارن سجن درجہ دوم ہی منگوا کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کامل فائدہ کے لئے سردیوں کے تین ماہ ان لاثانی ادویات کا ضرور استعمال کرنا چاہیئے جس سے سارا سال طاقت اور تندرستی بنی رہتی ہے۔

ملنے کا پتہ

رام لال منیجر مارتنڈ اوشدھالیہ برانچ حسنگر محلہ انارکلی لاہور

عورتوں کی ہر قسم کی کمزوری کے لئے تریاق

سپاری پاک اصلی

یہ دوائی مستورات کے پردر رنگ (سفید پانی) آنا کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ اور کمر کے درد کو دور کرتی ہے۔ اگر حمل کے دنوں میں اس کا استعمال کرایا جائے۔ تو رحم کو طاقت دیکر حمل کو برقرار رکھتی ہے۔ مرد بھی بند ہیج کے لئے اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ مرد اور عورت دونو کے کام کی چیز ہے۔ ہم نے شاستراکول کوئی پچاس ادویات ڈال کر اصلی سپاری پاک بنایا ہے۔ ہر ایک کو منگوا کر خود استعمال کرنا اور اپنے گھر کی دیویوں کو استعمال کرانا چاہیئے۔ ترکیب استعمال دوائی کے ساتھ بھیجی جاتی ہے۔
قیمت ایک سیر چھ روپے۔ آدھ سیر تین روپے ایک پاؤ ۱۲/ نمونہ آدھ پاؤ ۱۱/

دانتوں کا خوشبودار منجن

تندرستی کا دارومدار دانتوں کی مضبوطی پر ہے۔ اس خوشبودار منجن کو ہر روز استعمال کرنے سے دانت مضبوط رہتے ہیں۔ مسوڑوں کی سوجن۔ چھالے۔ دانت کا درد۔ پیپ اور خون نکلنے وغیرہ کو فائدہ دیتا ہے۔ قیمت ایک پیکٹ صرف آٹھ آنے تین پیکٹ ۱/۴

ملنے کا پتہ:- مینجر ہارمنڈ آوشدھ پراچہ چنگڑ محلہ لاہور

شدھ شلاجیت

شدھ شلاجیت کے گُن وید ہی نہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ یہ پیشاب کی امراض کے لئے اکسیر ہے۔ گردہ مثانہ طحال اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔ اس کے متواتر استعمال سے جسم میں کوئی بیماری نہیں رہتی۔ مگر شلاجیت اصلی ہونی چاہیئے جو کچھ ہی پہاڑوں کی دراڑوں سے نکلتی ہے۔ جب پہاڑ سورج بھگوان کی تیز کرنوں سے تپتے ہیں تب اُدکر بہتی ہے یہی سورج تاپی شلاجیت ہے۔ اس میں شاستروکت سبھی گُن ہوتے ہیں۔

ان پتھروں کو کھود کر اگنی سے گرم کریں۔ تب بھی شلاجیت پگھل کر نکلتی ہے مگر اتنی پربھاوشالی نہیں۔ یہی اگنی تاپی ہے۔ ہم نے بدری نارائن میں اپنا آدمی بھیج کر شدھ شلاجیت تیار کرائی ہے۔ قیمت سورج تاپی ایک روپیہ تولہ۔ اگنی تاپی آٹھ آنہ تولہ

نیتر رکھشک سرمہ

آنکھ جسم کا سب سے نازک اور سب سے زیادہ مفید انگ ہے۔ آنکھ کی حفاظت کے لئے سب کسی کو عمدہ آنکھوں کا سرمہ لگانا چاہیئے۔ نیتر رکھشک سرمہ کے استعمال سے آنکھیں صاف اور ٹھنڈی رہتی ہیں اور آنکھوں میں کوئی بیماری ہونے نہیں پاتی۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنہ ۸؍

بھیم سینی انجن

یہ سرمہ روزانہ استعمال کرنے سے آنکھوں کی ہر ایک بیماری مثلاً کمزوری نظر۔ پانی بہنا۔ سُرخی دھند۔ جالا اور پڑبال وغیرہ دور ہوتی ہے۔ آنکھوں کی خارش اور ضعف بصارت کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ اگر اس

کے ساتھ مہا تریپھلہ گھرت کا استعمال کیا جائے۔ تو عینک کی عادت بھی بہت جلد چھوٹ جاتی ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

مہا تریپھلہ گھرت

یہ بھی بینائی کو تیز کرنے کے لئے آیورویدک کا مجرب اور شدہ ہے۔ اس کے کئی ماہ تک باقاعدہ استعمال کرنے سے نہ صرف نظر تیز ہوتی ہے بلکہ دماغ کو بھی طاقت پہنچتی ہے اور بالوں کا گرنا یا سفید ہونا بند ہو جاتا ہے۔ تولہ بھر گھی گرم دودھ میں ڈال کر شام کو پینا چاہیئے۔ قیمت ایک سیر دس روپے آدھ سیر [illegible]۔ ایک پاؤ [illegible]

تریپھلا چورن

یہ بہت سستا اور مفید چورن ہے۔ اس کے باقاعدہ استعمال سے قبض۔ بواسیر۔ یرقان۔ استسقاء۔ ذیابطیس اور دردِ سر وغیرہ بہت سی امراض دور ہوتی ہیں۔ تین چار ماشہ یا زیادہ روزانہ رات کو دودھ کے ساتھ کھانا دائمی قبض کو دور کرتا ہے۔ قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ خوراک کو ہضم کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔ نظر کو تیز کرتا اور سفید بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ ہر عمر اور ہر موسم میں قابل استعمال ہے۔ قیمت ایک سیر تین روپیہ۔ آدھ سیر [illegible]۔ ایک پاؤ ۱۲ آنے

چندر پربھاوٹی

یہ طاقت کی مشہور و معروف گولیاں ہیں۔ استسقاء کو خاص کر مفید ہیں۔ پتھری اور گردہ مثانہ کی کمزوری کی شافی ہیں۔ دل و جگر کی کمزوری کو مفید ہیں۔ جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ غرضیکہ بوڑھوں بچوں۔ عورتوں سب کے لئے عمدہ رسائن ہیں۔ قیمت چالیس گولی ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ :- [illegible] انارکلی لاہور

ہندی بھاشا کی اپیوگی پستکیں خریدئے

پنڈت پریم پرکاش

प्रभु प्रेम प्रकाश

یہ ہندی بھاشا کی پستک اپنے نام کو سارتھک کرتی ہے۔ اس میں پربھو کا گن انوواد جگت میں رہتے ہوئے اپنے کرتوں کا پالن اور سنساری بکھیڑوں سے چھوٹ کر حقیقی سکھ کے پراپت کرنے کے اپائے۔ ایشور پرارتھنائیں اور امرت بچنوں کا منوہر پریم بھرا درشن ہے۔ وہ بہت سرل اور پُر اثر ہیں۔ ہندی بھاشا جاننے والے سجنوں سے ہم پُر زور سفارش کرتے ہیں کہ وہ یہ پریم پرکاش کی ایک جلد ضرور خرید کر دیکھیں۔ انہیں اور سمبندھیوں کو پرارتھنا کے وقت بہت کام آئیگی۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بڑھیا۔ پیڑی کی سندر جلد بندھی ہوئی پستک کا مولیہ صرف ۸ آنہ

نارائن ترنگ

नारायण तरंग

یہ کیرتن سنگیت بھجنوں کی پستک ہے جس میں بھجن شری کرشن بھگتی اور ایشور بھگتی سے بھرپور ہیں۔ ان بھجنوں کے رچئیتا سورگباشی پنڈت راج نرائن صاحب ارمان ہیں جو شاستری کیرتن کیا کرتے تھے۔ قیمت دس آنہ

استری روگ درپن

स्त्री रोग दर्पण

اس میں استریوں کے گپت روگوں کا ندان، لکشن اور چکتسا کا ورنن ہے۔ یہ پستک استریوں اور ویدوں کے دیکھنے پڑھنے یوگیہ ہے۔ ہر ایک ہندی پڑھی لکھی دیوی کے پاس یہ پستک رہنی چاہیے۔ قیمت دس آنہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر ماتنڈ پستکالیہ انارکلی لاہور

آنند کی گذشتہ فائلیں رعایتی قیمت پر

فائل آنند سنہ ۱۹۲۴ء ۱۲ پرچے۔ روحانی اخلاقی مضامین بھجن اور کتھائیں۔ قیمت رعایتی ۱۲/

" " سنہ ۱۹۲۵ء ۲۰ پرچے۔ شریمد بھگوت گیتا پر سندر مضامین۔ قیمت رعایتی عہ

" " سنہ ۱۹۲۷ء۔ اس میں ہولی نمبر، افسانہ نمبر وغیرہ پانچ خاص نمبر ہیں۔ قیمت رعایتی عہ

" " سنہ ۱۹۲۹ء۔ اس میں آتم کلیان نمبر۔ اُتم وچار نمبر۔ شردھا بھگتی پرکاش نمبر اور افسانہ نمبر روحانی نمبر وغیرہ خاص نمبر درج ہیں۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ

فائل آنند سنہ ۱۹۳۰ء مکمل بارہ پرچے۔ اس میں گیان کتھا ساگر کی کتھائیں درج ہیں عہ

" " سنہ ۱۹۳۱ء " " " گیان کتھا ساگر کی کتھائیں اور ناول آدرش پتنی بھی درج ہیں۔ اس کے علاوہ بیسیوں بھجن ایڈیشن اور کتھائیں درج ہیں۔ قیمت رعایتی ۲/

فائل آنند سنہ ۱۹۳۲ء۔ مکمل بارہ پرچے۔ اس میں گیان کتھا ساگر کی کتھائیں درج ہیں عہ

فائل آنند سنہ ۱۹۳۳ء مکمل۔ گیان کتھا ساگر کی کتھاؤں کے علاوہ پانی کا علاج مکمل، بستی سلوکی بھگتی کی منوہر کتھا۔ شت شلوکی وغیرہ کے تراجم درج ہیں۔ قیمت رعایتی ۲/

فائل آنند سنہ ۱۹۳۴ء اس میں اشٹو پدیش سے لے کر اختتام تک مہابھارت۔ ادھیاتم رامائن۔ سندھیا اپاسنا، یوگ اور حفظ صحت و ورزش نمبر شامل ہیں۔ قیمت رعایتی عہ

فائل آنند سنہ ۱۹۳۵ء کے بارہ خاص نمبر۔ قیمت سات روپیہ رعایتی عہ

" " سنہ ۱۹۳۶ء مہاپرش نمبر، پرانا یام نمبر، بھگتی برتانت جپ جی وغیرہ نمبر رعایتی ۲/

" " سنہ ۱۹۳۷ء گیانیشوری مکمل گیانیشور چرتر۔ رامائن بال کانڈ وغیرہ۔ رعایتی ۳/

" " سنہ ۱۹۳۸ء داس بودھ مکمل وشنو سہسر نام یوگ درشن وغیرہ۔ قیمت رعایتی ۳/

" " سنہ ۱۹۳۹ء سکھمنی صاحب وغیرہ سب کے سب پرچے خاص نمبر ہیں۔ قیمت رعایتی ۳/

مینیجر آنند ... لاہور

جیون سدھار تین جلدوں میں

جلد اول

جیون سدھار کی پہلی جلد میں مندرجہ ذیل آٹھ کتب شامل ہیں ۱۔ دھرم کی ویاکھیا ۲۔ بھگوان رام کے اُپدیش ۳۔ آئینہ سداچار اور قوت خیال ۴۔ فن النفس (نفس) ۵۔ برہمچریہ کے سادھن ۶۔ سندھیا اپاسنا یوگ ۷۔ شری کرشن چرتر گیتا کی روشنی میں ۸۔ اندر شکتی کا وکاش یا سو سال کی عمر حاصل کرنا۔ مندرجہ بالا آٹھ کتابوں کی قیمت ۵؍ کی بجائے مجلد کی صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ رکھی گئی ہے۔

جلد دوم

دوسری جلد میں مندرجہ ذیل آٹھ کتب شامل ہیں۔ ۱۔ حفظ صحت ویوگ کی ورزشیں (۲) جیسے چاہو ویسے بن جاؤ (۳) خوشی اور کامیابی کے بنیادی اصول (۴) راہ نجات کی ابتدائی منزلیں ارتھات مکتی کا مارگ (۵) شانتی کی دولت (۶) اچھی نیند لینے کی تعلیم (۷) دھارمک اخلاقی کتھائیں (۸) اپنے خیر خواہ بنو۔ مندرجہ بالا آٹھ کتابوں کی قیمت ۵؍ کی بجائے صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ رکھی گئی ہے۔

جلد سوم

تیسری جلد میں مندرجہ ذیل آٹھ کتب شامل ہیں۔ (۱) اوم کی ویاکھیا (۲) گایتری کی ویاکھیا (۳) ادھیاتم یوگ (اربندو گھوش) (۴) جیون مکتی کا سادھن (۵) پوتر جیون اور بے عیب زندگی (۶) اشٹانش شلوکی گیتا (۷) بھجن مالا (۸) اپدیش۔ ان آٹھ کتابوں کی قیمت ۴؍ کی بجائے مجلد کی صرف ۱۲؍ رکھی گئی ہے۔

تینوں جلدوں کی مجموعی رعایتی قیمت ۱۲؍ کی بجائے صرف ۴؍ لی جاویگی

ملنے کا پتہ :۔ رام لال ورما مینیجر مارتنڈ پستکالیہ چنگڑ محلہ نزد انارکلی لاہور

شری یوگ واشسٹ (مہارامائن)

المعروف

موکھش شاستر

اس مہاگرنتھ میں پرم گیانی بھگوان وششٹ منی نے بڑے ہی عمدہ ڈھنگ سے شری رام چندر جی کو برہم گیان کا اُپدیش کیا ہے۔ ترجمہ عام فہم اور سلیس ہے۔ جس سے اس شاستر کے سمجھنے میں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی۔ ہم زور سے کہتے ہیں کہ یوگ واشسٹ کا ایسا سرل ترجمہ آپ کو دوسرا نہیں ملے گا۔ یوگ واشسٹ کو پڑھ کر آپ ایسا جانیں گے۔ گویا کسی نے آپ کے اوپر امرت ہی چھڑک دیا ہے۔ یہ مہاگرنتھ اب قریب الاختتام ہے۔ اس لئے ویدانت کے پریمی سجن ضرور منگوالیں ورنہ ختم ہو جانے پر کسی قیمت پر بھی نہیں مل سکیگا۔

قیمت ہر دو جلد مجلد ۲۴۰۰ صفحات کلاں صرف ہے ۲ جلد ۱۲/

بھرتری ہری شتک

بھرتری ہری شتک سنسکرت کا نہایت پرسدھ گرنتھ ہے۔ شریمان پرمار تھی ایڈیٹر مارتنڈ نے اس کا اردو میں بالتشریح ترجمہ کرکے اردو دان پبلک پر بہت احسان کیا ہے۔ قریب چار سو صفحات کی ضخیم کتاب کی قیمت عہ رعایتی مجلد صرف ۱۲/

ملنے کا پتہ:۔ رام لال ورما مینیجر مارتنڈ پستکالیہ چنگڑ محلہ (نزد انارکلی) لاہور